قد جعل الله لکل شیٔ قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت بنیان ...



کلیات قدر

سنہ ١٣٠٨ھ

١٨٩١ع

مصنفہ سخنور ثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

ترجمۃ المصنف

سید غلام حسنین ابن سید خلف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الاخرہ ۱۲۴۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے مسقط الراس محلہ سلہرہ شرقی بلگرام من مضافات لکھنو ہی محرر سطور بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد اعنی آنکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے **غلام حسنین** ۱۲۴۹ تاریخی نام رکھا پہلے پہل سید محمد صاحب الدعوۃ الصغری جد القبیلہ واسطہ عرب سے جہان کا قلم مشہور ہی بلگرام مین آکر متوطن ہوئے تھے نسب کا سلسلہ عیسی ابو تم الاشبال بن حضرت زید شہید بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام سے ملتا ہی انکے مذہب کا حال اس شعر سے آئینہ ہے

خدا معلوم کیسا گو نکو ہے قدر کا مذہب	۵	کہ شیعہ ہے نہ سنی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

العاقل تکفیہ الاشارہ بعد اخذ حیثیات فارسی بغرض تحصیل علوم عربیہ سلطان عالم حضرت واجد علی بادشاہ اودہ کے عہد مین آپ بلگرام سے لکھنو گئے وہ شاہی کا زمانہ شاعری کا گھر گھر چرچا تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادھر مائل ہوئی اولاً شیخ امان علی سحر کے شاگرد ہوئے **قدر** تخلص ملا ثانیاً میرزا محمد رضا برق المخاطب بہ فتح الدولہ بہادر سے عروض قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکھنو سی شہر مین شعرا انکی تحقیقات کو مسلم الثبوت خیال کرنے لگے اور ابتدا مین انکی غزلیات سحر و برق دیکھتے تھے اور یہ شاہ غازی الدین حیدر کی بیگم مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکار مین منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب مشق سخن بڑہی اور کلام مین رنگینی اور طبیعت مین مضامین آفرینی پیدا ہوئی تو سحر و برق نے اس دار فانی سے کوچ کیا ناچار شیخ امداد علی بحر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت بحر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے تھے انقلاب لیل و نہار سے ۱۲۷۲ھ ہجری مطابق ۱۸۵۶ء کے بہار لکھنو پر خزان آئی انتزاع سلطنت ہوا

پھر دفعۃً ۱۸۵۷ء عیسوی مین فوج انگریزی سرکار سے پھر گئی دلّی لٹی لکھنؤ بیچراغ ہوا والقصۃ بطولہا آپ بھی لکھنؤ سے بلگرام چلے آئے۔ اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھانجے مرزا عباس بیگ دہلوی اور نواب غلام حسین خان حسین تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموری وغیرہم مصائب غدر اوٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدر کی صحبت کو مغتنم جانکر تا ایام غدر یہین رہے اسیوقت اُنہون نے بلگرام کے کبیشرون سے بھاشا مین مہارت پیدا کی تھی بعد غدر جو تسلط سرکار انگلشیہ آپ بتلاش معاش پنجاب کو چلے گئے اور چندے فوج سرکاری مین منشی رہے بھلا پنجابی زبان انکو کیونکر پسند آتی مستعفی ہوکر دہلی مین آئے وہان نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب کی شاگردی نظم و نثر مین اختیار کی جب تک میان سحر اور غالب زندہ رہے دونون سے شعر و سخن مین مشورہ رہا چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنؤ کی ادا آپ کے کلام سے مترشح ہے میر صاحب نے ایک رباعی مین چارون اُستادونکا اقرار کیا ہے

رباعی

سیکھے سحر و برق سے بندش کی بند
پھر غالب و سحر نے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانے مین نہوگا اے قدر
بدنام کنندۂ نکونامی چند

پھر جب دہلی سے وطن مین پہونچے اور صوبہ اودہ کی ضلعبندی ہوئی اور بلگرام وغیرہ کا ہردوئی ضلع ٹھہرا اور جا بجا مدارس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ دہلوی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع ہردوئی نے انکی سفارش صاحب ضلع سے کی اوسنے انکو ہائی اسکول ہردوئی کا مدرس فارسی کردیا لیکن انکی شاعری نے اکثر تلامذہ کو فن شعر کی طرف متوجہ کرلیا اور خود تو ماشاءاللہ ہمہ تن اسیمین مصروف تھے یہ حالت ہیڈ ماسٹر نے دیکھکر آپکو مصلحۃً کئی بار فہمایش کی مگر شاعرانہ وارستگی سے یہ کیسکی کب سنتے تھے آخر ہیڈ ماسٹر نے انکی رپورٹ صدر مین اس بناپر کردی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہین اسپر حسب الحکم صاحب ڈائرکٹر بہادر سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنؤ کے نارمل سکول مین جانا لابد ہوا وہان رہکر فنون ریاضی مین کسیقدر

واقفیت پیدا کی بعد ازان مہونا تحصیلی اسکول ضلع لکھنؤ کے افسر مدرس ہو گئے وہان سے ۱۸۵۵ء عیسوی مین کالن براوننگ صاحب ڈائرکٹر اودہ نے ازراہ قدردانی آپکو بہر ضلع ہردوئی کا مدرس فارسی مقرر کیا۔ ع آب فتہ دگر بجو آمد۔ اس رباعی مین اسی خدمت کا اشعار ہی **رباعی**

درجے مین بڑہا ہوا ہی جس تس سے قدر	دونا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی سہے ہردوئی کا	پھر اوسپہ ہی ہمعدد مدرس سے قدر ۳۰۴ ۳۰۴ ۳۰۴

لطیفہ قدر تخلص مدرسی سے پہلے رکھا تھا عہدہ بھی پایا تو تخلص کے ہمعدد سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد میر قدر کو بلا مبالغہ کئی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جب اُنکو ٹوکا جواب دندان شکن پایا افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب معرکے یاد نہین ورنہ یہان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہوتا پھر بقول مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض سوال وجواب حوالہ قلم ہین۔

(۱) **قدر** ؎ دل شرر تھا سوزش غم سے اوچھلکر رہگیا * مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہگیا * نواب غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیواسطے بیٹھنا نہین آیا اوٹھنا البتہ مسموع ہی قدر نے مصحفی کا مطلع سند پڑھ دیا ؎ شمع کیطرح سے چپ بیٹھے ہین آسن مارے * گر ہلاتے ہین زبان جاتے ہین گردن مارے *

(۲) **قدر** ؎ قاصد یہ کہنا یا کے میرے یار کا مزاج * پوچھا ہی اک غریب نے سرکار کا مزاج * سر مشاعرہ خواجہ وزیر کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سرکار کہنا کہارون کی بولی ہی قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپکے استاد کیا کہتے ہین۔ **وزیر** ؎ باغ کو جائیگا ابر یہ مست اوٹھا * پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج * اور میان معروف دہلوی بھی فرماتے ہین ؎ ان دونون سرکار پر معروف تھے کھائے تھے گل * جن دنون صاحب لیئے پھرتے تھے بلبل ہاتھ پر * معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے قہقہہ لگایا۔

(۳) **قدر** ؎ کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت * ایک سے ایک ہین کلجگ کے زمانے والے * کالکا پرشاد موجد لکھنوی بولے کہ جگ خود بمعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال اور جگ ملکر ایک اسم ترکیبی ہوکر

علم ہوگیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہی جسطرح ناسخ فرماتے ہین ؎ تین تربینی ہین دو آنکھین مری + اب اِلہ آباد بھی پنجاب ہی + تربینی یعنی تین بینی گنگا جمنا سرسوتی ہین پس ادخال لفظ تین لفظ تربینی پر ایسا ہی جیسا لفظ۔ زمانہ۔ جگ۔ پر موحد نہایت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ شاعری وہ کرے جو تمہاری مثل شاعر ہو ورنہ یادر کھے

(۴) مثنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تجر نے یون کہی ہی ؎ یہ سنہ مثنوی قدر ہی + مثنوی قدر مہ قدر ہی + ذکی بلگرامی شاگرد مرزا دبیر نے اعتراض کیا کہ مہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکرر ہوتا ہی اور اگر بجاے ماہ شب قدر ہی تو لفظ شب اسمین نہین قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجاے شب قدر آیا ہی **سعدی** ؎ دہل زن گو دو نوبت دہ بشارت + کہ دوشم قدر بود امروز نوروز۔

(۵) ایکدن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع مین ایسا پیچ کھایا ہی کہ معاذ اللہ ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + قدر نے کہا کہ ہان ایک جگہ ردی ساکن ہی اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہین مگر یہان میرے ذہن مین ایک بات گزرتی ہی کہ جب شاعر کوئی عیب کرکے اوس پر اعلام کردے تو وہ اوس سے بری الذمہ ہوجاتا ہی اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ مین مبین ہی حافظ نے اس شعر مین دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور مین خراب کہان دوسرے کجا سے کجا تک راہ مین فرق پڑگیا ہی یعنی ردی متحرک ہوگئی ہی عارف یہ سنکر پھڑک اٹھا اور قدر نے اس تفقیہ کو ایک قطعہ مین نظم کیا۔ **قطعہ** نوشت مطلع پرنور خواجہ شمس الدین (لقب حافظ) + بدین فروغ گہر بار داز سحاب کجا + صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + فتاد عقدہ در اندیشہ خردہ گیران را + ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا + کہ یک ردی متحرک دگر ردی ساکن + خطاست بہر خطا حکم ارتکاب کجا + غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را + تراست پایۂ این مایہ احتساب کجا + مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن + نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا + نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد + صلاح کار کجا و من خراب کجا + سپس ز نفس خطا تازہ کرد عذر خطا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف + اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا + مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے قدر

سخن یکی است جواب ترا جواب کجا + دراز نفسی معاف آدمم بر سر مطلب بعد ایک سال کے اورینٹل ڈپارٹمنٹ
کے مدرس فارسی منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کیننگ کالج نے انتقال کیا اسوقت مرزا عباس بیگ دہلوی
پنشن پاکر لکھنو مین کالج مزبور کے ممبر ہوگئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہ تجویز کی اور ہردوئی سے بلایا
اور منظوری صاحب کمشنر بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہان کہ سات برس چھہ مہینے تک وہ اپنے عہدیکا کام
بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ بکمال لیاقت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی دلسوزی اور توجہ کی کہ
اورینٹل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلی درجے کی لیاقت حاصل کرکے امتحانون مین کامیاب ہوتے رہے
اسی زمانے مین آپنے پنگل یعنی ہندی کا عروض پنڈت جٹا شنکر پانڈے بھٹا چارج بنارسی سے جو کہ اورینٹل
ڈپارٹمنٹ مین سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور مارمہرہ اور قواعد العروض مین ترجمہ کرکے نئی باعروضیون
کو بتائی - افسوس کہ اون مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک مبسوط کتاب فن قافیہ
مین بھی لکھین ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ + دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء تک یہ کالج مین کام کرتے رہے بعد جنوری سنہ ۱۸۸۴ء
مین ہنبہ مرزا غالب نواب آغا مرزا بیگ خان بہادر سرور جنگ استاد حضور پُرنور کی تحریک سے بتقریب مسند نشینی
اقدس و اعلی میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ والی دکن اثنائے سفر کلکتہ مین بمقام بنارس
شرف یاب حضوری اعلیحضرت ہوکر قصیدہ تہنیت نظر انور سے گزرانا جسکے صلہ مین ملبوس خاص عطا ہوا اور امیدوار
ملازمت ہوکر ہمرکاب بندگان عالی کلکتہ جاکر بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین تشریف لائے اور چارسو روپیہ
ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کسقدر انسان کو معزز کردیتا ہی زمانے کے ہاتھون شاعری کا
رنگ اوڑگیا ہی جدہر دیکھئے انگریزی کا چرچا ہی میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی رسمی تھی
مگر شاعری مین چونکہ عمر بسر کردی تھی اور استادون کا فیض صحبت پایا تھا کہان سے کہان پہونچ گئے۔
ھ ہنوز آن ابر رحمت دُرفشان است + خم و خمخانہ با مہر و نشان است + قدر مرحوم نہایت ضعیف الجثہ
تھے اسپر مرض ضیق النفس و ضعف معدہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلاف آب و ہوا سے اور بھی مستولی

ہوگیا آخر کار بسبب شدت ضعف و بیماری حیدر آباد سے بغرض معالجہ لکھنؤ کو راہی ہوئے لیکن وہان بھی کوئی تدبیر سود مند نہوئی اور باون برس کی عمر مین بست و سوم ماہ ذی القعدہ ۱۳۰۱ھ ہجری مطابق چہار دہم ماہ ستمبر ۱۸۸۴ع بروز یکشنبہ شہر لکھنؤ مین اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور وہین میر خدا بخش کی کربلا مین مدفون ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلامذہ تھے اونکا لڑکا اونکے سامنے مرچکا تھا لیکن اپنا عقب اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا انکا فصلت دیوان غزلیات و قصائد دو جلد مثنوی قضا و قدر چھپکے آخر مین ایک واسوخت بھی چھپ گیا ہی مختصر مجموعہ شرح مجموعہ سخن جسپر سرکار انگلشیہ سے صلہ پایا اور چھپ بھی گیا ہی رسم عرفی شرح قصائد عرفی نظم الارکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض پنگل بن المعروف بہ مار مہرہ مصطلحات اُردو ناتمام متفرقات۔ اس مقام پر ہمارے ہمعصر تذکرہ نویس ناخوش ہونگے کہ دیوان کا انتخاب کیون یہان ثبت نکیا کہ تذکرون مین اوسکا نقل کرنا آسان ہوتا مگر راقم کو اسکی فرصت نہ ملی طالب اپنی طبیعت کے موافق اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے۔ تواریخ وفات اُنکے شاگردون اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہین لیکن یہان زیادہ گنجایش نہین صرف منشی محمد محمود احمد اور شیخ غلام حیدر آرشد کی چند تاریخین لکھکر ان سطور کو تمام کرتا ہون

نتیجہ فکر آسمان پیوند منشی محمد محمود احمد خلف رفیق الدولہ دبیر الانشا محمد ظہیر الدین خان بہادر بلگرامی

آوخ وو ژمان کہ گاہ کر دنہ جز وز خمی
قدر بہ تیغ و کفن رفت بزیر علم
رفت خود اندر بشاسب آب بھر دیدہ زد
جملہ ارا وندوی شد بضمیر اندرون
مرگ توانا بزور قدر بد زواخ زار
رفت خود آوخ مرا آب بر آتش زریخت

زین فلک وژ براز نیست امید وفا
رخت بہ بست از توش شد سوملک بقا
از رہ عبرت نگر دیدہ ما کردہ وا
حیف کہ فرصت نیافت قدر ز دست فنا
این شدہ چون تیر کاہ آن شدہ چون کہربا
ماند بسوز غمش این دل من شیوہ سا

حل لغات

آوخ آہ و افسوس
وز بان ...
...

کرد چنین مویه ها کآب گذشت از سرم	هان گو سبقت ربوده دیده ام از رگ
این دل بشخوده ام شد بغمش ژند ژند	وین سر شوریده ام شد به الم آشنا
غلغله پارسیش چون بزبان او فتاد	رو همه ها ساختند اهل عجم مرحب
جمله کلامش بود در خور بشر و نتن	بر سخن نغز او ی بوسه شکستن ر
بر حسن سخنش صیت مدیحش دلیل	ویژه همه جامه هاش بر صفت او گوا
بین که بدیر سپنج کیست اثر این چنین	محفف گوکه بجاق اندرشش بود نظیرش کجا
یللی آورده ام آب ز آتش برون	سال رحیلش زاید فصیح زهی حمد نوشتم د
مصرع اولای او در سنه هجری است	مصرع اخرای او سال مسیحی نم
آه که شد رنگ و بو از چمن شاعری	مویه که استاد قدر رفته ز دار فن
سنه ۱۳۰۱ هجری	سنه ۱۸۸۴ ع

وله این تاریخ بر لوح مزار شریف کنده شد

روز یکشنبه بد و بست و سوم ذیقعده را	بر دو بهر سه روز ساعت چو نا ز بیان
آه رخ از واژ و نی چرخ در آهنگ ژند	کان علم از دهر یعنی اوستاد ما بشد
ز دو رقم سال وفاتش حمد صوری معنوی	در هزار و سه صد و یک قدر از دنیا بشد
	سنه ۱۳۰۱ هجری

ریختهٔ کلک گهر سلک شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قدر

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف	بلگرامش وطن و سید ذی رتبه و جاد
روز یکشنبه و بست و سوم ذی القعده	فوت کرد آن شه اقلیم سخن داویلا
سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت	شد روان قدر بسوی ارم انا لله
	سنه ۱۳۰۱ ع

وله

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل	نکته پرداز و سخندان و سخن آگاه ق
هجری و هم عیسوی ارشد بگو مصرع سال	در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه ق
	سنه ۱۳۰۱ هجری و سنه ۱۸۸۴ ع

تمت

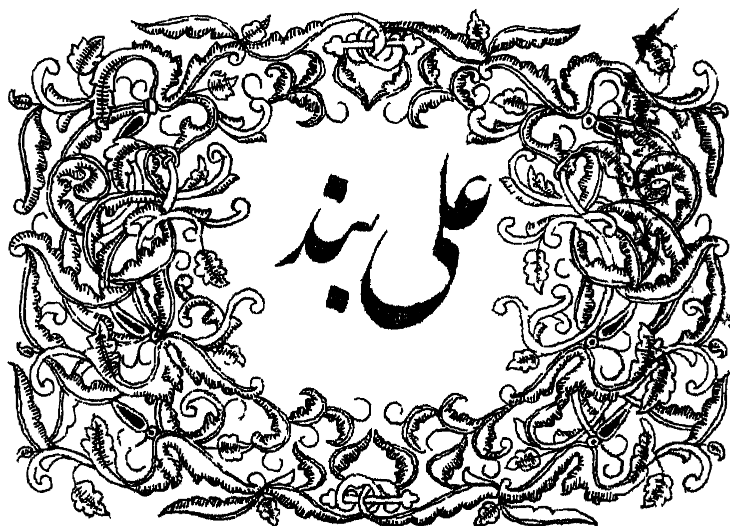
قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت پایان اعنی



مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ بزیور طبع پوشید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

در منقبت جناب امام المتقین امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام

علی کا بندۂ یکتا علی بن ابیطالب
وصیِ مصطفےٰ احقا علی بن ابیطالب
انیس و شوہر زہرا علی بن ابیطالب
پدر شبیر و شبر کا علی بن ابیطالب
شجاع لافتیٰ الا علی بن ابیطالب

شفیع روزِ میزان پردۂ بازار رسوائی
نسب دارِ علیٔ بابہا و کنت مولائی
وصی و مہر دارِ مصطفےٰ معیارِ یکتائی
امینِ سرِ حق گنجینہ دارِ علتِ غائی
کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب

ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفےٰ ہے وہ
خدا کا بندہ ہے لیکن نصیر کا خدا ہے وہ
واتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہے وہ
کہ اکملت لکم ہے تاجدار انما ہے وہ

سر پر آراستے تطہیرا علی بن ابیطالب

گئے معراج کو جبریل کے ہمراہ پیغمبر
مگر پردے سے آتی تھی یداللہ کی صدا باہر

وہان پونہچے فرشتونکی بھی پر جلتی تھی جس جا پر
عطای عصمت و عظمت مین سر لو کشف تو ہم کر

لما از دوست یقیناً تھا علی بن ابیطالب

ہی سورہ نور کا یا رب کہ اوسکی نور کی صورت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہی قامت

مدا بروے مبارک آنکھ ہی قرآن کی آیت
حدیثون سے بھی ثابت ہی کتاب اللہ و العترت

کتاب عالم بالا علی بن ابیطالب

نبی کا گوشت سارا خون سب حیدر کا ہی ذاتی
پھر اوس پر نفسک نفسی جو دم مارا ہوئی خالی

دلالت کرتی ہی اس پر حدیث لحمک لحمی
اگر مجھ سے کوئی پوچھے تو ہین بیشک یہی معنی

علی احمد نبی گویا علی بن ابیطالب

امیر المومنین حیدر امام المتقین حیدر
امام الانس و الجنۃ بناز بیر زمین حیدر

ہی سر فوق اید یہم سر عرش برین حیدر
فروغ شرع و دین حیدر ظہور ماطین حیدر

ظہیر آدم و حوا علی بن ابیطالب

ہوئی دنیا مین جب آفات جناب مصطفےٰ پیدا
خدا کے گھر مین حیدر نے وہ اپنا سکہ بٹھلایا

سنا ہی طاق کسری شق ہوا یہ رعب چھایا تھا
یہان دیوار کعبہ شق ہوئی یہ رعب تھا اوسکا

ہوا کعبے مین جب پیدا علی بن ابیطالب

دوبالا ہو گیا رتبہ رسول اللہ کی قامت کا
اذان سے کر دیا ہی یا خدا نے وصل قامت کا

خدا کی بیت مین باندھ گیا مضمون قیامت کا
نبوت کے شجر مین یا ہوا پیوند امامت کا

چڑھا دوش نبی پر کیا علی بن ابیطالب

وہ قفلِ ہفت دوزخ ہی کلیدِ ہشت جنت ہے
فلکِ رفعت قمر طلعت خدا کا ابرِ رحمت ہے

امامِ مالک و رضوان شریکِ رنج و راحت ہے
بشر صورت ملک سیرت ہے خود صانع کی قدرت ہے

خدا کے نور کا مجّا علی بن ابیطالب

درِ گلزارِ جنت نردبانِ نہ فلک حیدر
خطِ پیشانیِ حور و قصور و کرسی و محشر

لکھے ہیں سب امور لوحِ محفوظ اوسکے ناخن پر
سحابِ آبروے نہرِ تسنیم و لبن کوثر

بہارِ سدرہ و طوبےٰ علی بن ابیطالب

وہ قطبِ آسمان و آسمانِ ہفت اختر ہے
سحابِ ہفت قلزم قلزمِ تسنیم و کوثر ہے

ضیاے آفتاب و آفتابِ ہفت کشور ہے
رکینِ رکن و رکنِ مسجد و محراب و منبر ہے

خدا کا برزخِ کبریٰ علی بن ابیطالب

دیا جو شب کو پایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
یتیموں کو کھلایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ

غریبوں کو لٹایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
اسیروں کو دلایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ

سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب

چھڑایا دیو و دد سے کیا سلیمان اور سلیمان کو
خسوفِ چاہ سے بخشی خلاصی ماہ کنعان کو

خلیل و نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کو
بچایا یونس و ایوب کو جرجیس ہیجان کو

غرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب

پڑھا سورج کے عامل نے جو اسمِ اشرفِ حضرت
کرن تارِ گریبان ہوگئی اللہ ری وحشت

حصارِ ہالہ کھینچا پر یہ اوسکی ہوگئی نوبت
جلالی اسم تھا جب تو ہوئی خورشید کو رجعت

خدا کا اسمِ اعظم تھا علی بن ابیطالب

کسے ہی جنگ کا یارا مرے پر مرّہ کو مارا
کنوئیں میں جب وہ للکارا گروہِ جنیان مارا

ہوا جب اوس سے صف آرا وہ لشکر وہ ہوا سارا
بنی ہاشم کا مہ پارا نبی کو دل سے تھا پیارا
خدا کے عرش کا تارا علی بن ابیطالب

جہاد اون سے نبی کو کسقدر خوشنود کرتا تھا
عجب انصاف لڑنے مین وہ بحر جود کرتا تھا
جو اوسکا سامنا اگر کوئی مردود کرتا تھا
سراپا کو برابر نیست و نابود کرتا تھا
بنا دیتا تھا شکل لا علی بن ابیطالب

در خیبر کی بھی کچھ اصل تھی جو اک اشارا ہو
اشارہ ہوتے ہی بھونچال آئے حشر برپا ہو
قیامت ہو تلے اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو
زمین و آسمان چکر مین آکر اک ہنڈولا ہو
اگر کردے تہ و بالا علی بن ابیطالب

علی کے نام پر ہے عین دیکھو صنعت داور
عدد ہین کن کے ستر اور حرف عین کے ستر
ہوئی ہے کن کے کہتے کائنات اکبار سرتاسر
مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر
وہ اپنے سر پہ رکھہ لایا علی بن ابیطالب

غلام و اسپ و تیغ و زن وفاداری مین سب یکسان
غلام ایسا کہ جو سرتاج خان و قیصر و خاقان
وہ اسپ و تیغ جن سے تھے مہ و مریخ سرگردان
زن ایسی زن کہ جسکا مالک و وارث شہ مردان
وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب

خدا کی راہ مین سر دینے والا تھا مرا مولا
نکالا تیر سجدہ مین اوسے صدمہ نہ کچھ پہنچا
نماز عاشقان ترک وجود ست اوسکو زیبا تھا
حضور قلب و الاعمال بالنیۃ کا دیا جا
مراد ربی الاعلے علی بن ابیطالب

سر مسجد بن ملجم نے کعبہ دین کا ڈہایا
خدا کے گھر مین جا کر میرا مولا سرخرو آیا
تہ محراب تیغ الغام و اسجدو اقترب پایا
زمین لرزی علی سجدہ مین تڑپے عرش تھرایا

فوا مولا و وا ویلا علی بن ابیطالب

علی نے جام شربت ایسا بھیجا ابن ملجم کو
کہ اوسکا ایک قطرہ سرد کر دیتا جہنم کو
وہ کیون پیتا کہ پینا آب نیزان تھا اوس ظالم کو
جو یہ ہی تو لب کو شربت سا بھولیگا کیون ہم کو

سخا فیض کا دریا علی بن ابیطالب

علی نفس نبی تھا اوس سے کیا بہتر کوئی ہوتا
یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا
نبوت گھر مین تھی آخر امامت پر کوئی ہوتا
پیمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا

اگر ہوتا تو پھر ہوتا علی بن ابیطالب

علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام و دین میرا
ہر اک ساعت ہر اک لحظہ ہر اک دم ہی معین میرا
معاذ اللہ جو وہ چھوٹے کا نا ہی کہین میرا
پڑے ہون بکر و زید و عمر و پر کوئی نہین میرا

مرا مولا مرا آقا علی بن ابیطالب

تولا ے علی کی ولولے ہین جوش مستانہ
لفس کی دم کشی جرعے ہین نقد جان ہی بیعانہ
رگین نل ہنگیئن دل ہی قرابہ آنکھ پیمانہ
مرا سینہ خم مے ہے غدیر خم ہی میخانہ

وہان پیر مغان میرا علی بن ابیطالب

سلام اے قبلۂ دین السلام اے کعبۂ عالم
سلام اے نور اسوٗ السلام اے چشمۂ زمزم
سلام اے وارث نوح السلام اے وارث آدم
سلام اے حجۃ اللہ السلام اے آیت اعظم

سلام اے مصحف گویا علی بن ابیطالب

سفینہ نوح کا ہین اہلبیت سرور طاہا
مگر نوح اوس سفینے پر تمھاری ذات سے ہنا ہا
وہ ناجی ہوگیا جسنے تہ دل سی تمہین چاہا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیٰہا

لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب

خمار نشاۂ دنیا سے مولا حال ہی ابتر
نہ چھپ سکتا ہی درد دل نہ اوٹھہ سکتا ہی درد سر
قیامت مین یہی کہتا ہوا پونہچون لب کوثر
الا یا ایہا الساقی کوثر دم ہی ہونٹھون پر

ادرکا سأونا ولہا علی بن ابیطالب

زمانہ پھر گیا تقدیر پلٹی سب نے منہ پھیرا
غم دنیا و دین نے شیر بن کر مجھے گھیرا
یہان بھی آسرا تیرا وہان بھی آسرا تیرا
سوا تیرے نہین کوئی کہین فریاد رس میرا

اغثنی انت مولانا علی بن ابیطالب

بسر اچھی ہوئی ابتک ترے اقبال سے مولا
مگر بندہ ترا آفت مین ہی دو سال سے مولا
چھڑا مجھکو خدا کیواسطے جنجال سے مولا
چہ غم مین چلا ہشیار میرے حال سے مولا

سنبھال اے عروۃ الوثقی علی بن ابیطالب

مرے دلکو سرور آنکھونکو نور اے نور ایمان دے
در مقصود دے دنیا مین موج اے بحر عرفان دے
رہائی پنجۂ ادبار سے اے شیر یزدان دے
خلاصی مجھکو قید فقر سے اے شاہ مردان دے

اسیرم کا صدقا علی بن ابیطالب

علمبردار شاہ بیکس و مظلوم کا صدقہ
علی قاسم کا صدقہ عابد مغموم کا صدقہ
سکینہ شہربانو زینب و کلثوم کا صدقہ
علی اکبر کا صدقہ اصغر معصوم کا صدقہ

مجھے ادنی سے کرا علی علی بن ابیطالب

حسن کا واسطہ تجھکو مجھے سرسبز کر مولا
حسین پاک کا صدقہ رہون مین سرخرو ہر جا
پئے سجاد چمکا دے مری تقدیر کا لکھا
ابھی ہو خط پیشانی کا میری کچھہ سے کچھہ نقشا

جو پھر جائے قلم تیرا علی بن ابیطالب

تصدق باقر و صادق کا صدق القول ہو حاصل
پئے کاظم مجھے کر کاظمین الغیظ مین شامل

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل یہ ہے مائل | تقی کا واسطہ تجھکو جو تو چاہے تو کیا مشکل

نہ ٹوٹے اب مرا تقوی علی بن ابیطالب

تصدق مین نقی کی خاک سے مین پاک ہو جاؤن | منقی کر گناہون سے نجف کی خاک ہو جاؤن
نہ فوج غم مین گھر کر ہند مین غمناک ہو جاؤن | نہ پامال سپاہ گردش افلاک ہو جاؤن

تصدق عسکری کا یا علی بن ابیطالب

ترا سے تا ثریا آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے | فلاکت نے گلے پر خنجر بے آب پھیرا ہے
غم افلاس نے دجال بنکر مجھکو گھیرا ہے | بحب قایم آل عبا یہ حال میرا ہے

مجھے دے اس سے چھٹکارا علی بن ابیطالب

بٹھایا رنج کے کہسار نے تیری دہائی ہے | ستایا چرخ کجرفتار نے تیری دہائی ہے
رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہے | دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہے

مرے خیبر شکن آقا علی بن ابیطالب

مرا بخت سیہ مار سیہ ہے سر بسر مولا | یہ لاگن سانپ پیچھے پڑ گیا آٹھون پہر مولا
امان دے الامان والحفیظ والحذر مولا | کہ گہوارے مین اژدر تو نے پھینکا چیر کر مولا

دہائی ہے دہائی یا علی بن ابیطالب

غضب ہے گردش ایام یہ بھی لکھا میرا ہے | ستم کا سامنا ہی آسمان ٹوٹا بلا کا ہے
مرے مولا مرے حق مین ترا کافی اشارا ہے | ہوئی ہی رجعت خورشید سورج تو نے پھیرا ہے

مرے دن پھیر دینا کیا علی بن ابیطالب

تمہین مشکلکشا ہو اب دم مشکلکشائی ہے | تمہین نے جان سلمان شیر سے مولا بچائی ہے
مدد کو دوڑیے للہ میری باری آئی ہے | اکیلا پا کے شیر غم نے گھیرا ہے دہائی ہے

مرسے شیرِ خدا مولائی علی بن ابیطالب

پئے قرآن مجید کہیں علم سے ہو بہرہ اندوزی
پئے آلِ نبی اولاد سے ہو خانہ افروزی

جو ہادی کا تصدق ہو عدو پر مجھکو فیروزی
برائے فاقہ آلِ عبا ہو وسعتِ روزی

مجھے دے میرا منھہ مانگا علی بن ابیطالب

ہوا ہی قدرؔ بیقدر آج کل مداح حضرت کا
یہ برگ سبز لے آیا ہی تحفہ کس لیاقت کا

علی بند اسم رکھا باندھکر گلدستہ مدحت کا
یہی اسکا صلہ ہی بس فقط چشم اجابت کا

تم اسپر صاد کر دینا علی بن ابیطالب

تمت



آئینۂ محبوب

در مدح بندگان عالی حضور پُرنور آصفجاہ نظام الملک
میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمانفرمای ملک دکن خلد اللہ ملکہ

باغ پر آج گھٹا ٹوپ اوٹھا ہے بادل — خسروِ بادِ بہاری کا کھنچا دل بادل
ابر خیمہ ہے تو بوندین ہین طناب خیمہ — چوب خیمہ ہے دھنک سبزہ ہی فرش مخمل
جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برسات کی رات — سبکو پہر پہر کے دکہا جاتی ہی بجلی مشعل
باغ مین چارون طرف آگ لگائی گل نے — سبز جہاڑون پہ گلستانمین چڑہی لال کنول
شجرِ الاخضرِ نار اگا تماشا دیکھا — لن ترانی کی نہ لے قدرتِ صنّاع ازل
ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند — دستِ صنّاعِ ازل مین ہی بخار اتکی گل
کبھی چھایا ہی سفید ابر کبھی ابر سیاہ — گہ فرنگی کا عمل ہی کبھی زنگی کا عمل
تحت و فوق ایسی بہاری نے لگائی ہی آگ — ق — کہ گلِ لالہ پُر داغ سے تا اوجِ زحل
ابکی سال اوٹھے ہین اسد رجب بخارات سیاہ — کہ تمام ابر کا کالا ہوا اجلا کنبل

آتش نالۂ طاؤس سے اوٹھا جو دھوان   ہو کے یکجا وہ بخارات گھر آیا بادل

یہ وہ اژدر ہین کہ جیوانکو نگل جاتے ہین   ابھی اوٹھین جو گھٹائین تو گھری برج حمل

درد سر اوسکے ہوا سنکے صدای طاؤس   برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا صندل

اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہین دونون   ہی دمن برق دمان ابر سیہ راجا نل

آگئی ابر مین پانی سے غضب کی پھسلن   برق کا پاؤن ہر اک مرتبہ جاتا ہی پھسل

جا بجا لالۂ وصد برگ ہین یہ عکس فگن   لال پیلے نظر آتے ہین فلک پر بادل

کانٹے پتون کی زبانون مین پڑے تھے شاید   لیچلے ابر جو بھر بھر کے پکھالین چھاگل

وہ اوٹھین کالی گھٹائین کہ خدا خیر کرے   ق   انمین بثیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اک پل

بیچ مین پڑ کے ہوا نے اونھین سنکایا ہی   ایک استادہی ڈالا ہے غضب کلے ہل چل

اینڈوا ہالۂ مہتاب بنا لاتا ہے   ڈنڈ پر خاک چڑھا دیتی ہی آندھی اول

ورزشین کرنے لگین نہر چمن کی موجین   انکو شمشاد کے طرے کی بڑھاتے ہی بل

بد دیا ہے چمنستان مین اکھاڑا کب سے   دونون جانب سے وہ خم ٹھوک کر آئی بادل

گل کے ماتھے ہی بہاریکا پیالہ اس فصل   سرو کے سامنے جوانان چمن کا دنگل

رعد چلاکے یہ ہر ایک سے کہہ جاتا ہے   ہان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل

قہقہہ مار کے گل کہتے ہین سبحان اللہ   بارک اللہ ہے پتون کی زبان پر ہر پل

یون شرابور ہین باران بہاری سے سرو   جیسے چوٹی کے شوالے مین چڑھی گنگا جل

ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح   جسطرح سینۂ معشوق پر آڑھی ہیکل

مطلع

یون اوڑائے لئے جاتی ہین ہوائین بادل   جسطرح کانورتھی لیکے چلین گنگا جل

پہولے ہین بادِ بہاری پہ جوانانِ چمن
شاخین بلتی ہین کہ شادی سی بجاتے ہین بغل

گری پڑتی ہے درختون پہ صبا مستانہ
غنچے کہتے ہین چٹک کر کہ سنبھل دیکہہ سنبھل

مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنسا پڑتا ہے
غنچہ و گل مین دمِ صبح سی ہوتی ہے چہل

کوئی گل پہولیگا شگوفہ کوئی پیدا ہوگا
رات سے حاملۂ غنچہ بہت بے کل

لہلہاتا ہے وہ سبزہ کہ ٹھہرتی نہین آنکہہ
مخمل سبز پہ جسطرح ہو خوابِ مخمل

زخمِ گل باغ مین یکلخت سے ہرے ہو جائین
چمن تیغ ہوا سے جو چمن ہو مقتل

کیا یہ نوباوۂ گلشن ہین زمرد کی درخت
ہری کوپل ہری شاخین ہرے پتّے ہری چھل

کچہہ نظر کام نہین کرتی ہے ہریالی مین
پاس سے بھی نظر آتے نہین طوطے ہریل

کیا گرا خاک پہ یا رب فلکِ مینائی
سبز دامن سے ہی چوٹی تلک ایک ایک جبل

ڈالیان ہین دمِ طاؤس گھنے پتّون سے
ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو چھوٹی کوپل

منہہ کو دہو دہا کے وہ رومی نی اوٹھایا پردہ
ق
چاند شفاف ہوا اور کھلا جب بادل

ماہِ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کھولی
ہو گیا آئینۂ آبِ روان پر صیقل

گرد ہالہ ہے کہ کھینچا ہی کوئی خط حصار
ق
ماہِ شب خیز نے چلّے مین پڑہا کوئی عمل

قاف سے اوڑتی چلی آتی ہین پریان یعنی
وہ بخار اوٹھے پہاڑون سے وہ آئے بادل

یون گھرا ابر کہ سورج نظر آتا ہی نہین
ایک سونیکا ورق ہو گیا کیوڑی مین حل

مہر یون ابر کے لکّو مین چہپا رہتا ہے
جیسے اکثر گھنے پتون مین چھپے پکا پھل

ابر مین ڈوب گیا مہر تعجب سے کمال
کہ دبے روئی کے گالے مین یہ جلتی مشعل

قرص خورشید تہِ ابر نظر آتا ہے
جیسے ندی مین بھنور یا کسی پانی مین کنول

چرخِ اول ہی ستارون سے زمینِ گلشن
ہی زمین سبزۂ نوخیز سے چرخِ اوّل

گولیان نالۂ بلبل کی چلین سوے فلک
خوف ہے ٹوٹ نجائے کہین یہ شیش محل

چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوفر
حوض تالاب لبالب ہین بہر مین جل تھل

شور سرخاب سے درد او سکے اوٹھا تہا مین
مل دیا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل

باغ رنگین یہ جو ہر وقت جھکا رہتا ہی
کہین گلدستۂ شیشہ ہو چرخ اول

کہولے ہین باغ نے اپنے ورق رنگارنگ
اوس پہ مینے کی بنائی ہی دھنک نے جدول

قابل سجدۂ شکرانہ ہے گلشن کی زمین
جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سر کے بھل

سرو نے انگلی اوٹھائی ہی شہادت کے لئے
بید ہے ساجد درگاہ خدا عز و جل

یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا
نقش ثانی کو پہونچتا نہین نقش اول

گل کی شاخون پہ عنادل کا چہکنا دیکھو
روضہ خوانی کے لیے بیٹھے ہین منبر پہ مغل

زر یہ گل پہولی ہین بلبل کی فغان ناحق ہے
کسی نادار کی سنتے ہین کہین اہل دول

سرو نے نالۂ قمری کا اثر دیکھہ لیا
جو ستاتا ہے کسیکو وہ نہین پاتا پہل

کیمیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید
آتش گل سے جو گلزار بنا ہے سنقل

ہی یہی آتش گل تیز تو اکدن سننا
نخل ہو مین کسطرح جائیگا ہر نخل نکہل

ناف آہوی زمین ہین گل خودرو شاید
مشک کی بو سے مہک اوٹھا ہی سارا جنگل

عارض گل ہین وہ شفاف کہ لگتا نہین داغ
ہاتھہ تو ہاتھہ نظر جاتی ہے گلچین کی پہسل

گل وہ پہولی ہین کہ چھپ جائین عنادل اُنمین
جیسے بہونرے کو چھپا لیتا ہی پانی مین کنول

ق گل سوسن کو جو توڑو تو مرا بخت سیاہ
سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مرا طول امل

سونگھو لالے کو تو یک لخت مرا خون جگر
دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کا بل

کیا ہی شاداب ہین گل رنگ چوا پڑتا ہی
شاخ گل کہتی ہی بلبل سے کہ لے مہندی مل

شہد چھکنے تو معطر ہو دماغ لذت
بیٹھ جائے جو کسی پھول پہ زنبور عسل

مطلع

شاہد فصل بہاری ہی غضب کی چنچل
کبھی پھولوں سے ہنسی ہی کبھی غنچوں سے چہل

سوسنوں نے لب غنچہ پہ ملی ہے مسّی
چشم نرگس مین شقائق نے لگایا کاجل

شاخین جھک جھک پڑین یا شاہد فصل گل نے
ناز سے ڈال لیا سر پہ او لٹکا آنچل

سوسنوں سے رخ لیلی کا بھی مدہم ہی رنگ
زلف لیلی ہی سوا ہے کہین سنبل کا بل

شیشیان عطر کی کھولی ہین گل شبّو نے
تا دماغ گل زنبق سے نکلجائے خلل

سرو کے سامنے آنکھین نہین کرتی ہی بہار
جسطرح سامنے دولھا کی دولھن پہلے پہل

خسرو گل کو کمی کیا گہر شبنم کی
راجا گھر موتیون کا کال نہین ہی وہ مثل

ایسی برسات کے پانی سی لبالب ہین چمن
پھول جو اوس سی او بھرے ہین وہ ہوتی ہین کنول

چوب چینی ہی گل سرخ نے کھائی شاید
نرگسون کے لیئے طیار رہوا اطریفل

ہی جو خدمت مین جوانان چمن کی سرگرم
باغبان تجھکو ملیگا تری خدمت کا پھل

ق

قابل دید ہی گلشن مین ریاضی کی بہار
ہی عجب ہندسۂ قدرت مرتاض ازل

سطح گلشن پہ ہین بیحد چمنوں کی شکلین
گول ہین کوئی تکونی ہین کوئی ہشت پہل

روشین قاعدی ہین سرو چمن اون پہ عمود
آبشارون کے محیطون نے کیا اپنا عمل

قائمہ زاویہ ہی کنج گلستان ہر ایک
دیکھ لی مہندیکی ٹٹی نے بنا کر جدول

بیلچہ ہاتھ مین پرکار ہے تختۂ گلزار
باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلین حل

کیا ہی موقع سے لگائین ہین گل لالہ سرو
جس جگہ جسکا قرینہ ہے جہان جسکا محل

کیا ملائے ہین درختون نے قدم گلشن مین
گل شبّو بھی لگائے ہی کھڑا اونسی بغل

لال کرتی کی پٹالن ہی شقایق کا ہجوم — سرو کپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل

مطلع

قوتِ نامیہ ہی اوٹھتی جوانی ہر پل — کہ جوانانِ چمن آج ہین کچھہ اور ہین کل
کیا عجب سر وپہ ہیچو بہ گردون ٹلجاے — کیا عجب گردشِ افلاک مین آجائی خلل
کیا عجب لوگ ہتھیلی پہ جمالین سرسون — کیا عجب ہاتھہ کے تل سے کوئی پھوٹے کوپل
کیا عجب پیکرِ عشاق بنین خاک چمن — کیا عجب دانے جو بڑجائین نکل آئین پھل
کیا عجب رشتۂ زنار سے بیلین پھیلین — کیا عجب دانۂ سبحہ سے اوگے نخل امل
کیا عجب روح شہیدان بھی پے دید بہار — خاک سے بیر بہوٹی کیطرح آئے نکل
کیا تعجب ہے کہ پتھر سے اوگے سبزۂ تر — کیجئے ڈالکے پانی مین جو زنگار کھرل
کیا تعجب ہے کہ شیشے کی بھی پھوٹے جو زبان — باتین کرنے لگے توتے کیطرح ہر بوتل
باغ مین جائین جو گلرو نئے جوبن ابھرین — شجرِ قد مین قدم رکھتے ہی پھوٹی کوپل
لخلخہ سونگھہ کے معشوق تماشا ہونگے — مانگ کے بدلے نکل آئیگی شاخ صندل
قلبہ رانی مین کشاورز یہ چلاتے ہین — شاخ مین گاوزمین کے وہ لگا ہل کا ہل
شاخ در شاخ ہوئے گاوزمین ثور فلک — قوتِ نامیہ سے کیا ہی بڑا ہی پل چل
کھچکے سنبل پہ ثریا کا ہکشان ہی اولجھا — واہ وا زورِ نمو کیا ہی نکالا ہے بل
صورتِ گلشنِ شداد نہ اوٹھجاے کہین — نامیہ سے بڑے زوروں پہ ہی سارا جنگل
گھانس ہی گھانس ہے اللہ غنی فیضِ نمو — ق — چھیلتے چھیلتے مالی ہوے جاتے ہین شل
شام تک خاک بھی چھلجاتی ہی دو دو بالشت — صبح تک سبزہ اوبھر آتا ہے دو دو انگل
باغبانِ چمنستان کا ہی گردون پہ دماغ — مجھکو ڈر ہے کہین رضوان ہی نہو دو بدل

سبزہ شمشاد سے شمشاد ہی طوبی سے بلند　　　جاے طوبی نہ کہین عرش کی اوس پار نکل

ق

جو یونہین پھولتی پھلتی رہی گلشن مین بہار　　　جو یونہین نامیہ کرتا ۔ ہاے حقنہ عمل

کیا تعجب ہے جو گولر مین نکل آوے پہول　　　کیا تعجب ہے اگر سرو مین آجاے پھل

کیا تعجب ہے کہ پتھر مین نمو پیدا ہو　　　خاک سے چرخ کی جانب کو چلے بندھیا چل

ق

دامن نیلگری اوٹھکے ہو چرخ نیلی　　　اسقدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ دبیل

ہندوالونکو نظر آنے لگے ملک دکن　　　پر یہ ہی شرط کہ آنکھو نمین نہو کوئی خلل

کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے موسی ندی　　　وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ چرخ اول

مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور　　　چار مینار ہین یا عرش کی ساقونکی چل

حیدرآباد ہے اونچا فلک چارم سے　　　حبذا قدرت و صنّاعی صنّاع ازل

ہی وہ خورشید علم اس فلک چارم پہ　　　جسکا ہر خاک پہ ہی دہوپ کے مانند عمل

مہر گستر فلک ملک کا شاہ خاور　　　ذرہ پرور کرم و مہر مین اک ضرب مثل

شاہ **محبوب علی** بادشہ ملک دکن　　　خود اولی الامر جہان ظل خداے عزوجل

عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردون　　　عقل وہ جس سے عقود فلک پیر ہون حل

سر سر تاج جہان وہ کہ دبے قبہ عرش　　　زلف ایسی شب معراج ہو جسمین اوجھل

چہرہ وہ ماہ شب چاردہم جس سے خجل　　　جلوہ وہ جسکے شب ماہ رہے زیر بغل

وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا چمکے　　　وہ بھوین جس سے کھلے عقدہ ما لاینحل

آنکھ وہ جسمین مروت ہے بھری مثل نگاہ　　　مردمک وہ کہ کھپے مردمی اسمین ہر پل

وہ زبان نقطۂ موہوم مفصل جس سے　　　وہ دہن نقطۂ موہوم بھی جس سے مجمل

لب وہ جان بخش کہ امرت ہی پانی پانی　　　وہ ذقن جسکی لطافت پہ گھلے امرت پھل

سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کبھی یادِ خدا
دل وہ دل جسمین سمائے نہ کبھی طول امل

ہاتھہ وہ ہاتھہ کہ دل خلق کی لین ہاتھون ہاتھہ
پاؤن وہ پاؤن کہ ثابت قدمی پر ہو عمل

ہاتھہ آنکھون سے لگائی دل و جان ہاتھہ بڑہا
پاؤن کو چوم کے اے طبع روان آگے چل

ساری دنیا کو سنبھالے ہوئے ہین جو دونون قدم
انہین قدمونکے نشان سے یہ معما ہو حل

ایک تو قطب جنوبی ہی کہ قایم ہے جہان
دوسرا قطب شمالی ہی کہ عالم ہے اچل

یا الٰہی مین ہنون خطِ کفِ پاے حضور
انہین قدمون سے رہون تا کہ انکا ہر اک پل

نہ کہین نقش قدم مجبکو بنانا یا رب
کہ جدا ہو کے کہین مجھسے قدم ہاتھہ کو مل

ہاتھہ ملتا رہون رہوار کی تیزی سے بڑا
نہ یہ مشکل کہین کافور ہو یہ چل وہ چل

مطلع

کیسا رہوار سراپا یہ ہوا کی ہے کل
بے سراپا بھی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل

کنڈا کرنے مین بنے شاخ خمیدہ گردن
تھوتھنی غنچۂ سوسن سبدِ گل ہون کفل

یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے
شب شود نیمرخ و روز شود مستقبل

چار نعل سکے ہین یا چار ہلالِ گردن
راہ یکسالہ یہ ہی تین طرارون مین عمل

کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب کو
چاند ٹیکا ہو تو خورشید بنے داغ کفل

تیر جسطرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا
اسکا ٹھہراؤ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل

کون سی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ
قدم اوٹھنے مین نظر آتے ہین اوٹھتی کونپل

اک ستارہ جو کہین اسکو حضور پر نور
ق شیر گردون سے لڑے پھاند کے گردونکا محل

اوسکے سورج کو وہ یون ٹاپ سے ٹھکرا کے کہے
کہ ڈہلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل

دیکھیے تا کہ خلائق کہ قیامت کی ہے چال
اسمین ہے ابلقِ ایام سے بڑھکر جھل بل

واہ کیا میرے سلیمان کی سواری کی ہی دہوم
آگے اِن پریون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ
سب یہ پریون کا چہلاوا ہی کہ گہوڑی کو تل
سب یہ ہاتھی ہین کہ ہتھیا کا اوٹھا ہی بادل

مطلع

ہی یہ گہنگہور گھٹا ہاتھیون کا دل کا دل
کجلی بن دہوم سے جنگل مین منائے منگل

پاؤن سی گاڑ زمین کو یہ ابھی مل ڈالین
فیلبان بیٹھ کے مستک پہ جو کہدین مل مل

دیکھئے دور سے انکس ہے کہ نکلا ہے ہلال
دیکھئے پاس سے ہاتھی ہی کہ چرخ اول

منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا
یہ سیہ رنگ سپہرے آنکھو نمین بنکر کاجل

کالے بادل جو دبے پاؤن چلے جاتی ہین
بے صدا پاؤن یہ دہرتا ہی زمین پر ہر پل

کہین بادل کی گرج سے بھی زمین ہلتی ہے
اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہی فلک کو ہلچل

بڑھ چلے ہاتھی نے اگر عرش سے ٹکر لی ہے
سایہ ویرانی اعدا کو بنا گھٹ کی زحل

طور پر ہی شب معراج کہ اس قد پہ یہ رنگ
دانت ہین وادیِ موسی کی دہکتی مشعل

پہلے ہم عرش کی زنجیر سنا کرتے تھے
دیکھ کر سونڈ مین زنجیر وہ عقدہ ہوا حل

لیکے یہ سونڈ مین پانی کو اوڑائے جو ہوا
سارے عالم کو نظر آئے برستا بادل

کالے بادل مین نظر آنے لگے لال دہنک
یہ رنگی سونڈ سے دکھلائے جو کالی ہیکل

ہین عماری مین مرے قبلۂ عالم جو سوا
پوشش کعبہ سیہ ہے نہین ہاتھی کا محل

تیغ در دست ہین ہاتھی پہ حضور پر نور
کالے بادل مین چمک جاتی ہی بجلی ہر پل

مطلع

ہی سراپا جو لوا فتح کا تلوار کا پہل
بے سراپا بھی لوا ہی یہ میان مقتل

جب سے جوہر نے دکھائی ملک الموت کو آنکھ
پہر کبھی موت سے اس سے نہ ہوئی رد و بدل

اُف رے جوہر ترے دیکھے کی صفائی دیکھو
یہ ہزارون مین نکلتی ہی بڑی ہی چنچل

کھینچکے چلنے ہی لگے تیغ ہی یا موج سراب
کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل

نیمچہ سبز ہے پر خون مین بھرا جاتا ہے
لال بھبھولو مین لدی جاتی ہے اُٹھتی کونپل

اسکے جوہر کو عدو دو ہی نظر آتا ہے
جسطرح ایک کو دو دیکھے ہے چشم احول

کسی مسجد کی ہی محراب یہ محرابی تیغ
جو گیا سامنے اسکے وہ گرا سر کے بھل

چشم معشوق مین ڈورے ہین کہ ابروے بتان
مین کہون قہر کی نا ہین کہ ستم کا کس بل

آب تک خشک ہی کیا قہر ہے تلوار کی آنچ
آنچ اِک برق ہی کیا ابر مین ڈوبا ہی پھل

لوگ سچ کہتے ہین صحبت کا اثر ہوتا ہی
کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصقل

چرخ پر چڑھکے جو اوتری تو بنی عید کا چاند
عید قربان کا کیا کام میان مقتل

چرخ خالی جو ہوا توپ نے لی اسکی جگہہ
توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سے ہلچل

مطلع

اژدہا توپ ہے دم اسکا ہی وہ ضرب مثل
ساتون افلاک کو گولی کی طرح جا نگل

مور کھا جاتی ہی پر مار او گل دیتی ہے
خوب بارود سے ہوتا ہی دہوان دہار عمل

اسکی رنجک جو اڑی اوڑتی ہی بجلی چمکی
توپ جسوقت دغی دغتے ہی گرجے بادل

چرخ پر توپ ہے یا کاہکشان چرخ پہ ہی
اسکی مہتاب ہے یا ماہِ سپہر اول

اسکا پھڑ دیکھکے بت خُم فلاطون آب آب
پھڑ کی کیلین ہین کہ سب عقدۂ مالاینحل

پھڑ کے پہیے ہین کہ قطبین ہین دونون جانب
کُرۂ نار ہے یا توپ کی ساری ہیکل

توپ وہ توپ کہ دب جای حصار گردون
گولا وہ گولا کہ قلعون کو کرے مستاصل

یہ پیالے کے فتیلے سے ہوئی ہی کالی
سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئی اُجانل

ہین یہ سمجھون کسی چیونٹی نے گھسیٹا اژدر ۔ ریل دے پیل دمان اسکو اگر سر کی بہل

گھڑچڑہی توپین ہین سرکار کی کیا توپ اور ۔ تو یون گر پڑے ہین پر گھوڑدن یہ توپونکا محل

یہ دغا کرتی نہین اور دغا کرتی ہین ۔ اپنی گھوڑدن سے بہی یہ تیز چلین وقت جدل

گولہ انداز بہی مشتاق ہین سبحان اللہ ۔ شب کو یون جوڑکے نقطے کو اڑائین وہ پل

صبح کو جو رہنے عدل کا جامہ پہنے ۔ پہر تو سونا زسے دربار کو دوڑی پیدل

مطلع

شیر بکری ہین قرین پہر بہی نہین کوئی خلل ۔ دیکھو ہین ایک ہی پلکے ہین اسد اور حمل

سب کو اک عام اجازت ہے غنی ہو کہ دنی ۔ ایک انبوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل

اوسکی خلوت کو جو پوچھو تو بد از جلوت ہے ۔ فوج کی فوج سماجاے وہ ہے گوشہ محل

پہر شجاعت ہین جو دیکھو تو وہ بے مثل و نظیر ۔ اوس سے آنکھین جو ملائے کوئی بیدائین بل

نہ رہے تن ہین روان خون برنگ لالہ ۔ متحرک نہ رگ گل کی طرح ہو اکحل

سامنے آتے ہی رستم کا بہی قالب ہوتہی ۔ رم کرے سامنے سے بنکے وہ رم کی ہیکل

ق

گیو و رستم سے بہی ہے بڑھکے سپاہی اوسکا ۔ نیزہ و گرز سے لے کام اگر وقت جدل

دی یہ تیزی کو تکان جنگ ہین پیدل ہون سوار ۔ گرز مارے تو سوارونکو بنائے پیدل

سب عرب کہتے ہین تیزی ہین قمر کی تاثیر ۔ حبشی اوسکے ہین دشمن کے ستانے کو زحل

اوسکی نیسان سخاوت کا نہ پوچھو مذکور ۔ سیپین گوہر سے بہری بیٹھی ہین اپنی اوجہل

سونے چاندی کی یہ اینٹین ہین کہ ہین شمس و قمر ۔ پہر دیا اوسنے زر و سیم سے گردونکا محل

کردیا کشتی درویش کو زر کی کشتی ۔ سامنا ہوتے ہی سیلی ہے گلے کی ہیکل

قوت زر سے ہوئے زال بہی سب اہل زر ۔ کہ جوانی سے بڑہاپے کو دیا اوسنے بدل

ملک اوسکا ہے خدایا کہ کوئی جنت ہے | جس جگہہ دیکھیے سب عیش ہین کرتے ہین چہل

مطلع

ہان مرے ساقی بدست سجا اپنی بغل | دیکھ دکھن سے برستا ہوا آیا بادل

دیکھنا آج وہ ہُن برسیگا انشاءاللہ | غربا ہند کے سونے کے اوٹھا لینگے محل

بیٹھے ہین تخت سخاوت پہ حضور پرنور | قلعہ افلاس کا کیون جڑ سے نہو مستاصل

شاہ جمجاہ جو کھولے گا خزانہ اپنا | زر امید سے بھر جائینگے سب کے آنچل

ہم تو مداح حضوری ہین کمی کیا ہی ہمین | نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے خلل

کئی پشتون سے نمکخوار ہین اس گدی کے | شکر ہے سابق الایمان ہین ہمین پہلے پہل

پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہین ہم | باپ دادا بھی ہوئے دفن میان ترل

صاف باطن تھی کہ سرکار پہ کی جان فدا | یہ صفائی تھی کہ آئی اونہین نہ کل مین اجل

اک نظر اپنے قدیمون پہ بھی اے ابر سخا | سب کہین سوکھے ہوئے کھیت پہ برسا بادل

لاکھ امیدون کی امید یہی ہے اپنی | اب جاؤن کہین ہین چھوڑ کے یہ رنگ محل

دوسرے سے نہ کہین جاکے صلہ مانگے قدر | بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہی مجمل

جو یونہین مانگنے کی اوسکو پڑی ہو عادت | اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر اک پل

تخت طاؤسی کرسی رہے جب تک قائم | جب تلک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول

یا خدا عرش پہ پہونچے تری کرسی جلال | پایۂ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل

زرفشان تاج ہی خورشید کے سر پر جب تک | جب تلک تیغ ہلالی ہی گلے مین ہیکل

یا خدا ملک کا سرتاج رہے تیرا تاج | تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا مین عمل

ماہ خورشید سے ہی جب تک کہ کرے کسب ضیا | جب تلک ضو سے ہو یہ بام فلک کی مشعل

یا خدا شاد رہے تیرا وزیر لایق — خوش رہین اوسکی لیاقت سے سب اعلی اسفل
فوجین ہین ثابت و سیار کی جب تک قایم — جب تک اس نظم سے آتا نہین دنیا مین خلل
یا خدا خلق مین سب نظم و نسق تیرا ہو — ساری دنیا مین بندہی فوج حضوری کا دل
حوت جب تک رہے افلاک مین برج آخر — رہے جب تک کہ حمل چرخ کا برج اوّل
یا خدا زیر سمک سے ترا قبضہ پھیلے — شاخ در شاخ رہے تیرا عمل تا بہ حمل
کہکشان رات کو جب تک ہے فلک پر قایم — دن کو جب تک ہے کرن پای فلک کی ہیکل
یا خدا عرش پہ گڑ جاے حضوری جھنڈا — تیری نصرت کے لوا مین کبھی آئے نہ خلل
مشتری سات ستارون مین ہی جب تک نامی — سبع سیارہ مین جب تک کہ ہی بدنام زحل
یا خدا تیرے محبون کا چمک جاے نام — تیرے دشمن رہین دنیا کے ذلیلون مین اذل
کرین گردن کشیان تیغ وہین گردن کٹجاے — سر اوٹھائین تو گرین خاک پہ وہ سر کے بہل
ہفت قلزم ہین زمانے مین جہان تک جاری — برف جسوقت تلک مہر سے جاتا ہی پگہل
یا خدا تیرے عدو کا نہ لگے تہل بیڑا — دست و پا اونکے گلین پانی مین ہوکر شل
کچہہ جو اوبہرین تو گرے برق غضب سے دو تیج — کچہہ جو ڈوبین تو نہین تہاہ مین آجای اجل
قدر دان ہان کہین غصہ نہ تمہین آجائے — آستینین نہ چڑہاؤ کہ ہو سب مین ہلچل
ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت — مرے کو مارنے سے تمکو ملیگا کیا پہل
فاتحہ روح ولی پر تمہین پڑہنا ہے ضرور — کہ دکن مین وہی شاعر ہوا سب سے افضل
گو کہ اس بات پہ دونون کی سخن مین شاہد — نقش ثانی ہوے تم اور وہ نقش اول
پر اوسے ہند کا تحفہ یہ قصیدہ لیجاؤ — کہ ہر اک شعر ہی اک عقدۂ ما لاینحل
گور سے اوٹھکے کہے صل علی صل علی — مردے جی اوٹھے دکن مین ہو یہی ضرب مثل

اس قصیدہ کا جو آئینۂ محبوب ہے نام		نذر دیدہ وہی سرکار کو تم ہیں پہلے
	شعر گنتے ہوں جو منظور تو کیا مشکل ہے حیدرآباد کے اعداد گنیں اہل حس ۲۳۰	

قصیدۂ مہر منیر در مدح نواب سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک میر لائق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ

نہ رہا محتسب و قاضی و مفتی کا خطر
ہے برانڈی کہیں شیری کہیں بوتل ہیں بیر

کہیں زاہد ہی کہیں شیخ کہیں واعظ مست
خانقہ سونی ہے محراب تہی تم منبر

پھسلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکریں کھاتا ہے کوئی
مے لنڈہی ایسے چھلکتے ہیں سبو و ساغر

در میخانہ سے میلا ہے در باغ تلک
پھول سے پھول کی بو کہاتی ہی باہم ٹکّر

کہیں ٹھٹرونکی سبیلیں ہیں کہیں پھولونکی
دورۂ شام میں ہے کہیں تا وقت سحر

کان اوڑتے ہیں کٹوروں ہی کی جھنکاروں سے
مشکو نمیں سقوں نے بھرلی ہے شراب احمر

دیتے پہرتے ہیں صدا کوئی نہ پیاسا جائے
لو پیو آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر

دہوم ہے آئی بہار آئی بہاراں روزوں
شور ہے مست رہو مست رہو آٹھ پہر

ذکر ہے مے پیو اسباب یہ چھٹی ڈالو
فکر ہے مے پیو نیلام کرو سارا گھر

ہاے کیا فصل بہاری ہی عجب موسم ہے
فکر کو نیند پھٹکتی نہیں آکر دم بھر

کہیں باجوں کی گمک ہے کہیں بجتا ہی ستار
ناچیں کرتا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر

جلترنگوں کی صدا سے کوئی موج میں ہے
شور قلقل کا اوڑاتا ہے کہیں ہوش بشر

کوئی پڑھتا ہے کہین مثنوی میر حسن
میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر

برزبان ہے کہین مجنون کہین فرہاد کا حال
کہین لیلی کہین شیرین کی حکایت ازبر

جنگ زنگی ہے کہین واقعۂ رومی ہے
جنگ دارا ہے کہین واقعۂ اسکندر

کہین رستم کی لڑائی کہین سہراب کی رزم
سام کا حال کہین واقعۂ زال زر

کہین کسریٰ کی عدالت کہین حاتم کی سخا
کہین حسّان کی فصاحت کہین سحبان کا ہنر

جو ترنگ آئی جسے باندھ دیا جھاڑ پہاڑ
جسکے منہہ مین جو کچھ آئی وہ اڑائی بے پر

رند و آزادہ و بےفکر ہین میخانے مین جمع
غم غلط کرتے ہین بیٹھے ہوئے یون ہی اکثر

یہ زٹل قافیے سن سکے نہ تاب آئی مجھے
اون ہنگون سی کہا مین نے ذرا دھیان ادہر

چشم دیدہ سنو مجھسے نہ شنیدہ مانو
گور کے مردے اوکھیڑا نکروا آٹھہ پہر

مطلع

دیکھنا خط شعاعی کی بنا کر مسطر
وہ لکھون نور کے اشعار کہ ٹھہرے نہ نظر

عَلَمِ خامہ مین یون کھلکے اگر یا عباس
کھینچ لون تیغ زبان کہلکے اگر یا حیدر

گاڑ دون معرکۂ مدح مین جھنڈا اپنا
عرش سے جھولتی رہجائے مری تیغ دوسر

ہان مری طبع رسا خاک سے افلاک پہ چڑھ
ہان مری فکر بلند آج پہونچ کرسی تہ

ہان مرے دست بیان عرش کی زنجیر ہلا
ہان مرے پای ثنا عرش کے اوس پار ٹھہر

ہان مرے شور مقالات بجا دے ڈنکا
ہان مرے زور خیالات جما دے لشکر

ہان مرے وہم روان اوٹھکے بٹھا دے سکّہ
ہان مری فہم جوان بڑھکے بچھا دے منبر

ہان بلاغت وہ فصاحت سے سنا دے خطبہ
سنکے سودا ابھی کہے صلِّ علیٰ چلا کر

اوسکی آواز سے گور تبشی ہلجاے
ہند سے تا عرب اک دھوم رہے آٹھہ پہر

تیغ ہندی جو کھنچے نور کے جوہر چمکین
جوہر خنجر رومی کے بجھا دون تیور

جیسے پریان لئی پہرتی تہین سلیما کا تخت
یون مضامین ہی ہوا یہ ہو مرا تخت ہنر

لیکے یہ تخت ہنر جاؤن مثال آصف
اوسکا مداح بنون سے ہے جو سلیمان منظر

وہ سلیمان ہے **نواب منیر الدولہ**
میر لائق علی لائق و ذی فہم و ہنر

خود سخی ابن سخی باپ وزیر آپ وزیر
میر عالم کے گہرانے مین بڑا نام آور

جد اعلی کی وہ شہرت تہی کہ ہی عالمگیر
دہوم ہی دہوم کہ تھی باپ میں شان اکبر

باپ کے نسل ہوا ملک مین **مختار الملک**
اونکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اسکی قد پر

میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ
جیسے اللہ کا پیارا ہے مرا پیغمبر

عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پیر ہے خم
راے وہ کانپتا ہے صبح کو سورج تھر تھر

باد پا اوسنے سواری کو منگایا جس دم
آگیا حکم روان اوسکا مجسم ہوکر

مطلع

اوسکا شبدیز چھلاوا ہے کہ اک تیر نظر
چاند ہے برق جہندہ ہے کہ اک باد سحر

اک دبور ایک صبا ایک شمال یک جنوب
دست و پا چارون ہین یہ چار ہوائین ملکر

باد پا ہے یہ سبک سیر کہ جو بانی ہے
اوسکی رفتار کی تیزی ہے کہ باد صرصر

اپنے سائے سی بہڑکتا ہے کلیلین دیکہو
چال مین چہو نہین پاتا اوسے سایہ دم بہر

رات قطبین پہ پایا کا نونیر اندہیاری سے ہے
تھوتہنی ابر کا لکہہ ہے تو دندان اختر

وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹورا رکھ لو
چال وہ امنڈی چلی آتی ہے موج کوثر

دونون باگون پہ غضب جہومتا رہتا ہی وہ
کہتا ہے دونون جہانین نہین میرا ہمسر

جب صف رزم مین قدم کو جہور کر کے چلے
صف تو صف جہونکون سے دنیا بہی دہل کی ہو اودہر

تیغ در دست جو نواب سوار او سپر ہون | کرۂ باد پر اک برق پڑے سب کو نظر
تیغ وہ تیز سمائے جو کہین آنکھون مین ٹھ | کا جل آنکھون کا اوڑے پہ نہو پتلی کو خبر
جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تواضع ایسی | سچ ہے دشمن سے کبھی جھک جاتے ہین سب فی جوہر
اوسکے ساغر کی ہے اک کشتی ساغر خورشید | اوسکے خنجر کا ہے مریخ نیام خنجر
مثل شمشیر ہے قبضے مین دلیل قاطع | ہے دعاے غربا پشت پہ مانند سپر
نگہبان نور کی رکھی ہین سواری کے لئے | عقل چکر مین پڑے دیکھکے جنکا چکر
ریل گاڑی کی اوڑاتی ہین دہوئین چلنے مین | اس زمانے مین تو ممکن نہین اون کا ٹکر
ہان کسی عہد مین تھا تخت سلیمان مشہور | پر وہ کانون سے سنا اور یہ ہین پیش نظر
دامن دولت جاوید ہے اوسکا دامن | در امید و در فیض ابد اوسکا در
وہ سہارا ہے غریبون کے لئے صبح و مسا | یہ گزارا ہے فقیرون کے لئے شام و سحر
وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا | یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر
وہ ارادون کے لئے جاے نماز حاجت | یہ مرادون کے لئے سجدہ گہ اہل نظر
وہ بلاؤن کے لئے پردگی پردۂ دخل | یہ دعاؤن کے لئے راہبر راہ اثر
وہ یہ شے ہے کہ دبے اوسکی تلے گرد فساد | یہ وہ جا ہے کہ جہان پھینکدین سرکش افسر
وہ سحاب گہر افشان ہو جلین اہل نیاز | یہ جناب ہنر آرا ہے بڑہین اہل ہنر
وہ جھکا رہتا ہے کیا سوچیئے اخلاق کا حال | یہ کہلا رہتا ہے کیا پوچھیئے باطن کی خبر
وہ مرے ذہن مین اک بیرق فتح و نصرت | یہ مری یاد مین چار آئینۂ فتح و ظفر
وہ مری دید مین اک پردۂ چشم فغفور | یہ مری چشم مین اک حلقۂ چشم قیصر
وہ مری عقل مین اک سلسلۂ عمر خضر | یہ مرے علم مین اک آئینۂ اسکندر

وہ مری فکر مین اک دامن دریاے جلال | یہ مرے درک مین کشتی شرافت کا گزر
وہ مری فہم مین دست ہوس طالب یار | یہ مرے وہم مین آغوش حیاے دلبر
وہ مرے دھیان مین برگ شجر طوبی سے | یہ مرے سوچ مین سے بیت مقدس کا در

مطلع

مرحبا حامی بحرین در علم و ہنر | حبذا وارث بحرین مہ زاد و گہر
تیرا دامن مجھے جزدان کتاب ہمت | میری عزت کے دفاتر کا ہی صندوق یہ در
خط تقدیر سے میرا اسی دامن پہ لکھا | لوح محفوظ یہ چوکھٹ ہے مجھے سرتاسر
بادبان ہی مری کشتی کا نہین یہ دامن | در نہین میرے سفینے کا یہی ہی لنگر
ہی مرے ہاتھہ کا دستانہ یہ تیرا دامن | میرا خود سر قسمت ہے ترا حلقۂ در
اب نچھوڑونگا نچھوڑونگا وہ دامن یہ ہاتھہ | اب نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا وہ چوکھٹ یہ سر
مین جو بندہ ہون تو ہین آپ مرے بندہ نواز | مین مسافر ہون تو ہین آپ مسافر پرور
تیری دریاے سخاوت کا بیان مین ہی کرون | بحر کوزے مین سماتے کہین دیکھا ہوا گر
ورد ندان کا کوئی فیض و اثر دیکھے تو | گلی تھوکے تو بنے گرتے ہوئے آب گہر
بھر دیا خانۂ درویش مین زر تونے تمام | وقت خواب اوسکو سمجھتے ہین وہ سونیکا گھر
میرے مضمون کسی سی نہین اڑنے پاتے | سن گئے تیری عدالت کی خبر اہل ہنر
ٹوک سکتا نہین مشرق سی کوئی مغرب تک | ہاتھہ پر سونا اوچھالا کرے شاہ خاور
خلق مین دہاک تہور کی بندہی ہی ایسی | بنگیا گربہ مسکین یہ دبا ضیغم نر
وہ شجاعت کہ ہی بھائی بہی **شجاع الدولہ** | نام ہی **میر سعادت علی** ذی جوہر
خرد ہی پھر بہی ہی خردی مین بزرگی پیدا | یہ ہلال فلک اوج سے ہے بدر آٹھہ پہر

عقل وہ ہے کہ ارسطو سے زمانہ کہیئے
طالع ایسے ہین کہ تصویر بنے اسکندر

یون ہی وہ قوت بازو سے جناب والا
جسطرح قوت بازو سے پیمبر حیدر

حبذا رستم میدان شجاعت ہے وہ
بلکہ رستم بہی سنے نام تو کانپے تہرتہر

مرحبا حاتم شیلان سخاوت ہے وہ
بلکہ حاتم کو یہ قدرت تہی نہ یہ زور نہ زر

واہ کسرائے شبستان عدالت ہے وہ
بلکہ کسری شہ بیدین تہا وہ دیندار افسر

یہ صفات اوسکی سے ہے ذاتی عجب اوسکی ہی ذات
ذات قایم رہے جبتک ہے صفات داور

قدرتم آئے تہے کس کام کو کرنے لگے کیا
چڑہے کرسی پہ تو سیر عرش کو چہو لو بڑہکر

ہوش مین آؤ ذرا چشم خرد مل ڈالو
لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر

مطلع

میرے ساقی نے مرے منہہ ہی لگایا ساغر
سطر تو مجھکو سنبہالو مین گرا بر لب پر

سنبہلو ہاتہہ مرا تہام لو دوڑو دوڑو
خدمت پیر مغان مین مجھے پہنچا دو مگر

میکشو راہ سے اٹہوا دو خم و جام و سبو
مست ہون مست ہون لگ جائیگی میری ٹہوکر

نشہ کیا چہایا کہ آنکھون مین اندہیر چہایا
اب سیہ مست نظر آتا ہے میخانہ بہر

نشہ مین چور ہون چہپتے نہین اسرار ولی
دل مین جو آتا ہے آتا ہے زبان پر فرفر

اپنے آقا کو نہ مین جاگتے سوتے بہولا
رونگٹا رونگٹا دیتا ہے دعا آٹہہ پہر

جب تلک ہے یہ زمین اور زمین پر افلاک
اور افلاک پہ ثابت ہین جہان تک اختر

اون ستارون مین ہی جبتک کہ نظام شمسی
سبعہ سیارہ کا جبتک ہے فلک پر چکر

رہے زہرہ تری محفل مین ہمیشہ رقصان
خود عطارد ترے دفتر کا رہے سر دفتر

شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا
انجمن کا تری ارکان بنے ہر شام قمر

بڑھ کے ہے حکم قضا سی ترا حکم محکم
تیرے اعدا کو زحل چین نہ لینے دی کہین
پھرتے پھرتے جو عدو تھک کے گرین منھ کے بل
ختم کر دیجئے اے قدر دعاے شرطی
ہوش اڑا دیجئے بلبل کی برنگ بلبل

تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر
کہ سیہ بخت کرے اور پھر آئے در در
کھینچکر پھیر دے سر تیغ قضا پر خنجر
کیجئے اک تازہ غزل خاتمۂ دعوت پر
وہ نئے طائر ایجاد کے نکلین شہپر

غزل

چشمۂ خضر سے لب ہے کہین بہتر انکا
تھی فقط جام بنانے سے یہی جم کی غرض
بے وسیلے تو خدا تک بہی رسائی ہی محال
اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو مین جی جاؤن
ہین یہ مخدوم مین سو جان سے ہون انکا خادم
بے تکلف ہون مرے دل کا نہ پوچھو احوال
رکھدیا نام قصیدے کا مری مہر منیر
قدر کو آپکے دربار مین لایا ہون سعی

کیون نہ منھ دیکھکے رہجاے سکندر انکا
تا کہ وہ دیکھ لے اوسمین رخ انوران کا
سلسلہ ہے مجھے گیسوے معنبران کا
آب حیوان مین بجھا رکھا ہے خنجر ان کا
یہ خداوند ہین مین بندۂ بے زر انکا
اوسمین جب جاہین چلے آئین وہ ہی گہران کا
دل یہ ہی مہر و محبت مین ثنا گران کا
رہے انپر بھی نظر آگے مقدران کا



دار الامارۃ

در مدح جناب امیر الدولہ سعید الملک راجا محمد امیر حسن خان بہادر
ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہو گیا انبار — بندھا عروس بہاری کے در پہ بندھنوار
بدل کر آئی ہے مشاطۂ صبا جوڑا — سفید ابر بھی چھایا تو ہو گیا گلنار
دہڑی جمائے ہوئے سوسن آ بنی ہونٹون پر — حنا لگائے ہوئے پنجے مین ہر دست چنار
اوگی ہوئی ہے لب نہر باغ مین کنگھی — بڑھا رہا ہے جو شمشاد طرۂ طرار
گلون کے چہرے پہ افشان چنی ہے شبنم نے — جو غازہ ملتی ہے رخ پر ہوائے فصل بہار
مثال سینۂ معشوق ٹہریان ہین صاف — جو داغ بیل لگائی وہ ہو گئی زنار
بتائی مالیون نے سرو کو تراش خراش — سکھایا موج نے ہر نہر کو نکھار سنگھار
گئی چمن سے اودھر خواب نازنین نرگس — ادھر کو سبزۂ خوابیدہ ہو گیا بیدار
اودھر ہوا سے ہوئے لکھائے ابر نمود — ادھر چمن دم طاؤس بن گیا اکبار
اودھر دھنک نے بھرا اپنی مانگ مین سیندور — ادھر ہوا لب لالہ بھی پان سے گلنار
اودھر جو نہر چمن کو ہوا نے لہرایا — ادھر بھی کوند کے بجلی دکھا گئی دیدار

اودہر قصیدے پڑہے بلبلون نے نالون کے
ادہر گلون نے نکالا طلاے دست افشار

اودہر کہلے صدف برگ کے لب تشنہ
ادہر ہی جہوم کر آیا سحاب گوہر بار

اودہر چمن نے نکالی قباے استبرق
ادہر گلون نے سرون پر سجی نئی دستار

اودہر جو طرۂ شمشاد بڑہ گئے تا دوش
ادہر لٹک گئے سنبل کے شملے تا بہ کنار

اودہر گھٹا سے ہوئی چشمک یکاد البرق
ادہر جہپک گئی نرگس کہ یخطف الابصار

اودہر چلی جو چمن مین ہواے روح افزا
ادہر سحر کو کھلی چشم نرگس بیمار

مطلع

چمن مین برگ گل تر بصورت لب یار
عجب نہین ہی اگر کہولدین لب گفتار

عجب نہین ہی زبان ہو دہان غنچہ مین
عجب نہین ہے زبان آوری کرے ہر خار

چٹک چٹک کے کہین غنچے قم باذن اللہ
عجب نہین ہی مسیحا نفس ہو باد بہار

عجب نہین ہے جو یہ سنکے سرو چل نکلین
کرین چمن مین بگولے کی طرح خود رفتار

عجب نہین ہی کہ آئینہ آب حیوان ہو
عجب نہین ہے کہ بول وٹھے طوطی زنگار

عجب نہین ہی بقول ظہیر فارابی
چمن سے چین تلک ملک چین ہے تا گلزار

ز اعتدال ہوا حکم جانور گیرد
اگر بنوک قلم صورتے کشند نگار

عجب نہین ہی جو چھوٹین حباب کے بیضے
تو نکلین نہر مین مرغابیان قطار قطار

عجب نہین ہی کہ بجلی ہو مرغ آتش زن
عجب نہین ہے کہ بادل ہو مرغ آتشخوار

عجب نہین گل لالہ پڑہے جولان کیطرح
عجب نہین کہ ہزارے سے نکلی صوت ہزار

صداے رعد سے ملکہ ہر ایک قطرۂ آب
ہوا مین ہنس بنے ہنس سے ہو موسیقار

مطلع

بنی ہی زخمہ ہر اک عندلیب کی منقار
جہان پڑی رگ گل پر بجا چمن ہین ستار

گرج ہے بادلون کی یا کمک ہی طبلے کی
جو سو ناچتے ہین ہل رہا ہے سب گلزار

سمان بندھا ہے جو گاتے ہین کیلیان مالی
کہ پل سے ہے کاسۂ طنبور رسیان ہین تار

لگائی ہے گل شبو نے منہ سی شہنائی
جو پتے ہلتے ہین جھانجھین بجاتے ہین اشجار

اودہر جو ملکے بجاتے ہین تالیان پتے
ادہر ہوا سے بہا رہی الاپتی ہی بہار

گرے جو برگ ہوا مین اوٹھے وہ رقص کنان
لئے یہ ناچ مین توڑے صبا نے ہر اک بار

بھرے ہوئے ہین پیالی گلون کے شبنم سے
پڑی جو شاخ اوٹھی جلترنگ کی جھنکار

ہی اس بہار مین ایسا جنون کا جوش و خروش
مثال سلسلہ بجتا اوٹھا چمن کا بچار

یہ حال دیکھکے صوفی بھی وجد کرتے ہین
ہوئی ہین حال سے بیحال قمریان نزار

لگا رہی ہے وہ بالائے سرو قمری ضرب
کہ جیسے کوئی اذان دے سر بلند منار

زمین کرنے لگی آسمان سے باتین
چکور مور ادہر اودہر کلنک و سار

اودہر تو فاختہ سے غل مچا ہی کو کو کا
ادہر بندھا ہے پپیہون سے پی کہان کا تار

اودہر ہے سرو پہ حق سرہ کا ہنگامہ
ادہر ہے آنب کے اوپر کہو کہو کی پکار

وہ بجلیون کی چمک اور سیہ بادلونکی گرج
وہ خندۂ گل تر اور سپہ نالہائے ہزار

وہ آبشار کے لطفے وہ موج باد صبا
وہ قرقرون کی صدائین وہ سارسونکی پکار

وہ آمد آندھیون کی وہ ہوا کا سناٹا
وہ مینہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوچھار

وہ ساونی کی بہارین وہ راگ ساون کی
وہ کوئلونکی صدائین وہ پینگ مار امار

مچی ہی چار و نطرف ایک راگ رنگ کی دہوم
ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوار

یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ ہلینگے
کھلینگے پھول تو مہکیگا تختۂ گلزار

یہی جو دہوم رہی کان اوڑینگے پھولونکے
سنیگا کون پہر اِک آہ بلبل نادار

یہی جو دہوم رہی نیند اوڑیگی نرگس کی
نظر لگائیگی صحنِ چمن کو لیل و نہار

یہی جو دہوم رہی سرو اوچھل پڑینگے تمام
رکیگا سرو کی چوٹی پہ چرخ کجرفتار

یہی جو دہوم رہی کانپ اوٹھینگے دشت و جبل
چمن مین آئینگے اوڑ اوڑ کے لالۂ کہسار

یہی جو دہوم رہی **قدر** سر اوٹھائیگا
ہوائین باندہیگا پڑہ پڑہ کے مدح کی اشعار

یہی جو دہوم رہی اوسکی مدح خوانی کی
اوٹھیگی چار و نطرف ایک واہ واکی پکار

یہی جو دہوم رہی چھت اوڑیگی گردونکی
حجاب اوٹھیگا نظر تیر جائیگی اوس پار

مطلع

دکھائی دیگا وہ ظلّ خدا وہ عرش مدار
وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش وقار

کہ بندگی ہے جسے رتبۂ خداوندی
خدایگان و خداوند نعمت ابرار

امیر دولۂ دنیا و دین سعید الملک
جناب **امیر حسن** خان بہادر جرّار

ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام
ہزار دل سے غلام ائمۂ اطہار

وہ شعر فہم کہ قربان جسپہ ہو شعری
وہ نثر دان کہ رہے نثر اوسکے سر پہ نثار

ہوا ہے نثر نگاری جو آگئی دل مین
بنایا تختۂ کاغذ کو اوسنے سنبل زار

وہ صاف صاف عبارت کہ عارض شفاف
وہ پیچدار مضامین کہ طرۂ طرار

ہوا ہے اوسکا قلم میل چشم مینائی
دوات اوسکی ہوئی عینک اولی الابصار

مری طرح قلم اوسکا ہے واسطی الاصل
مری طرح قلم اوسکا ہے ایک سحر نگار

قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یون پایا
تخلص اوسکا ہے جو **سحر** وہ لکھا سو بار

قلم امیر کا ہے کیون لکھے نہ صد ہا سطر
عصا کلیم کا ہے کیون نہ اوگلے سیکڑون مار

قلم نہین ہے مگر صنع نطق کا آلہ ٭
قلم نہین ہے مگر مرغ فکر کی منقار

کیا ہے صفحۂ کاغذ کو مشک کی ٹڑیا
قلم کی نال ہے یا ناف آہوے تاتار

قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ برپا
حروف کیا ہین کہ لیلی کے منہہ کی نقش و نگار

عبارت اوسکے قلم کی ہے بادشاہ پسند
صدف ہے اوسکی نکلتے ہین گوہر شہوار

ہماے اوج سعادت ہے خامۂ عالی
رقم ہے ظل ہما جب تو ہی سیاہی دار

قلم کے تحت مین ہے سب سیاہی کاغذ
اوسیکے ہاتہہ مین ہے انتظام لیل و نہار

حروف ہین کہ مٹھائی پہ چیونٹیان دوڑین
قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار

عطارد و زحل آئے ہین ایک مرکز پر
قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہین نقش و نگار

سیہ زبان ہی خامہ بچیگا کب دشمن
دعاے بد سے نکالا ہے اوسنے دل کا بخار

صریر خامہ نہین ہے صفیر بلبل ہے
یہ اوسکے ہاتہہ کی قدرت ہے ورنہ سوکہا خار

قلم ہے سدرۂ و بین السطور نہرین ہین
سطور اوسکے ہین جنات تحتہا الانہار

اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم
کہ جیسے حضرت عیسی اچڑہے تہی پہ سر دار

قلم کی نوک سے مضمون نکلتا ہی وہ یون
کہ نردبان سے اوترتے ہین جسطرح معمار

روارو ہی ہے قلم کو بھی فکر عالی مین
ق جو ہین خرام مین کبک دری سر کہسار

یہ دو زبانون سے لکہنے کو ہر گھڑی موجود
وہ دو پرون سے ہین اوڑنیکو ہر جگہہ طیار

قلم سے کرتا ہے معنی سنگلاخ وہ حل
یہ ایک پاؤن سے چلتا ہے راہ سخت گزار

قلم بھی خوب ہے خود لکھے اور خود کاٹے
یہ خود سمند ہے خود تازیانہ رفتار

جو باغبان کبھی ریحان کبھی لگائی گل
تو یہ لکھے خط ریحان کبھی خط گلزار

گیا ہے سانپ پر اوسکی لکیر باقی ہی
ہے یادگار قلم سطر کا چڑہاؤ اُتار

جو شمع کا کوئی گل لے تو اور روشن ہو
جو اس پہ قط کوئی رکھے تو اور ہو طرار

ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا
یہ سر جھکائے ہی جیسے حضور کی تلوار

مطلع

ہین آسمان و زمین پر برابر اوسکے وار
اوٹھی تو جوت گری تو سمک کے وارسے پار

گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن
ہمیشہ فتح کے نشانی مین رہتی ہے سرشار

وہ کھول دیتی ہے اعدا کے بند بند کے قفل
کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار

جو بجلیون کی لپک ہے تو بادلونکی گرج
غضب کا اوسمین ہے کس بل تو قہر کی جھنکار

وہ جسکو ڈستی ہی پانی بہی مانگتا نہین وہ
ہے سانپ کیچلی مین اوسکی تیغ جوہردار

وہ پھیلا ہین دوزخ کا اک زبانہ ہی
جو اوسکے منہہ پہ چڑہا کر دیا اوسے فی النار

عدو کو بھاگتے ملتی نہین عدم تک راہ
وہ ایک پاؤن سے چلتی ہی کیا ہی رہوار

کبھی فلک پہ وہ کرتی ہی جوت کو جونگ
کبھی ہین بازوؤنکی مچھلیون پر اوسکی وار

جدہر کسو اوسے ویتی ہی اک اشارے مین
کہ جیسے ایک اشارے مین ابرو خمدار

چمن پر اوسکے گلکے کٹ گئے ہین لاکھونکے
لپٹ کے پھولونکی چادر مین ہے گلے کا ہار

جو دام اوسمین ہین جوہر تو پھیلا کنبا
جو صیدگاہ ہے مقتل تو مرغ روح شکار

جو شکل دیکھیے محراب عیدگاہ قتال
جو کار پوچھیے اسکا تو عید قربان کار

یہ ملکے مارے حریفون کو اسقدر جرّاف
یہ آپ مار کے خون رولے اسقدر مکار

چلی قضا ہی معلق پڑی ہی تو مبرم ہے
جو اپنے میان مین آئی تو تھہر وہی تلوار

جو اوسکا میان ہے زنبیل رنگ عیاری
تو اوسکی آب ہے ہمشیر روغن عیار

گاے ہین ڈالے ہوئے شاہد قضا کی ہاتھ
یہ کرتی ہے دم وخم سے ہمیشہ بوس وکنار

جو اسکی جو ٹہین ہین اعدا کا دل ہلا جاتا ہے
کہ جیسے گھاو کرے دل مین ابروِ دلدار

ہمیشہ رہتی ہے رنگین برنگ قوس قزح
لہو برس گیا انکی جہان دم پیکار

یہ ایک وار مین اعدا کو چار کرتی ہے
کہ جیسے نعل سمندِ حضور پڑتے ہین چار

مطلع

عجب سمند گلابین جو نعل و سکے لہار
وہ تیز گام کہ ہوتا ہے برق اک طیار

عجب سمند ہے بال پری ہین جسکے بال
عجب سمند ہے جو پایہ ہوگیا پروار

عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا
عجب سمند ہوا پر چڑہے جو مثل بخار

عجب سمند ہے پتلی پہ جو پہرے کاوا
عجب سمند ہے نقطے پہ جو بنے پرکار

عجب سمند جو کھچنے مین مور کی گردن
عجب سمند جو چلنے مین کبک کی رفتار

عجب سمند ہے دونون کنوتیان ہین تیر
عجب سمند ہے کنڈا کمان ہے ہر بار

عجب سمند رُکے جب بہی بادپا کہلائے
عجب سمند بند ہے جب بہی نام ہو رہوار

بھرے طرارہ تو بجلی کی چوکڑی بہولے
جو مارے ٹاپ تو سیدہا ہو چرخ کج رفتار

جو بے لگام بہی پہیر و توران سی پہر جاے
عزیب ایسا کہ سمجہے بہی او سپہ ہولی سوار

ہی صورت دل بیتاب نعل در آتش
کسی جگہہ کسی پہلو نہین ہے اوسکو قرار

وہ منہہ مین لیکے دہانیکو یون چباتا ہے
کہ جیسے ہونٹہ چباتے ہین غصے مین جرار

زمین چڑہا ہوا گہوڑا اسی کو کہتے ہین
فلک کی طرح زمین گرد ہے اسیکا غبار

سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاے اسے
غرض ثبوت ہوا لاجواب ہے رہوار

وہ راہوار جو کا دے مین گردش تقدیر
سوار وہ مری قسمت کا جسپہ ارو مدار

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادہر اکبار ‌ ‌ ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا لیل و نہار

کیا ہے اوسنے بڑے کشورونکو یون سیدہا ‌ ‌ کہ جنتری سے کوئی جسطرح نکالے تار

کل اوسکے ہاتھہ مین ہی پھیر دے جدہر چاہے ‌ ‌ ہے اختیار مین اوسکے ہر ایک خودمختار

ملائے آنکھہ کہ طاری ہو خواب مقناطیس ‌ ‌ دکہائے آنکھہ کہ اوگلے عدو دلی اسرار

رموز خلق کھلے دفتر اوسنے جب کہولا ‌ ‌ بنا ہے اوس سے سکندر کا آئینہ دربار

ہوا عروج تو اور اوسکو انکسار ہوا ‌ ‌ چڑہا جو نشار تو وہ اور ہوگیا ہشیار

کبہی جو خواب بہی دیکھے تو ہو ادسی معراج ‌ ‌ کبھی جو نیند بھی آئے تو بخت ہون بیدار

جو بارگاہ مین بیٹھے وہ آفتاب عروج ‌ ‌ تو سایہ تک بہی نہ اوترے کبہی تہ دیوار

جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائین شراب ‌ ‌ عروج بخت سے نشا سے کا ہو کبھی نہ اوتار

قمر کو روز پونہچتی ہے کھیر کی قفلی ‌ ‌ جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہین اوسکی خوانسالار

مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا ‌ ‌ غضب ہے نام تو **قدر** اور یہ ذلیل و خوار

کھٹکتے رہتے ہین مجھسے حضور کے خادم ‌ ‌ وہ جانتے ہین یہ ہی ہوشیار خدمتگار

مری جبین ترا آستان یا قسمت ‌ ‌ مثل ہے خاک ہم از تودہ کلان بردار

فلک پہ مہر منور زمین پر ذرات ‌ ‌ اودہر طلوع ہوا اسطرف پڑے انوار

قمر کجا و کجا خوشہاے بے دانہ ‌ ‌ اودہر جو کھیت کیا ہین ادہر یہ دانہ وار

حضور قبلۂ عالم مین مرغ قبلہ نما ‌ ‌ جدہر حضور اودہر مین ہزار دل سے نثار

غرض کہ آپ سے مین آپ ہی کو چاہتا ہون ‌ ‌ یہی ہے حسن طلب ہے مجھے **حسن** درکار

نگاہ روبرو اسے قدر دان اہل کمال ‌ ‌ دعا وہ دو دن کہ بہڑک جائین سب اولی الابصار

وہ خاک ہون جو اوڑائے ہوائی دہر مجھے
مین آسمان پہ چڑھ جاؤن اوٹھکے مثل غبار

غبار چہرۂ گردون دلیل باران است
برس پڑون ترے گلشن پہ ہو کے ابر بہار

تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کی صورت
خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار

دعائین دیتا ہوا خاک سے اوٹھائے سر
کہ اے بہار و خزان آفرین ہر گلزار

جہان تلک رہے زینت فلک کی انجم سے
جہان تلک یہ مصابیح دینوی ہون بکار

رہے وہ نجم سعادت ہمیشہ روز افزون
رہے وہ شمع عبادت تمام شب بیدار

جہان تلک رہے لبس المہاد مہد آرا
جہان تلک رہے ہل من مزید کی تکرار

ہمیشہ مہد خرابی مین تکیے نہ ہون عدو
ہمیشہ ہمیۂ نار غضب رہین اشرار

جہان تلک رہے گردون کا تخت طاؤسی
جہان تلک رہے فوج ثوابت و سیّار

جہان تلک رہے اس فوج مین قمر سلطان
جہان تلک شہ خاور ہو اوسکا باجگزار

خدا کرے کہ رہین شاد اوسکے درباری
خدا کرے کہ رہے اوس سے سرخرو دربار

جہان تلک رہے دار القصاص سلطانی
جہان تلک رہے دار القضاے دُرّہ و دار

جو سر اوٹھائین عدو اوسکے خاک مین ملجائین
ہر ایک حال مین پائین وہ کیفر کردار

اوٹھین تو گردش افلاک پیس ہی ڈالے
گرین تو خاک مین ملتے ہی دے زمین فشار

جہان تلک شہ خاور سنے قصیدۂ صبح
جہان تلک کہ انجم کے ہون صلے مین نثار

جہان تلک رہے گردون کے سر پہ کشتی مہر
جہان تلک رہے اس جائزے کا داد دہ

خدا کرے یہ قصیدہ رہے امیر پسند
کہ نام دار الامارۃ ہوا ہے اسکا قرار

نقش فرنگ

در مدح ولیم ہینڈفورڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم اودہ

المعروف بہ گلدستۂ اول

یہ ہوا مین ہے برودت کا اثر
بادلون کو ہے زکام آٹھون پہر

ایسی ٹھنڈی ہو گئی لالے کی آگ
کوئلا بجھکر ہوا داغ جگر

جو بخارا وٹھا زمین باغ سے
ہو گیا سنبل وہ ٹھٹھرا اسقدر

سوسنون کے ہونٹھ نیلے ہو گئے
سرو اکڑے کھا کے جاڑا رات بھر

رونگٹے سردی سے ہین دوب کے کھڑے
کب زمین سے سبزہ آیا ہی ابھر

عندلیبون کے گلے پڑ پڑ گئے
ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی باد سحر

اُف رے سردی کانپتی ہی فاختہ
کرتی ہے کسدرجہ ہو ہو سربسر

قمریون مین جاڑے سے ہو حق مچی
گو قبا سنجاب کی ہے زیب بر

اسقدر سردی سے دم رکنے لگا
پتھرون مین چھپتے پھرتے ہین شرر

خوف سردی سے چھپے ہین پہل مین تخم
آڑ مین پتون کے چھپتے ہین ثمر

اسقدر بارد ہے گلشن کی ہوا
پیر ہو کوئی جوان جاڑے اگر

باغ مین سردی سے کلیان کیا کہلین
گل کو پیدا ہو گیا لقوے کا ڈر

شمع انگشت حنائی ہو گئی
بزم تک پھیلی ہے سردی اسقدر

ہے برودت سے زرگل زعفران
خطۂ کشمیر گلشن ہے مگر

بلبلون کا آشیان خسخانہ ہے
کر دیا ہے اسقدر شبنم نے تر

اب کنول کا پھول ہی سورج مکھی
باغ مین پالا پڑا وہ رات بھر

بھینی بھینی بو ہے کیا بھیگی ہے رات
عطر مین ڈوبی ہے لیلے سر بسر

لاکھہ گل بوٹے جمائین باغبان
برف جم جائیگی ناندون مین مگر

قفلیان ہین برف کی غنچے تمام
ہین پیالے برف کے گلہاے تر

زخم گل پر جمگیا پالا تمام
مرہم کافور ہو کر سربسر

جمگئے سب پتے زمرد بنگئے
قطرۂ شبنم بنے جمکر گہر

باغ مین جمکر بنے گیندے کا پھول
ہو گیا فصل خزان کا جب گذر

آتے آتے منہہ تک ایسی جمی
بات دانتون سے بھی کچھہ ہی سخت تر

برق گر کر تار برقی بنگئی
اچھی لینے آئی سردی کی خبر

برف سے انگور اولے بنگئے
ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر

جمگئی منقار بلبل کیا کھلے
ٹھنڈی ہی سانسین کیون بھرین دو پہر

ہو گئی ہے سنگ مرمر کی روش
نہر گلشن بنگئی جمکر حجر

ہو گیا سردی سے بحر منجمد
اسقدر پالا پڑا ہے حوض پر

سخت ہو کر نخل مرجان ہو گئے
جم جا کر ساونی کی سب شجر

پل کے چرسے ہین پٹاری برف کے
برف کے کھتے کنوئین ہین سربسر

برف ہے یا باغ پر برسا ہے نور
جھاڑ شیشے کا ہوا ہے ہر شجر

ٹٹیان مہندی کی یخ بستہ ہوئیں
ٹٹیان ابرک کی آتی ہین نظر

کر دیا ہے برف نے ایسا سفید
آئینہ ہین باغ کی دیوار و در

نخل گل ہین برف سے گویا کپاس
غوزۂ پنبہ ہین غنچے سر بسر

مالیون کے بیلچے سیمین ہوئے
برف تھالون مین جمی تھی تا کمر

باغ بھر جاڑے مین یخ بستہ جو تھا
تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر

پا بگل تھے سب جوانان چمن
دل بھر آیا نہر کا یہ دیکھکر

نہر نے چھینٹے دئیے ہر سرو کو
سرو نے نرگس کو رکھا بارہ پر

نرگسون نے باد کو پھر آنکھ دی
باد نے بادل کو سنکایا ادہر

ابر نے شانہ لگایا مہر کو
مہر نے سر سے اوتارا تاج زر

اور پھیلا کر کرن کے ہاتھہ کو
کی دعا اے خالق ہر خشک و تر

بھیجدے گلشن مین ایسا آفتاب
سرد مہری جس سے کر جائے سفر

برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے
اوڑ کے سب پالا پکارے الحذر

فیض وہ ہو اوس شبنم پر پڑے
نام وہ بلبل رٹے آٹھون پہر

کون وہ خورشید برج برتری
کون وہ درج شرافت کا گہر

دستگیر خلق ولیم ہینڈفورڈ
ڈائرکٹر علم و فن کا راہبر

عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار
عالم و دانا سخی و نامور

مین اوسے کیونکر نہ سیارہ کہون
دورے مین رہتا ہے وہ رشک قمر

ہندسے مین اسقدر باریک بین
مردمک نقطہ ہے خط تار نظر

سب ہے خفیف اوس سے بہت جبرئیل ثقیل | سر پہ بارِ قسمت خدام در
گردش قسمت ہے میری اوسکے ہاتھ | رمزدان علم ہیئات اسقدر
اوسنے بویا جس جگہہ تخم ریاض | ہو گیا نخل ریاضی بارور
واقف اسرار علم کیمیا | پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر
خاکسارون کو ترقی بخشدے | خاک کو چاندی کرے چاندی کو زر
چھپ گیا خم مین فلاطون شرم سے | جب ہلے لب کھل گیا حکمت کا در
لعل و یاقوت اوسکے ہونٹھون پر نثار | گوہر دندان پہ صدقے ہین گہر
مطلع اک وصف سخاوت مین پڑہو ن | جس سے مالا مال ہون اہل ہنر

مطلع

اسقدر اوسنے لٹا یا سیم و زر | کاسے بہر بہر لیگئے شمس و قمر
جب چہل ابدال وس سے مانگ اٹھین | بانٹ دی قارون کے چالیس گہر
گنج باد آور دبہی کچھ مال ہے | وہ اوڑا دے چٹکیون مین بات پر
جوش زن اوسکا ہو جب دریائے فیض | کشتی درویش ڈوبے سر بسر
کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے | لیگیا موتی فلک بھر کر سپر
مہر سے کہدو کہ اوسکے دور مین | ہاتھہ پر سونا او چہالے بےخطر
وہ سمندر مین جو دہوئے اپنے ہاتھ | موج ہمیان اور بدرے ہون بھنور
کیا مرے مضمون سے وہ مضمون لڑائین | عدل اوسکا سنگئے اہل ہنر
منطقی مین شیر بکری ایک مین | ایک ہی پٹکے مین باندہی ہے کمر
ہو خدا ناکردہ وہ غصے مین آگ | مرغ آتش زن بنے مرغ سحر

شعر ہو دیپک کا صفیر عندلیب
یہ مرا مطلع رٹے آٹھون پہر

مطلع

آتشِ گل مین ہے گرمی اسقدر
پھول مین زیرہ ہے یا گہریا مین زر

باغ بہر گلزار ابراہیم ہو
دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر

شاخ گل بنجائے اِک سیخ کباب
دم مین سلوی بھنکے ہو ہر جانور

ہر شجر گلشن مین نخل طور ہو
پھول شمع طور کے گلہاے تر

دیکھلے دم بھر جو چشم قہر سے
شعلۂ جوالہ حوض آئے نظر

گو نہ بہی پیڑون کا سلگے مثل عود
پھول کی رگ جلکے بنجائے اگر

جلکے ہو سرو چراغان نخل سر
سرو در دشت اسکو سمجھین سب بشر

شعلۂ اژدر بنے ہر ایک شاخ
ہووہ گرمی صحن گلشن ہو سقر

لال بنجائینگے طوطے باغ مین
آتش قہر اوسکی دیکھینگے اگر

لو کی صورت گرم ہو باد صبا
اوسکے غصے کی اوڑائے جب خبر

قمریون کی ہے قبا خاکستری
ہے یہ تھوڑا بچگئے جو بال و پر

جب کلی چٹکی تو نکلی یہ صدا
الحفیظ والامان والحذر

جب صدا صاحب کے کانو مین پڑی
ہوگیا رحم اوس سے دونا جلوہ گر

باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض
نذر لایا یہ ہمارا شعرِ تر

مطلع

ابر بجلی سے کہین ہے بیشتر
چوگنا ہے رحم غصہ جسقدر

دہوپ مین جیسے درخت سایہ دار
وقت مشکل پر غریبونکی سپر

آنکھ مجرم پر کبھی اوٹھتی نہین ہے مروت آنکھ مین مثل نظر
جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکھا رنگ اوڑا اوکملاے جب گلہای تر
پاؤن مین مالی کے جب کانٹا چبھا لگ گئی پھانس اوسکے دلمین دیکھکر
پھڑپھڑا کر طائر دل رہ گیا دام مین دیکھا جو کوئی جانور
لو سے گل کو کیون پریشانی ہوئی ہے دماغ اوسکا پریشان سربسر
فیض سے اوسکے چمن سیراب ہے جو بخار اوٹھا بنا وہ ابر تر
ابر نیسان باغ پر گھر آیا ہے بوند کے بدلے برستے ہین گہر
رات دن بادل ذرا کھلتا نہین باغ مین یکسان ہین آپ آٹھون پہر
رت ہے ہتھیا کی کہ کجلی بن ہے باغ پیل مست آئے کہ بادل جھوم کر
بادلونکی وہ گرج وہ زور شور شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر
کوکتے ہین مور سن پڑتا نہین کان اوڑے جاتے ہین پپہونکی مگر
ہین پپی دہو مین تو سن لینا کبھی گر پڑے گا حمل نخل بارور
بادل اکثر اسقدر جھک جھک پڑے سرو سے ٹکرا گئے ہین بیشتر
لاکھ پتون نے سنبھالین چھتریان پر ہوا رخت نہال باغ تر
بجلیان کوندین تو آنکھین بند کین ہوگئی خیرہ یہ نرگس کی نظر
پگڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہین زور سے پڑتی ہے بوچھار اسقدر
جب صبا کا پاؤن پھسلا باغ مین تالیان دینے لگے برگ شجر
بجلیان کوندین تو دکھلائی دیا طفل غنچہ کے بھی مٹھی مین زر
موج شاخین گل ہوئے ہین بلبلے ہوگیا اب تو سمندر باغ بھر

بیلچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ ۔ ناو کا تختہ ہے ہر تختہ مگر
حبذا اے جوش دریاے کرم ۔ مرحبا اے بحر بخشش کے گہر
شمع کی صورت ہے میرا حال زار ۔ چپ جو رہتا ہون تو پھنکتا ہی جگر
شعر سے بازار میرا گرم تہا ۔ کھوٹے دامون اب بکا میرا ہنر
شعر سے تہا عرش پر میرا دماغ ۔ بخت واژون نے بٹھایا خاک پر
شعر سے سکے تہے میرے ہر جگہہ ۔ اب وہی سکے ہوے داغ جگر
شعر سے میرے منور تہا جہان ۔ اب یہ بخت اور مین آٹھون پہر
شعر سے آنکھون پہ تہی میری جگہہ ۔ اب گرا آنکھون سے ہوکر دربدر
شعر سے مشہور تہا مین دور دور ۔ دور دور اب مجھسے رہتے ہین بشر
باردر ہو کر ہوا مین سب پہ بار ۔ کیا یہی تہا اس ریاضت کا ثمر
تجھہ سا ممدوح اور مجھہ سا مدح گو ۔ قہر ہے جس پر پریشان اسقدر
چاک کی صورت نہین دم بہر قرار ۔ گردشین سی گردشین ہین الحذر
ہون یہان بے خانمان و بیدیار ۔ تیرے در کو چھوڑ کر جاؤن کدہر
دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا ۔ قبضۂ مالک مین رہتی ہے مگر
باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا ۔ تو ہی تو ہے سرخرو مین ہون اگر
مانگتا ہون یہ قصیدے کا صلہ ۔ دوسرے سے کچھہ نہ مانگون عمر بہر
نام اسکا رکھدیا **نقش فرنگ** ۔ تا جمے نقش مراد آٹھون پہر
ہان ادب اے **قدر** یہ گستاخیان ۔ دیکھکر فیاض پھیلے کسقدر
ہاتھہ پہیلائے تو مانگو یہ دعا ۔ یا الٰہی یا خدا اے بحر و بر

جب تلک پانی پہ قایم ہی زمین
باغ مین جب تک ہی پھولون کی بہار
بوے گل جب تک صبا کی ساتھ ہے
شاد ہو آباد ہو سر سبز ہو
یا الٰہی جب تلک گل مین ہی خار

ہے زمین پر باغ جب تک جلوہ گر
پھول سے ہی جب تلک بو کا گزر
ہے صبا جب تک جہان مین مشتہر
جس سے ہین سر سبز سب اہل ہنر
خار کی ہے نوک جب تک نیشتر

اوسکے حاسد کی رگ جان مین چبھے
نوک خار رنج و غم آٹھون پہر

شام اودہ

در مدح سر مہاراجا مان سنگہ صاحب بہادر قایم جنگ

اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلدستۂ دوم

آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضری
کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چنبری

ہے کہکشان بہی صورت شاخ چمن ہری
سورج مکہی ہوا گل خورشید خاوری

ایکی بہار آئی ہے کیسی ہری بہری

ہر سمت دہوم دہام ہے فصل بہار ہے
ساقی کا اہتمام ہی فصل بہار ہے

رندونکا ازدحام ہے فصل بہار ہے
خم ہے سبو ہے جام ہی فصل بہار ہے

کرتا ہے ابر تاک عجب فیض گستری

طاؤس پھر رہے ہین خرامان چمن چمن
ہین یاسمین و سنبل و ریحان چمن چمن
کیسا کھلا ہوا ہے گلستان چمن چمن
ابتو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن

بوٹے اوگے ہین باغ مین امسال کیاری

گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات ہے
یہ باغ بھر کی روح ہے کیا اسکی بات ہے
سبزہ اوگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات ہے
گلزار مین ہے حوض کہ آب حیات ہے

دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری

باندھے ہوئے ہی اپنی ہوا کیا گلونکی بو
اک شور قرقرونکا ہے بالاے آبجو
مدہ مین پپیہے کوئلین ہین کیسی چاپہو
آفت وہ پی کہان وہ قیامت کہو کہو

طوطے چمن کا بولتا ہے وہ ہوا بھری

مہندی کا رنگ وڑا تو یہ نقشا دکھا دیا
بن بنکے لال آیہ صمم سنا دیا
گل ہنس پڑا کلی نے الگ مسکرا دیا
لیکن صبا نے دونون کو بتا بتا دیا

گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ زرگری

سب صحن باغ ہوگیا میدان کارزار
لالے کی پلٹنون نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کھا کے ایکبار
پتون کی نوکین ہوگئین پیکان آبدار

بن بن گئی ہر اک رگ گل تیر کی سری

ہے آبرو بہار کی ابتو خدا کے ہاتھ
پھیرے ہین باغبان نے کس کس بلا کے ہاتھ
رہ رہ گیا چنار بھی اپنے جڑ ہا کے ہاتھ
پھیلے ہوئے ہین باغ مین موج صبا کے ہاتھ

پیڑون کے تھالے ہوگئی پھولونکی ٹوکری

طارم کھنچا تو عرش معلی سے بڑھ گیا
شمشاد اوٹھا تو سدرہ و طوبیٰ سے بڑھ گیا
سبزہ چلا تو خضر و مسیحا سے بڑھ گیا
سنبل بڑھا تو زلف چلیپا سے بڑھ گیا
ایک اک کو صحن باغ مین ہے کسقدر چری

اللہ کیا ہوا ہے گلستان ہی دلپسند
ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی آنکھ بند
کشمیر پر زمین چمن کو ہے ریشخند
موج صبا سے ابر بھی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار مین تری

پھرے پہ سرو ہی در گلشن سے ہوشیار
سقای ابر چھوڑتا ہے ہر طرف پھہار
سبزہ اگر ہی فرش تو فراش ہے بہار
بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چوبدار
اکا صبا کا بانٹتا پھرتا ہے نوکری

دیکھو تو منتظر گل و نرگس ہین کسقدر
آہٹ پہ کان ہین تو در باغ پر نظر
مجرے کو جھک رہے ہین درختان بارور
لاتا ہے ایلچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نونہال گلستان برتری

کیا مرحبا قدوم سعادت لزوم ہے
ہر چار سمت مجمع اہل علوم ہے
دھومین ہٹو بچو کی ہین اوس پر ہجوم ہے
مہراج مان سنگھ بہادر کی دھوم ہے
اللہ رے عادل و سخی و عاقل و جری

شبدیز اوسکا برق جہندہ ہے یا ہوا
دوڑیگا اوسکے آگے سمند خیال کیا
چلنے مین دیکھئے تو ابھی تھا ابھی نہ تھا
پوچھے صبا نے پاؤن وہ جادو کا بادپا
گھوڑا ہے یا چھلاوا ہے یا سحر سامری

سرعت مین ماہ سے ہی مثل اوسکا راہوار
کرتا ہی چارون نعلون سے پیدا ہلال چار

بارہ ہلال تین طرارون مین ہین شمار   یکسانہ راہ جاے جو اوڑجاے تین بار
پہونچے اوسے خیال ہلالی نہ انوری

بجلی ہے بوے گل ہی عجب راہوار ہے   سب تیلیون پر آنکھ کی تیلی نثار ہے
گاہے زمین پہ گاہ فلک پر مدار ہے   گویا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے
اوسکی کنوتیون مین ہے پرتو نصب پری

تعریف پیل مست جو تحریر ہو ابھی   فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابھی
آہ قلم مین کچھہ بھی جو تاثیر ہو ابھی   خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابھی
چلنے سے اوسکے گاو زمین کو تھرتھری

رنگ سیاہ اور وہ قد بلند تر   سہیلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوہ گر
وہ لانبے دانت عرش کی ساتین ہین الحذر   ہودج نہین ہے تخت سلیمان ہی بیٹھئے
بیشک لباس دیو مین آئی سیہ پری

حلقے مین پیل مست ہین یون جھومتی کھڑے   جیسے گھٹائین آتی ہون ساونین جھوم کے
جھنگھاڑتے ہاتھیونکی وہ مستی وہ ولولے   بادل گرج رہے ہین بڑے زور شور سے
اللہ رے رعب کانپتا ہے چرخ چنبری

رکھتا ہی تیغ کو وہ جری اپنے جی کے ساتھہ   دم بھر رہی ہی تیغ بھی اوسکا خوشی کے ساتھہ
رکتی نہین ہے پر لگی لپٹی کسی کے ساتھہ   دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کی ساتھہ
رستم بھی ہو تو کہتی ہی منہہ پہ کھری کھری

تلوار وہ کٹا نکرے پر کٹا کرے   بندوق وہ دغا نکرے پر دغا کرے
وہ پیش قبض قبض جو روحین کیا کرے   دشمن کو ڈہال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپہ ہے مردم چشم دلاوری

سر کاٹکر کسیکا کیا خاک سربسر
دو کر دیا کسیکو کمر سے ادہر ادہر
طوفان آب تیغ یہ رہتا ہے باڑہ پر
دم بہر گلے گلے سے ہے جو دم بہر کمر کمر

کیا جزر و مد دکہاتی ہی اوسکی سپہگری

بخشی گری فوج عطارد کو بخشدی
مریخ نے سپاہ مین کی اوسکی نوکری
خدمت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی
زہرہ رہی وہ بزم طرب کی ہے مجرئی

دُوارِکّے اوسکی بزم مین ہین ماہ و مشتری

یہ مہر کی نگاہ کہان یہ ادا کہان
یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بہلا کہان
وہ اسطرح جہان کا حاجت روا کہان
باتین کہان یہ رمز کہان قہقہا کہان

آئینہ کر سکے گا نہ اوسکی برابری

سب پر نظر ہے عین عنایت ہے آنکہہ مین
سرمے کے بدلے کحل مروت ہے آنکہہ مین
پتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکہہ مین
تار نگاہ رشتۂ الفت ہے آنکہہ مین

مد نظر ہے مردم دنیا کی بہتری

نظرون سے مین گرون یہ مجہے کیا ہراس ہے
ہر آنکہہ اوسکی پلۂ سنگ قیاس ہے
کیا مردم سیہ کی محک اوسکے پاس ہے
نظرون مین جانچ لیتا ہے مردم شناس ہے

جسطرح سے پرکھلے جواہر کو جوہری

گو لاکھہ فکر لاکھہ سے ہے غور قدر کو
ایسا نظر نہ آئیگا اب اور قدر کو
کردیگا کامیاب وہ ذی الغور قدر کو
عادت ہے بندگی کی اسیطور قدر کو

جسطور اوسکی ذات مین ہے بندہ پروری

مرد خدا جہان مین جب تک صبور ہو | جب تک رخ عبادت زاہد پہ نور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو | نیکی کا اوسکے ہاتہہ سے ہر جب ظہور ہو

بخت سعید کے لئے جب تک ہے مشتری

کالی بلا جہان مین جب تک ہے یا خدا | جب تک جہان مین ہی شب یلدا کا سامنا
جب تک سیاہ کار ہین بدنام جا بجا | مشہور جب تلک سے ہے ٹیکا کلنک کا

اوسکے عدو کا بخت ہو کاجل کی کوٹھری

عیسی کے معجزون کا یہان کیا شمار ہے | میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
رکھا جو نام شام اودہ یادگار ہے | شام اودہ پہ صبح بنارس نثار ہے

آنکھین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری

تمت



گل عباس

در مدح ڈپٹی میرزا محمد عباس بیگ خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لکھنو المعروف بہ گلدستۂ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہوگیا پانی
بنا جو اشک کا قطرہ ہوا لعل بدخشانی

پلک پر جب تلک تھا بس جبھی تک قدر و قیمت تھی
کسی نے گرتے گرتے آنکھہ سے صورت نہ پہچانی

جگر کی کاوشون نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
سو دبکر خاک مین اب بنگیا وہ جوہر کانی

مگر ہان انقلاب ہر و گردشہاے دوران سے
کبھی جب خاک پر بادل کرے گا قطرہ افشانی

تو ہوگا نامیہ سے کچھہ عجب عالم زمانے کا
بنے گا تختۂ صحن چمن اک تختۂ مانی

بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
بنے گا پستئی کوئی کوئی کاہی کوئی دھانی

ہجوم خار ہوگا جا بجا صحرا کی راہون مین
نئی شاخین نکالیگی ہر اک شاخ مغیلانی

لٹک کر خاک پر گر جائینگے شمشاد کے طرے
کہ جس سے زلف سنبل کو بھی ہوگی اک پریشانی

چمن مین پتیان مہندی کی وہ شکلین نکالینگی
کہ راے باغبان پر ختم ہوگی ہندسہ دانی

ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیلجاے گا
پھلین گے خوشہ انگور صحرائی و بستانی

نشیمن سرو پر رکھے گا اپنا طائر سدرہ
کہین طوبی سے بھی ہوگی زیادہ اوسکی طولانی

بنے گا سبزۂ نوخیز ریش خضر صحرا مین
بنے گی عشق پیچان موے درویشان بیابانی

زمین باغ دکھلائیگی باغ سبز گردون کو
دھنک کیطرح ساری کہکشان ہو جائیگی دھانی

نظر آئینگی سب پھولی ہوئین شہرونکی دیوارین
بہار انکے مزے لوٹینگے سب آزاد و زندانی

یہ عالم دیکھکر مجنون کے زخم دل ہرے ہونگے
یہ موسم دیکھکر لیلی بھی ہو جائیگی دیوانی

کہین سبزے پہ آکر سانپ شب بھر اوس چاٹین گے
کسی میدان مین کوک اوٹھینگے طاؤس بیابانی

اندھیرا دشت مین کردینگے گھر کر بانس کے کوٹھے
کٹہرے مین ٹپہ بیگے خود بخود شیر نیستانی

زمین پر سبزہ وہ پھیلے گا مٹجاینگے سب جادے
بھٹک کر خضر کو بھی ہونگی لاکھون ٹھوکرین کھانی

پہاڑون پر دکھائی دے گا ایسا ایلوان سبزہ
کہ گویا جڑ دئے ہین سنگ پر فیروزۂ کانی

نہ ٹھہرے گا کبھی نظرون مین سبزہ دشت ایمن کا
کریگی چاندنی جب کھیت جنگل ہوگا نورانی

کرن پھوٹے گی جب خورشید تابان کی پہاڑون پر
تو نخل طور کی ہر نخل پر ہوگی چراغانی

خمیدہ ہوگا یکسو بید مجنون سبز ہو ہو کر
ہرا ہو جائیگا اک سمت انجیر کہستانی

کسی جنگل مین ہونگی بوٹیان اکسیر کی پیدا
کہین چاندی کے پیڑ اپنی بھی دکھلائینگی طولانی

جمیگی اسقدر کائی کہ سب پتھر ہرے ہونگے
پہاڑون پر چڑھے گا ہوگا ایسا جوش مین پانی

پڑے گا عکس سبزہ اسقدر انسان کی آنکھون مین
ہرا ہو جاے گا تار نگاہ چشم انسانی

بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑھا لی ہے
نظر دوڑائینگے جس سمت بڑھ جائیگی حیرانی

زمین سبز آسمان سبز اسطرف سبزہ ادھر سبزہ
ہری پٹ پر دکھائی دے گی آبادی و ویرانی

گل سرخ اور گلون لالی کہین ڈھونڈے نہ پائیگا
جو گلدستے مین ہوگی حاجت گلہاے بستانی

وہ جب میدان باغ و راغ بالکل چھان ماریگا
سمند فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

ادہر ہیستا پہرتا آئیگا وہ ظلم کا بانی
مرا آنسو گرا تہا جس جگہہ ہوکر لہو پانی

دہان وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکہتا کیا ہے
زمین سے پہوٹ کر نکلا ہے اِک نخلِ بیابانی

درخت ارغوان یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے
وہ بکا نور کا بالکل ہے نخل طور کا ثانی

بہبوسکے خونمین ڈوبے ہوے بس لال انگارے
لگے ہین تین گل رشکِ گلِ مہر درخشانی

کہ جن پر لٹ مرے دلکی تمنا اور نومیدی
کہ جن پر کٹ مرے روح نباتی روح حیوانی

جگر کی تاب و طاقت قدر کی آنکہونکی بینائی
فراغِ خانہ ویرانی فروغ سوختہ جانی

جو بو ہے خون کی بو ہی جو رنگت خون کی نکہت
صدا جنکے چٹکنے کی صدائے مرثیہ خوانی

غرض وہ مفت بر ہوا در گل جوئیندہ یا بندہ
بڑہا کر ہاتہہ توڑے اونکو با صد خندہ پیشانی

پہر اونکے تین گلدستے بنائے واہ ری قسمت
وہ گلدستے ہون یا گنج طلسم عالم فانی

جہان کوئی اونہین دیکہے اونہین کا ہو رہے آخر
پہر اسمین خواہ مومن خواہ ہندو خواہ نصرانی

وہ خود مختار بے پوچہے گچہے لیجا کے گلدستہ
حضور ڈائرکٹر نذر رکہدے اپنی من مانی

وہان سے پاے سٹر بایکٹ کے نام اک چٹہی
مگر نا کام پہر آئے رہے تقدیر ربانی

پہر اوسکو لا کہہ مین روکا کرون سنتا ہے کب میری
کرے مہاراج قائم جنگ کے ڈیوڑہی کی دربانی

سے ملے دربان و خدام و رفیقان و مصاحب سے
بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستہ ثانی

وہان سے بہی وہی ہو پہر تو یا تقدیر یا قسمت
سر بازار پڑہ ہوا تا پہرے تحریر پیشانی

مجہے جسدم سے ملے مین یہ کہون کیون ہین جو کہتا تہا
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سنا ہو تو نے بہی ثالث بخیر آگے تری قسمت
چلا چل ساتہہ میرے دیکہہ پہر اسرار یزدانی

نیا ارض و سما پائے نیا صحن و فضا پائے
نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک ہے آسمان عرش معلی ہے
عجب صحن کشادہ جسطرح حاتم کی پیشانی

عجب آب ہوا جس سے دم عیسی ہو شرمندہ
جہان کی سرزمین کا آب و دانہ قوت روحانی

کہین نہرین کہین گلشن پہر آگے ہی وہی کوٹھی
جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی

رفیع اسدرجہ رفعت پست جس سے ہمت حاتم
وسیع اسدرجہ وسعت تنگ جس سے عزم سلطانی

سر گردنکشان ہی پگڑیان جسنے گرائین ہین
بلندی وہ مہ گردون گھسے چوکھٹ پہ پیشانی

سجی اتنی دولہن بہی مُنہہ چہپائی جس سے گہونگٹ مین
ہزارون کرسیان ہین رین چاہو قصہ ہی طولانی

یہ راز کبریا میرے چہپائے چہپ نہین سکتا
کہ ہی اون کرسیون مین ایک کرسی سب سے نورانی

اوسی کرسی پر اک اللہ اکبر عرش کا تارا
کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی

قطعہ

جو یا عباس کہکر مین اوٹہالون نیزۂ خامہ
جو کہکر یا علی مین کہینچ لون تیغ ثنا خوانی

ابھی تو مدح کے میدان مین گرتا ہے مرا جہنڈا
ابھی تو جہولتی ہے عرش سے تیغ زبادانی

ابھی احسنت گویان روح سودا چونک اوٹھتی ہی
ابھی شاباش خوانان دوڑتا آتا ہے خاقانی

ابھی مُنہہ چومتے ہین آکے جبرئیل امین میرا
کہ ہان اس مُنہہ سے نکلے نام عبد خاص یزدانی

امیر وقت ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب
کہ جسکی ذات سے ہے عزت عہد نوابی و خانی

نمازی متقی پرہیزگار و مومن و صالح
کہ جسکے آب و گل مین ہے قیام رکن ایمانی

قطعہ

سخی ایسا کبھی رہنے نہ پائے گانٹھ مین پیسا
جو کچھ پائے بہا لیجائے اوسکا جوش فیضانی

سبب یہ ہی علو مرتبت پر خاکساری ہی
بھلا اونچی زمین مین جمع ہوتا ہے کہین پانی

بخیر انجام ہوگا اوسکا ہے نیت بخیر اوسکی
کہ الاعمال بالنیات دینی ایک س پانی

یہ فکرین ہین دیتے اور نشن سب کی جاری ہون
گدا ہو گئے خدام و حقداران سلطانی

کہ سر رکہتے ہین لیکن سر کا کچھ سامان نہین رکہتے
برائے نام باقی رہ گئی نوابی و خانی

دیا دلوا دیا دینے کی راہین اوسنے تبلا دین
لکیٹی کی کہ ہو محتاج لوگونکی تن آسانی

چھپا کر پردہ داروںکو دیا کیا پردہ پوشی ہے
خبر پوچھی نہ کانون کان دیکھو فیض پنہانی

زبان و چشم و عقل و دل پر اوسکے ختم ہیں چارون
خدا گوئی خدا بینی خدا فہمی خدادانی

شب معراج موے سر ہین سر عرش الٰہی ہے
رخ پر نور قرآن لوح قرآن اوسکی پیشانی

عجب نام خدا ہے مد بسم اللہ ہر ابرو
وہ آنکھین چہرے پر قرآن مین ہین آیات قرآنی

کتاب شرع کہنا اوسکے رخسارے کو احسن ہے
کہ ہے ریش مبارک رحل قرآن مسلمانی

صراحی ہے مے حب علی کی گردن نازک
چھلکتی رہتی ہے جسمین شراب منقبت خوانی

غدیر خم کا میخانہ ہے سینہ خم ہے دل اوسکا
کہ ہے مہر علی مے جوش مے ہے جوش عرفانی

جو آتش چاہیے ہو دین کی وسکو حرارت ہے
رگون کی نل سے کہنچتی ہی شراب مہر عمرانی

وہی مے ہے کہ کہنچکر جمع ہوتی ہے پیالونمین
محرم مین جبھی ہوتی ہین آنکھین اوسکی طوفانی

غم شبیر کی نشاے مین یہ مدہوش ہوتا ہے
نہ آے ہوش مین آنکھین نہ چھڑکین جبتلک پانی

کہلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہین رکھتا
سے ہے اتنا صاف سینہ دیکھہ لو اسرار پنہانی

ہلاے لب تو ہر اک سنگدل کو موم کر ڈالا
ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہوگیا پانی

وہ موتی رولتا ہے اور کیا کیا لعل اوگلتا ہے
جو باتین ہین دُر غلطان تو لب ہین لعل رمانی

جہان جس سے ملائی آنکھہ اوسنے دم نہ مارا پہر
نگاہ قہر اوسکی سرمۂ و تیغ صفاہانی

عدو روباہ بازی کرکے اوس سے پیش کب پاے
کہ ہے پنچے مین دامان وفای شیر یزدانی

ہلال آسمان بنجاے نعل اشہب خامہ
ملا دے عرش سے ڈانڈا مر از ورسخندانی

سواری کی صفت مین اسقدر میدان باندہو نمین
فضاے لامکان ہو صفحہ کاغذ کی طولانی

وہ گہوڑے اوسکی ہین چالاک کچھہ ٹھہرین تو کچھہ ٹھہرے
کسی شاعر سے بندہ سکتے نہین اتنی ہی جولانی

وہ گھوڑے ہین کہ جنسے نقرۂ مہتاب اٹھی ہو | مثال ابلق ایام صورت اون کی نورانی
قدم کا وا اٹہرنا بیٹھی ہوئی دوڑنا جمنا | ہین سب راہون مین ترکی اور تازی اوسکے لاثانی
کشادہ سینہ و سم پیش و پس بھاری کمر نازک | ذرا سی تھوتنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی
بلا کا کہچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا | کرین خود اپنی دم سے اپنے چہرے کی مگس رانی
وہ چوکنے اونہین ہے تازیانہ دم کا چھو جانا | کھٹک پتے کی ہے اونکو کنوتی اونکی ہلجانی
قدم باز ایسے گویا زیر پا امواج دریائی | سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پاوے پیٹ کا پانی
اشارون پر چلا کرتے ہین وہ شایستہ گھوڑے ہین | کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی
طرارا بھر کے مار آئے ہین ٹاپین شیر گردون کو | نشان ہین اونکے سم کے یہ مہ و مہر درخشانی

مطلع

انہین آتش کے پرکالون مین ہے بجلی کی جولانی | ہوا چھوتی نہین ممکن ہے اونپر کب ہوا کہانی
سمجھکر موقلم کو تازیانہ صاف اوڑ جائین | مرقع مین اگر کہینچے اونہین بہزاد یا مانی
لآلی سخن بنجائین ہونٹون پر دُرِ غلطان | کرین آقاے نعمت پیٹھ پر اونکی جو لسّانی
کہین شیرین ادا سے میٹھے ہوئی ہین جو کڑوی ہون | یہ سب نقل کواکب پیسکے ہون ریگ بیابانی
اشارون مین اوڑین لے اوڑ کر کئی برچھون پہ جا اوترین | معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی
یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پر ابر کا لکہ | چڑھے ہے اونپر جو کوئی اوڑ کر بارش مین بارانی
جو نکلے جیم منہہ سے چین مین تو لام لندن مین | سوارون سے ذرا چل کہکے دیکھے اونکی جولانی
خبر پیچھے پڑی رہتی ہے وہ آگے پہنچتے ہین | بنی ہے تار برقی سے دم اونکی مین نے پہچانی
ہوا جسطور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے یون | وہ یونہین بگہیونکو کھینچ لیجائین بآسانی
کلین ہین یا کہ گھوڑے ریل ہے یا سیج گاڑی ہے | پری ہر بادپا ہے ہمعنان تخت سلیمانی

خداوندا یہ گھوڑے ہین زمین پر یا فرشتے ہین | الٰہی بگہیان ہین یا سڑک پر برق ثانی

سڑک پر بغل سے رہتے ہین آتش زیر پا گھوڑے | دخانی کشتیون کا بگھیون سے ہی جگر پانی

سوار اون پر وہ بحر فیض وہ سر چشمۂ ہمت | کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی

مطلع

گلے مل ملکے ہی اوسکے عدو کی دشمن جانی | کہ سر سہلاسے بھیجا کہاسے وہ تیغ صفاہانی

چم و خم صورت شاخ خمیدہ کیون نہو اوسمین | کہ اوسپر اوڑکے بیٹھا ہے عدو کا مرغ روحانی

لہو پیتی ہے لیکن پیٹ پھر خالی کا خالی ہے | مگر شیطان کی ہے آنت گویا اوسکی طولانی

وہ زخمی بھی اگر چھوڑے تو ہی اوسکی چمک قاتل | کہ جیسے چاندنی کھایں یہ پڑتی اوسکی توآنی

کبھی وہ سان پر چڑھتی نہین کیا آبداری ہی | ہلال آسا نہ سیکھے آسمان پر گردشین کہانی

جہان گردن کشی دیکھی وہین طوق گریبان ہے | کیا جب سامنا جنسے وہین ہی چین پیشانی

صراط حشر کا پل جو سنا ہوگا خم اوسکا ہے | بُری ہے آنچ ہے مار جہیم اوس تیغ کا پانی

وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگ مین اوسکا | چمک ایسی چمک چار آئینے کو جس سے حیرانی

بڑی رنگین بیان ہی کیا ہی چلتی ہی زبان اوسکی | دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسّانی

بڑی آتش زبان ہی منہہ سے اوسکے پھول جھڑتے ہین | لگائے آگ پانی مین وہ اوسکی شعلہ افشانی

برابر نصف کرتی ہے انصاف اسکو کہتے ہین | پھر اسکو ایک منصف کی بغل مین پرورش پانی

وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ ہین عادل | مثال طاق کسریٰ جھک گئے انصاف کے بانی

نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کی بازار کو گرمی | نہ بخل ایسا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی

نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہو جائین سب لوگ کہ | نہ اتنا غصہ جس سے خادمون کا ہو لہو پانی

نہ تارون کی طرح آنسو نکلنے بس نکلنے جب | نہ مثل صبح صادق اوسکو جب آئی ہنسی آئی

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنۂ محشر
نہ وہ بالا بلندی ہو جو سر باغ نادانی

نہ وہ کثرت کہ پیدا اک غلو نہی جس سے
نہ وہ قلت نمایان جس سے کچہہ بہی سستیانی

غرض خیر الامور اوسط یہ ہے دار و مدار اوسکا
عدالت اسکو کہتے ہین پہر آگے قصۂ طولانی

عجائب فیض ہے اوسکا کہ ہین غواص اوڑکے تک
سمندر کیطرح نہرون پہ بہی ہے فرض لڑانی

ہم اوسکے فیض مین ڈوبے ہین کچہہ کہیں تو کیا کہیے
مگر اِمڈا ہی غم اتنا کہ ہم پر پہیر گیا پانی

رخ و گیسو کے اب مضمون تلک ہمسے نہین بندہتے
کہ ہے آفت کی حیرانی قیامت کی پریشانی

یہ اوسکے بار منت مین دبے ہین ایک مدت سے
کہ سر اوٹھنا ہی مشکل ہے پہر آنکہین جاپڑ جانی

[illegible] ۱۲

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کعبہ کیطرف پہر آئی نورانی
کہ پی آئی ہو زمزم کے کنوئین کا جسطرح پانی

اوٹھی کالی گھٹا یارب کہ کعبے کا اوٹھا پردہ
گنہہ دہو جاینگے اس بر رحمت سے باسانی

نہ کچہہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچہہ مفتی کا ڈر کا ہے
برسنے مین نہ گہر سے نکلینگے وہ ظلم کے بانی

مچے ہر ہونگ میخانہ مین پگڑی اوچہلے شیشے کی
اسی تنور سے اکبار گی محفل ہو طوفانی

لگا دے تاک جہانک سدرجہ ہر بدست شیشی مین
نہو پیر مغان سے دختر رز کی نگہبانی

کدہر ہے ساقی رنگین کدہر ہے مطرب سیمین
کہان ہے قوت جانی کہان ہے قوت روحانی

سنا دے قلقل مے چہیڑ دے طنبور کے پردے
کدہر ہے غیرت جم کسطرف ہے خسرو ثانی

قرابہ کہولدے مے کا سمان اکبا ندہ دیگا
بہے اک فیض کا دریا وہ کے بہتا ہوا پانی

چڑہا دے آتشی عینک کہ مجہکو دور کی سوجہے
سنا دے راگ دیپک کا گلا ہو شمع نورانی

چڑہے ہے وہ قدر کو نشا کہ اوسکو حال آجائی
بڑا اللہ والا ہے بڑا مجذوب حقانی

جسے جو کہنا ہو منہہ سے پہر اوسمین بل نہین پڑتا
کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی ثنا خوانی

کہ یا رب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قایم — زمین پر جب تلک موج ہوا کو ہو ہوا کھانی
ہوا سے نامیہ ہو نامیے سے رنگ و بو پیدا — جہانتک رنگ و بو ہو آب و رنگ روے بستانی
جہانتک بوے گل ہووے مشام فکر عطر افشان — جہانتک فکر سے گرما ے بازار سخندانی
الٰہی ہو مرا ممدوح ممدوح جہان ہردم — کرے ہر ایک شاعر اوسکی مدحت مین سخن رانی
شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور — برنگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی
سکندر کی طرح نام اوسکا روشن ہو زمانے مین — الٰہی مثل عمر خضر عمر اوسکی ہو طولانی
خداوندا جہانتک ہون بخارات زمین پیدا — بخارات زمین سے ابر ہوا ور ابر سے پانی
رہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یا رب — رہے موجون سے جب تک رہے سطح خاک طوفانی
رہے طوفان سے جب تک تلاطم بحر ہستی مین — تلاطم سے رہے جب تک بشر کو وحشت جانی
الٰہی اوسکے دشمن پر رہے بوچھار لعنت کی — رہے طوفان غم کی اسقدر اوسپر فراوانی
جو اوبھرے وہ تو اوسپر گر پڑے برق غضب یا رب — جو ڈوبے پھر نہ اوبھرے اسقدر اوسپر پھرے پانی
گُلِ عبّاس رکھا نام ہمنے اس قصیدے کا — کرین تا میرزا عباس حسن سنکر زرافشانی

تمت



قصیدہ کشت زعفران

درمدح جناب منشی شیو نراین صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر ضلع لکھنو

اِک منجم نے کہا اونتیسوین کو ناگہان — عید کا چاند آج ہوگا عید کل ہوگی یہان

خیر یہ مژدہ سنا جب ہم تو سنکر وقت شام — [illegible] کوٹھے کی طرف ہم سب اکٹھا کر [illegible]

کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے مین گہر — تارے [illegible] سینہ تھا خط [illegible]

ایک سطر شرح سے جیسے بھرے بین السطور — اسطرح وہ سب نردبان پر جمع تھے خرد و کلان

یا فلک نے پاؤن لٹکائے اوترنے کے لئے — یا زمین نے ہاتھ پھیلائے سوے آسمان

یا اوٹھے گاو زمین کے سینگ و نون الحفیظ — یا جھکی ہین شاخہاے تور گردن الامان

یا منڈھے ہے بیلین چڑہین نوشاہ روز عیش کی — یا عروس شب نے زلفین اپنی چھوڑین تا میان

یا زمین پر جھک پڑے بیت المقدس کی منا — یا اوٹھے لیجے [illegible] گلدستۂ بانگ اذان

یا چمن سے بڑھ چلے افلاک کو شمشاد و سرو — یا جھکی ہین سدرہ و طوبی کی نیچی ڈالیان

یا فلک نے شست ڈالی سوے ماہی زمین — یا زمین نے ماہ پر پھینکی کمند امتحان

یا شکنجے مین کھچی تکلیف ماہ صوم کی — اک مہینے سے کیا تھا بند اسنے آب نان

الغرض جب چڑہ گئے کوٹھے پہ ہم سب روزہ دار — اور اکٹھا ہو گئے اوس چھت پہ سب پیر و جوان

کوئی عینک سے سوے مغرب لڑاتا تھا نظر — دور بین خادم سے اوٹھواتا تھا کوئی ناتوان

کوئی یونہین ٹکٹکی مغرب کی جانب باندہتا
کوئی بیٹھی آنکہہ پر رکھکر بناتا دیدبان

کوئی کہتا تہا وہ کیا مینار پر نکلا ہلال
کوئی کسی سے سر ملا کر ہنسکے کہتا تہا کہان

کوئی چہتابی سے چلاتا تہا حضرت بندگی
کوئی کہتا تہا مبارک عید تمکو چاند خان

کوئی تارا دیکھکر اونگلی سے بتلاتا تہا چاند
کوئی بے دیکھے ملا دیتا تہا فوراً ہان مین ہان

آنکہہ ملکر کوئی کہتا تہا چکا چوند آگئی
میری آنکھون کے تلے اوڑنے لگی ہین تتلیان

تہک تہکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرون پر الگ
اور کچہہ ٹہلا کئے ہر سمت بالائے مکان

کوئی پورب کی طرف جاتا کوئی دکھن طرف
کوئی پچہم مین شفق کا دیکھتا پہر آسمان

میرے خادم کی نظر اوتر کی جانب جا پڑی
آسمان پر دیکہتا کیا ہے طلسمات جہان

ابر سا چہاتا چلا آتا ہے اک خط سیاہ
جیسے لنڈہ کر نیلے کاغذ پر سیاہی ہو روان

یا ہوا ہے موجزن دریائے نیل زنگبار
یا بخار بحر اسود چہا گیا تا آسمان

یا اوترتا ہے ہما روسے ہوا سے قاف پر
یا ہوا ہے قاف سے سیمرغ کوہی پرفشان

یا ہوا ہے کوہ تبت مشک افشان ہند پر
یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اوٹہا ہی دہوان

یا فلک مین لگ چلا ہے چاند کی صورت گہن
یا زحل کے شکل کالا ہو چلا ہے آسمان

دیکھکر یہ حال مجہسے میرے خادم نے کہا
کالی آندہی اوٹھی ہے کب تک ٹھہریگا یہان

ڈانٹ کر مین نے کہا اوس سے تجہے کچہہ عقل ہے
خیر ہی اندہیر ہے کرتا ہے کیون شور و فغان

نادہین کیون خاک اوڑاتا ہی یہ کیا سوجہی تجہے
آج کل جاڑے ہین جاڑون مین بہلا آندہی کہان

بڑہتے بڑہتے جب وہ خط وسط آسما پر آگیا
سن سناہٹ پہر تو اک ہونے لگی اوس سے عیان

رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہوگئی
شور تہا ہنگامہ تہا ہر اک طرف تہی قلقلان

غور سے دیکہا نہ وہ خط تہا نہ وہ آندہی نہ ابر
آرہین تہین اک پرا باندہے ہوئے مرغابیان

بولے سب احباب کیا جاڑا پڑا کشمیر مین
مارے جاتے کے یا اڑا آئین سو ہندوستان

سنکے یہ مرغابیون نے صورتِ کبک دری
مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کھولی زبان

آتے ہین کشمیر سے آقا سے نعمت ریل پہ
ہم یہ سوچے سبکو دین چلکر مبارکبادیان

ذات عالی کیا ہے ابر فیض و فیض بیشمار
ریل کیا ہے اک نہنگ بحر بے بیکران

ریل ہے تختِ روان وہ شاہِ تختِ علم و فضل
ریل ہے تختِ سلیمان وہ سلیمانِ جہان

ریل ہے یا کوہِ آدم یا کہ سنگلدیپ ہے
ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤسِ جنان

بھاگتی جاتی ہے رم پیدا ہوئی ہی اسکے ساتھ
ریل ہے رم ہمعدہ ہے جوڑ لین تار سخیدان

کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر
کیا تماشا ہے مسافر ساکن و منزل روان

ایک انجن کھینچ لے سب گاڑیون کو واہ واہ
ایک رستم فتح کرلے ہفتخوان کا ہفتخوان

مرغ کہہ سکتے ہین لیکن مرغِ آتشخوار ہے
کوہ کہہ سکتے ہین اسکو ہم مگر آتش فشان

ریل برجِ آتشی را کب ہے مہر برجِ عقل
ریل ہے خُمِ فلاطون وہ فلاطونِ زمان

ریل اک حکمِ روان ہے وہ شہِ رنگین ادا
ریل اک سروِ خرامان ہے وہ رشکِ بوستان

ریل تو ہے لکۂ ابر اور وہ ہے برقِ حسن
ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہِ آسمان

ریل ہے دیوِ پری پوش وہ پریخوانِ کمال
ریل سیمرغِ دخانی ہے وہ رستم پہلوان

ریل ہے یا اک شبِ قدر اور تری ہی افلاک سے
اسکا راکب ہے کہ یارب **قدر** کا ہی قدردان

قدردانِ اہلِ معنے معنیِ اسرارِ علم
علم آموزِ فصاحت افصحِ ہندوستان

نام ڈپٹی **شیونراین** کام ہی نام آوری
نامدار و نامور نام آور و نام آوران +

حاتمِ بزمِ سخاوت رستمِ میدانِ عزم
گاہِ وقتِ انکسار و کوہِ وقتِ امتحان

مطلعِ پُر نور ایک ایسا پڑھون با آب و تاب
جس سے چمکے خود مثالِ کہکشان میری بیان

مطلع

ہونٹہ سے گوہر فشان سب ہاتھ سنے وہ زرفشان
اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونون بحر و کان

یہ دُر دندان کی اوسکی دُرفشانی دیکھیے
گرتے گرتے ہون زمین پر آب گوہر کلیان

فیض اوسکا اتنا جاری ہی جو دے سائل کو بھیک
کشتی درویش ہو سائل کے ہاتھو مین روان

کیون نہ چمکے اشرفی سے ہیل بھیکی ہاتھہ کا
کیون نہو سکہ روان ہے اوسکے قدمو کا نشان

کوئی کیا جانے لب نازک مین اوسکی سرخی کیون
تھا وہ بچپن سے زمانے مین غضب رنگین بیان

لب کے شیرینی سے تہا مشہور وہ شیرین سخن
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان

خاک پر اوسکا طلائی رخ جو ہو سایہ فگن
پیٹر چاندی کے اوگین یا کیمیا کی بوٹیان

عقل کی رو سے جو پوچھو عاقل ہفتاد سال
عمر کی رو سے جو دیکھو سخت کوش نوجوان

دنکو دور سے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہان دیکھو وہان

شبکو رہتا ہے کتب بینی کا اوسکو مشغلہ
بال بنکر سر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان

صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خط شعاع
شام سے پھرتا ہے خامہ جیسے خط کہکشان

ابتدا و انتہا سے نثر ہے خامے کے ہاتھہ
جیسے سبزے کے کنارے پر اوگی سرچان

صورت تحریر ہے تقریر اوسکی دلپذیر
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا ترجمان

ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو مین باغ باغ
ہے دہن اک غنچہ پر بلبل کی صورت خوش بیان

یہ بیان اسد اکبر اِس دہان تنگ پر
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے مین ہی دریا روان

اوسکے دریاے مروت کا جو اک شمہ لکھون
موج کی مانند میرا خامہ ہو رطب اللسان

رشتۂ الفت لپٹ کر بنگیا تار نگاہ
آدمیت آنکھہ مین آئی ہے بنکر پتلیان

مثل مژگان کوئی کیا استادگی اوس کرے
صورت ابرو جھکا رہتا ہے ہردم ہر زمان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے منکسر
تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان

گو کرے کوئی درشتی اوسکو ہے نرمی سے کام
یون ہے سب مین جسطرح بتیس دانتون مین زبان

سر سے لیکر پاؤن تک ہرگز نہین سختی کہین
یا الٰہی کیا گرُی ہین بجاے استخوان

اوسکا رتبہ ہے بلند اوسپہ تواضع دیکھنا
ہر جگہہ سے وہ خمیدہ ہے مثالِ آسمان

جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھتا ہے اے شانِ خدا
ایک ہے شخص آن واحد مین بنے پیر و جوان

قد بالا ہے الف جسدم جھکا نون ہو گیا
یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن

اس تواضع پر وہ رعب اوسکا جما ہے خلق مین
کوئی طرارا وسکے آگے جب دکھاے شوخیان

مثلِ شعلہ کانپ اوٹھے زبانِ آتشین
شمع سرکش کیطرح گو منہہ سے نکلی ہو زبان

دس زبانین مثلِ سوسن بھی اگر بالفرض ہون
غنچۂ سربستہ کیصورت ہون تالو مین نہان

نبض سے جنبش اوڑہی بالکل رگِ گل کیطرح
لالہ سان اکدم نہو تن مین لہو ہرگز روان

پتلیان پتھرا کر آنکھون مین بنین کاجل کے داغ
رعب سے تارِ نظر جلکر اوڑے مثلِ دخان

آدمی تصویر بنجاے تو تصویر آئینہ
آئینہ پتھر ہو پتھر بے سکت ہو خاک سان

ہو سکوت اسمین تو اوسمین صاف حیرانی نمود
اسکی قلعی کھولدے کھودے سب اسکی سختیان

مطلع

مرحبا اے تابِ روحِ ناتوان نیمجان
حبذا اے عیسیِ دردِ درونِ ناتوان

فکر روشن ہے مری تیری بامِ شہرت کا قمر
ذکرِ عالی تیرا میرے مہرِ دل کا آسمان

ہاتھہ تیرے دونون میرے قفلِ معنی کے کلید
کان تیرے دونون میری جوہراتی کی کان

طرۂ گیسو ترا طرّہ مری دستار کا
گلشنِ رخسار تیرا میری سر پر گلفشان

تیرے دندان اس دلِ بیمار کو حب الشفا
تیرے لب اس ناتوان و زار کو یاقوتیان

تیری پیشانی کی چینین موج دریاے سخا
تیرے ابرو کشتی بحر نجات بیکران

تیری پتلی وقت مشکل پر غریبون کی سپر
تیری پلکین میرے دشمن کیلیے تیر و سنان

تیری آنکھین میری خاطر آہو دشت مراد
تیری نظرین میرے حق مین دو کمند امتنان

یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابناے جنس
ہاتھ پھیلانا پڑے مجھکو نہ پیش ناکسان

بلکہ وہ خود ہاتھ پھیلائین تو دون نقد صلہ
بلکہ وہ خود آکے چلائین تو دون دادِ فغان

روشنی پھیلے یہ میری وہ کرین کسب ضیا
مہر گردون مین بنون وہ لوگ ماہ آسمان

تیرے مداحون مین جب سے نام میرا درج ہے
شکرستان تو بنا مین طوطی ہندوستان

تو گلون کا رشک ہے مین بلبلون کا رشک ہون
تو جو ہے فخر ایران مین ہون فخر شاعران

تو ہے عادل کا عدیل اب مین ظہوری کا ظہور
تو اویس عہد ہے اب مین ہون سلمان زمان

جب برس پڑتا ہے تو اوسدم چمک اوٹھتا ہون مین
تو ہے اک ابر سخاوت مین ہون اک برق دمان

جس جگہہ تو گلفشان ہے اوس جگہہ گلچین ہون مین
تو جہان ہے باغ نزہت مین وہان ہون باغبان

تیرا دست فیض میرا خامہ رک سکتا نہین
جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان

تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن مشہور ہے
تجھپر آنکھین پڑتی ہین اوٹھتی ہین مجھپر انگلیان

فیض ہین تیرے نہان سب آب گوہر کی طرح
سائلونکی شکل سے ہو جاتے ہین لیکن عیان

عیب ہین میرے گران سب کاغذ زر کی طرح
قافیے ہین شایگان لیکن ہین گنج شایگان

جب تلک فیضون سے ہون ارباب حاجت فیضیاب
جب تلک عیبون سے ہون اہل معانی سرگران

جتنے تیرے دوست ہین حاجت رہے اونکی روا
جتنے تیرے ہین عدو پائین نہ عیبون سے امان

جتنے ہین احباب ہین تجھکو دعائین رات دن
جتنے ہین اعدا وہ سنکر جل مرین ہر ہر زمان

بلکہ خود ہو دوستون کا فیض جاری اسقدر
بلکہ خود ہو دشمنون کا عیب اسدرجہ عیان

دوستونکی جو جو دشمن ہین وہ سب ہوجایئن دوست
دشمنون کے دوست جو جو ہین وہ ہون سب خصم جان

دوست دشمن کا جو قصہ **قدر** سن پائی ذرا
دو ہی لفظونمین کرے بس ختم ساری داستان

زرد رو اعدا کو کردے خندہ رو احباب کو
نام رکہکر اس قصیدے کا وہ **کشتِ زعفران**

تمت

قطعہ

جناب منشی عالی گہر جواہر لال
مین جس مکانمین بتا ہون سنیئے اسکا حال

جو دنکو دہوپ سے ہر سر پہ تورات کو شبنم
یہ خشک و تر ہے مری جان کیلئے جنجال

بہت ستایا ہی جی مین ہے اوسپہ بانس پٹین
یقین ہے اوسے ماریگا آپکا اقبال

تمام بانسونکی خاطر کنوون مین بانس پڑے
مگر کسی نے نہ اک بانس کا کیا اقبال

سنا ہی آپکی تحصیل مین ہین بانس بہت
جہان سے گنج مین آئی وہان ہے ٹال کی ٹال

مجھے بہی دیجیے اونمین سے اسی نو بانس
جو حکم ہوا بہی کٹ آئین کچہہ نہین ہے مجال

جو کچہہ پڑیگی کٹائی ڈہلائی مین حاضر
قرار بر کفِ آزادگان نگیرد مال

برا جو مانو برا ماننے کی بات نہین
نہ آپ ہونگے امیر ایسے اور نہ مین کنگال

جواب دوگے نہ جبتک نہین ہے قدر کو چین
نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال

قطعہ

تو ہے وہ نخلِ سخا دوحۂ باغِ رحمت
تو ہے وہ میری دوا مرہمِ زخمِ دلِ ریش

کہ جو کانٹا بہی لگے میری تو ہو تجہکو کہٹک
کہ جو پہنچے مجھے کچہہ دکہہ بہی تو ہو تجہکو کلیش

تو موافق ہو تو کیا مجھسے مخالف کی چلے
تو جو سیدہا ہو تو کیا کرسکے چرخِ بدکیش

دیکی عزت مجھے اسطرح کی ذلت مین نہ ڈال
نوش دیکر نہ لگا قہر کی زنبور کی نیش

میرے احوال سے کچھ پڑ بگڑ ایٹھی ہے تباہ	دو تباہ ہونگا جو ہو ساتھ تباہی ہوش
میرے دانتوں تو نہ ٹوٹین گے یہ لوہے کی چنے	یہ سنا ہی کہ کہین جوڑ دے لوہی کو سرش
گو ترقی ہوئی پہ ایسی ترقی کو سلام	ہو گئین افلاس مین خوش تیری تصدق سے ہوش
جو کہ مفلس نہین ہرگز نہین پورا شاعر	جو کہ قانع نہین ہرگز نہین کامل درویش

رقعۂ نکاح

عروسِ حمد کی برقع کشائے	ہے معشوقِ ازل کی رونمائی
کجا خامہ کجا وہ روے نیکو	براتِ عاشقان بر شاخِ آہو
نقابِ نعت اولٹ کر دیکھیے خوب	کہ محبوبِ حقیقی کا ہے محبوب
دل از عشقِ محمدؐ ریش دارم	رقابت با خدائے خویش دارم
پھر اوسکے خویش کا مدحت سرا ہون	علیؑ نفسِ نبیؐ ہے کیون بچا ہون
ملا ان دونون نے وہ غازہ دین	ہے روے دین اوسکا لعاب رنگین
ادھر اے ساقیِ رنگین ادا دیکھ	کنکھیون ہی سے اے ظالم ذرا دیکھ
نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے	قلم اپنا بر انڈی کی قلم ہے
مرادین آج منھ مانگی ملی ہین	تراشِ خامہ کی یا چہین کھلی ہین
مری آنکھون کا تارا راحتِ جان	مرا نورِ نظر واجد علی خان
اوسکی دھوم یہ ساری مچی ہے	مہِ ذیقعدہ مین شادی رچی ہے
سنوارے گی جو گیسو گیارہوین شب	کرینگے رسم ساچق کا ادا سب
اوسی شب کو حنا بندی کرینگے	نئی چالون کی پابندی کرینگے
جو چمکے بارہوین شب کا ستارا	تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا

کہ خدمت سے ہوگی خاطر خواہ احباب
مری آنکھیں ہیں فرش راہ احباب

برات اوس رات کو ہے چشم بد دور
سہرا اوس پر روشنی نور علیٰ نور

رہیگا ایسا شہرۂ شب ناچ گانا ✤
کہ گردش اپنی بہولے گا زمانا

ہوا ہے وہ کریگی چرخ سائی
فلک کے منھہ پہ چہوٹے گی ہوائی

مہ شوال ہے احباب کی دید
جو سب آجائیں ہو گہر میں مرے عید

مرا یہ آپ کو لانا مبارک
مجھے یہ آپ کا آنا مبارک

مرے واجد علی کو یا الٰہی
مبارک تین دن کی بادشاہی

کہیں روح الامین سدرہ سے آمین
بحق نون و صاد و قاف و یٰسین

رقعہ نکاح

عروس حمد یزدان جلوہ آراست
کہ نقد نعت احمد رونما خواست

بزلف نعت و انداز رسایش
علی شد بستۂ دام ہوایش

تبار نفس او دینش نواگر
بعقد رشتہ اش پیوند حیدر

بیا ساقی بیا جوش نشاط است
بہاران فرش بزم انبساط است

بدہ جامی کہ یار آرد شگفتن ✤
بود ہر غنچۂ دل صحن گلشن

چو موج قلقل از مینات خیزد
صفیر عندلیب از برگ ریزد

صدای خندہای غنچۂ دل
مبارک باد گوید با عنادل

کہ ایدون از فروغ بخت بیدار
فلک را شد منور چشم دیدار

در نزہت بروی خلق وا کرد
بلفظ بزم طوطی اسمش ادا کرد

بزہرہ از زمین آواز دادند
کہ بزم کدخدائی ساز دادند

چه طوی است اختر رونق فزائی	فروغ شمع زینا السمائے
فلک را زینت و ہر صفت این نه	محمد ضا من اکبر طال عمرہٗ
ربیع الاخر و ہم روز شنبه	برائے انجمن بست و ششم به
چو ردے روز بند دبر قع شام	نماید بست و ہفتم چہره از بام
شب بزم مه و پروین ہمین است	ہمین است و شب تزئین ہمین است
تعالی اللہ چو انجم دوستانند	باوج فرقدان فرقم رسانند
بدنیا میرسد آدم به آدم	من و احباب و شور خیر مقدم

مصرع اول از رمل مضاعف الارکان که ہر مصرع دو صد و پنجاه و شش رکن دارد

المشهور به بحر طویل

سال نو کی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتھا سب سے پرانی مگر آزاد کی بانی نیا انبار ہے یہی یار و نئی زٹل ہے یہ بھی اک اپنی چہل ہے نہ کہین جنگ و جدل ہے نہ کہین کوئی لڑائی وہ بگر کود مچائی ذری شستکار بتائی ہوئی گلے کی صفائی کہین رستم کا ہے دنگل کہین فوجون کی بندھے دل کہین انسان کا جنگل کہین جنگل مین ہے منگل ابھی رن بول رہا تھا وہ کمر کھول رہا تھا وہ اسی رول رہا تھا یہ ادسے تول رہا تھا کیا سرکار نے داوا دیا گھوڑون کو جو کادا ہوا ریون کا جیلا وا ہوا وحشت کا مداوا چلے بجلی سے جو لشکر وہین بورایا مچھندر وہ گری سیپ ٹپک کر ہوا کابل کا کچومر وہ جو بھیڑون کے نگہبان تھے میان شیر علی خان نرہا جب سر و سامان ہوئے بے دُم ہی گریزان جو مزار آئے وہان سے تو دم مرگ نے جھانسے کہ وہ بے باد ن جہان سے و گزر ہی گئے جان سے رہی یعقوب علیخان صفت یوسف کنعان وہین تھے قیدی زندان ہوی چھٹکارے سے شادان گئی خود گندمک آخر

ہوے سرکار مین حاضر یہہ بھی خیر اونکی تہی خاطر کہ دہین صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو
سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت وہی ڈاکا دہی غارت وہی ہنگامہ وہی غل نہ کیا غور تامل جو سفیر آیا تہا
کابل اوسے قیمہ کیا بالکل جو اوسے مار ہی ڈالا تو حصار ایک تہا بالا اوسے کر کے تہ و بالا لیا مرنے
کا سبنہالا ہوئی سرکار بہی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوارونکی جہاجہم وہ پیادون کی چہاچم وہ پہاڑونکا
بیابان کہین جہاڑی کہین میدان کہین وہ سبز نیستان کہین وہ خار مغیلان کہین نالا کہین جیقر
کہین بیہڑ کہین بنجر کہین روڑے کہین پتہر کہین ریتل کہین ٹھیکر کہین گہوڑون کی وہ پڑ پڑ کہین ساز دنکی
وہ کہڑ کہڑ کہین توپونکی وہ گڑ گڑ کہین بندوقونکی تڑ تڑ کہین برچہونکا وہ خم دم کہین سنگین کی چم چم
کہین وردی کا وہ عالم کہین فوجونکی ہماہم جو چلین تو پہین دنادن جو کہچین تیغین زنازن لی دن دن
سے وہ سن سن کہ ہلی قبر تہمتن رہا گولی کا جو بالا کیا شیر دن نے وہ ہلا پچھاڑ روباہون کا گلا ہوا میدان
مجلا وہ بجی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ بنکی ناے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چمن ہو گیا
داغی تو ہوے خار وہ باغی چڑہے پہانسی پہ وہ طاغی چڑہے سولی کے چراغی پہر امیر آئے ٹہٹک کر
گرے قدمون پہ لپک کر بہی تقدیر چمک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ اودہر سے ہی شکایت تو ادہر ہے
ہے ندامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابہی راے زنی تہی ابہی دونون مین بنی تہی
ابہی تو صلح ٹہنی تہی ابہی تو گاڑہی چہنی تہی بہی الفت کی تہی جو سرکہ ہوا گنجفہ ابتر ابہی تو تاج تہا سر پر
ابہی شمشیر ہے بر سر یہ فلک کے ہین سرو بن ہی اسناد کے ہین گُن یہی اس چکّی کی ہی دہن کہ پسے گیہون مین
گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گردش کے حوالے بنے وہ زخم دل آ لے کہ پڑے جان کے لالے
جو بڑے شیر دغا تہے جو بڑے مرد وفا تہے جو پٹہانون کے چچا تہے وہ گئے ہند کے ماتہے یہ ہے
حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی امارت یہ ہے
حکمت کی سفارت یہ ہی حکمت کی لیاقت یہ ہی حکمت کی حکومت کو جی لارڈ ڈلن کہے

مصرع دوم

اسطرف تو تہا یہ ڈنگا ادہر اک کالا بہجنگا وہ شرارت کا پتنگا وہی جنگلی بہلا چنگا وہی رہزن وہی ڈاکو
وہی یعنی شہ زولو وہی یعنی سیٹوایو وہ اوٹہا لو لوہے لولو تو ہوا کیپ مین اک غل کہ ہے
سیمرغ کا جنگل وہ وبار ستم زابل وہ مٹا شہرۂ کابل نہ پٹہانونکی پٹہانی نہ جوانون کی جوانی جو کمانین ہون
کیانی جو ہون تیغین صفہانی ابہی سر جوڑ دے سبکا ابہی سر پہوڑ دے سبکا ابہی مُنہہ موڑ دے سبکا
ابہی دم توڑ دے سبکا ہی بڑا قاتل خونخوار بڑا رہزن غدار بڑا دیو سیہ کار بڑی اسکی ہے پہنکار بڑا اقہر کا
قلزم ہے بڑی سونڈ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گینڈے سے بہی دم سم یہ جو میدان مین
آئے تو بڑی دُند مچا لئے ابہی رن سر پہ اوٹہا لئے ابہی دہنکار سے چہا لئے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن
سے چڑہائی ٹہنی اک بہاری لڑائی لہو کی ندی بہائی چہٹے تیرون کے سینو لے بڑے بس فوج مین گولے
چلے توپون کے وہ گولے کہ پڑے کہیت مین اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بدراغی غضب
چار دنطرف چہائی یہ شہزادے پہ رخ لاے کہ دنیا سے سدہارے وہ گئے کیپ مین مارے ہوے
مغرور بپنڈارے لگے بہرنے وہ طرارے گئے اون زولوؤن سے وار چلے جب وہ جفا کار بڑے ہے یہان سے
بہی جرار چلے خوب ہی تلوار کمانون کا کڑکنا وہ جوانون کا لپکنا وہ فتیلون کا بہڑکنا وہ ذبیحون کا سسکنا
ہوا ہنگامۂ محشر جو تلا حملے پہ لشکر وہ چلی قہر کی صرصر وہ اوٹہی آندہی برابر کہ وہ دن ہوگیا کالا ہوا میدان
تہ وبالا جو رُکا بڑہ کے رسالا ہوا کیا راوجالا تو عجب رنگ دکہایا کہ ہے میدان صفایا سیٹوایو پکڑ آیا
اوسے محبوس بنایا تو گرجنے لگے طنبور ہوے لے کیپ پہ منصور وہی عیش کا مذکور وہی جشن بدستور
ہوا صاف وہ میدان زہی اقبال زہے شان کہ ہولی فتح نمایان ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا
دم تو اوٹہا غلغلہ ہیم مچی برہما مین بہی گہم گہم کہ وہاں نکا شہ اظلم بہی لگا مرہے اوٹہانے وہ لگا سونڈ

بلا نے جو ہین خویش اور یگانے وہ لگائے ہین ٹہکانے یہ خبر سُنکے ستم کی کہ گھٹا چہائی ہی غم کی اودہر اک برق بہی چمکی ہوئی سرکار سے دہمکی یونہین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتاشا یونہین بیخوف تماشا ہوا ناگونکا تماشا یونہین پونا کی بغاوت یونہین سیا کی شکایت یونہین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی قحط کی شدت چلو بہینے کی بن آئی جو ٹکے سیر مٹھائی تو ٹکے سیر گھٹائی یہ سب اک بہاؤ لگائی کہین **کشمیری** بڑہی ہے کہین تل چار دہڑی سے ہے ابہی ٹکسونکی پڑی ہے کہ نئی دہول جڑی اوڑتے ہے ہین میان ٹکس غضب کے بڑے مخبر ہین یہ سب کے بڑے ہے چوہے نئے ڈہب کے یہ لگائے گئے دبکے ہمین کیا دبکا دبا لئے ہمین کیا ٹکس وہ اِسلئے کہ ادہر چار کمائے تو ادہر آٹہہ اوڑائے ہمین کیونکر ہو وہی نہ رباعی نہ حماسی کہ حقیقت ہے ذراسی کبہی بجتی نہین باسی نہ کبہی رنج و محن ہے نہ تو ماتھے پہ شکن ہے وہی دل اپنا مگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی ہنسنے کی ستین ہین وہی پہر اوڑتی چھتین ہین وہی چکنے کی دہتین ہین وہی پینے کی لتین ہین وہی پہر کیفیتین ہین وہی رہ رونکی گتین ہین وہی پہر تہنیتین ہین کہ خوشی ہے بڑے دن کی ✦

تربھنگی چھند

۱ ہے ابر پہ جوبن نکہرا گلشن اتر دکہن کہ جلی بن سوردنکی وہ کوکین نندنے چوکین خوش تہوکین دل ہو مگن	بجلی کی چمک ہے گل کی مہک ہے دلکی لپک ہے سیاون پہولونپہ وہ بلبل سرو پہ صلصل عشقہ و سنبل وہ لہلہین
۲ کوئل کی صدائین ٹہنڈی ہوائین اودی گھٹائین من بہائین بجلی کے جگر کو نور قمر کو سورج کہر کو تڑپائین	وہ نور کی نہرین نہرونکی لہرین نظرین ٹہرین ہو جائین سبزے کی لہک پہ گل کی مہک پر حورین فلک پر شرمائین
۳ حیران ہین مالی جا نہین خالی ایسی جمالی ہریالی تا کونکا خم و چم مستونکا عالم شاخ ہے پیہم متوالی	گو جہنٹ ہی چکی ہے پڑی رکی ہی ایسی جہکی ہی ہر ڈالی سب پہول جو کہل کر گر پڑے مل کر ہتون نے ملکر دی تالی
۴ وہ رندونکی میلے ستونکی ریلے میلے ٹہیلے البیلے	وہ اونچی دکانین نیچی تانین کہتی ہین جانین دل لیلے

وہ ناز کا لہنا گرد ہی رہنا بنکے یہ کہنا غم جھیلے

وہ گال گل تر صدقے ہو جن پر لب کے مکر بوسے لے

آباد دکان ہی پیر مغان ہی ایک سمان ہی سامان ہے
مستونکی وہ ہو حق غم نہین مطلق جان سی مشفق جانان ہے

رندونکا چلن ہے شیشہ نگن ہے قہقہ زن ہی خندان ہے
گو مے نہین باقی یہ مشتاقی کہتا ہی ساقی ہان ہان ہے

ساقی ہی نرالا بھولا بھالا آنکھ پیالا متوالا
ساقی ہے بلا کا دل ہی کو تا کا مارا دا کا اک بھالا

ساقی ہی ہمارا پیارا پیارا مے سی ہے سارا رخ لالا
ساقی ہی غضب کا پیار کے ڈھب کا وعدہ تھا کب کا کیا ٹالا

رفتار بلا ہی فتنہ بپا ہے غل یہ مچا ہے لینا ہے
پگڑی جو سنبھالی ٹرکے دچہالی بجتی ہی تالی بھاگا ہے

واعظ کی خرابی ملکے کبابی آ ئے شرابی ذنگا ہے
ہتھ پھیری ہور ندو جو ہودہ ہو شیخ کا ابتو دورا ہے

ہی شیخ ہمارا آنکھون کا تارا سب کا پیارا دل آرا
شاعر ہی ستم کا لا کھو نپہ چمکا اسکا ڈہمکا دل ہارا

پرکالہ آفت برج لطافت نور ظرافت سیارا
منشی ہی بلا کا پتلا ادا کا اوسنے پتا کا وہ ملا

جوبن وہ قلم کے داہن مکی فقرے ستم کے کیا چمکے
جب نازک ادائین باندہین ہوائین برسین گہٹائین تہم تہمکے

رنگین وہ فقرے نازک ایسے گل یہ ہین قطرے شبنم کے
ہونٹھ اپنے جو کہولے طوطی بولے موتی رولے عالم کے

عالم یہ ہی جوبن بدلی ہی چتون گلشن گلشن سرو سمن
پہر سال نو آیا مژدہ لایا اپنا پرایا دل ہی مگن

لو تیرہ صدی کا ختم ہی دورا دورے نے بدلا تازہ چلن
یہ حال ہی انکا عہد ہی کن کا نام ہی جن کا لارڈ رپن

[11] کسریٰ کی نشانی عدل کی بانی فیض رسانی لاثانی
ہین اعلیٰ نکے جو نائب لائل صاحب خاص مصاحب یکجانی

بخشش مین ہین حاتم دہاک مین رستم مشکل عالم ہی پانی
راضی ہی رعیت واہ ری حکمت نبض حکومت پہچانی

[12] قانون بنایا خوش ہو رایا دخل رعایا فرمایا
اخبارون کو شادی دی آزادی سب نے دعا دی وہ پایا

بید خلی کیسی کہیت رہیگی سب کو یعنی چمکایا
کہتا ہے یہ عالم شکر ہے ہر دم حاکم محکم اب آیا

[13] شادی ہی نمایان خوش ہین سب انسان شکر یزدان ہے ہر آن
وہ دونون داور رہبر منور ماہ انور تازہ روان

پہر ملک ودہ کا بخت ہی چمکا کیسا ستارا ہی تابان
دربار مین بیٹھے ملکر ایسے سب کے نصیبے چمکے یہان

۱۴ جو پیر و جواں ہے تازہ رواں ہے ہر طرفہ سماں ہے نازاں ہے
آباد ہے عالم خلق ہے بے غم عیش کا ہر دم ساماں ہے

حاکم کی مدد ہے لطف صمد ہے کچھ بھی حد ہے پایاں ہے
کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرا بستاں ہے

۱۵ جے جے یہ دل آرا سب کا سہارا آنکھوں کا تارا ہے پیارا
جے جے ہے یہ عادل حاکم کامل اسکا مقابل کیا یارا

جے جے ہے یہ داور اسکے برابر کب ہے سکندر یا دارا
جے جے یہ تماشا دیکھو دورا ثابت نکلا سیارا

قطعہ در رفع اعتراض شعر حافظ شیراز

نوشت مطلع پرنور خواجه شمس الدین
بدین فروغ گهربار دار سحاب کجا

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

فتاده عقده در اندیشه خرده گیر از را
ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا

که یک روی متحرک دگر روی ساکن
خطاست بهر خطا حکم از کتاب کجا

غلو اگرچه بود عیب مر قوافی را
تراست پایه این مایه احتساب کجا

مباش غره بدین یک دو نکته دانستن
نظر بود همه کس را بهر کتاب کجا

بسوی عیب چو شاعر کند اشاره لغز
بنزد عقل بود در خور عتاب کجا

نخست گفت که ای صاحبان دانش و داد
صلاح کار کجا و من خراب کجا

سپس ز نفس خطا تازه کرد عذر خطا
ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

اشاره چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف
اگر خطا بود اینها دگر صواب کجا

مباش رنجه ز غوغاے مدعی اے **قدر**
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا

مثنوی کلیلہ دمنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا نہی
واعظ دین رفیع قزوینی

وعظ مین اک کتاب کہہ جو چکا
جا بجا اوسکا ہوگیا شہرا

گرم بازار پند ہوتا تھا
جو اوسے سنتا تھا وہ روتا تھا

ہو رہے تھے بلند آوازے
کھل گئے تھے جنان کے دروازے

تھے خریدار سب امیر و فقیر
جان دیتے تھے بادشاہ و وزیر

آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب
غور سے دیکھے اوسکے سب ابواب

ہوگیا صاف تارک الدنیا
ہند کی آنکھہ کھل گیا پردا

کنجی ہاتھہ آگئی خموشی کی
گنج و ثروت سے چشم پوشی کی

ہوا صحرا نشین وہ فرزانہ
گنج پونہچا بسوے ویرانہ

ایک دن اوسکے دل مین آیا خیال
چلکے دیکھہ آئیے رفیع کا حال

کہ مصنف پہ بھی اثر کچھ ہے
لون خبر مین وہ باخبر کچھ ہے

آیا قزوین مین جب رفیع کے گھر
دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر

دہوم ہے اوسکے گھر امیری کی
کہین بو تک نہین فقیری کی

گھوڑے باندہے ہین میخ زرین مین
خود ہے بزم بہشت آئین مین

دیکھکر اوسکا روپ چکرایا
جاکے واعظ کے پاس فرمایا

خوب دہوکا دیا قصور معاف
اب کھلے آپکے تمام اوصاف

چاندی سونے کی میخین واہ جی واہ
مرحبا مرحبا جزاک اللہ

کوئی باتون مین سلطنت چھوڑے
کوئی سونے مین لاد لی گھوڑے

سنکے واعظ رفیع تاڑ گیا
بولا اے تاجدار ملک حیا

میخ زرین بگل زدم نہ بدل
ساری دولت گئی ہی خاک مین مل

کھلکے کرتا اوٹھایا ململ کا
ٹاٹ کا لنگر کھا نکل آیا

آئے گھر مین جو وہ خدا کے شیر
ایک بدھنا تھا یا کتب کا ڈھیر

بولا اتنا ہمارے واسطے ہے
اور جو ہے تمہارے واسطے ہے

نہ مرے فعل مین خلل کرو تم
میرے اقوال پر عمل کرو تم

پھر یہ واعظ نے پند فرمائی
کہ یہ لو اک مثال یاد آئی

اک مسافر بھٹک گیا رستہ
کوہ و صحرا مین ہوگیا خستہ

ایک انسان اور ویرانہ
جس سے سبزہ تلک تھا بیگانہ

جھاڑی جھوڑن نہین بیابانین صاف
سنگ مرمر کے طور سے شفاف

کہین جادے کا تھا نہ نام و نشان
جسطرح چاندنی مین کاہکشان

نقش پا کے نشان زمین سی گم
جسطرح دھوپ مین نہون انجم

کہین پتا جہان کھڑکتا تھا
یہ اودھر کی طرف لپکتا تھا

اوس سے وحش و طیور بھاگے تھے
خضر بھی دور دور بھاگتے تھے

جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا
اوسطرف دوڑ کر پکار اوٹھا

گاہ ادھر دوڑا گاہ ادھر دوڑا
جان پر کھیلا کوہ پر دوڑا

جا کے پونہچا جو بر سر الوند
ہوگیا سازگار بخت بلند

کی صبا نے جو بادپیمائی
اک طرف سے صدا سے سگ آئی

اوسی آواز پر چلا درویش — پیچھے پیچھے یہ تہا صدا تہی پیشا پیش
کوہ سے صورتِ صدا نکلا — دشت سے صورت ہوا نکلا
تیز جاتا تھا اسطرح دلگیر — جیسے چھوٹے کڑی کمان سے تیر
جاتے جاتے یہ گاؤن مین پونہچا — بھونکتا تہا جہان وہی کُتّا
ہوا کُتّے سے جبکہ گاؤن نمود — گاؤن سے پائی منزل مقصود
دیکھ اے شاہ جائے عبرت ہے — ارے بدراہ جائے عبرت ہے
ایک کُتّے نے دیکھ آخر کو — کیسا پونہچا دیا مسافر کو
نہوا پاک وہ سگ ناپاک — لیکن اسکا ہوا بکھیڑا پاک
توبھی سنکر مری صدا پونہچا — ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونہچا
تجھکو کیا مین کوئی ہون کس ناکس — بر رسولان بلاغ باشد وبس
دیکھ اے **قدر** اب تو آنکھین کھول — سر سے کہیل اور اپنے منہہ سے بول
صاف ظاہر پرست دنیا ہے — کیون ہے درپے تجھے ہوا کیا ہے
دل کا احوال تجھکو کیا معلوم — کسکا کیا رنگ ہے خدا معلوم
کیون کسی کو برا بھلا جانے — کون کس دھن مین ہے خدا جانے
حال دل کا سمجھنا ہے دشوار — محتسب را درون خانہ چہ کار

قطعہ درسپارش محمد یسین بخدمت مہراج نراین تحصیلدار ہردوئی

اے قبلۂ حاجت مرے مہراج نراین — اس دہر مین رکھے تجھے اللہ سلامت
دیدار ترا جلوۂ گل چال بہار سے — رخ پہول سے ہے لب غنچہ ہے شمشاد ہی قامت

محراب ہے ابرو تو جماعت صف مژگان — پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی امامت
اونچا سا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان — بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت
باتون ہی کرین زندہ اشارون ہی جلائین — ہے تیرے لب و چشم مین اعجاز و کرامت
سیراب ہین فیضون سے ترے خضر و مسیحا — یہ دونون مرینگے نہ کبھی تا بہ قیامت
انصاف ہے اس فیض پہ نادم رہون مین — لیسین ہے تا مرگ رہے مجھکو ندامت
اب تک نہ یہ بیچارہ ملکے کا ہوا نوکر — کھو دیجیے اب اسکے نصیبونکی بھی شامت
سب ہنستے ہین مجھپر کہ عجب کی تھی سفارش — مین آپکا کہلا کے سہون ایسی ملامت
اے **قدر** یہ کیا بکتا ہے بکنے ہی دے سکو — لاحول ولا کھوئی گئی تیری بھی کیامت
کردیگا اگر عین عنایت سے اشارہ — لیسین کو ہوگی کسی عہدے پہ اقامت
دیتا ہون دعا تمکو یہ ہے میرا طریقہ — محسن کی پرستش ہے شب و روز مرا مت
جب تک کہ ہی عالم رہے اقبال پہ عالم — جب تک کہ ہے دنیا رہو دنیا مین سلامت

مثنوی ناتمام ترجمۂ کلیلہ دمنہ

اصلیت کتاب مع نقل و انقلاب

ہان فلاطون خامہ آئے وہ جوش — اوڑے خمِّ دوات کا سرپوش
جوش وہ اٹھے سیاہ مستی کا — بادہ ابلے سخن پرستی کا
صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب — نقل ہون نقطے میکدہ ہو کتاب
جو سنے سنکے مست ہو جائے — پست ہر خود پرست ہو جائے
چوب چینی بنے نہال سخن — مے کہنہ ہو داستان کہن

ایسی اک شاخ داستان پھوٹے   بے زبانون کی بھی زبان پھوٹے
شوق دلوا کے سبکو القصتہ   اب سناتا ہون برمحل قصتہ
پاس کسریٰ کے اک برہمن تھا   جسکا ہندوستان ہین مسکن تھا
بزم افروز و بذلہ گو و ندیم   حکمت اندوز و نیکخو و حکیم
ایک دن آیا جب وہ فرزانا   پوچھا نوشیروان نے اے دانا
لوگ یونان مین کرتے ہین مذکور   ہند مین چند کوہ ہین مشہور
اونمین ایسی دوائین بوتے ہین   جس سے مردے بھی زندہ ہوتے ہین
اے برہمن تو ایسی چالین چل   ہاتھ آئین مری وہ امرت پھل
ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی   لوگ بٹتے ہین ہول کی رسّی
نہ کہین کوہ ہے نہ اوسمین دوا   نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا
ہندیون کا یہ زہر بویا ہے   اسمین اک تہ کی بات گویا ہے
اصل مطلب ہے اسکا یعنی اور   لفظ بیشک یہی ہین معنی اور
کوہ سمجھے ہین جنکو لوگ وہان   ہین وہ فرزانگان ہندوستان
اونکی باتین ہین ساری کام روا   لوگ سمجھے ہین جنکا نام دوا
جو کہ ہین بیوقوف و جاہل لوگ   کہتے ہین مردہ اونکو کامل لوگ
باتین سن سنکے جب وہ جوش مین آئے   نوشدار و سے مردہ ہوش مین آئے
سبکے سب وہ پڑی تھی فانی سے   جی اوٹھے آب زندگانی سے
یہی باتین اونہین دوا ٹھہرین   موج سرچشمۂ بقا ٹھہرین
الغرض ملکے کاردانون نے   عقلمندون نے خوش بیانون نے

ایسی چن چنکے چیدہ باتین تمام — رکھدیا ہے کلیلہ دمنہ نام
ہے وہ زیب خزینۂ شاہان — ہوا نہیں سے اگر کوئی خواہان
تو وہ مخفی خزینہ ہاتہہ لگے — حکمتون کا سفینہ ہاتہہ لگے
جب یہ نوشیروان کے کان پڑے — جان مین اوسکی تازہ جان پڑے
ایک برزویہ تہا طبیب وہان — تہا جہان گرد اور چیدہ جوان
دئے اوسکو ہزار ہا توڑے — تاکہ وہ رشتۂ وطن توڑے
سوے ہندوستان چلا جائے — جانب بوستان صبا جائے
چلتا پہرتا ابہی نظر آئے — اور لیکر کتاب گہر آئے
بس چلا سوے ہند وہ رہگیر — جیسے چہوٹے کڑی کمان سے تیر
نظر و برق و تیر و آہ بنا — صرصر و فکر و موج و ماہ بنا
ملک ایران کہا کجا پونہچا — ملک ہندوستان مین آپونہچا
آیا وہ شوق کامرانی مین — راے رایان کی راج دہانی مین
راے پرتاب چند صاحب فوج — راے رایان شہنشہ قنوج
اوسکی بستی مین آکے برزویہ — شہر مین پہیرا کے برزویہ
اک برہمن سے گٹھہ گیا فی الحال — راے ہندی کے تہا جو ناک کا بال
دیکھا برزویہ کا جو علم و ہنر — برہمن نے بٹہایا آنکھون پر
گو برہمن نے گرمجوشی کی — پر بہت اسنے رازپوشی کی
خوب نظرون مین جب وسے تولا — ایکدن ہنستے ہنستے یون بولا
بے زبانون سے جب زبان لڑی — سر مخفی سے میرا دہیان لڑی

اوسکی مجھکو تلاش واقی ہے ‌ ‌ ‌ عاقلون کو اشارہ کافی ہے
وہ برہمن اوچھل پڑا فی الفور ‌ ‌ ‌ ہنسکے بولا ادہر بھی کرنا غور
ہمسے اوڑتے ہو تا اوڑاوٗ مال ‌ ‌ ‌ گنج حکمت کو تم کرو پامال
سلطنت کا چراغ لیجاوٗ ‌ ‌ ‌ مفت مین سبکو داغ دیجاوٗ
ہمکو یون سبز باغ دکھلا کر ‌ ‌ ‌ اپنے شہ سے ہو سرخرو جا کر
تم بڑے پختہ کار ہو صاحب ‌ ‌ ‌ تم بڑے ہوشیار ہو صاحب
اُف رے دانا یہ تیری دانائی ‌ ‌ ‌ بل بے یہ عقل کی توانائی
جوکہ ہو عقلمند پہچانے ‌ ‌ ‌ مرد دانا کو آٹھہ باتون سے
بردباری[۱] و خویشتن[۲] داری ‌ ‌ ‌ اور فرمان[۳] بری سلاطین کی
اور تشخیص[۴] محرم اسرار ‌ ‌ ‌ پوشش[۵] رازہاے ہر کردار
اہل[۶] دربار کی رضا جوئی ‌ ‌ ‌ بیٹھکر[۷] محفلون مین کم گوئی
کچھہ[۸] نہ کہنا بغیر پرسش کے ‌ ‌ ‌ یہی آٹھون ہین تمغے دانش کے
خصلتین یہ عجب ہین برزویہ ‌ ‌ ‌ تجھہ مین آٹھون یہ سب ہین برزویہ
ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے ‌ ‌ ‌ دل و دین جان و جسم دے ڈالے
اسلئے مجھکو تیرا فرمانا ‌ ‌ ‌ چاہیئے آنکھون سے بجا لانا
کسطرح صاف دون جواب تجھے ‌ ‌ ‌ بیچ کر جان دون کتاب تجھے
بولا برزویہ تجھپہ جان فدا ‌ ‌ ‌ شکر تیرا نہ مجھسے ہوگا ادا
سچ ہے جھوٹا نہین ہے قول کبار ‌ ‌ ‌ خاک از تودہ کلان بردار
الغرض وہ کتاب لاثانی ‌ ‌ ‌ دی برہمن نے اوسکو پنہانی

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب
نقل کر کے گیا وطن کو شتاب

جو مین بہر آب رفتہ آ پونہچا
سحر الفت کا آشنا پونہچا

عقل آئی دماغ ایران مین
نور آیا چراغ ایران مین

آئی کنعان مین بوے پیراہن
پھر بہار آئی جانب گلشن

ہوئی سرسبز کشت ایرانی
سوکھے دہانون پہ پڑ گیا پانی

ہوا انبوہ خاص و عام سے جشن
کیا کسریٰ نے دہوم دہام سے جشن

لیکے اوٹھا کتاب برزویہ
پڑھ گیا سارے باب برزویہ

اوٹھی اک واہ واہ تا بفلک
اوڑ گئی آسمان کی چہت تک

لیگیا شاہ اوسے خزانے مین
کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے مین

بولا برزویہ مال ہے کیا مال
مین جو مانگون نہ رد ہو میرا سوال

ذکر میرا بھی اس کتاب مین ہو
تا رہون یاد اہل عالم کو

کہا شہ نے کر دن مین شاد تجھے
تیری منہہ مانگی دون مراد تجھے

پھر بحکم شہ سخی و کریم
لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکیم

پہلوی مین لکھی تمام کتاب
اوسمین ٹھہرائے اوسنے سولہ باب

ق

سولہون اس حساب سے لکھے
دس تو اصلی کتاب کے لکھے

اور چھہ خود بڑہا دئے اوسنے
دو اوائل کے چار اواخر کے

عہد نوشیروان سے ایران مین
اسکو رکہتے تھے گنج پنہان مین

سب ملوک عجم نے حرمت کی
یعنی اسکی بہت حفاظت کی

یہ سفینہ عجب سفینہ تھا
بادشاہون کا علم سینہ تھا

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور — سب مین تہا جو دوانقی مشہور
اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا — بو الحسن جو بن المقفع تھا
کہ لکھے پہلوی سے تازی مین — ہو وہ مصروف سحر سازی مین
عربی کا جو چل گیا پہلو — پہلوی کا بدل گیا پہلو
پھر بحکم نصیر سامانی — فارسی ہو گئی بہ آسانی
رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم — فارسی مین کیا اوسے منظوم
ہوا بہرام غزنوی پیدا — جو کہ مسعود شہ کا لڑکا تھا
اوسکا دیوان تہا ایک صاحب جاہ — بو المعالی و نام نصر اللہ
اوسکو بہرام نے بلا کے کہا — اپنے جوہر دکھا دے اے دانا
عربی کی کلیلہ دمنہ سے — جو لکھی ہے بن المقفع نے
ترجمہ کرکے فارسی مین دکھا — ماہ نخشب اس آرسی مین دکھا
الغرض حکم وہ بجا لایا — فارسی مین اوسے بنا لایا
عربی شعر اوسمین داخل تھے — اور الفاظ سخت و مشکل تھے
پس بحکم امیر شیخ سہیل — تھا سہولت سے جسکی طبع کو میل
نسخہ پورا حسین واعظ نے — چھانٹا ملا حسین واعظ نے
کیا ہی لکھی عبارت اوسکی سلیس — نظم عمدہ تمام نثر نفیس +
کم کئے اوسنے اولین دو باب — سے چمکے انوار نجم بخت کتاب
پھر بحکم جلال دین اکبر — شاہ دہلی و معدلت گستر
لکھ کے لایا زروے استادی — شیخ ابو الفضل اکبر آبادی

سولھون باب اوسمین سے لکھے تمام — اور رکھا عیار دانش نام
اب اوسے نظم کرکے اردو مین — کیا مچایئن ہین قدرذو ہمین
سولھون باب اس مین ہین منظوم — رہے قایم جہان مین یا قیوم

فتح الابواب

باب اوّل مین ہو گئی ترقیم — گفتگوے بزرجمہر حکیم
باب ثانی مین حال برزویہ — اور سب قیل و قال برزویہ
باب ثالث لکھا اسی آئین کا — کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا +
باب چارم سزاے بدکاران — ہے مناسب براے بدکاران
باب پنجم مین فایدہ وہ لکھے — دوستون کے جو یکدلی مین تھے
اور باب ششم مین دی یہ خبر — نہ فریب عدو سے رہیے نڈر
باب ہفتم مین ذکر بے خبران — پھر ہے مقصد طلب کا کسل بیان
باب ہشتم مین شر شتابی کا — اور انجام اس خرابی کا
ہے نوین باب مین کہ دور اندیش — کسطرح دشمنون سے پائی پیش
باب دسوان ہے کینہ ور کا ذکر — نہ خوشامد پہ انکی ہو بے فکر
گیارہوان باب عفو عصیان مین — کہ جو داخل ہے رسم شاہان مین
بارہوین باب مین یہ ہی مذکور — ہے خبر او سزاے کار ضرور
تیرہوان باب حرص و آز مین ہے — اور افزون طلب کے راز مین ہے
چودہوان باب حلم شاہان مین — ہے گرانباری نمایان مین
باب پندرہوان بیوفاسی گریز — ان سے اور انکی باتون سے پرہیز

سولهوین باب مین یهی ہے خبر	دور گردون پر التفات نکر

باب اوّل سخنان بزرگ مهر بزبان بزرگمهر

درج دانا دلے کا دریتیم	کون یعنے بزرجمہر حکیم
یون پروتا ہے دُر سلک سخن	یون روان کر رہا ہے کلک سخن
کہ زبانون مین سبے زبانون کی	ہندیون نے کتاب ایک لکھی
نام جسکا ہے کرنک ودمنک	اوسمین دس باب سب ہین آخر تک
دل لگی مین ملائی حکمت وپند	تلخ دارو مین جیسے شکر وقند
خردسالون کو تا گوارا ہو	کھیل مین یاد نسخہ سارا ہو
اور جب اونکو فہم کامل ہو	تجربہ پہلے ہی سے حاصل ہو
جیسے کوئی خزانہ دفن کرے	اور پہر بعد ایک مدت کے
اوسکے لڑکے کے ہاتھہ مین پڑجاے	مدة العمر مفت چین اوڑاے
ہے غرض یہ کتاب اعجوبہ	طالبان سخن کے مطلوبہ
پر ہے اسکے مطالعے مین شرط	کرے معنی مین اسکے غور بہ فرط
بحر دانش مین خوب ہوے غواص	تاملے گوہر معانی خاص
نہ کہ سب چاٹتا چلا جاے	گہانس ہی کاٹتا چلا جاے
پڑہے جاے نہ سمجھے یا سمجھے	ایسا سمجھے تو کوئی کیا سمجھے
پڑہے بے سمجھے اوسکو جو بیعقل	اصل ہے اوسکے واسطے یہ نقل

حکایت

قول سعدی سے ایکدن بے رنج	ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

دل مین سوچا جو آپ اوٹھاؤن مین
عمر اتنی کہان سے پاؤنمین
شہر سے لاکے بار بردار ی
لیچلون دولت اپنے گہر ساری
نہین بہتر جو بار ہا لیجاؤن
دفعتہً سب کے سب اوٹھا لیجاؤن
چند حمال ایسے لے آیا
جنکا گہر کہوج جانتا ہی نہ تہا
سب خزانہ لدا دیا اون پر
تاکہ پونہچائین جاکے میرے گہر
آپ پیچہے ٹہٹک رہا احمق
تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق
اوسکی نظرون سے ہوگئے جب دور
لے اوڑے اپنے اپنے گہر فردور
دیر کے بعد وہ بہی گہر آیا
اوسکو گہر مین نہ زر نظر آیا
کف افسوس ملکے کہتا تہا
اوڑگئی ہاے سونے کی چڑیا
اوسنے عجلت جو کے بنادانی
رہگئی مفت کی پشیمانی
اصل ہر چیز کا سمجہنا ہے
ورنہ رٹنے مین فایدہ کیا ہے
ایسا رٹنا حمق نہایت ہے
مینئے اسکی عجب حکایت ہے

حکایت

ایک جاہل کو یہ سمائی دہن
کہ کرے فارسی مین طرز سخن
ایک فاضل سے اوس سے الفت تہی
ایک تختی اوسے سنہری دی
کہ مجہے فارسی زبان لکہدے
لکہدے اے میرے مہربان لکہدے
جب کہ تختی پہ لکہہ چکا فاضل
گہر اوٹہا لایا اپنے وہ جاہل
دیکہا کرتا تہا جب نہ تب تختی +
سوچا مین پڑہ گیا یہ سب تختی +
چاہیئے مجہکو مرحبا کہنا
اب مری فارسی کا کیا کہنا

ایکدن فارسی مین منهه کهولا — منهه تو کهولا مگر غلط بولا
اوس سے اک شخص نے کیا یه بیان — تیری یه فارسی غلط ہے زبان
قهقهه مار کر کها کیا خوب — یهی منهه جو مرے نکالو عیوب
کچهه تمیز آپ کو یهی ہے که نهین — ہے مرے پاس تحفۂ زرین
اوس یه لکهی ہے فارسی کی زبان — پهر مین بولون غلط خدا کی شان
اور تو کیا کهون تمهین بررو — ہے مثل اپنے منهه میان مٹهو
پس مناسب که صاحبان وقوف — کسب دانش مین دل سی هون مصروف
علم کا گو جهان سب ہے محتاج — فهم لیکن ہے علم کی سرتاج
بے سمجهه آدمی نهین هوتا — یون نهی جی رٹا کرے توتا
فهم سے تجربه یهی هو حاصل — لوگ هون تجربے سی دانا دل
سیکهین دانا دلی سے طرز ادب — با ادب با نصیب هوتے هین سب
مرد دانش سے هو خجسته شعار — هو کم آزار اور نیکوکار
جو سمجهه بوجهکر هو وارسته — هو وه دام بلا مین پابسته
جیسے کوئی مسافر بدراه — که ره پر خطر سے هو آگاه
اور اوسی راه پر چلا جائے — خود لٹے وه کسیکا کیا جائے
یا هو بیمار جیسے کوئی بشر — اور خود جانے اک غذا کا ضرر
جانکر اوس غذا کو کهائے وه — شاذ ہے یه که مر نه جائے وه
مثلاً دو بشر کنوئین مین گرین — نه قضا آئے دونون جیتے پهرین
لیکن اون مین عجب تماشا هو — ایک انکهیارا ایک اندها هو

گو وہ دونون چلے تھے موت کی راہ — تھا وہان لحد دہانہ چاہ
مگر اندہا تو اونہین ہو معذور — عذر بینا نہ ہو کبھی منظور
منہہ پہ دو آنکھین اونہین تیز نظر — پھر گرا دیکھہ بہال کر کیونکر
سنکے یہ سامنے وہ منہہ نکرے — کیا عجب ہے کنوئین مین ڈوب مرے
چشم سان لاجواب ہو بینا — چشم سان آب آب ہو بینا
نخل دانشوری کا ہے یہ ثمر — کہ شریف النفس ہو اصل بشر
وہ شریفون مین سب سے اولی ہے — جسکو حاصل رضاے مولی ہے
جب کہ دانش سے ہو اوسے بہرہ — پہر نہ اورون کو رکہے بے بہرہ
پہلے خود سیکھہ لے تو سکہلاوئے — پہلے خود دیکھہ لے تو دکہلائے
پہلے خود اپنے گہر جلائے چراغ — پیچہے مسجد مین لیکے جائے چراغ
پہلے خود آپ کو غیور کرے — پیچہے لوگون کا فقر دور کرے
پہلے خود خلق کا بنے مشتاق — پیچہے سکہلائے خلق کو اخلاق
نہ کرے آپ کو جو پہلے درست — اور تعلیم غیر پر ہو چست
اوس سے بڑھ کر نہین ہے کوئی ذلیل — ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل
کہ خود اک عارضے مین مرتا ہے — دوسرون کا علاج کرتا ہے
جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو — اوسکو کہونے پر اوتنی کلفت ہو
مال دنیا رہا رہا نہ رہا — مفت کا رنج جاودانہ رہا
حال دنیا اسی طرح ہے مگر — تین امرون مین سعی ہے بہتر
اول اسباب زندگی کی تلاش — کہ رہے جس سے بین بین معاش

دوسرے خوش معاملہ رہنا — راست بازون کا واہ کیا کہنا
تیسرے زاد راہ ملک عدم — ہے کمر مین تو پہر اوسی کیا غم
جسمین دیکھے صلاح عقل و شعور — کرے پرہیزگاری اوسمین ضرور
ہے مناسب کہ کسب مال کرے — پر وہ کسب از رہ حلال کرے
گو خدا رحمت انتہا کی کرے — گو زمانہ کسیکا دم بہی بہرے
پہر بہی کوشش کرے تو کیا نقصان — سبہسر بہی بہولا نہو تو کون زیان
دوڑ دہوپ آدمی کی شام و پگاہ — بخدا ہے خدا کے دین کی راہ
اوسپہ بچنا یہی ہے ہشیاری — چشم پوشی (سیاے مجہول) سے ہے عین بیداری
یا تو غفلت کو چٹکیون پر اوڑائے — یا توکل کے چھینٹے منہہ پر کہائے
اگلون کو اپنا اوستاد کرے — حسن اخلاق اونکے یاد کرے
اونکی سیر پہ کرکے خوب نگاہ — کرے کامون مین اون سے بسم اللہ
اونکے جو تجربے ہوئے ہون بہم — بس اونہین پر چلے قدم بقدم
اوسی ڈہرے ہی پر چلا جائے — اوسی چہاپے پہ کاڑہتا جائے
رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد — کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد
بات کوئی اگر نہ یہ مانے — معتبر اپنا تجربہ جانے
عمر اتنی کہان سے لائے وہ — کہ ہر اک بات آزمائے وہ
یہ بہی مانا کہ وہ بفرض محال — تجربے خود کرے ہزارون سال
محنتین سیکڑون اوٹہائے گا — جب کوئی نکتہ آزمائے گا
اوسپہ کہٹکا لگا ہے ہو کہ نہو — نسخہ کیمیا ہے ہو کہ نہو

پکا کھانا نہین وہ کھاتا ہے — آنچ کھا کھا کے خود پکاتا ہے
گو کہ اک سود ہر زیان مین ہے — اک نتیجہ ہر امتحان مین ہے
کیون نہین سود بے زیان لیتا — کیون زیان کا ہے امتحان لیتا
ان نصایح سے ہو جو روگردان — رہے وہ شکل آئینہ حیران
نہین سنتا نہ سن ہماری بات — نہین پیتا نہ پی تو آب حیات
فوج غم جب کرے کسیکو تباہ — قلعہ راستی مین لے وہ پناہ
استقامت نہ ہر خطا پہ کرے — ہر جگہہ اپنی بات پر نہ مرے
جرم کرکے کرے نہ ہٹ دھرمی — نہین بہتر خطا مین سرگرمی
نام اسکا ثبات عزم نہین — نہین ہرگز یہ عزم جزم نہین
ہے سراب اور آب شیرین اور — آب اور آب خنجر کین اور
کرے پالغز پر جو استقلال — ایسے بدراہ کی یہی ہے مثال
جیسے بے سمجھے اور بے بوجھے — کوئی اک سمت چلا جائے بے پوچھے
ق اور وہ راہ مین بھٹک جائے — چلتے چلتے ہزار تھک جائے
کبھی پائے نہ منزل مقصود — اوسکی کوشش تمام ہو بے سود
بلکہ چلتا رہے وہ ناآگاہ — ہوتا جائے اوسیقدر گمراہ
یا پڑے جسکے خار آنکھون مین — درد ہو بے شمار آنکھون مین
نہ نکالے وہ درو غفلت سے — ہاتھہ دھوئے کہو بصارت سے
ہے وہی مرد اور دانشمند — جو خدا کی خوشی پہ ہو خرسند
منہہ نہ موڑے کڑی اوٹھانی سے — جی نہ ہارے بلائین آنے سے

پھر بھی تدبیر سے نہ باز رہے — در ہمت ہمیشہ باز رہے
جو پڑے کوئی عقدۂ تقدیر — صاف چل جاوے ناخن تدبیر
جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند — دوسرے کے لئے کرے نہ پسند
کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک — بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک
ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ — دے تو اس ہاتھ اور لے اوس ہاتھ
پس مناسب ہے جو پڑھے یہ کتاب — چاہیئے ہو بغور معنے یاب
دیکھتا اور بھالتا جائے — اپنا مطلب نکالتا جائے
جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام — اوسکے موجب کیا کرے ہر کام
اسکے آگے ہیں سب کتب بیکار — یہ نمونہ ہے بہتر از خروار

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسیکی زبانی

میرے ساقی ذرا شراب مجھے — تب غم نے کیا کباب مجھے
ایک بوند ایک گھونٹ ایک چلو — ایک جام ایک شیشہ ایک سبو
جب تلک مانگے جاؤں لائے جا — جسقدر ریئن پیون پلائے جا
کرے دریا سے جو طغیانی — پھیرے میرے خمار پر پانی
فکر کو کر دے جوش بادہ صاف — کف دریا سے ہو زیادہ صاف
بیخ ہو سب پھٹک کے یکسو یہ — یک اوٹھوں داستان برزویہ
یون لنڈھاتا تھا وہ شراب سخن — یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن
کہ مرا باپ اک سپاہی تھا — مرد میدان کج کلاہی تھا

حال مادر ہے سب یہ روشن تر
گبر و آتش پرست تھی مادر

دختر عالمان زردشتی
لمعۂ دودمان زردشتی

جب مری عمر کے ستارے کا
ہفتمین چرخ پر دماغ گیا

ساتوین سال مین قدم رکھا
دوش پر ہوش کا علم رکھا

باپ مان پڑہنے کو بٹھانے لگے
مجھکو مکتب مین طب پڑہانے لگے

جیسا سن میرا بڑہتا جاتا تھا
ویسا دل دیکے پڑہتا جاتا تھا

پڑہتے پڑہتے مجھے ہوا یہ شعور
مین طبابت مین ہوگیا مشہور

ہوکے آگاہ اصل و نقل سے پھر
راے لی مین نے پیر عقل سے پھر

کہ ہین اس علم کے نتیجے چار
کس پہ رکھون مین اپنا دار و مدار

ایک ۱ تو جمع کرکے کچھ زر و مال
باغ عالم مین مثل گل ہون نہال

یا کرون ۲ ایسا کار دنیا مین
کہ رہے یادگار دنیا مین

یا کرون ۳ وہ نباہ عالم مین
کہ مجھے واہ واہ عالم مین

یا کہ ۴ در پردہ سب سے ہوکے جدا
رہون مین طالب رضاے خدا

مین تو پہلے سے جانتا تہا یہ بات
کہ وہی ہے طبیب نیک صفات

جو کرے جس جگہہ علاج علیل
سمجھے اسمین رضاے رب جلیل

اسمین دنیا کا فایدہ اک سمت
اور خوشنودی خدا اک سمت

ہے مفاد اسمین دین و دنیا کا
وہ مثل ہم ثواب و ہم خرما

کھیت بوتے ہین جسطرح سے کسان
پک کے طیار ہوتے ہین جب آن

منون غلہ وہ کاٹ لاتے ہین
چارا بیلون کا مفت پاتے ہین

الغرض مین نے بعد ردّ و قبول | راے چارم کو کرلیا مقبول
که کمر باندھکر بدا وا پر | ہوا راضی رضاے مولا پر
یون ہین چند سے بسر ہوئی میری | پھر طمع پر نظر ہوئی میری
مین نے دیکھا که اور مجھسے طبیب | کامیابی مین ہین بلند نصیب
مجھپه سختی سے دن گذرتے ہین | اور وہ لوگ چین کرتے ہین
تھا یه نزدیک سوچکر یه راے | راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاے
که یکایک ثبات کا لشکر | دشمن نفس پر گرا آکر ٹوٹ
نفس سرکش کو پایمال کیا | خنجر صبر سے حلال کیا
دیکھکر مین نے دل کے یه انداز | اسطرح کین نصیحتین آغاز

غزل

تجھکو حاسد وہ جوش سودا ہے | که حسد ایک خار صحرا ہے
تیرے افلاس پر حسد ہی کسے | پھر حسد مضمون یه بیجا ہے
نام روشن کسیکا ہو تجھے کیا | صفت ناری جلا ہی مرتا ہے
اونکی قسمت مین ہے وہ پاتے ہین | تجھکو کیا کچھ ترا اجارا ہے
اس حسد سے تو خون تھوکے گا | یہی سوہان روح فرسا ہے
جاے عالی ہے عالم علوی | جو دنی ہے اوسی کی دنیا ہے
لوٹ ہو دیکھکر نه سرخ و سفید | ارے سچون کا یه گھروندا ہے
بندہ حرص و آز ہی کیون قلندر | کچھ بھی تجھکو خیال مولا ہے
تجھکو درپیش ہے وہ سخت سفر | ہر قدم پر ہین جسمین لاکھه خطر

نہ کوئی میسر کاروان طریق — نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق
جا بجا ٹھگ جا بجا قزاق — ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل نفاق
کوچ نزدیک اوس پہ غم کا ہجوم — وقت رخصت مگر نہین معلوم
دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل — ایک خاکی و قدرتی ہے کل
جسکا ہے میخ زندگی پہ مدار — چار پرزے ہین اوسمین عنصر چار
گر یکے زین چہار شد غالب — جان شیرین بر آمد از قالب
جیسے ڈہانچا بناؤ مورت کا — عضو عضو اوسکا ایک ایک ہو جدا
بیچ مین سب کے ایک کیل لگاؤ — کہ ہر اک جزو کا ہو اوس سے لگاؤ
کیل دم بھر جدا اگر ہو جائے — ساری مورت تتر بتر ہو جائے
تن سے یون ہین جو دم نکل جائے — ساری ہیکل ابھی بدل جائے
جسم ٹھنڈا ہو رنگ پیلا ہو — جسم کا بند بند ڈھیلا ہو
سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو — اینٹ کا گھر تمام مٹی ہو
پدر و مادر و زن و فرزند — دوست احباب اور بھائی بند
جیتے جی کے یہ ساری رشتے ہین — سب ترے موت کے فرشتے ہین
اسکی شادی نہ جان یہ غم ہے — بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے
کان دھر اپنی سانس پر تو ذرا — الفراق الفراق کی ہے صدا
اونکی خاطر کما رہا ہے تو — جان اپنی کھپا رہا ہے تو
دھیان اونہین کا ہے جاگتے سوتے — اوڑ گئے تیری عقل کے توتے
جمع کرتا ہے مال اونکے لئے — مجھسے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سلگاؤ عود وان مین عود — کرے سبکو معطر اوسکا دود
عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ — ہو نہ اپنے شمیم سے آگاہ
کون سمجھے کہ عود جلتا ہے — کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے
یا کوئی جسطرح جلائے شمع — ساری مجلس کو جگمگائے شمع
شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور — شمع روتی ہے بزم ہے مسرور
بزم کو کیا جلے تو شمع جلے — لوگون کو کیا کھلے تو تجھکو کھلے
الغرض سب مین ہے یہی آسان — کہ ہو شغل علاج بیماران
لیکن اوسمین یہ التفات نکر — کہ مجھے سب بٹھائین آنکھون پر
ہرطرف شور اوٹھے حکیم حکیم — دین سب اوٹھہ اوٹھکے سر و قد تعظیم
بلکہ ہر دم یہ تیری نیت ہو — جس پہ ڈالون مین ہاتھہ صحت ہو
حق نما ہو ترا دل صافی — دل سے نسخے پہ لکھہ ہو الشافی
تاکہ دست شفا عطا ہو جائے — ہاتھہ جسپر پڑے شفا ہو جائے
راہ حق پر علاج کر کامل — غرض دنیوی نکر شامل
لوث دنیا سے جو کہ پاک نہو — دے وہ اکسیر بھی تو خاک نہو
ہو مداوا مین جو کوئی طامع — کرے اوسکا ثواب بہی ضایع
دل مین سوچے کہ کون ٹھوکرین کہائے — کون نسیے پہ اپنا نقد گنوائے
کون جانے کہ حشر مین کیا ہو — یہین ملجائے جو کہ ملنا ہو
یون ہے وہ جیسے کوئی سوداگر — مال کو رکھے رکھے گھبرا کر
اوسے پڑجائین دامون کے لالے — اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

کرکے ایسی نصیحتین کاری
جب کیا مین نے نفس کو عاری

دوحہ علم لہلہانے لگا
گل امید رنگ لانے لگا

خوشہ ہاے عمل اُترنے لگے
پختہ کاری کے پہل اُترنے لگے

راست بازی سے بہر گئے دامن
بیریائی کے لگ گئے خرمن

ہوگئے سب لوث و بیریا اکبار
لگا کرنے علاج ہر بیمار

رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما
وسعت رزق کا بہی ڈہنگ جما

مہربانون نے مہربانی کی
قدردانون نے قدردانی کی

جوش پر آیا فضل ربانی
ہوا منظور چشم سلطانی

ہوئے طالع بلند رحم کا نام
کبہی خلعت ملا کبہی انعام

جب میرا ایسا دور دورہ ہو
اثر علم طب مین غور رہوا

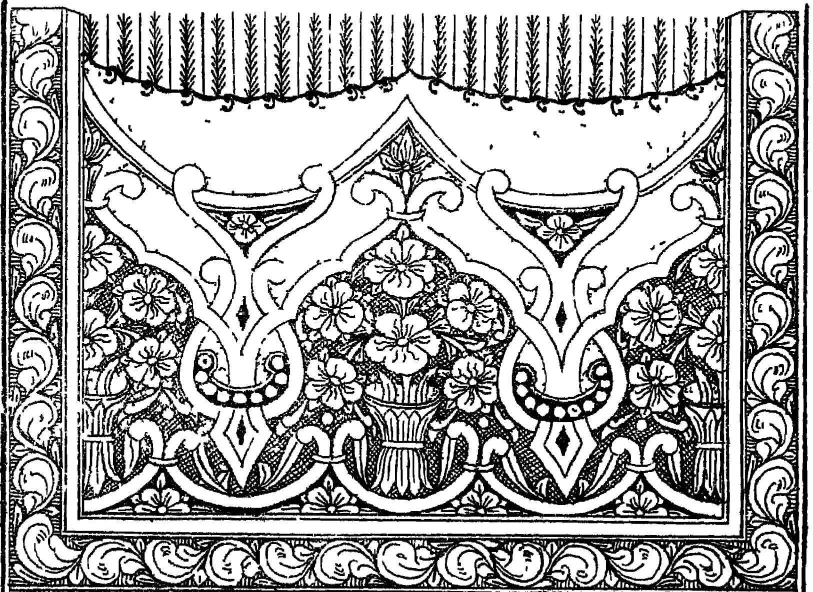
کوئی سوجہا نہ مجہکو ایسا علاج
اصل صحت پر آئے جس سے مزاج

امن کلی ہو جس سے اکباری
نہ کرے عود پہر وہ بیماری

در علت مین قفل پڑجائے
عارضہ کیا کہ اوسکی جڑ جائے

جب یہ کیفیت مزاج رہے
پہر عبث ظاہری علاج رہے





بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰

منہہ فق ہو سحر بنکر جس سے شب امکان کا / وہ مہر قیامت ہے مطلع مرے دیوان کا

جب توڑ کے ہر ٹانکا پردے سی جنون جھانکا / چاک اپنے گریبان کا جادہ تہا بیابان کا

صحرا مرا سینہ تہا وہ اوس مین خزینہ تھا / مٹی مین دفینہ تھا گنجینۂ پنہان کا

اک طرفہ رقم مین تہا دونون نے کیا ساجہا / الفت نے مجھے پرکھا رحمت نے مجھے آنکا

سمجھے تھے حبیب اپنا اللہ رے نصیب اپنا / نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تھا رگ جان کا

وہ یوسف سنجیدہ وہ خواب بتم دیدہ / تھا فتنۂ خوابیدہ اوس نرگس فتان کا

خُلق اوسمین جو پایا ہے اپنون مین ملایا ہے / صوفی نے بتایا ہے ہمشکل وہ سے انسان کا

وہ پرتو کامل ہے وہ نور مقابل ہے / وہ جوہر قابل ہے آئینۂ اعیان کا

رخ اوسکا جو پاؤنگا کام اپنا بناون گا / آئینہ دکہاؤنگا مین دیدۂ حیران کا

گو ذرّہ عالم ہون پر وصل سے محرم ہون
مین قطرۂ شبنم ہون اوس مہر درخشان کا

سینہ مرا روشن ہے یا طور کا دامن ہے
یا وادیِ ایمن ہے یہ سوی عرفان کا

وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت ہے
دروازۂ جنت ہے چاک اپنے گریبان کا

کیا حشر کا دھڑکا ہے خورشید جو بھڑکا ہے
اک نور کا تڑکا ہے میری شب ہجران کا

لاحول ولا قوۃ انسان کی کیا قدرت
خم کر نہ سرِ خدمت شاگرد ہو شیطان کا

قاصر ہو نہ ہمت مین کر سعی طریقت مین
معراج حقیقت مین دل عرش ہے یزدان کا

گو دل مرا زندہ ہے پر نفس کشندہ ہے
یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کنعان کا

ہشیار دلِ آگہ مانند خلیل اللہ
پایان مین نکرتا رہ جو کام ہو عنوان کا

پھانسے ہین دل پر غم ہر حلقے مین ہی ماتم
اون گیسوؤن پر عالم ہے شام کے زندان کا

اس دشت مین ہین اکثر پامالِ بلا رہبر
دستارِ خضر گر کر جادہ ہے بیابان کا

دل تنگ ہے دنیا مین یا آگ ہے خارا مین
یا دستِ زلیخا مین دامن مہ کنعان کا

خود بوجہ خودی کا ہے خود نفس اولجھتا ہے
خود میرے تہ پا ہے گوشہ مرے دامان کا

جو عمر رہی سانسون سے ہوا پر ہے
وقفِ رہ صرصر ہی خرمن مرے دہقان کا

تعویذ لحد پایا جب دھر سے چین آیا
تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پریشان کا

سبحان تری قدرت آسودہ ہی سب خلقت
مچھلی کی کرین دعوت یہ منہہ ہی سلیمان کا

تھا حق نمک تیرا آفت سے نہ منہہ پھیرا
ہے زخم جگر میرا مہمان نمکدان کا

قربت مین جو دم ٹوٹے فرقت کا تو غم چھوٹے
خنجر کے مزے لوٹے زخمی ترے پیکان کا

جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو
ہر درکِ جہنم ہو اک تختہ گلستان کا

جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی
بس ناؤ ہے کاغذ کی بیڑا مرے عصیان کا

ممنون ہے ہر عنوان مشکور ہے ہر پایان / ہے ہر ورقِ دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر لفظ مین معنی کا اک شور ہے شوخی کا
اے قدر ہے رخ پھیکا سعدی کے نمکدان کا

راہ نجات وصف ہے رب جلیل کا / پل بنگیا عصائے قلم رود نیل کا
طوطی حرف زن ہو جو باغ جلیل کا / خامے کو مرتبہ ہو پرِ جبرئیل کا
سیراب اوسکے فیض سے ہین جملہ ذی حیات / پانی پیئے ہوئے ہین یہ سب ایک جھیل کا
مانند مردمک نہ رہی طاقت کلام / بیمار جو ہوا تری چشم کحیل کا
فرعون اور تجھسے ہو دعوی ہمسری / شاید بگڑ گیا ہے کہین ماٹ نیل کا
واعظ نہ توڑ کعبہ دل کو خدا سے ڈر / احوال کیا سنا نہین اصحاب فیل کا
سالک رہ فنا مین نہ بہٹکا کسی جگہہ / سنگِ لحد سے کام لیا سنگ میل کا
ممکن نہین کہ تیری کہانی تمام ہو / دفتر ہزار بار کہلے قال وقیل کا
بقراط کیا مسیح سے ممکن نہین علاج / ملتا نہین مزاج بہی تیرے علیل کا
کیون اسقدر اوٹہائے ہوئی سر ہے آسمان / اِک کنگرہ ہے یار کی قصرِ جلیل کا
شیرین ہے جسکی کام انا املح العرب / شوریدہ و فریفتہ ہون اوس جمیل کا
یہ آپ ہی کا دل ہے وہان بیخطر گئے / جس جا کہ کانپتا ہے جگر جبرئیل کا
پیری مین بہی فلک سے کرونگا نہ التجا / منہہ صبح کو خدا نہ دکہائے بخیل کا
اک پاؤن ہے رکاب مین اِک ہاتہہ باگ پہ / یون منتظر کہڑا ہون مین کوس رحیل کا

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست
اے قدر تمنے حال سنا ہو خلیل کا

معلوم ہے آغاز نہ انجام خدا کا ١٦ آگے جو بڑے ہے کوئی تو بہر نام خدا کا
پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا
خالی نہین حکمت سے کبھی فعل حکیمان ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا
ہو ناک وہ دل جو نکرے یاد الٰہی پھنس جائے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا
ہر فصل مین ہو جاتی ہین دس فصل کی چیزین بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا
ہے خانۂ تن مظہر انوار الٰہی یہ دیدۂ و دل ہے کہ در و بام خدا کا
یہ مادمنی چھوڑ یہ سودا نہین اچھا کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا
جب نام سنو اوسکا کہو جل جلالہٗ تعظیم کر و فرض ہے اکرام خدا کا
سب ذکر کیا کرتے ہین جن و ملک و انس وحش و حشرات اور دد و دام خدا کا
ہر بار گزر جائے فرشتونکی گواہی تو نام رٹا کر سحر و شام خدا کا
بالفرض جو سیکھین پر جبریل کی پرواز پائین نہ پتا طائر اوہام خدا کا
خالق کی عنایت ہے خلایق کی شفاعت دیتے تجھے محمدؐ یونہین پیغام خدا کا
اکملت لکم دیکھ اتممت علیکم تقسیم ہوا خلق مین انعام خدا کا
ہین آل نبی نوح پیمبر کا سفینہ ناجی ہے ہر اک بندۂ اسلام خدا کا
حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقرر احمدؐ کا عدو دشمن ناکام خدا کا

ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب اے قدر
شاعر کو ہوا کرتا ہے الہام خدا کا

لکھتا ہے وصف غازی دلدل سوار کا ١٦ نیزہ بلند ہے قلم حق نگار کا
کیا خوف مجھکو ابلق لیل و نہار کا دامان زین ہے ہاتھ مین دلدل سوار کا

ساقی سے غدیر کا ساغر بھرا رہے
ہنگام نزع وقت ہے میرے خمار کا

سو بار مر کے جان نصیری مین آ گئی
پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا

مرتے ہین ہم فقیر جناب امیر پر
در نجف ہو سنگ ہمارے مزار کا

کرنا مدد صراط پہ یا شاہ ذوالفقار
کیونکر کٹے کا راستہ خنجر کی دہار کا

لکھا جو وصف آپ کا معراج ہو گئی
پونہچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

جا کر مرے نجف مین جسے خوف قبر ہو
دہڑکا سوال کا ہے نہ کھٹکا فشار کا

حب علی جہان مین باغ مراد ہے
یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا

کس سرخ پوش کے لیے رویا ہوئین ہو
یاقوت سنگ ہے مرے لوح مزار کا

اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو
جاری زبان پہ وصف رہی ذوالفقار کا

کیا کیا کوئین جھکاتے ہین دنیا مین آشنا
کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا

سلمان و ابن یاسر و مقداد و بوذر ایک
مین ہون جو معتقد تو نہین چاریار کا

شیعی مرا طریق ہے آگے خدا کا نام
بیشک علی بہی نام ہے پروردگار کا

تاریکی لحد کا نہین دل مین وسوسہ
حب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پہیر و مثل رجعت خورشید یا علی
شاکی ہے قدر گردش لیل و نہار کا

١٨

خم سے جام شراب نکلا
کہسار سے آفتاب نکلا

ہم خواب مین جانتے تھے ہے وصل
آخر وہ خیال خواب نکلا

دوڑو دوڑو کلیم دوڑو
وہ بام پہ بے نقاب نکلا

آنکھون مین کہپا تھا وہ گل تر
اشکون کے عوض گلاب نکلا

فصدون سے گیا نہ اپنا سودا	گو خون بلا حساب نکلا
لاکھون مین چنا تھا اک وفادار	دل کو وہ بھی خراب نکلا
خط بنگیا صاف ہو گیا منھہ	پو پھٹ گئی آفتاب نکلا
دیکھو غم عشق چشم مخمور	ہر اشک شراب ناب نکلا
چیرا جب داغدار دل کو	اک مطلع آفتاب نکلا
آج آپ ملے نصیب جاگے	سچا مرا شب کا خواب نکلا
دل مین ہوا آبلہ نمودار +	یا آئینے مین حباب نکلا
غش کھا کے گرا مین شعلۂ طور	بارے ترا حجاب نکلا
کیون رک نہ سکے امنگ دل کی	پستان بنکر شباب نکلا
سمجھا تھا مین جنکو آنکھہ مین اشک	ایک ایک دُر خوشاب نکلا
رسی تو جلی مگر رہا بل	کاکل سے نہ پیچ و تاب نکلا
سو کر شب وصل مین کب اوٹھے	مغرب سے جب آفتاب نکلا
اچھا ہوا اور آئینہ دیکھہ	لے گھر مین ترا جواب نکلا

اے قدر زمین نے جب دبایا
منھہ سے یا بو تراب نکلا +

ہو گیا ابرو کی صفائی سے شہرہ یار کا	٢٢	کام کر جائے سپاہی نام ہو سردار کا
لال ڈورے سے کالی آنکھین گورا مکھڑا یار کا		ملکے گلدستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا
ہون وہ طالب شوق ہو مجھکو اگر دیدار کا		جا سے مردم آنکھہ مین پیدا ہو چہرہ یار کا
تمسے گل محجوب بلبل بند شرمندہ تدرو		شہرہ ہے دستار کا گفتار کا رفتار کا

پھر نہین سکتے سلیمان بھی ترے سائل کا منھہ
کیا رفو آسان ہے اس زخم دامندار کا

واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کفر سے
بوجھہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنار کا

کوچۂ شہر سے کیا تیرا محل نزدیک ہے
دم گلے مین آکے اٹکا ہے ترے بیمار کا

مثل عیسی اونکی خدمت مین رسائی ہوگئی
چڑھ گئے کوٹھے پہ ہم زینہ لگا کردار کا

زلف و مژگان دیکھکر یاد آگیا دشت جنون
وہ اندھیری رات وہ تلوونمین چبھنا خار کا

آتش غیرت مین ققنس بنگیا کبک دری
شہرہ سن سنکر تمھاری گرمئ رفتار کا

جانے والے خلد مین جائینگے ہمت چاہیے
پھاندنا مشکل نہین کچھہ یار کی دیوار کا

عید کو میخانے مین ہم رند پونہچے اسطرح
جسطرح پرہیز ٹوٹے مردم بیمار کا

ہون مین شاگرد خدا قرآن کو کرتا ہون نظم
وصف لکھتا ہون تمھارے مصحف رخسار کا

رات کو آنکھون کے نیچے پھر گئی تصویر یار
واہ کیا چمکا ستارہ دیدۂ بیدار کا

داغ سوزان پھول ہین تیری محبت مین مجھے
پورا چربا ہون مین ابراہیم کی گلزار کا

سر جھکا ہے مثل ساجد ہر قتیل عشق کا
بنگیا محراب کعبہ خم تری تلوار کا

گالیان دیتا ہے جب مجھکو بت رنگین مزاج
نخل گل مین یاد آتا ہے نکلنا خار کا

آتی ہے جب فصل گل پڑجاتی ہین سینہ مین داغ
دیکھہ پایا گھر فرشتون نے دل بیمار کا

قالب خاکی کی آبادی ہے اوسکی ذات سے
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

غول کی آنکھون سے روشن ہین مرے صحرا کی بھول
اور مژگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا

دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پر نثار
گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا

قدر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی
وہ مثل ہے باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا

عدم سے لائے ہین مضمون تری دہانے کا | پتا لگایا ہے عنقا کے آشیانے کا ۲۵
شرف بڑھا گیا قاصد غریب خانے کا | قدم رسول ہوا پتھر آستانے کا
تڑپ کے دل نے وہ پھینکا گنہ کا پشتارہ | کہ چار شانے گرا چت فرشتہ شانے کا
جلا نہ دے کہین غم ہو کے مین باغبان مجھکو | یہ لاغری ہے کہ تنکا ہون آشیانے کا
ابھی تو عاشقون سے دور دور بہاگتے ہو | گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا
گرینگے جہوم کے خواب اجل مین کروبی | جو کھل گیا کہین دفتر مرے فسانے کا
ہمارے اشک سے ملتی ہی کوے یار کی راہ | بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا
کبھی ہی روز کبھی شب کبھی سحر کبھی شام | یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا
یہان بہی شامت اعمال نے نچھوڑا ساتھ | سیاہ رنگ ہے تربت پہ شامیانے کا
ہوا بند ہی ہے بیابان نجد کی مجھسے | یہ مختصر سا ہے میدان مرے فسانے کا
ہمارا سینۂ پرسوز دل سے روشن ہے | نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا
بھٹکتا پھرتا ہے مسجد کی راہ مین واعظ | بتا دے راستہ کوئی شرابخانے کا
ہو یہ تیرے در پہ ملین آنکھین دیدبازون نے | کہ سنگ سرمہ ہوا پتھر آستانے کا
کوئی جہان مین آکر ٹھہر نہین سکتا | مثال چرخ ہے اوندھا چلن زمانے کا
اسی بہانے یہ کشتہ رہی قدم کے تلے | جڑو مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا
تمہاری آنکھ پر آیا مرا دل روشن | چمک رہا ہے کلس یہ شرابخانے کا
تمہارے ابرو و خال جبین سے مجھپہ کہلا | کہ وہ کلید تو یہ قفل ہی خزانے کا
نہ میری آنکھ سے چھپو نہ ٹھوکرین کھاؤ | یہی تو راستہ ہی دلمین آنے جانے کا
ہوئے ہین ہر بن مو سے مزہ سی جاری اشک | کہ بند کھول دیا مشک کے دہانے کا

ہلال کے پینترے انیان تہائین ہین ایسی
کہ اوس نگاہ سے منہہ پہر گیا ہی بانے کا

لکہا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر
کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا

تمہارے خال کے سودے سے جسنے منہہ پہیرا
ہوا وہ خلق مین محتاج دانے دانے کا

یہ پہلے کیا کسی بیتاب کا کلیجا تہا
چہنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا

قفس مین بلبل تصویر ہون مین اے صیاد
کہ تجہپہ بار نہ پانی کا ہو نہ دانے کا

گریگا آپ عدو ٹال جائیے اے **قدر**
کہ منہہ کی کہاتا ہے چوکا ہوا نشانے کا

۲۰ تری ہٹی جو سر کی خال ماتہے کا نکل آیا
سماے حسن سے بادل ہٹا تارا نکل آیا

شباب اپنا جو گزرا کلیجا چیرا نکل آیا
ملمع تہا کہ سونا اوڑ گیا تانبا نکل آیا

ازل مین ربط تہا روحون سے کیا رشتا نکل آیا
گئے جب انجمن مین اک نہ اک اپنا نکل آیا

خدایا کیا مرا رونا مرے پر بہی نہ جائیگا
جہان میری لحد کہودی وہان سوتا نکل آیا

جواب صاف بہیجا اوسنے در پردہ شرارت سے
لفافہ کہولتے ہی اک ورق سادا نکل آیا

معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجہپہ نا حق ہے
خدا نے خیر کی تقدیر کا لکہا نکل آیا

دکہا کر وصل مین جگنی گلے کی یار کہتا ہے
ہٹو گہر جانے دو لو صبح کا تارا نکل آیا

یہ جذب عشق دیکہو خاک اوڑتا جب چلا مجنون
جہان کچہہ گرد بیٹہی ناقۂ لیلا نکل آیا

سراپا آبلہ مین بنگیا ہون دشت وحشت مین
چہبا جب پانون مین سر سے مری کانٹا نکل آیا

ہوئے طیار بازو واہ کیا شانی سہری تیرے
غضب جوبن نکل آئے عجب سینا نکل آیا

مجہے ہوش آگیا جب غوطہ کہائی عشق بازی مین
خدا کے فضل سے مین جسجگہہ ڈوبا نکل آیا

بتا دل کا لگا ہے یار کو میری مٹانے سی
کُریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا

کہا مین نے تم آؤ گے تم آؤ گے — یہ سنکر منہہ سی گہبراہٹ مین حرف اچہا نکل آیا

جرس ہون درد دل سی ہٹکے بیٹہو ہمدمو مجہسے — جہان جنبش ہوئی منہہ سی مرے نالا نکل آیا

وصال یار ہوگا قبر مین آخر یہی ٹہیری — مرے پر خیر یار سے کچہہ نہ کچہہ رستا نکل آیا

مین وجہ اللہ رٹتا تہا تو زاہد مجہپہ ہنستا تہا — اجی جوئندہ یابندہ جہان ڈہونڈا نکل آیا

دہان یار کی الفت نے مجہکو مار رکہا ہے — لحد پر بیضۂ فولاد سے عنقا نکل آیا

سما کر یار کی آنکہون مین تو کیونکر بچا ئے دل — ارے یہ کوٹہری کاجل کی تہی کورا نکل آیا

مری بیتابیان میری چہپائی چہپ نہین سکتین — یہ دل تڑپا بغل مین اک طرف پہوڑا نکل آیا

بتا اے قادر کس خوشرو پہ تیری آنکہہ پڑتی ہے
گڑہے پڑ پڑ گئے آنکہونمین منہہ تیرا نکل آیا

۱۹

ابرو موے بتان کا عشق جو چمکا — دور ہوا اہل سیف و اہل قلم کا

فکر سے عقدہ کہلا دہان صنم کا — غنچہ کہلا اس صبا سے باغ عدم کا

واعظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا — اوسکو بہروسا نہین خدا کے کرم کا

سینہ زنی ہجر مین ہی آہ کی ہمراہ — عشق مین ڈنکا ہے اپنے طبل و علم کا

خوب چہپنے سے آج آپ جانے نہ دینگا — مجہکو نہین اعتبار قول و قسم کا

قہر ہوا کوٹہے پر نقاب اولٹنا — صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا

چہرے پہ آنکہین ہین یا آنکہونمین کاجل — مشک ہے یا ناف آہوان حرم کا

جیسے نہین اے فلک ستارونکی گنتی — یونہین نہین ہے شمار تیرے ستم کا

ایک پیالہ ادہر ہی ساقی محفل — ایک اشارہ ادہر ہی چشم کرم کا

خاک نشینان عشق ہوگئے برباد — اوڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا

آس سی کچھ آس ہی نہ یاس سی کچھ یاس | ہمکو خوشی کی خوشی ہے غم ہی نہ غم کا
دم پہ مجھے ٹالتے ہین آپ غضب ہے | ابتو بھروسا نہین ہے ایک بھی دم کا
ہوگیا طیار میرے روضے کا گنبد | تودہ بنا یہ تمہارے تیر ستم کا
دل کی تمناؤن کو مٹاؤ نہ صاحب | چاہیئے کب صید آہوان حرم کا
تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی | حل نہوا مسئلہ وجود و عدم کا
گات پہ رکھتی ہے ہاتھ ہوگیا ثابت | کیون نہو پتھر کہ ہے یہ سینہ صنم کا
گھل کے بنونگا مین تیرا خط کف پا | مٹکے مین ہونگا غبار تیرے قدم کا
عرش نشینان صلح سیر کنان ہین | کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیر و حرم کا

غمزہ و ناز و ادا کنایہ اشارہ
سب یہ کرشمہ ہے یار **قدر** کے دم کا

۱۳ یاد آنکھون کی ہوئی ابروؤنکا دہیان ہوا | دیدہ و دل مین مرے قہر کا گھمسان ہوا
پہلے وحشت ہوئی پھر دلکو ترا دہیان ہوا | ہوکے ویران مرا باغ پرستان ہوا
منتین کرکے بتو آپسے حیران ہوا | اٹھ بولوگے تو لو **قدر** مسلمان ہوا
اک کف خاک سے دیکھی تری صنعت کیا کیا | مورچہ کوئی بنا کوئی سلیمان ہوا
جب کہا چشمہ حیوان ہے دہن کہنے لگے | لیجئے اور نیا مجھپہ یہ طوفان ہوا
ہجر نے موت نے یا ناز و ادا نے مارا | انہین دو چار مین ایک ادہ کا احسان ہوا
میرے دل کو تری آنکھون نے اوڑایا ہوتا | اپنے قرآن کا اللہ نگھبان ہوا
آیتین آنکھین ہین خط سبزہ ہی مد ابرو ہین | یہی مل جل کے تو رخسار کا قرآن ہوا
مرقد غیر کو کیون تمنے لگائی ٹھوکر | کوئی مرجائیگا اتنا نہ تمہین دہیان ہوا

مردم چشم کے پا گئے نہ اشارے لب نے
لاکھہ لوٹا تا یہ رٹا پہ بھی نہ انسان ہوا

نیک و بد مین نہین رونق وہ زمانہ آیا
مسجدین سونی ہوئین بتکدہ سنسان ہوا

آمد و رفت نفس تھا مرا آنا جانا
ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا

خاکساری مین فقط ہوش سنبھالی مینے
قدر سے خاک ہوا خاک سے انسان ہوا

۲۱

مرنے پہ کھل گیا مرا پینا شراب کا
گنبد مزار کا ہے کہ پیپا شراب کا

اوس آنکھہ سے اوبلتا ہی نشاء شراب کا
کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا

مکھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھہ
نشاء ہے تمکو حسن کا زر کا شراب کا

اونکے گلے سے پان کی سرخی نمود ہے
بوتل سے رنگ پھوٹ کے نکلا شراب کا

عشرتکدہ تھا دل وہ مکدر ہی چرخ سے
بالو گھڑی ہوا مرا شیشہ شراب کا

اے محتسب دعاے قدح عہدنامہ ہے
ہی خط جام میرا مچلکا شراب کا

دریا مین تو نہاے جو اے مست جام ناز
بنجاے ہر حباب پیالہ شراب کا

واعظ یہ ہم سے وصف شراب طہور کا
تم اور ہمکو دیتے ہو چھینٹا شراب کا

وہ مری چشم تر سے لڑاتے ہین چشم مست
دریا پہ یہ چڑہاتے ہین بیڑا شراب کا

چھوتے ہی گال خار مژہ دلمین چبھہ گئے
پیتے ہی پھول لگ گیا کانٹا شراب کا

لخت جگر کے ساتھہ سلامت ہے چشم تر
کچھہ قحط ہے گزک کا نہ توڑا شراب کا

دوڑی ہے مے رگون مین ہمارے بجاے خون
بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا

اہل صفا سے اہل کدورت نہین ہین کیون
جمتا ہے دُرد تہ مین مصفا شراب کا

ساقی پگھل گیا مرے رونے پہ اسقدر
دریا بہا دیا لب دریا شراب کا

ہے دُردِ مے کا سبحۂ انگور پر مدام
ہے ذکر مثل قلقل مینا شراب کا

ساقی کی آنکھ پر خمِ ابرو کو دیکھنا
کیا طاق مین دھرا ہے پیالہ شراب کا

اسپر کہین نماز مین گنبد نہ پھٹ پڑے
واعظ نے توڑ ڈالا ہے مٹکا شراب کا

ساقی نے آج آنکھ چرائی ہے میکشو
دوڑاؤ میکدے مین کٹورا شراب کا

دل سے دکھائی دیتا ہے ایک ایک آبلہ
بوتل سے جسطرح کوئی قطرا شراب کا

آبِ حیات و چشمۂ خورشید گرد ہو
دیکھین جو رنگ خضر و مسیحا شراب کا

اے قدر بخشے جاتے ہین بد بھی طفیل نیک
کوثر پہ ڈھل گیا مرا دھبا شراب کا

١٩

جب سے شبیہ نرگس مستانہ ہو گیا
چشم چراغ میکدہ پیمانہ ہو گیا

ہمپر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہو گیا
وہ کچھ ہوا کہ شہر مین افسانہ ہو گیا

ساقی کی آنکھ مین مجھے پتلی نظر پڑی
میخانہ کو تو دیکھے بتخانہ ہو گیا

اوٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہو گئی
سر گر پڑا تو سجدۂ شکرانہ ہو گیا

کھنچتے ہی خم مین لال پری ہو گئی شراب
کھلتے ہی میکدے کا پریخانہ ہو گیا

تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع
مجھسے بچے جو خاک تو پروانہ ہو گیا

چھوٹا نہ محتسب سے سر و سامان میکشی
توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہو گیا

مشکل دو دل پسند نہین میری آنکھ کو
ٹپکا جو اشک گوہر یکدانہ ہو گیا

کچھ میری شمع داغ کی سوزش نہ پوچھیے
چھالا لگا تو وہ پر پروانہ ہو گیا

ویرانگی عشق رہی حسن کو پسند
وہ گھر اُجڑ گیا جو پریخانہ ہو گیا

واعظ سیاہ کار نکارتبہ بلند ہے
سایہ ہما کا افسر شاہانہ ہو گیا

بلبل کی روح کیا مرے تن مین سمائی ہے — جب آگئی بہار مین دیوانہ ہوگیا

رخصت ہے کے بعد حالت دل کچھ نہ پوچھیے — سونا ہوا اُجڑ گیا ویرانہ ہوگیا

کچھ باغبان کو دخل نہ گلچین کو بار ہے — مین اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہوگیا

دل کو دہان و زلف و نگہہ نے بنا لیا — خبطی ہوا سڑی ہوا دیوانہ ہوگیا

دیکر وہ بوسۂ مہ رخسار کہتے ہین — بس لیجیے یہ آپکا مانا نہ ہوگیا

حسن ملیح یار نے سب کو بنا دیا — کان نمک شراب کا پیمانہ ہوگیا

پہلے ہمارا یہ دل حیران تہا آئینہ — جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہوگیا

اوس زلف نے دماغ پریشان کر دیا — تہوڑا ہے قدر جو تجھے سودا نہ ہوگیا

١٣١

دل وارفتہ مین ہے دہیان اوس جہرو کی گالون کا — یہ سالک ہے کہنے والا ہے ان صاحب کمالون کا

پڑے ہین جو ریکہا ہی ان مستانہ چالون کا — ہلیگا حشر تک مدفن تمہارے پایمالون کا

خیال آتا ہے پہر پہر کر غزالی آنکہہ والون کا — یہ دل ہے یا الٰہی یا کہ رمنا ہے غزالون کا

لحد مین لیچلے ہین داغ ہم اون گل سی گالون کا — ہمارے عرس مین میلا رہیگا پہول والون کا

یہ سمجھے ہشیار ہو کر دینوی فکر دنکی غفلت مین — یہ ہمنے جاگتے مین خواب دیکہا ہی خیالون کا

سمک بہی یون خدایا زیر بار خاک کب ہوگی — دل بیتاب ور اوسپر غبار اتنا ملالون کا

ہوئے ہین طائر روح شہیدان یہ تری بس مین — ذرا پہر دیکہہ اے قاتل قفس منگوا کے لالون کا

بڑے کام آئے اے آغوش حسرت تکیۂ پہلو — جدائی کی شبون مین بہی مزہ اوٹہا وصالون کا

غبار اوٹہکر چلا ہی سقف گردون کے ہلانیکو — ذرا تو حوصلہ تو دیکہہ اپنے پایمالون کا

دل نازک مین اپنی کہب گئین ہین نازنین کمرین — دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا

خلال اپنا قد لاغر دہان گور مین ہوگا
یہ مشت استخوان ہی کب ہے اسکے دو نوالون کا

گہیون مین گریہ وزاری مین مثل مردم دیدہ
بنا دے بار آنکہا مجھکو تو پتلا ملالون کا

دل اپنا تختۂ گلشن بنا جسدم خیال آیا
ترے ان گل سی گالون کا ترے سنبل سی بالون کا

یہ سب کی نامۂ اعمال میں ایک فقرہ ہے
صف محشر نہین اک بند ہی میرے سوالون کا

ہماری آنکھہ مین ہین صورتین یاران رفتہ کی
یہ اپنے سامنے رکہا ہی جام جم خیالون کا

عجب کیا صورت پیران ابہی سے سر ہلے اپنا
تصور جمگیا ہے خوب اسمین تیری چالون کا

بغیر از آہ و نالہ دل سمجھہ لے دلکی دل ہی مین
یہ گونگا آپ ہی دے لے جواب اپنے سوالون کا

بہرین ہین آرزوئین مردہ ماتم کا مرقع ہے
یہ دل ہے حسرتون کی پوٹ یا پتلا ملالون کا

ترے ہاتہون مین ایسا طائر رنگ حنا ٹہیرا
کہ مرغ دست پرور ہوگیا جوڑا یہ لالون کا

کیا مسمار ایسا الفت چشم غزالی نے
مرے روضے کا گنبد ہوگیا گنبد غزالون کا

تپش دلکی بڑہی جب یاد کین اٹکھیلیان تیری
ہمارا سہرا جب دے بہان باندہا تیری چالون کا

دہن سعدوم ہی تیرا تو نکلے کام اشارون سے
مین لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالون کا

جب آئے طفل اشک آنکہون مین فوراً پیگیا اونکو
دل غمگین ہے یارب یا کہ مدفن خرد سالون کا

بنے سب دایرے کہینچے جو خط نقاش قدرت نے
لپٹا مو بمو دیکہہ اپنے گہونگر والے بالون کا

مرا نخل تمنای شہادت وہ پہلا پہولا
کہ تلوارون کا پہل آیا جو پہولا پہول ڈہالون کا

کرو گلی تو ہو آب گہر تاثیر دندان سے
بنے سلک گہر جب پہینک دو ڈورا خلالون کا

تصور اسمین جب آیا تری تشبیہہ کامل تہی
دل رنگین ہمارا ہوگیا دفتر مثالون کا

ہمارے خون مین ڈوبی ہوئین ہین سیکڑون تیغین
شفق پہولے تو اوسمین ہوگیا جہرمٹ ہلالون کا

ہماری خستگی کی حسرتون نے وہ کیا ماتم
کہ مدفن جا بجا شق ہوگیا ہم خستہ حالون کا

دل آزاری سے تیری دوش پر گیسو نکلتے ہین	جو نہین ضحاک کے شانون پر اک جوڑا تہا کالون کا

سوال بوسہ پر اے **قدر** کیا کہلے لب شیرین
مری تقریر سے دم بند تہا شیرین مقالون کا

۱۹ پند گویو مین خرابات مین کل جاؤنگا | مشتبہ چیز نہین ہون کہ بدل جاؤنگا
لاکہہ وحشت ترے کوچے سی نکالی مجہکو | مین گریبان نہین ہون کہ نکل جاؤنگا
ہر گہڑی ناوک مژگان پہ دہرتے کیا ہو | کیا مین بزدل کا جگر ہون کہ دہل جاؤنگا
کاٹ چہانٹ آپ بہت مجہکو دکہایا نکرین | کیا مین ہون تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا
ضعف مین بہی تری ہمراہ پہرونگا ای مہر | دوپہر مین نہین جو گشت مین ڈہل جاؤنگا
اشک ہون جب مین گرا پہر نہ اوٹہونگا ہرگز | طبع بیمار نہین ہون کہ سنبہل جاؤنگا
تو مجہے خانۂ دل سے کبہی باہر نہ نکال | تیر ارمان نہین مین کہ نکل جاؤنگا
ایک عالم ہے مرا لاکہہ رہے گردش دہر | مین بہی کیا آب ہوا ہون کہ بدل جاؤنگا
برق حسن آپکی چمکی مرے سر آنکہون پہ | شجر طور نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا
شیشے کو پہینک دے خم جاکے اوٹہا لا ساقی | کچہہ تنک ظرف نہین مین کہ اوبل جاؤنگا
چاندنی ہون کہ رہونگا مین تری کوٹہے پر | نہین سایہ کہ ترے زیر محل جاؤنگا
لاکہہ دنیا ہو دوالی کا گہروندا تو کیا | طبع طفلان تو نہین مین کہ بہل جاؤنگا
سرد مہری فلک سے مجہے اندیشہ نہین | نخل نازک ہون کہ پانی ہی مین جل جاؤنگا
گالیان دو مجہے پامال کرو سخت کہو | دل نازک نہین جو بات مین مل جاؤنگا
گرمیان لاکہہ کرو اب نہ پسیجونگا کبہی | مین کوئی شمع نہین ہون کہ پگہل جاؤنگا
ہون وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام ونشان | مین وہ افتاد نہین ہون کہ سنبہل جاؤنگا

آن بان اپنی رہگئی ہہی پیری مین بہی
گرم بازار ہو یا رب مرے ہچشمون کا

تیرا جوبن تو نہین ہون کہ مین ڈہل جاؤنگا
طبع حاسد تو نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

کیا رہون گردش ایام مین ثابت اے **قدر**
مین بہی کیا آج ہون جو آج نکل جاؤنگا

۱۸

عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیداد کر لینا
وضو میرے لہو سے پہلے اے جلاد کر لینا

ہے ورد اپنا سحر کو نالہ و فریاد کر لینا
پہر صورت کسی پڑے مین تجھکو یاد کر لینا

نہا دہو کر نکہر کر آپ کو جسدم فراغت ہو
مین ڈیوڑہی پر ہون حاضر مجھکو فوراً یاد کر لینا

چلا ہے ذبح کو آنکہوں مین تو سرمہ لگا کر چل
فسان پر تیز خنجر چاہیئے جلاد کر لینا

تڑپتا ہے شب فرقت مین اس پہلو سے اس پہلو
ادہر فریاد کر لینا ادہر فریاد کر لینا

نماز و روزہ و تسبیح و استغفار مشکل ہے
مگر ہان اک نہ اک صورت سے تجھکو یاد کر لینا

بہوؤن کو کیون جہپاتا ہاے یہ کیا بن پڑی مجھکو
یہ اپنے ہاتہہ سے ہی آپ پر بیداد کر لینا

وہ معشوقون کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی
ہمارا ذکر گلچین سے بہی اے صیاد کر لینا

بہت بڑہ بڑہ کی جب اغیار بولین آپکے آگی
ذرا اوسوقت اے صاحب ہمین بہی یاد کر لینا

جو اے دل دونون آنکہین سیکی آنسو تجھپہ ٹپکائین
جگہہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا

یہ کیا سوجہی تجھے اوسکو بہی لیکر ڈوب جانا تہا
مقدم کام خسرو کا تہا اے فرہاد کر لینا

فرشتونکو جہنکاتے ہین کوئین یہ خاک کی پتلے
اجی آسان نہین ہے عشق آدم زاد کر لینا

کدہر ہے باغبان دیکہہ اس چمن مین جغد بولینگے
اجاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا

جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا
جو پیغام زبانی ہو وہ از بر یاد کر لینا

جو ہووے روح چلتے چلتے حسرت باغ عالم کی
کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا

وہ آئینگے مین لپٹونگا جو چونکے پھر وہان کیا ہی
تصور کے یہ معنی ہین دل اپنا شاد کر لینا

تڑپ سے میری تو واقف نہین سینے سی جب اوٹھنا
مجھے جسوقت پورا ذبح اے جلاد کر لینا

نہ جادو ہے نہ حب کا نقش ہے ای قدر خدمت کہ
یہ گر تجھکو بتایا اسکو ازبر یاد کر لینا

۱۹ وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجھا
جب بجی اونکی چھڑی شور جلاجل سمجھا

پیسے پیسے کو شگون منعم غافل سمجھا
ہان مگر دبنی ہتھیلی کا اسی تل سمجھا

ہاے بیتابیون سے دل کو نہ مین دل سمجھا
کبھی پارہ کبھی بجلی کبھی بسمل سمجھا

پر ماہی تری پلکون کو مرا دل سمجھا
مچھلی آنکھون کو بھودن کو لب ساحل سمجھا

کمیل سمجھا کیا ہرگز نہ وہ بسمل سمجھا
رنگ ہولی کا مرے خون کو قاتل سمجھا

بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کھولین
چور پھرے کے تلنگے کو مین غافل سمجھا

آہ کیا نکلے کہ داغون سے ہوئی مہر سکوت
دل کی دل ہی مین شب ہجر مرادل سمجھا

نہین جنت نہ سہی خیر جہنم ہی سہی
اتنا تھوڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا

بیٹھے بیٹھے دل لوٹ ہوا جاتا ہے
محفل یار کو مین حال کی محفل سمجھا

آنکھہ سمجھا جو کہین کوئی پیالہ پھوٹا
کوئی شیشہ کہین ٹوٹا مین اوسی دل سمجھا

دور باندھا ترے تاثیر دہن نے ایسا
خط جو نکلا تو مین اوسکو خط باطل سمجھا

عشق گیسو سی دہوان اوٹھتا ہی اسدرے عذاب
ہر کوئی میری لحد کو چہ بابل سمجھا

پہلے حسن یار کے بارےمین نہ کچھہ کہنا اوٹھنا
پھر جو سمجھانا ہوا اے واعظ کامل سمجھا

کان بجتے ہین یہ ہون منتظر فصل بہار
پتا کھڑکا تو مین آواز عنادل سمجھا

دونون ابرو ہین غضب ایک کی تصویر ہی ایک
ایک کا ایک کو مین مد مقابل سمجھا

چھوگئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈھون اپنا
اونچا اونچا نظر آیا مین یہان دل سمجھا

دیکھکر بھی تڑپ مارے ہنسی کے لوٹا
وہ مجھے اور مین جلاد کو بسمل سمجھا

تپش غم سے ہی دونون مین عجب تھے وبدل
مین جگر بائین طرف دہنی طرف دل سمجھا

جب لگایا دگل رخ مین اجل کا پھندا
قدر ہچکی کو مین آواز عنا دل سمجھا

۱۸
خون رواں خشک گلی سے تہ خنجر نہوا
پاک اوٹھا مین کہ دامن بھی مرا تر نہوا

ضد مین ان ماہ جبینون سے کوئی ور نہوا
کپڑے پھاڑے جو کہین پھولون کا زیور نہوا

یہ تو کہتے نہین ہم حشر کا دن چھوٹا ہے
پر ہماری شب فرقت کی برابر نہوا

زاہد وجام مے ناب وہ دیتا ہے خدا
جو فرشتونکو تمہارے بھی میسر نہوا

شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب
مین شب ہجر کا اب تک کبھی خوگر نہوا

خامشی سے ہوا ایسا مین عزیز ہر دل
مثل تصویر کسی پر کبھی دوبھر نہوا

تیری پلکون سے حذر چاہیے اے قاتل خلق
یہ وہ ناوک ہین کہ جن سے کوئی جانبر نہوا

نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر
دونون مین کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا

درد ندان نے اوتارا مجھے سو کے گھاٹون
ایک قطرہ بھی دم نزع میسر نہوا

جان باہر ہوئی تن سے وہ وفادار ہون مین
پر کبھی آپکے فرمانے سے باہر نہوا

کھیلنے بیٹھے ہین دریا پہ وہ مچھلی کا شکار
ہاے اسوقت ہمارا دل مضطر نہوا

آجتک ہمکو یہ نفرت رہی کجبازون سے
دل کبھی شیفتۂ ابرو دلبر نہوا

نئے بگڑے ہین ابھی کچھ نہین سامان درست
اپنی محفل مین جو شیشہ ہوا ساغر نہوا

جا رہے گور مین نفرت یہ ہوئی عالم سے
ایسا گھر ڈھونڈھ لیا جسمین کوئی در نہوا

جبہہ سائی در ساقی کی میسر نہوئی
خط تقدیر ہمارا خط ساغر نہوا

روٹی جبدن نہ ملی پیٹ پہ پتھر باندہا
مر رہے خاک پہ جس روز کہ بستر نہوا

حسن وہ چیز ہے اللہ کی گہر مین ہی ہی کم
اتنے آئے کوئی یوسف سا پیمبر نہوا

روز کہتے ہین چلینگے عدم آباد کو قدر
کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہوا

۱۵

جب ذرا نغمون سے بلبل گلفشان ہوجائیگا
ٹوکری پہولون کی سارا آشیان ہوجائیگا

غیر کی قسمت سے وہ نامہربان ہوجائیگا
دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہوجائیگا

جب وٹے گا جوش سے بنجائیگا وہ آفتاب
جب اوڑے گا خم کا سر روشن آسمان ہوجائیگا

جوش زن ہوتا رہیگا تا لحد دریاے خون
نخل تابوت شہیدان ارغوان ہوجائیگا

آب اوڑ جائیگی جب ذرا چاٹیگی میرا خون گرم
خم تری تلوار کا پشت کمان ہوجائیگا

تیرے قیدی کو ملے تو پاؤن دہرنے کی جگہہ
سنگ مقناطیس سنگ آستان ہوجائیگا

ہر بن مو سے بہرونگا دمبدم مین دم ترا
جسم پہ ہر رونگٹا میرا زبان ہوجائیگا

خود تمہین یہ چاند سا مکھڑا کریگا بیحجاب
منہہ پہ جب مارو گے تم جہرمٹ کتان ہوجائیگا

جسم و جان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتہہ ہے
پاون تیری تیغ کا خود درمیان ہوجائیگا

چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے مست ہون
دل مرید حضرت پیر مغان ہوجائیگا

دیدبازی سے یہ صحرا ہے ہمارا حسن خیز
جو بگولا اوٹھے گا سرو روان ہوجائیگا

ہے کمر معدوم لیکن ہے دہن معدوم تر
تنگ ہو ہو کر سر مو سے میان ہوجائیگا

اللہ اللہ ایسی بیتابی مین ایسی لاغری
خار ماہی گہل کے ہر اک استخوان ہوجائیگا

واہ شور لن ترانی کسکو معلوم تہا ؟
بے دہانی پردہ یون آتش زبان ہوجائیگا

دیکھنا اے **قدر** جو یونہین رہی فکر سخن
سر سے پا تک گھل کے تن شکل زبان ہوجائیگا

۱۵

تو ستم سے زرد رو اے نوجوان ہوجائیگا
سبزۂ رخسار کشت زعفران ہوجائیگا

رشک چشم و گوش گل دیبان جہان ہوجائیگا
چشم نرگس کور گوش گل گران ہوجائیگا

رخ کا سودا تھا کفن تک دھجیان ہوجائیگا
چاند کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہوجائیگا

تیری ایک ایک کن سے پیدا ہوگی ایک ایک کائنات
تیرا ایک اک حرف ایک ایک داستان ہوجائیگا

ٹانکے ٹوٹینگے تو آئیگی صدا اے الفراق
زخم بولے گا تو شور الامان ہوجائیگا

دل مین خود مختار غم ہوگا تکلف برطرف
رہتے رہتے میہمان ہی میزبان ہوجائیگا

میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر
اوٹھکے گھر سوزش دل کا دہوان ہوجائیگا

معجز شق القمر دکھلائیگی انگشت حسن
چاند تیرے پرتو سے خود کتان ہوجائیگا

دہشت صیاد سے زنجیر پا بنجائیگی
خود قفس ہمکو ہمارا آشیان ہوجائیگا

رندوہان عمامۂ زاہد پہ ہون تہمہ پیرہان
کشتی مے کا اک اچھا بادبان ہوجائیگا

اضطراب دشت پیمائی نہ چھوٹے گا کبھی
خاک ہوگا جب بدن ریگ روان ہوجائیگا

کیون عبث پہرتا ہی ہم رندون کے سر پہ ایدان
ٹوکرا بدنامیون کا آسمان ہوجائیگا

مین نہ کہدونگا جو کچھہ تو نے لکھا مینے کیا
خود خط تقدیر ہی خط امان ہوجائیگا

اوسکی اس نامہربانی پر تو مین دیتا ہون جان
کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہوجائیگا

سر پہ چھین چھینکر بلائین آئینگی خاموش **قدر**
آہ کھینچوگے تو چھلنی آسمان ہوجائیگا

۱۴

آئے لحد پہ آج بڑا حوصلا کیا
اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

کہہ کہکے باتین کانون مین دل آ سنا کیا ‏ ‏ دیدے کے سینہ گہر مین تری راستا کیا
پہر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر ‏ ‏ پہر موسم بہار نے مجھکو ہرا کیا
وہ دم پہ چڑہ گئے کبھی مین دم پہ چڑہ گیا ‏ ‏ میرا کہا کیا کبھی اپنا کہا کیا
لپٹا جو آہوؤن سے ادن آنکہونکی یاد مین ‏ ‏ کن مشکلون سے قیس نے مجھکو جدا کیا
لیتے ہی میرے شیشۂ دل کو پٹک دیا ‏ ‏ میرا کیا نہ اپنا کیا اُف یہ کیا کیا
مہوے کی مے سے زہر پلایا تو خوب تھا ‏ ‏ ساقی تمام رات مرا سر پہرا کیا
کیا پوچھنا ہی ایک سے دو ہوگئے حضور ‏ ‏ آئینہ سادہ لوح ہی کیون سامنا کیا
ٹھوکر لگائی آپنے مرے اوچھل پڑی ‏ ‏ جب نا چنے کہڑے ہوئے محشر بپا کیا
کیون منکر و نکیر کو بہیجا تہا یا خدا ‏ ‏ کیا جانون مین کہ نیند مین کیا کیا بکا کیا
کیا صاف حسن ہوگیا کیسے نکہر گئے ‏ ‏ چہرے کو پونچھہ ہاتھہ سے کیا آئینا کیا
اکدن خیال آیا تہا رفتار کا تری ‏ ‏ دو تین چار روز مرا سر پہرا کیا
اے یار آنکھہ لڑتے ہی برما گئی نگاہ ‏ ‏ آنکہون سے خون ہوکے کلیجا بہا کیا

اے قدر ایسا آدمی اپنی پسند ہے
جو دل مین آیا کہدیا جو کچھ کہا کیا

۱۴
تیغ جب کہینچکے جلاد آیا ‏ ‏ مجھکو اوسوقت خدا یاد آیا
واہ رنگین سخنی کیا کہنا ‏ ‏ خود مرے دام مین صیاد آیا
اللہ اللہ اثر لوح مزار ‏ ‏ سر تربت وہ پریزاد آیا
دام مین مجھکو پہڑکتے دیکھا ‏ ‏ کیا پہڑکتا ہوا صیاد آیا
حاکم وقت ہے سودائے فراق ‏ ‏ ہاتھہ باندہے ہوئے فصاد آیا

آنکھہ ملتے ہی گیا صید مجھے — تیر جوڑے ہوئے صیاد آیا
آمد اوس گل کی جو گلشن مین ہوئی — در تلک دوڑ کے شمشاد آیا
مارے غصہ کے چڑہے ہین ابرو — اونچے بنکے وہ جلاد آیا
اوٹھہ چکے پہول بہی بسدم افسوس — جب مرا غیرت شمشاد آیا
ق
اپنے کوٹھے سے وہ دوڑی آئے — جب سنا عاشق ناشاد آیا
اے صبا رغم فرقت قربان — قاف سے اوڑ کے پریزاد آیا
صدقے اس منہہ کے پکار اسکو — کچہہ سبب مجہے ہوتا ہے ارشاد آیا
شیشۂ مے کو لگی ہے ہچکی — یہ کسی مست کو کیا یاد آیا

قدر گھنگھور گھٹا چھائی ہے
موسم نالۂ و فریاد آیا

۱۴
چہچہا کوئی قفس مین نہ ہمین یاد آیا — ریز کرنے بہی نہ پائے تھی کہ صیاد آیا
اک طرف پہول کہلے بلبل ناشاد آیا — اک طرف باغ مین گلچین مع صیاد آیا
قید کرتے تو کیا پہر نہ اوسے یاد آیا — دانہ پانی بہی نہ دینے مجہے صیاد آیا
شیشۂ مے مجہے بہجوایا مری ساقی نے — راجا اندر کے اکہاڑے سے پریزاد آیا
دہن زخم تہا ہر نقش قدم مقتل مین — مہندی چہوٹی جو وہ ترک ستم ایجاد آیا
میرا سودا نہ گیا قید مین بے سر کاٹے — اوٹھہ گیا پاس سے حداد تو جلاد آیا
دیکہتا رہتا ہون پہر پہر کے ہوا گلشن کی — پتا کہڑکا تو مین سمجہا کہ وہ صیاد آیا
حشر مین بہی نہ چہٹا سلسلۂ زلف بتان — بیڑیان پہنے ہوئے عاشق ناشاد آیا
دم آخر بہی رہے دید سے محروم افسوس — بند ہ چکی آنکہون پہ پٹی تو وہ جلاد آیا

نقش ہے دل پہ ہمارے تری صورت پیاری	تیری تصویر عبث کھینچنے بہزاد آیا
دل روشن مین کب اوتری ہے تمہاری تصویر	آئینہ خانۂ الفت مین یہ بیداد آیا
نحو قرب کا الف کھینچ دیا گردن پر	خط لگا نیکے لئے جب مرا جلاد آیا
ہچکیاں آتی ہین تلوار کا پانی پی لون	شاید اوس قاتل بیرحم کو مین یاد آیا

قدر انسان کی ای **قدر** رہی انسان کے بعد
جب سمجھے قتل کیا جب مین اونہین یاد آیا

مہ عارض تجھے کروٹ مین بدلتے دیکھا	۱۸	چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا
زندگی جسم مین خود مایۂ بیتابی ہے		روح جس رگ مین ہوئی اوسکو اوچھلتے دیکھا
ڈبڈبائین ادہر آنکھین کہ ہوئے اشک روان		طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا
قد بالا مین تماشا ہے یہ رخسار یہ گات		آج تو سرو کو بھی پھولتے پھلتے دیکھا
نزع مین جان نے ہر گز نہ دیا جسم کا ساتھ		وقت پہ دوستونکو ہمنے نکلتے دیکھا
نہ کبھی یار پھرا بات مین ہٹ دھرمی سے		نہ کبھی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا
وہ مری آنکھ سے ڈھلکے ہوئی آنسو دیکھے		جسنے لڑکون کو نہ ہو ضد مین مچلتے دیکھا
باندہ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سر و استادہ		روش باغ پہ جب تمکو ٹہلتے دیکھا
تیرے غم مین نہ سنبھلتا تھا نہ سنبھلا دل زار		ایسے ڈوبے ہوؤنکو کسنے اوچھلتے دیکھا
یہی تعبیر ہے ابرو سے اشارے ہونگے		آج تو خواب مین تلوار کو چلتے دیکھا
دیکھ لے مہر کو گردون پہ اوبھرتے دم صبح		نہ خم مے کو ہوا اعظ جو اوبلتے دیکھا
اشک گرم آنکھ سے نکلے جو پڑہی سوزش دل		ہمنے جلتا ہوا تنور اوبلتے دیکھا
سبزۂ خط پہ بہت زہر اوگلتے دیکھے		خال شبرنگ پہ نیل آنکھون کا ڈھلتے دیکھا

یا الٰہی یہ صنم ہین کہ پہسلنا پتہر
ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پہسلتے دیکہا

آہ سوزان سے مری تیر اپسیجا دل سخت
اے صنم آج تو پتہر کو پگہلتے دیکہا

تیرے چہرے سی تلون ترا کہلجاتا ہے
ہمنے اس پہول کو سو رنگ بدلتے دیکہا

لاکہہ سینے سی لگائے رہے رونا نہ گیا
طفل دل کو نہ کسی آن بہلتے دیکہا

واہ اے **قدر** نہ اشکون سے بجہی دل کی لگی
ہمنے برسات مین گہر آپکا جلتے دیکہا

دل ہمارا مورد جور وجفا کیونکر ہوا
ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کربلا کیونکر ہوا

زخمی تیغ تبسم نے کہا جب حال دل
ہنسکے بولے پہر کہو تو کیا ہوا کیونکر ہوا

جاے قلقل وس سے حق حق کی صدا آنے لگی
گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا

روح اپنی تونے پہونکی ہے جو میرے جسم مین
خبط ہے واعظ کو مین تجہسے جدا کیونکر ہوا

بے دہن باتین بنانے سے عقیدہ پہر گیا
ہمکو حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا

جذب الفت جب نہو دلمین تڑپ کس کام کی
مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

یا تو کچہہ مینے نکالا منہہ سے یا تونے کہا
میرا تیرا تذکرہ یون جابجا کیونکر ہوا

دل سے نکلی آہ پہر بہی دل مرا افسردہ ہے
تیرے چہو جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا

میرے دل سے تہا وہ خود بین کسقدر نا آشنا
پہر وہ آئینے سے صورت آشنا کیونکر ہوا

جو مہینون بعد آتے تہے قدیمی ہو گئے
روز جو آتا تہا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا

جب سنا نالے ہمارے عرش پر جانے لگے
بولے ہنسکر آسمان مین راستا کیونکر ہوا

یوسف ثانی کے کہنے پر خفا ہو کر کہا
خیر ہے کچہہ میرا ہمسر دوسرا کیونکر ہوا

قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لا مذہب تہا وہ

پھر نہین معلوم اوسکا خاتما کیونکر ہوا

۱۸ آدمی کی کیا حقیقت تھی اوسی کیا کر دیا
اے سحاب مکرمت قطرے کو دریا کر دیا

حسن دیکر اوسنے ایک اک عیب پیدا کر دیا
گل کو بہرا کر دیا نرگس کو اندھا کر دیا

اونکے چہرے سے نقاب اوٹھی چمن سا کھل گیا
آنکھون کو نظارے نے پھولوں کا دونا کر دیا

اے زمین محشر تلک احسان نہ بھولے گا ترا
میری خاطر تونے خالی ایک کونا کر دیا

یار سے طالب ہوا جب بوسۂ رخسار کا
ہنسکے میرے سامنے شوخی سے تلوا کر دیا

تیغون پر تیغین کمانون پر کمانین کھنچ گئین
کچھ نہ کچھ آنکھون نے ابرو کو اشارا کر دیا

حلقہ مارے ایکدن دیکھا تھا شاید سانپ کو
یار نے اپنے کھلے بالون کو جوڑا کر دیا

جب شراب زعفرانی پی دمک اوٹھا وہ رخ
آب زر نے صفحۂ قران مطلا کر دیا

جوڑا کا جوڑا اوسنے دنیا مین بنایا ہے حکمیہ
رخ کو گورا کر دیا زلفون کو کالا کر دیا

ایسا سونا کیا جو ٹوٹین کان ای ابر بہار
مارے بوچھارون کے پھولونکا بچھونا کر دیا

خال و خط سے اور بھی چہرے کی آرایش ہوئی
دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کر دیا

دل پہ کیا صدمہ ہے کہنے مین نہین ہین ہاتھ پانون
رنج فرقت نے ابھی سے مجھکو بوڑھا کر دیا

باغبان نے سرو کو چھانٹا چمن ننگا گیا
قمریون نے باغ مین اک حشر برپا کر دیا

سچ یہ کہتے ہین کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے
آپنے دل لیکے مجھسے جان من کیا کر دیا

مہندی مل ملکر چلا محشر کی چالین وہ قمر
آفتاب حشر کو نقش کف پا کر دیا

یا خدا یو نہین سیہ روئی جو ہونی تھی مجھے
کیون نہ تونے یار کے دلکا سویدا کر دیا

ناک بھون ایسی چڑھائی شکل بگڑی آپکی
منہہ بگڑتا رہگیا تھا بوسہ جھنجھلا کر دیا

قدر کو کیا آبرو بخشی جناب صبر نے

ذرے کو سورج کیا قطرے کو دریا کردیا

بہوڑے سے سوا ہے دل دیوانہ ہمارا ۱۲ تربت میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا
دم آنکھوں میں اٹکا ہے ذرا شکل دکھادو جلد آؤ کہ لبریز ہے پیمانہ ہمارا
یہ عشق کی چالیں ہیں یہ الفت کی ہیں گھاتیں دو فقروں میں ہوجاتا ہی بیگانہ ہمارا
میرے دل شفاف کو صد چاک جو دیکھا بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا
ہے داغ جنون تاج غم و یاس حشم ہے دیکھو تو ذرا ٹھاٹھ امیرانہ ہمارا
الفت کے یہ معنی ہیں اوسے نیند نہ آئی جب تک نہ سنا یار نے افسانہ ہمارا
تقدیر میں لکھا ہے تو وہ اوڑکے ملیگا ہوگا نہ کہار اگر دانہ ہمارا
کیا صبر کو فرماتے ہو یہ دل سے نہوگا یہ عقل کی بات اور یہ دیوانہ ہمارا
سائے کے لئے ابر سیہ جھوم کر آیا جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا
بہولے سے بہی صاحب کبہی تشریف نہ لائے ہاں آپکے قابل نہیں کاشانہ ہمارا
جتنا تمہیں دیکھا تہا برابر بہی آنسو ہر دیدہ ہے پیمود کا پیمانہ ہمارا

صدقے ترے اکبار سر بزم یہ کہدے
ہم شمع ہیں یہ قدر رہی پروانہ ہمارا

مزاج پوچھا جو کرتے تہی صبح و شام ہمارا ۱۶ قبول ہوتا نہیں اب وہاں سلام ہمارا
بندہا ہے کاسۂ سر میں خیال ساقی کوثر بھرا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا
ہیں کس شمار میں کیا موت کیا حیات ہمارے فقیر عشق ہیں کیا کوچ کیا مقام ہمارا
بناؤ کرکے یہ فرماتا ہے وہ رشک زلیخا عزیز مصر بہی ہے اندنوں غلام ہمارا
یہ ہے یہ آپکی صحبت مبارک آپکو صاحب جو غیر مجرے کو آئیں تو بس سلام ہمارا

فلک کے پار گزر جائینگے فراق مین نالے
پڑیگا طائر سدرہ پہ آج دام ہمارا

گلے ملے نہ پہر ایک گلے پر آب نے خنجر
بہلا برا کوئی نکلا نہ قسمت کام ہمارا

ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہین بہتر
اسی سے بعد ہمارے چلیگا نام ہمارا

تقیہ اپنے طریقے مین کسطرح نہو واجب
چہپا ہے آنکہہ سے انسان کے امام ہمارا

زبان سے کفر نکلتا ہی اپنے دلکی تڑپ سے
خدا کے مثل کہین جا نہین قیام ہمارا

چہرے کے نیچے ذرا دم تو لینے دی ہمین قاتل
تو اتنا او ٹہہر کام ہو تمام ہمارا

یہ کہنا یار سے مجرا ہمارا بند عبث ہے
یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا

دئے جو داغ تو ہمنے بہی نیل پوسونکی ڈالی
وصول ان سے ہوا آج دام دام ہمارا

جریدہ ہین کو ہم ٹیک کر اوٹہینگے لحد سے
جو مٹی دیگا ہمین سرو خوشخرام ہمارا

بہرا ہے چہرے کا مضمون کوٹ کوٹ کر اسمین
بکے گا کاغذ زر کیطرح کلام ہمارا

خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ
محمد اپنا نبی ہے علی امام ہمارا

۱۲

دل شرر تہا سوزش غم سے اوچہل کر رہ گیا
مین جہان بیٹہا برنگ شمع جل کر رہ گیا

ڈہل گئی جب دہوپ طاقت سے مین بہی ڈہلگیا
سایۂ دیوار جانان سے کچل کر رہگیا

گالی دیتے تہے کہ بوسے کی اجازت تہی ہمین
کچہہ نہ سمجہے ہم یہ کیا منہہ سے نکل کر رہگیا

سجدہ مین آنکہون سے اک دریا بہایا قیس نے
ناقۂ لیلی بہی دو ہی گام چل کر رہگیا

منفعل قاتل کو میری سر فروشی نے کیا
قتل کرتے تو کیا پر ہاتہہ مل کر رہگیا

جب سنا گہر سے قدم رکہا ہے باہر یار نے
منہہ سے نالہ آنکہہ سے آنسو نکل کر رہگیا

ضعف بہی کچہہ کم نہین ہی روغن عیار سے
یار کے کوچے مین مین صورت بدل کر رہگیا

سخت جانی سد راہِ مرگ آخر ہو گئی
خنجر قاتل مری گردن پہ چپل کر رہگیا

بچگیا دل رہگیا سفاک پلکین مار کر
ترک چشم یار گویا ہاتھہ مل کر رہگیا

تیغ کہا کر صورت گرداب چکر ایا جو مین
موج کی مانند قاتل ہاتہہ مل کر رہگیا

کٹ رہے احباب جب مجھکو اوتارا قبر مین
قافلہ سب منزل اول پہ چپل کر رہگیا

قدسیون کے کان کہولے قدر میری آہ نے
وائے محرومی کہ اک گوش اجل کر رہگیا

۱۱

عاشقون کو تپ کا حیلا ہو گیا
گہل گئے تن رنگ پیلا ہو گیا

روکنا لیلی کو حیلا ہو گیا
روسیہ سارا قبیلا ہو گیا

چہینکو چوٹی سے دل بیتاب کو
دیکہئے موباف ڈہیلا ہو گیا

ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی
نازک اوسکا ہونٹھہ نیلا ہو گیا

میرے نالے سنکے کہتا ہے وہ شوخ
کیا گلا انکا سریلا ہو گیا

اوس سنہری رنگ مین ہے وہ چمک
نتھہ کا سونا رخ سے پیلا ہو گیا

جب بہڑک اوٹھے مرے داغ جنون
کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہو گیا

ہر بہانے موت ہے ہر حیلے رزق
مر گئے فرقت کا حیلا ہو گیا

یار غصے سے گل رعنا بنا
بوسہ مانگا لال پیلا ہو گیا

عشق نے پہنچا دیا اللہ تک
خیر اک بت کا وسیلا ہو گیا

قبر نے ایسا دیا ہمکو فشار
بند بند اے قدر ڈہیلا ہو گیا

کہپ یا یار آنکھون مین نقشا تمہارا
مہ چاہ نخشب ہے مکہڑا تمہارا

نہ کیونکر بنہے ساتھہ میرا تمہارا
کہ تم ہو پری مین ہون سایا تمہارا

کنہیا بنایا ہے وحشت نے مجھکو
یہ رگ رگ مین دوڑا ہی سودا تمہارا

کہا ہمنے دل لیکے تمنے جلایا
بگڑ کر وہ بولے کلیجا تمہارا

عبث پوچھتے ہو کہ بندہ ہی کسکا
کہا تو تمہارا تمہارا تمہارا

گھڑی بہر مین ناراض و م بہر مین راضی
مزاج ایسا ہے تولہ ماشا تمہارا

تمہین لیگئے تھے مرا دل وہی ہو
کہنچا ہے مرے دل پہ نقشا تمہارا

جو تم ایک ٹھوکر سے ہمکو جلا دو
قدم چومین بانیان مسیحا تمہارا

بلند اسقدر حسن کا مرتبہ ہے
کہ خورشید گردون ہی سایا تمہارا

مرا دل جبر اکر اسی مین دہرا ہے
بہت آج اونچا ہے جوڑا تمہارا

یہ اٹہر پنے کا چلن ابتو چھوڑو
لٹکتا ہی صاحب ڈوپٹا تمہارا

اوڑین ہوش پریونکی پریونکی صورت
اگر ادن پہ پڑجاے سایا تمہارا

مزا دید کا اپنی آنکھون نے لوٹا
جہروکون سے دیکھا جھمکڑا تمہارا

دل یار تک نالے اے قدر پونہچے
ہوا عرش تک بول بالا تمہارا

۱۳

کہان تک کہون بیوفا یاد رکھنا
سبق ہوگیا روز کا یاد رکھنا

ہمین بہولنا دیکھنا یاد رکھنا
خبردار اچھا بہلا یاد رکھنا

یہ کہہ کہکے سمجھاتے رہتے ہین دلکو
جو بولے ہمین اوسکو کیا یاد رکھنا

گزر جائیگی شب پلک مارنے مین
پر اسوقت کی التجا یاد رکھنا

یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین
جسے دیکھنا بہالنا یاد رکھنا

اوڑا ئے لئے پھرتا ہے خاک میری
یہ اٹکھیلیاں اے صبا یاد رکھنا

خدا جانے کس لئے سکھایا ہے تمکو
بہت بھول جانا ذرا یاد رکھنا

نہ آگے بڑھینگے قدم تیرے قاصد
یہی ہے وہان کا پتا یاد رکھنا

رقیبونکا مذکور رہتا ہے ہر دم
کہان سے یہ سیکھے نیا یاد رکھنا

یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہین میرے
غضب ہے جو تمنے چھوا یاد رکھنا

کہا یاد رکھنا تو بولے بگڑ کر
چلو جاؤ لائے بڑا یاد رکھنا

کبھی پھر یہی ایجان تکلیف کرنا
یہ چہلین یہ جلسے ذرا یاد رکھنا

جنون ہوگا اے **قادر** عشق پری مین
یہ اسدم کا کہنا مرا یاد رکھنا

۱۶

پاس آتا مرے عیسی تو وہ موسی ہوتا
تپ یہ ہے ہاتھ جو رکھتا ید بیضا ہوتا

تیرے جانے سے یہی درد جگر ایسا ہوتا
خفقتِ فاش اوٹھاتا جو مسیحا ہوتا

واعظون سا بھی ترشرو نہین دیکھا ہمنے
منہ سو بادہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا

نہ ہوئے حضرت موسی کہ دکھا دیتے ہم
یہ بھی ممکن تھا کہ ہم سے کبھی پردا ہوتا

کتنی انمیل طبیعت ہے تمہاری صاحب
چہرہ سیمین تھا تو موباف سنہرا ہوتا

بھیڑ ہے قتل کو سب مجھکو لئے جاتی ہین
تم بھی آجاتے تو میلے مین تماشا ہوتا

خواب مین بھی یہ تمنا ہے تمھین تم ہوتے
آنکھ جب کھولتے ہم آپ کا جلوا ہوتا

اونکو لکھتا مین رخ زرد کا احوال ایسا
کہ کبوتر بھی مرا سونے کی چڑیا ہوتا

خوب زورون پہ نہ تھا قیس کا ہنگامۂ عشق
تب تماشا تھا کہ لیلی کو بھی سودا ہوتا

گو خدا مارکے سو بار جلاتا مجھکو
ترا بندا ترا بندا ترا بندا ہوتا

ایک بوسہ جو ہمین آپ عنایت کرتے
نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا

چلتے محشر مین تو دامن مین گرہ دے لیتا
آپ کب بچتے اگر مین کہین رسوا ہوتا

شب کو خالی تھا مکان اور اندھیرا گھپ تھا
کیا کہین تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا

دہن تنگ مین حیرت تھی نہایت مجھکو
تم اگر باتین نکرتے مجھے سکتا ہوتا

اوس جگہہ مجھکو جنون مین کوئی پہونچا دیتا
کہین پانی کہین ٹاپو کہین صحرا ہوتا

قدر کچھہ خیر سے کہنے کی ہین ساری باتین
اون سے بہتر کوئی ہوتا تو بھلا کیا ہوتا

٨ جب ملایا خاک مین بوسے قضا تھی مین نہ تھا
کر کے پھر برباد فرمایا صبا تھی مین نہ تھا

سب وہی تھی دل وہی تھی تن وہی تھی جان وہی
ابتدا مین ربط کی کچھہ انتہا تھی مین نہ تھا

ابتدا مین صحبت اچھی چاہیئے انسان کو
کیا کہون جب آپکو شرم وحیا تھی مین نہ تھا

چین کرتا ہون سدھارے وامق وفرہاد وقیس
مصلحت خالق کی اُن روزون وبا تھی مین نہ تھا

غیر مہندی پیستے ہین یون جلاتے ہو مجھے
اب نہ مانونگا جو کہیئے گا حنا تھی مین نہ تھا

کیا سبک عالم مین گزری جب تلک زندہ رہا
سچ جو پوچھو ہڈیون مین اک ہوا تھی مین نہ تھا

کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے
تیرے گھر مین آنے کے قابل صبا تھی مین نہ تھا

قدر ان مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا
غم یہی ہے میری شہرت جا بجا تھی مین نہ تھا

١٢ غضب ہے سبزہ بلا سے جمال ہونا تھا
خط غبار کو گرد ملال ہونا تھا

جھکے ہی رہتے جو صاحب کمال ہونا تھا
طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا

مجھے جنون ہی تمہین اور مجھسے وحشت ہے
مراد رنگ تمہارا یہ حال ہونا تھا

فلک کیطرح نہ کیونکر مٹاتے چلتے وہ
زمین کی شکل مجھے پایمال ہونا تھا

کبھی جوانون پہ بھی چشم لطف پیر مغان
ابد ہر ہی دور می کہنہ سال ہونا تھا

ہوا مین سرد مگر سوز داغ دل ہی وہی
اس آفتاب کا ابتو زوال ہونا تھا

ہزار دن پر نرسے اوڑتا لباس ہستی کے
وہی جنون مجھے پہر ابکی سال ہونا تھا

قدم کو چہوڑکے پسے صورت حنا عاشق
خود اپنے ہاتھون ہمین پایمال ہونا تھا

نہ تھے خلیل جو دم بہرتے چاندتارونکا
ہمین تو عاشق رخسار و خال ہونا تھا

جگر پہنکا جو تپ غم سے جان دی روکر
برنگ شمع مرا انتقال ہونا تھا

پڑی ہے آنکہ دل داغدار پر اونکے
ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا

نہ تہا مین سبزۂ بیگانہ گرد راہ تہا مین
تواضعون مین مجھے پایمال ہونا تھا

ہمین تو چین نہین ایکدم تمہارے بغیر
تمہین بہی یار ہمارا خیال ہونا تھا

بلایا تمنے تو مین ضعف تن ہی جا نسکا
تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا

زمین مین آہ مین گڑ گڑ گیا ندامت سے
کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا

ہمارے سینے سے ای قدر وہ لپٹ جاتے
جگر کے زخمون کا یون اندمال ہونا تھا

12 آئی تہی باغ مین کہسار سے مخمور گھٹا
تاک بڑہ بڑہ گئی نشہ مین ہوئی چور گھٹا

یار اب بینگ نرہا جمع ہین اسباب طرب
چمن و ساقی و می مطرب و طنبور گھٹا

دامن رحمت باری مین چہپا میرا راز
مین ہوا اشک فشان ہوگئی مشہور گھٹا

گرم و تر مین ترا جلوہ نظر آیا مجھکو
بجلی ہے شکل تجلی صفت طور گھٹا

یہ سیاہی تو مرے نامۂ اعمال مین لکہہ
یا الٰہی کہین طول شب دیجور گھٹا

آیئے آیئے بارش کا بہانہ کیا ہے
یہ تو بنجا ناسے دو دل رنجور گھٹا

لطف تہا پینگ بڑہانے مین جو کہلتا جوڑا
جہک اوٹھتی صفت موے سر جوڑ گھٹا

دہوپ مین تمنے بٹھایا تو نہ ایذا پونہچی
بنگیا دود دل عاشق رنجور گھٹا

خاک مین ملگئی بنیا دچڑہا جب دریا
جسقدر عشق بڑہا یہ تن رنجور گھٹا

کسطرف دہیان ہی جہو لے یہ تری بال کہلے
سر پہ جہک جہک پڑے ای ساقی مغرور گھٹا

یا آلہی یونہین سرسبز رہے باغ مراد
زیر انگور ہون میکش سر انگور گھٹا

یہ بہی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھ
قدر کی قدر نہ تو اے بت مغرور گھٹا

۱۴
روز کا رونا دم آخر گیا
خانہ ہستی یہ پانی پہر گیا

ابرو دلدار سے دل پہر گیا
طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا

اشک اُمڈے ہجر مین جب آہ کی
برق چمکی اور بادل گہر گیا

لاغری مین قید وحشت سے چہٹے
طوق گردن ڈہیلا ہو کر گر گیا

خون فرہاد اسقدر شیرین ہوا
تیشۂ فولاد کا منہ پہر گیا

مین چلانا قوس نالہ پہونکتا
کس تزک سے وہ بت کافر گیا

دل نہ ہاتہہ آیا نہ جب بوسہ دیا
جب ندی قیمت تو سودا پہر گیا

سخت جانی نے کیا پتہر مجہے
نیمچا سفاک کا کر کر گیا

اے صنم مجہسے خدا سیدہا رہے
خیر اگر تو پہر گیا تو پہر گیا

قطعہ
ترے در پر عابد و زاہد ہوا
کوئی بہی جب فاسق و فاجر گیا

موج دریا سے کرم نے کی مدد
ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ تر گیا

گھر عدم ہی یہ جہان سے سیر گاہ
آبرو اسنے ملائی خاک مین

ہر کوئی دم بھر کو آیا پھر گیا
طفل اشک آنکھون سے میری گر گیا

کیا عجب اے قدر دن پھیرے مرے
جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا

15

دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا
آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا

ہم بھی دانتون پر کسیکے پھیر کھاتے آتے ہین
کہدو حورون سے ذرا قصر گہر سے دیکھنا

زلف و رخ دکھلا کے کوٹھے سے اشارہ کر گئے
راہ میری شام تک وقت سحر سے دیکھنا

ایک نالہ تو مرے منہہ سے نکلنے دو ہمین
آپ گھبرا کر نکل آؤ گے گھر سے دیکھنا

کچھہ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدمو
رنگ میرے چہرے کا تم دوپہر سے دیکھنا

یہ سمجھنا شاعر و عنقا پھنسا ہی دام مین
بال جب لٹکے ہوئے اونکی کمر سے دیکھنا

یار آنکھون سے گرے ہین لخت دل اشکونکی ساتھہ
موتیون کے ساتھہ مین یاقوت تر بھی دیکھنا

حسن مین کسکی ملاحت کا مزا ہے واعظو
رخ ملا کر یار کا شمس و قمر سے دیکھنا

صبح تک ان سو کہے ہونٹون سے دعا ہی اور ہم
شام تک پھیرا اونکی چشم تر سے دیکھنا

جب شہید ناز کا نکلے جنازہ اے صنم
اک نظر تو جھانک کر دیوار و در سے دیکھنا

آدمی سب خوبصورت ہین محبت چاہیئے
چاہیئے لیلی کو مجنون کی نظر سے دیکھنا

غیر سے آنکھین لڑی ہین کچھہ خبر میری نہین
اک نظر اس سمت بھی پھر کر ادھر سے دیکھنا

دمبدم اسکی لچک کرتی ہے مجھکو بیقرار
مین لپیٹ جاؤنگا اس نازک کمر سے دیکھنا

ڈہل رہا ہے نیل آنکھون کا ذرا صورت دکھاؤ
کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا

طبع زادون کی بھلائی چاہتے ہو تم اگر

اپنے شعر اے قدر دشمن کی نظر سے دیکھنا

تمنے مکھڑے پہ جو گیسوے پریشان چھوڑا	۱۵	کالا پردہ در کعبہ پہ مری جان چھوڑا
دیکھنا سرو کو پیش قد جانان چھوڑا		خط رخ دیکھ کے نظارۂ ریحان چھوڑا
جذب دل کھینچکے لایا تو یہ قسمت دیکھو		راہ وہ کاٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا
آپ تو حور ہین لیکن ملک الموت سے ہین		ایک بھی خلق مین زندہ نہ مری جان چھوڑا
تنگ آیا ہون بہت دست جنون سے یارب		جاکے دامن مین پھنسا جب سے گریبان چھوڑا
دل پُر داغ کو لپکا ہے تری آنکھون کا		ہمنے چیتے کو پئے صید غزالان چھوڑا
کوچۂ یار سے بہکا نہ مجھے اے واعظ		باز آیا یہ ترا روضۂ رضوان چھوڑا
ہاے اس ہوس نے ویران کیا کس کس کو		کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا
بادبان ہمنے اوتارا تو پر کی کشتی عمر		مرگئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامان چھوڑا
دیر و مسجد مین ترا ذکر ہے اللہ اللہ		حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا
نہ تو آسکتا ہون صیاد نہ جا سکتا ہون		پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا
سیر ہے داغ جو رونے مین چمک جاتا ہی		تونے دریا مین چراغ ایدل سوزان چھوڑا
پھر رخ و زلف دکھا کر وہ چلے گھر کی طرف		الغرض پھر مجھے حیران و پریشان چھوڑا
پاے مجروح پہ مجنون کے بہت کام آیا		ہمنے دامن جو سر خار مغیلان چھوڑا

ایک ہی وار مین تھا قدر کا وارا نیارا
ایک ہاتھ اور نہ اے قاتل دوران چھوڑا

کیون جمع کرون وقت ہے ہر وقت اجل کا	۱۵	توشہ نہین کل کا تو بھروسا نہین کل کا
اقرار عدم مین ہوا ایک ایک عمل کا		حاکم نے لیا چور کچہری مین مچلکا

تربت مین نکیرین سے کیا بنتی ہی دیکھین
جلسہ ہے نیا سابقہ ہے پہلے پہل کا

شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھالا نہین جاتا
نازک ہو بہت رنگ بہی رنگواؤ تو ہلکا

بس آ ئی قضا اوسکی ادا جسکو دکہائی
تم حور ہو پر غمزہ فرشتہ ہی اجل کا

محشر مین بہی پیچہا نہ چہٹا ضعف سے افسوس
ہلکا ہوا پلہ مری میزان عمل کا

جب آنکھ کہلی سحر مین روتے ہوئی اوٹھے
لو صبح ہوئی اور کہلا پہول کنول کا

دل چاک ہوا الفت ابرو مین ہمارا
دروازہ نہ طیار ہوا اونکے محل کا

مہندی نہ چھٹے گی تمہین آنا ہو تو آؤ
مہمان ہون مین تو کوئی دم کا کوئی پل کا

ذرّون کی طرح خال کی سودی مین ہون برباد
کیسا مرے طالع مین پڑا جوگ زحل کا

رخسار و لب یار کی یاد آگئی جس دم
جنت مین مزا زہر ہوا انخسر عسل کا

پہلو مین سوتے ہو مگر دل سے خبردار
دیکھو کہین پہوڑا نہ دکھے بائین بغل کا

رفتار ہی اونکی مری عمر روان ست
لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا

کیا نور کے پیدا کئے مضمون سراپا
دم بہرتا ہون شاگردی استاد ازل کا

عقدے دہن تنگ کے سب قدر نے کہولے
اک بوسہ اسے دیجیئے انعام غزل کا

١٤١ دعوی کیا ہے اونکے رخ بیمثال کا
کہدو قمر سے داغ تو دہو ڈالے گال کا

زلفون کے بل نے حسن بڑہایا جمال کا
گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا

وارث ہو کیون نہ خرد بزرگون کے مال کا
ہے تیسوین کو بہی غرہ ہلال کا

چشم و دل و جگر ترے در پر لٹکتے ہین
نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا

تصویر بنگیا ہون جہپکتی نہین پلک
فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا

جب سے کھلی ہے آنکھ نہ دیکھا سوائے رنج
سر رہ بنا مرے لئے گرد ملال کا

بلبل لقب کہین کہین طاوس ہی خطاب
شہرہ ہے باغ باغ تری بول چال کا

داغون پہ داغ زخمون پہ زخم آہون پہ آہ
کیا حال پوچھتے ہو دل خستہ حال کا

جب باب رزق بند ہو یہ ورنہ کہل پڑے
پروردگار بند رہے لب سوال کا

جو مجھپر آنی تہی سو مرے دل پر گزر گئی
ہوتا ہے خیر جان سے نقصان مال کا

شق القمر اشارۂ انگشت سے ہوا
کیا نیمچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہال کا

معنی مین نور چاہیے صورت مین ہو نہو
یون تو سیاہ تہا کہین چہرہ بلال کا

دم بند ہوگا سامنے ابروے یار کے
چڑہ جاے لاکہ چرخ پہ تیغا ہلال کا

سودا سا مجھکو ہوتا ہے اے قدر خیر ہے
کیون ذکر چھیڑتے ہو بہلا اگلے سال کا

٩

وصف رخسارۂ جانان نہوا تہا سو ہوا
آج تک نظم مین قرآن نہوا تہا سو ہوا

حال پوچھا جو شب وصل کا ہمراز نے
ہنسکے شرما کے کہا ہان نہوا تہا سو ہوا

تم جو مردے پہ مرے آئی ہو کچھہ دیر نہین
اب تلک دفن کا سامان نہوا تہا سو ہوا

مار رکھا دہن یار کی الفت نے مجھے
ساکن شہر خموشان نہوا تہا سو ہوا

دی رقیبون کو انگوٹھی جو نشانی تمنے
موربی پہ بہی سلیمان نہوا تہا سو ہوا

ابتو گہونگٹ کو اوٹھاؤ چلو دیکھا دیکھا
رخ چراغ تہ داماں نہوا تہا سو ہوا

مرے مقتل مین عجب چال سے آیا قاتل
باغ مین سرو خرامان نہوا تہا سو ہوا

خط کے آنے سے مجھے بوسہ دیا خود اوسنے
اوسکے تنکے کا بہی احسان نہوا تہا سو ہوا

کیون نہ آنکھون سے کرون برق کی خدمت اے قدر

ہند مین غیرت حسان نہوا تہا سو ہوا

١٨

تہا جو مین پامال فوج گردش افلاک کا
سب کمہارون نے بنایا چاک میری خاک کا

مٹ گئے لیکن وہی ہی جور اوس سفاک کا
مر گئے پر بہی بنا تودہ ہمارے خاک کا

رطب و یابس رنج جہیلا گردش افلاک کا
یا بہنور پانی کا ہون مین یا بگولا خاک کا

گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
یہ دماغ اللہ اکبر میری مشت خاک کا

باعث حیرت ہی سبزہ روے آتشناک کا
ہے تعجب آگ مین رہنا خس و خاشاک کا

گریہ و زاری کی کثرت سے بنا ہون مین حباب
آنکہون مین دم آرہا ہے عاشق غمناک کا

افعی کاکل سے کیا پوچہے گا عاشق کو گزند
خال روے یار مین ہے خاصہ تریاک کا

آمد و رفت نفس سی مجہکو آتا ہے یہ خوف
کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا تپلا خاک کا

رند باتون مین بتاتے ہین جنہین معراج کی
عرش سے ٹکر لیا کرتا ہے طارم تاک کا

فیصلہ محشر مین یون ہوگا خدا کے سامنے
ہاتہہ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا

ساقی ہوش سی میخانے کا درجہ ہی بلند
دورہ ساغر بہی گویا دور ہے افلاک کا

مجہکو حیرت ہو تو آئینہ بہی ملجاے اوسی
یار نے شانہ بنایا ہے دل صد چاک کا

خاکسار دین سے جہکی ہین عرشیون کی گردنین
کیون نہ مسجود ملائک ہو یہ تپلا خاک کا

پی گیا آنسو جو مین وہ اور افسردہ ہوا
دل یہ پالا پڑ گیا ہے دیدۂ نمناک کا

اسقدر چہوٹا ہے یہ زیور کی کچہہ حاجت نہین
ہے دہن گویا بلاق ای یار تیری ناک کا

جو توکل کرتے ہین اونکو پریشانی ہے کم
زور کم چلتا ہے آب بستہ مین تیراک کا

جام چشم یار کے نزدیک مار زلف ہین
سامنا پہر ہوگیا جمشید سے ضحاک کا

ورد ہے اے قدر مجہکو نام ابن بوتراب

ہاتھ مین کنگھا رہا کرتا ہے خاک پاک کا

۷

بزنگ زلف نہ اب بل کی تو ہوا سو ہوا
چھپا ہے گال کہ چوما ہے جو ہوا سو ہوا

وہی حضور رہی مین وہی نظر وہی آنکھ
تم اب سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا

ہم انفعال مین روتے ہین اے سحاب کرم
ہمارا نامۂ اعمال دہو ہوا سو ہوا

ہمارے قتل کا اے یار سوگ کیا کرنا
خدا کے واسطے مہندی ملو ہوا سو ہوا

نہ پوچھو ہم سے کہ منہہ لائی یا بس کا لگی کیون
منگا کر آئینہ تم دیکھ لو ہوا سو ہوا

شب وصال مین فرقت کا حال سنکے کہا
نصیب جاگے ہین سوتے رہو ہوا سو ہوا

سنا ہے عشق پہ یزداد ترک کرتے ہو قدر
یہ کون بات ہے دیوانے ہو ہوا سو ہوا

۲۳

وصل کا دن جلد بسر ہو گیا
ایک منٹ ایک پہر ہو گیا

آہ جو کھینچی تو شجر ہو گیا
داغ جو کھایا تو ثمر ہو گیا

ہم تو اوسی شعر کو کہتے ہین شعر
منہہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا

بس کمر یار نظر آ چکی
تار نظر ہو کے کمر ہو گیا

دیکھ کے رخسار وہ نالے کئے
طائر دل مرغ سحر ہو گیا

بے طلب آئے مرے گھر آیئے
بیٹھیے بس آپکا گھر ہو گیا

ہائے کسے روؤن مین اے درد دل
تو جو تھا درد جگر ہو گیا

وصل مین مل ملکے زبانین لڑین
یار سے مین شیر و شکر ہو گیا

آب رہا آنکھہ مین جب تک رہا
آنکھہ سے نکلا تو گہر ہو گیا

عالم اسباب کہان ہم کہان
میلے مین اپنا بھی گذر ہو گیا

کیا مری آنکھون کی ہے عادت بُری
دیکھا جسے مد نظر ہو گیا

داور محشر کا قصور اسمین کیا
یار جدہر تھا مین اودہر ہو گیا

گرمی مے سے جو عرق آگیا
چہرہ تمہارا گل تر ہو گیا

ہجر مین جب پی گئے ہم اشک سوز
کان نمک زخم جگر ہو گیا

تھی رمضان مین مری حالت تباہ
خوب ہوا شہر بدر ہو گیا

دل مین سمایا ترے چہرے کا دہیان
آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا

بے دہنی اور شگوفہ ہوئی
عیب بھی صاحب مین ہنر ہو گیا

ختم ہوئی سنگدلی آپ پر
دل کا سویدا بھی شرر ہو گیا

یار چھلاوا ہے کہ انسان ہے
گاہ پری گاہ بشر ہو گیا

آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے
قلعہ کوئی تھا کہ وہ سر ہو گیا

رات کو یاد آپ کی ٹالے گا کون
دن تو امیدون مین بسر ہو گیا

چیر لیا لوگون نے مضمون شعر
ٹکڑے مرا لخت جگر ہو گیا

حالت غش دیکھنے آیا تھا یار
قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا

۱۸ دربارون مین خاک اوڑتی ہے جایا نہین جاتا
مٹی مین تو عزت کو ملایا نہین جاتا

اوس نال کا چہرا کبھی کھایا نہین جاتا
لوہے کا چنا ہے کہ چبایا نہین جاتا

ربط ابرو قاتل سے بڑہایا نہین جاتا
تلوار کے منہہ پر کبھی جایا نہین جاتا

جنت نہین کوچہ ترا اسے حور تو کیا ہے
جاتے ہین تو پہر کس لئے آیا نہین جاتا

بوسے بھی زنخدان سی لئے ہمنے جبین تک
لیکن وہ دہن تو کہین پایا نہین جاتا

ہوسکتی نہین دل شکنی مجھسے کسیکی
کعبہ تو مسلمان سے ڈہایا نہین جاتا

اس ضعف مین یہ عشق کہین گر نہ پڑو نہین
یہ بوجھہ تو گردون سے اوٹہایا نہین جاتا

مرتاہون مین اسپر کہ وہ آواز سنائین
لو سورۂ یٰسین بہی سنایا نہین جاتا

بیٹہا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو
نازک ہین بہت ہاتہہ لگایا نہین جاتا

اے رشک چمن خاک مروت نہین تجہمین
اک پہول بہی تربت پہ چڑہایا نہین جاتا

غنچے کی روش دم بخود اس باغ مین ہون مین
بلبل کیطرح شور مچایا نہین جاتا

ہاتہہ آپکو اغیار لگاتے ہین غضب ہے
اک سیبچے کا ہاتہہ لگایا نہین جاتا

ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہین بتون کو
کیا قہر ہے دہیان انکا خدایا نہین جاتا

فرمائے تو قتل پہ کیون ہاتہہ اوٹہاتا
عاشق کا جنازہ اب اوٹہایا نہین جاتا

سیدہی بہی جو کہتا ہون سمجہتے ہو تم اولٹی
کچھ آج مزاج آپکا پایا نہین جاتا

بدرگ ہے وہ بت کیجیے کسطرح صفائی
پتہر کی لکیرون کو مٹایا نہین جاتا

مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ مین روکون
فرزند تو ہاتہون سے گنوایا نہین جاتا

ان خاک کے پتلون پہ ہم اے قدر مرین کیا
مٹی مین جوانی کو ملایا نہین جاتا

۲۳

اولٹکے دفتر آسمان کا کیا رخ آہون نے لامکان کا
پڑا رہا شور الامان کا دہرا رہا غل کہان کہان کا

تکا تہا کوٹہا جو اوس جوان کا مین چڑہ کے پہانسی پہ گو جہانکا
کیا سوال اوس سے آسمان کا دیا جواب اوس نے ریسمان کا

ہر اک بلا ہو درمیان کا سچا و عنقا ہے مرغ جان کا
اشارہ اوس ترک نوجوان کا خدنگ ہے اک کڑی کمان کا

عدم کی ہستی کا مین مکین ہون بقا جہان ہون فنا وہین ہون
ہر اک اوٹھون مین تو کچھ نہین ہون غبار ہون صحن لامکان کا

ہوا خزان کی یہ رنگ لائی کہ ہم غریبونکی خاک اوڑائی
وہ زرد آندہی چمن مین آئی پتا نہین اپنے آشیان کا

جو تشنہ پائی ذرا نہ پایا تو شمعِ سوزان مجھے بنایا
کہ خار پا نے جو سر اوٹھایا بنا وہ کانٹا مری زبان کا

فقط نہ سینہ ہی توڑ کا وہ جگر بہی حاضر ہے دل بہی حاضر
بتا تو اے تیرِ عشق آخر ترا ارادہ ہے اب کہان کا

یون ہین جو دل سوزِ غم سہیگا تو صبح تک حال کیا رہیگا
کہ شمع سا اشک مین بہیگا پگھل کے مغز اپنی استخوان کا

خوشا مدت کی یہ تہا کچھ بہی بہی کہہ چکا ہون کیا کچھ
بڑا ہی معشوق سے سوا کچھ دماغ دربان و پاسبان کا

ابہی ہم آغوشی کی جا ہی لپٹ بہی جاؤ دیکھو دیر کیا ہے
کہ ناف تک دم نکل چکا ہے بہر دسا کیا تیرے نیمجان کا

پڑا جو غمزے کا دل پہ بہالا چبہا تے پلکون نے پردہ ڈالا
نہ دل نے آنکھون کو دیکہا بہالا نہ آنکھون نے دلکو تاکا جہان کا

ہم اپنا حسرت بہرا ہوا دل جو لیکے بیٹھے میانِ محفل
ہوا یہ سبکو یقین کامل کہ اک مرقع کھلا جہان کا

پڑیگا یکر نگیون کا سایا تو حسن مرجہا کی عشق ہوگا
بنے گا ہر سر کھلکے تنکا چمن مین قمری کے آشیان کا

ہزار نالے کرون تو کیا ہی کہین سماعت بہی یا خدا ہے
شنوا ہے مین سنکہ ہنک ہا ہی تو شور کعبے مین ہے اذان کا

بہار کی جب ہوا سمائی تو قسمتون سے خزان ہے آئی
گلاب کی جب قلم لگائی تو بہوال دترا ہے زعفران کا

عبث بہری ہی نگاہ جادو کہ تیر کج ہی خطا ہی بازو
بہت بلون پہ ہے ناحق ابرو کہ خانہ ہی عیب ہر کمان کا

زمین سے سوی چرخ گردان چلا تہا نالہ بشور و افغان
ہوا نے ایسا کیا پریشان رہا زمین کا نہ آسمان کا

ہزار پردے مین بند کی مگر جوانی نہ چھپنے پائی
شباب کی جب امنگ آئی تو جوبن ابہر اکسی جوان کا

چہرین ملا نچے اگر ہوا کے تو پیرزے پرزے اوڑین گگن کے
بس آگے ہر نالہ رسا کی یہ حال ہی جرم آسمان کا

جو بیٹھا سے نے حبت گل رہا نہ ہو دامنِ توسل
جو خاک ہو جائے جسم بلبل غبار ہو صحن بوستان کا

وہ برق طور تجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا
بجھا ہوا تہا کوئی شرارا حضور کے سنگِ آستان کا

دل و جگر کی جو پوچہتا ہی تو دونون آنکھون کا سامنا ہے
ادہر بہی اک گہا و تیر کا ہی ادہر بہی اک زخم ہی سنان کا

کہان ہین قدر اجل رسیدہ نگاہ وابرو ہوی کشیدہ
ہوا وہ ترکش سی تیر چیدہ چڑہا وہ چلہ تری کمان کا

۲۴ برا ہوا اس گرمئ فغاں کا ہوا لی بڑھا سوزش نہاں کا
یہ دم گھٹا کچھ دل تپاں کا سمٹ کے چھالا بنا زباں کا

ہدف ہوں مژگان جانستاں کا کشتہ ہوں تیر بے اماں کا
مزا دماغے ہر ایک بانکا لحد یہ چلہ بند ہے کمان کا

وہ حسن ہے غمزہ نہان کا کہ ہوش اوڑے عشق جانستا نکا
خدا ہی حافظ ہی نقد جان کا کہ چور ہر دوست پاسبا نکا

ہی یاد ابتک وہ دل کا کھونا وہ آپ ہی آپ وہ اداس ہونا
وہ آپ ہی ہنسنا وہ آپ رونا وہ خشک ہونا لب و دہان کا

ہی خانہ دیر جنوں کی اس جہان کی رنگت دیکھ لا دل
چمن ہیں تنکے چنیں عنادل جو سر میں سودا ہو آشیان کا

ابھی وہ سویا ہی سودا اسی کا جھنکتی ہی کیوں ہوا سے
نہ چونک اوٹھے کہیں صدا سے دماغ نازک ہی باغبان کا

یہ تنگ دل کی تھی کارسازی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی
کہ جیسے اونکی زبان درازی گلہ کرے تنگی دہان کا

حجاب کیسا لپٹ ہی جاؤ کہاں کا بوسہ زبان لاؤ
قبا اوتارو نقاب اوٹھاؤ ہٹاؤ جھگڑا ہی یہ کہاں کا

گرا و زخمی جگر ہمارا وہ جلوۂ رخ نے مارا و تارا
پتا رہے چاندنی نے مارا لحد یہ نمگیرہ ہو کتان کا

قدم کے قدموں سے میں جدا ہوں حدوث کی ہاتھ سے فنا ہوں
جما ہوں پر خاک میں ملا ہوں وہ نقش ہوں پاے کن فکان کا

جسے سمجھتی ہی حور خلقت وہی ہی تصویر خود بدولت
جسے بتاتے ہیں لوگ جنت وہ نقشہ ہی آپ کے مکان کا

بتائیں دل نے کچھ ایسی گھاتیں کٹیں وہ غم کی پہاڑ راتیں
سنیں جو اس بے زبان کی باتیں مزہ ملا مجھکو ہمزبان کا

تری ہتھیلی میں خال نکلا کہ نقد دست جمال نکلا
اذان دینے بلال نکلا کہ ہاتھ گلدستہ ہی اذان کا

سراے دنیا میں جب میں آیا رواروی اپنی ساتھ لایا
خدا نے پتلا مرا بنایا ازل کے دن گرد کاروان کا

نہ بھاگ عسرت سی امتحان ہی وہ عین عشرت ہے اس جہان کا
سنا ہی زندان مومنان میں مزہ ہی کفار کی جنان کا

وہ زرد رنگت وہ جسم لاغر وہ سیر غربت قدم قدم پر
گرے جو اوڑکر چمن سے باہر وہ زرد پتا ہوں میں خزان کا

جنہیں سمجھتے ہیں لوگ تارے وہ چھید ہیں ریار ساری
یہ ہمنے آہوں کے تیر مارے کہ سینہ چھلنی ہی آسمان کا

سیئے گی کیا چاک جیب و دامن دل جگر کی فرہ ہی دشمن
جسے میں سمجھا تھا نوک سوزن وہ کام کرنے لگی سنان کا

جو صحن تربت کا دھیان آیا کسیکو پھر خاک میں ملایا
نیا اوٹھا ہی پھر ایک پایا چنا ہی لاشہ کسی جوان کا

نہیں لالی سنی کسی سے کہ لعل حسرت میں دانت پیسے
تمہارے ہونٹھوں میں تازگی سی اثر ہے رنگینیٔ بیان کا

دل و جگر آنکھہ سینہ سارا ذرا ذرا ہم نے چھان مارا
وہاں وہاں اب کریں گزارا پتا بتاؤ جہان جہان کا

ہے نخل طوبی تمہاری قامت اسی میں بستان کا پہل ہے نجات
تمام چہرہ ہی باغِ جنت ذقن بھی ہے سیب اسی جنان کا

جو خاکساروں کا کچھہ نہیں ڈر تو کیوں خوشامد ہے پھر بتا کر
زمین کے پاؤں پر سراسر جھکا ہوا ہی سر آسمان کا

وہ اپنی صورت پہ خود فدا ہے یہ خود مزے اپنی لے رہا ہے
نہ یار محتاج **قدر** کا ہے نہ **قدر** محتاج قدردان کا

۳۱

اولٹ دیا وہ طبق زمیں کا پتا نہیں چرخ ہفتمیں کا
بُرا ہوا آہِ دل حزیں کا کہ مجھکو رکھا نہیں کہیں کا

جو داغ ہی عشق دلنشیں کا جو دلنشیں ہے دلِ حزیں کا
وہی ہی تمغا مری جبیں کا وہی سلیمان مرے نگیں کا

نشان ہے یا بروحسیں کا اثر ہے یہ زلفِ عنبریں کا
کہ داغ اپنے دل حزیں کا ہی مشک نافہ غزال چیں کا

رہیگا قاتل نہ تو کہیں کا نشان ہی یہ بسمل حزیں کا
غبار تو پونچھہ لے جبیں کا لہو تو دہو ڈال آستیں کا

گئی نہ مر کر بھی کینہ خواہی ملا کے مٹی میں کی تباہی
مری طرح سے کہیں الٰہی فلک بھی پیوند ہو زمیں کا

یہ قتلگہ بیاہ کی ہے محفل ذرا مری سیر دیکھہ قاتل
کہ ہو رہا ہے جو رقص بسمل لگا ہی گھنگھرو دم پسیں کا

ترقیوں میں ہے کیوں مجاہد کھلیگی سختی خدا ہی شاہد
کریگا رفع یدین زاہد تو بت گریگا ہر آستیں کا

یہ سرمہ ہی بار اے ستمگر کہ آنکھیں اوٹھتی نہیں ہیں اوپر
کمند کے حلقوں میں برابر گلا پھنسا ہر غزال چیں کا

کلیم تم نے نہ اوسکی مانی تو غش میں واجب تہی تالانی
جو چھیڑی تھی بحث لن ترانی جواب پینا تہا ہاں نہیں کا

رکا ہے رگڑوں میں دست قاتل ہمارے دم کسطرح سی ادا ہو
کہ خونِ بسمل سے حلق بسمل بنا ہی خود حلقہ آستیں کا

تڑپ یہ پوچھو دلِ تپاں کی کہو نہیں تم سی کہاں کہاں کی
اسی سے ہی گردش آسمان کی اسی سے ہی زلزلہ زمیں کا

ذرا بھی ممکن نہیں روانی ضعیف سے ہے مرگ ناگہانی
کہ صورتِ اشک ناتوانی جہاں گرا ہیں ہوا وہیں کا

چھپائیں محشر میں کیا گنہ ہم گواہ اعضا ہیں اپنے باہم
یہ ہاتھہ خود اپنے حق میں ہیں سم ہر ایک ہی سانپ آستیں کا

جہان سر پہ اوٹہا رہا ہون جنون مین دہوم مچا رہا ہون
جو وحشت مین خاک اوڑا رہا ہون تو دماغ گردون پہ ہی زمین کا

جو دم بخود ہون لحد کی اندر ضرور ہون کچہہ نشان باہر
مزار پر سرمئی ہو چادر مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

نہ صحبتون کا خیال پوچہو نہ میرے دل کا ملال پوچہو
نہ اگلے وقتون کا حال پوچہو یہ آئینہ تہا کسی حسین کا

کرم مین ہمکو غضب مین ہمکو کیا جو ممتاز سب مین ہمکو
تمہاری دشنام و لب مین ہمکو مزہ ملا زہر و انگبین کا

کرے نہ کیون یار ہم سے عزا وہ نور ہی خاک سے مبرا
کہان وہ سورج کہان یہ ذرا کہ فرق ہی آسمان زمین کا

جو حلقۂ زلفون کا ہاتہہ آیا تو مشک نافۂ ختن کا پایا
جو کاجل اون آنکہون کا چہڑایا تو مشک پایا غزال چین کا

مین اوسکی سنتا نہین مزا ہی وہ میری سنتا نہین بجا ہی
ادہر بہی ہان ہان کا غل مچا ہی جو شور ادہر ہی نہین نہین کا

یہ ہونٹہ دونون ہین قند و شکر مین صاف کہدون تمہارے منہ پر
دیا ہی بوسہ ترش جو ہوکر تو ذائقہ ہے سکنجبین کا

جو اشک خون متصل گیا ہی اوسی مین ہر لخت دل گیا ہے
کہ بہتے پانی مین مل گیا ہی پتا سلیمان کی نگین کا

یہ کہینچتا ہے پہلے یہان سی تو جا کی محشر مین اونکو پہانسے
نہ بخیۂ خون عاشقان سے چہٹے گریبان آستین کا

کہلا وہ باغ خلیل ہوکر بنا سر طور نخل اخضر
ہوا سے جہڑ کر گرا زمین پر جو ایک پہول آہ آتشین کا

ہزار صحبت ہو اون سے بد ہیں بدون سے نیکون کو کیا ہی مطلب
کہ تلخی زہر نیش سی کب مزہ بدلتا ہے انگبین کا

یہ کیسی ضد ہے یہ کیا رکہائی ہمین بہی اک چال ہاتہہ آئی
کرینگے اب تم سے ہاتہا پائی جواب کیا اس نہین نہین کا

یہ لاغری اب ہے خار دامن کہ اوٹہہ نہین سکتا بار دامن
جو پاون اپنا ہی تار دامن تو ہاتہہ ہی تار آستین کا

ہمین جہنم سی خوف ہے کب کہ اشک ٹہنڈی ہین اپنے بیحد سب
خزانہ آنکہون کا ہی یا لب بہرا ہی فوارہ آستین کا

تعلق اونسی جو ہمسے رکہا تو ہمنے ربط اوسکی دم سی رکہا
نہ کام دیر و حرم سے رکہا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا

میان محشر ملالتون سے مین شمع ہون دل کی حالتون سے
کہ پاون تک سو خجالتون سے عرق بہا ہی مری جبین کا

سخن کو قدر اوج دے زبان سی کہ تخم افشان ہو لامکان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

۲۱ اسی منہ پر زاہد خشک نے ہمین سبز باغ دکھا دیا | نہ ملا دیا نہ دکھا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا

اوسے مین نے دل جو دکھا دیا مجھے اوس نے چہرہ دکھا دیا | اوسے مین نے آئینہ لا دیا مجھے اوس نے آئینہ لا دیا

یہ لگائین قبر کو ٹھوکرین کہ لحد سے مجھکو اوٹھا دیا | ابھی آنکھ لگ گئی تھی ذرا ابھی آکر اوس نے جگا دیا

کبھی لائے ابرو دن پر وہ بل کبھی لب سے لب کو ملا دیا | کبھی مار ڈالا اشارے مین کبھی یکدم مین جلا دیا

وہ تو دل تھا زلف سیاہ مین جسے یون سنائی جلی کٹی | وہ اندھیرے گھر کا چراغ تھا جسے منہ سے تمنے بجھا دیا

چھری ہجر نے تو نہ پھیری تھی ہوئین دتی روتی وہ سرخ کیون | مری آنکھ تم ملو تلوون سے کہ تمھین فریب حنا دیا

جو تو بوئیگا وہی کاٹیگا جو کریگا تو وہ بھرے گا تو | ترے کام کچھ بھی جو آئیگا تو ہمین کا تیر الیا دیا

جو نہیں ہے درد دل و جگر تو جلی کٹی مین کہان اثر | جو نمک ملا نہ کباب مین تو کباب نے نہ مزا دیا

نہ سنونگا سمع انھم اب کیا واعظون نے بڑا غضب | کہ لہو جگر سے اوبل پڑا مرا شانہ اتنا ہلا دیا

شب ہجر مین گرے اسیر ہم کہ اٹھینگے روز قیام کو | وئے روز صدمون پہ صدمہ وہ کہ قد بلند نے ڈہا دیا

یہ تو اپنی اپنی ہین قسمتین کہ ہزار دن ہاتھ خدا کے ہین | مجھے بوسہ لب کا دلا دیا جو خضر کو آب بقا دیا

نہ حکومتون سے تو بل کی لے نہ سخاوتون پہ گھمنڈ کر | جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تجھکو دیا دیا

جو دل اپنا مانگتا ہون تو اوسی توڑنے پہ جو آتے ہو | نکل آئے خانہ کعبہ سے کہو کعبہ تم نے نہ ڈہا دیا

ادہر آؤگے کہ نہ آؤگے کہو سینہ مجھ سے ملاؤگے | مرا داغ دل بھی مٹاؤگے کہ مجھی کو تمنے مٹا دیا

وہ لگایا منہ وہ لگا یا منہ وہ لگا ما منہ کہ بنایا منہ | وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ رلا دیا

وہ نظر تمہاری ادہر ملی وہ جگر سے تیر گزر گیا | وہ پلک تمہاری ادہر اوٹھی وہ نشانہ تمنے اوڑا دیا

مجھے ایک عالم نزع ہی نہ مرونگا مین نہ بچونگا مین | ترے لب نے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا

تری باتین نقش جگر ہین پہ پھپھولے پھوٹ چکے مرے | یہ جلا دیا یہ کڑہا دیا کہ مرا کلیجا پکا دیا ؎

نہ تمہین گلہ نہ ہمین گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ | تمہین چہرہ چاند سا دیدیا ہمین تم سا ماہ لقا دیا

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا تو پھر اوسکا ذکر ہی روز کیا
بھلی پے دل مین سمجھتے تم کہ فقیر کو جو دیا دیا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجاب راز کی بات ہے
کہو تمکو **قدر** نے کیا دیا کہو تمنے **قدر** کو کیا دیا

۱۵ مستی پہ تو جو مائل اے گلبدن نہوتا
اک نقطۂ سیہ بھی تیرا دہن نہوتا

افلاس مر گئے پر اتنا سلوک کرتا
شرمندہ مجھسے یا رب دزدِ کفن نہوتا

تیرا خیال ہر دم ہے جان و دل سے مجھکو
کب تک خیال تجھکو اے جان من نہوتا

سچ کہتے ہین مہندس ہر خط کی حد ہی نقطہ
میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا

مستی مین تم دکھاتے اوسکو اگر نہ آنکھین
نرگس کا فصل گل مین نشا ہرن نہوتا

مرنے پہ بھی جو میرا سوز جگر بھڑکتا
ہرگز نصیب مجھکو دو گز کفن نہوتا

ملتا نہ چاہِ یوسف آج اپنے ڈوبنے کو
کیا تھہرا جو اوسکا چاہِ ذقن نہوتا

اوس چشم سرمگین کی تیر نظر جو پڑتی
زخمون مین مثلِ غنچہ ہرگز دہن نہوتا

جو کلبۂ سیہ پر میرے نہ سورج آتا
ہندوستان بھر مین سورج گہن نہوتا

سلطانِ عاشقی کا سکہ اگر نہ پڑتا
دنیا پر داغِ غم کا اتنا چلن نہوتا

کس کام کی مجہ رونق بدنامیان ہون جسمین
مین مثل مہر یارب داغِ وطن نہوتا

اوس زلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی
پیدا ختن مین ہرگز مشکِ ختن نہوتا

باغِ جہان مین اے گل اکدن جو آپ تنتے
سروِ چمن نہوتا یا نارون نہوتا

بلبل کبھی نہ بنتی مقتل مین روح اپنی
تلوار مین جو تیری قاتل چمن نہوتا

قاضی کو کیا تردد مفتی کو کیا علاقہ
کیا **قدر** عمر بھر تک توبہ شکن نہوتا

۱۶ تجھے قول کا دھیان ذرا نہ رہا مجھے تجھ سے یقین وفا نہ رہا — مرا ہوش ہوا کہ بجا نہ رہا مرا دم ہوا تو کہ رہا نہ رہا

کبھی مر کے بھی آہ تھمی نہ رہی کبھی سوز جگر کی کمی نہ رہی — کبھی قبر کی خاک جمی نہ رہی کبھی سبزہ لحد کا ہرا نہ رہا

یہی دھیان تھا ہی بت تنگ دہان کہ کرونگا مین شکوۂ ہجر بیان — یہ وصال مین چپ سی ہی تو نے زبان کہ زبان مین کوئی گلا نہ رہا

جو گرفتہ میرا دل مردہ ہوا کرے آہ و فغان نہ یہ گردہ ہوا — مرا غنچہ غم یہ فسردہ ہوا کہ گذار نسیم و صبا نہ رہا

ہین عزیز مجھے دل و اشک روان یہ ہی نور نظر وہ ہی راحت جان — کبھی آنکھون سے یہ بھی ہوا نہ نہان کبھی سینے سے وہ بھی جدا نہ رہا

رہی ہجر و وصال مین بے حرکت کہ نہ تاب تھی مجھکو نہ تجھکو سکت — ترے جسم لطیف سے سایہ صفت مین جدا بھی ہوا تو جدا نہ رہا

مری تان پہنچی تھی تا بفلک مری آہ پہ کرتے تھے وجد ملک — مری ضعف سے ہجر مین سانس تلک وہ سکت نہ رہی وہ گلا نہ رہا

تن و روح کی شکل ملا ہی رہا مری حبل ورید مین آ ہی رہا — شب و روز گلے سے لگا ہی رہا کوئی دم نہین مجھ سے جدا نہ رہا

کہین بات کا پاس نہ آج رہا یہ بلا و چھٹے یہ رواج رہا — نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ رہے نہ زمانہ رہا

تری در پہ جو سر تھی کٹائی ہوئے وہ پڑی ہین لہو مین نہائی ہوئی — رہی لالہ کی شکل بنائی ہوئے کوئی زخم تن شہدا نہ رہا

ہین وجود و عدم مین ہان کمر ہی غیب و شہود کا نہین اثر — نہ یہ جسم سے جائین نہ آئین نظر کوئی ایسا بقا مین فنا نہ رہا

ہی تمہارے مریض کا حال عجب بھری بیٹھے ہو تم یہ بڑا ہی غضب — کوئی گالی ملے کوئی بوسۂ لب کہ مقام دعا و دوا نہ رہا

تری حلقہ زلف نے پیچ کئے تو دلون نے بھی راستے گھیر لئے — دم حبس ناز جو کھو دئے کوئی قیدی زلف دوتا نہ رہا

رہی رنگ جمی ترے زیر قدم جو قدم سے چھٹی یہ فنا ہوئے ہم — کہ ہمارا نشان بھی تا بعدم کہین صورت رنگ حنا نہ رہا

ملے غمزہ و ناز و ادا جو مجھے نہ بچا کیا یہ ستم ہی بنا — مرا دعوی خون بھی پیش گیا کہ قصاص کسی پہ روا نہ رہا

وہی ہوش و خرد ہین نظر ہی وہی دل قدر وہی ہی جگر بھی وہی
وہی یار و عزیز مین گھر بھی وہی جو چلے گئے آپ تو کیا نہ رہا

جو شہید نگاہ جفا نہ رہا تو سہاگ کا اونکے پتا نہ رہا — وہ یہ رو دئے کہ سرمہ ذرا نہ رہا وہ یہ پیٹے کہ رنگ حنا نہ رہا

رہ عشق سہتی مین غم یہ غم کہ پتا نہین غم کا بتائین جو ہم — ہوا آبلہ بلا ایسا بہم کوئی آبلہ کف پا نہ رہا

شبِ وصل مین منہہ ترا دیکھتے ہی مری آنکھہ سی لڑ گئی آنکھہ تری
کہ نقاب کے ساتھہ پلک ہلی وہی کوئی پردۂ شرم و حیا نہ رہا

حق و ناحق اگر ہی یار جفا تو منا یا کرین اوسی اہل وفا
کہین چھوٹے جو عادتِ جور و جفا تو وسیلۂ مہر و وفا نہ رہا

جو جفا کشِ غمزۂ دیدہ رہا وہ اجل کا نہ دیدہ شنیدہ رہا
جو نگاہِ ادا کا شہید رہا وہ نشانۂ تیرِ قضا نہ رہا

ارے پہاہا اوٹھا مری کان نمک شدہ ٹیس ہی نہ جلن نہ تپک
تو نمک سے زخمِ جگر یہ چھڑک کہ تپش کا ذرا بھی مزا نہ رہا

کبھی رنج سی ہو تا ہی کام روا کبھی داغ سی ہوتا ہی درد سوا
ہوئی سوزشِ دل مرحق مین دوا کہ کلیجے کا زخم ہرا نہ رہا

جو زمانے کے ربط کو ترک کیا نہ پہنسے کبھی ہم تہِ دامِ ریا
جو تعلق خلق کو چہوڑ دیا کبھی دام و قفس مین ہما نہ رہا

مجھی سیکڑون آپ نے داغ دئی کبھی ہینے کسی سی بہی شکوی کئے
کوئی شکوہ نہین ہے جو بوسے لئے کہ عوض تو رہا جو گلا نہ رہا

مری سینہ سی لگ کے وہ سرو سہی یہی کہتا ہی مجھہ سی کہ کہہ تو سہی
تری سوزشِ دل ابھی ہی غم رہی ترا دردِ جگر رہا نہ رہا

ہوا آپ جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملال ہوا
جو سنا تو اونہین بہی خیال ہوا کہ کوئی بہی قتیلِ ادا نہ رہا

جو شباب مین غنچۂ دل نہ کہلا تو بڑہاپی مین ہی مجہو دکہہ ہی ملا
کرون فصلِ بہار کا کس سے گلا کہ خزان مین بہی مین تو رہا نہ رہا

ہمین غیر و یگانہ کڑہاتی ہے یونہین کوئی نہ کوئی ستاتا رہے
کہ رقیب ہے منہہ کو بناتی رہے کبھی یار جو ہے خفا نہ رہا

خطِ سبز کو دیکھہ کے بر سرِ لب ہی بوسۂ لب کی نہ دل کو طلب
ملے خضر سکندرِ روم کو جب تو وہ تشنۂ آبِ بقا نہ رہا

رہے صبر و ستم مین ذرا نہ کمی ہوئی خوب فراغتِ تازہ دمی
رہا لستمار لگا تو چھری نہ تھمی وہ چھری جو تھمی تو گلا نہ رہا

دلِ **قدر** جو تجھہ پہ نثار ہوا تو کہین بہی نہ اوسکو قرار ہوا
جو بتون کی گلی مین گزار ہوا تو وہان بہی وہ مردِ خدا نہ رہا

۱۴

مرے نامۂ عمل مین نہ ذرا صواب نکلا
مرے دل سے روزِ محشر خطرِ حساب نکلا

وہ لحد پہ میری آئے تو نقاب ولٹ کے بولے
اجی اب تلک نہ جاگے اوٹھو آفتاب نکلا

ہوے شق جو گرمِ پہلو تو دل و جگر کے بدلے
اک ادہر کباب نکلا اک اودہر کباب نکلا

ترے سیکدے سے ساقی ہمین ناامید جائین
جو کوئی یہان سی نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سے اشک ٹڈا جو مثال موج دریا
تو گرہ گلے مین ہو کر وہ دُرِ خوش آب نکلا

جسے اپنا فخر سمجھے اوسی دل نے ہمکو کھویا
جسے بہا گوان جانا وہی گھر خراب نکلا

کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض
کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا

گئی گل خزان مین بالکل نہ رہا چمن مین بلبل
نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا

جو دل و جگر جلائے تو سخن بنے کی روانی
جو گلون نے جوش کھایا تو کہین گلاب نکلا

بڑہی اپنی حد سے ظالم تو بل اوسکا کیون نہ نکلے
جو کھنچی وہ زلف پیچان ہین پیچ و تاب نکلا

سنی آہ و اشکباری دل و چشم کی تو بولے
کوئی اور قصہ چھیڑو یہ خیال و خواب نکلا

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
ابھی دل یہ تھا ہمارا ابھی بے حجاب نکلا

جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی اونکی نفرت
جسے ناز کہہ رہے تھے وہ ترا عتاب نکلا

مرے سر پہ **قدر** برسا وہی بنکر ابر رحمت
جو مین حشر مین لحد سے بہت آب آب نکلا

۲۲

پڑی ہو کیون **قدر** منہ لپیٹے ذرا بتاؤ تو حال دل کا
نہ منہ سے بولو نہ سر سے کھیلو کٹے گا کیونکر ملال دل کا

تمہارے دل پر خود آئینہ ہے کہون مین کیا تم سے حال دل کا
کہ دل سے ہوتی ہے راہ دل کو نہ کیون ہو دل کو خیال دل کا

وہ محو آئینہ ہو رہے ہین اس آئینے پر ہے کم توجہ
وہ خال و خط مین پھنسے ہوئے ہین خیال ہی ہے خیال دل کا

پڑینگے کسکے گلے مظالم یہ اوسکا ظالم وہ اسکی ظالم
جگر کا خون دل کو شیر مادر تو ہمکو ہی خون حلال دل کا

نہ تیغ ابرو کا ہمکو ڈر ہے نہ تیر مژگان کا کچھ خطر ہے
ہمیشہ سینہ یہان سپر ہے تو حوصلہ کچھ نکال دل کا

اور ہے مین گستاخ ہونگا جسدم تو پہلے مانگونگا لب کا بوسہ
وہ مجھسے بے شرم ہونگے جسدن تو پہلی ہوگا سوال دل کا

عجیب دلکش ہے طاق ابرو ہے کعبہ اپنا تو لوا
جدہر اشارہ ذرا کرے تو نہ رخ پہر کیا مجال دل کا

تم اپنی زلفون مین اسکو جانان سمجھ لو ایک آدہ شب کا مہمان
تمہین بتاؤ کہ کیا بہر سا ضعیف و لاغر نڈہال دل کا

اودہر گلستان مین پہول نکلین ادہر پڑے ہین داغ میرے دلپر
اودہر چمن مین بہار آئی ادہر ہو چہرہ بحال دل کا

بھنور ہی جاہ ذقن تمہارا پڑ ہا کے دیتی نہین سہارا
کہ اوسمین مچہلی ہے دل ہمارا تو دام گیسو ہی جال دل کا

ہی دل کو تیرا خیال ہردم تجھے بہی آتی ہی یاد اوسکی
ہی اوسکو ہر وقت یاد تیری تجھے بھی کچھ ہی خیال دل کا

ہمارے سینے پہ کان رکہکر ذرا سنو نالہاے دلکو
قفس ہے یہ سینہ مشبک کہ اسمین ٹپہتا ہی لال دل کا

وہ زلف پیچان سے اوڑ چلا تہا تڑپ تڑپ کر پھڑک پھڑک کر
یہ دام چارو نطرف سے لپٹا کہ پھنس گیا بال بال دل کا

ادہر ہوا جذب اسکو پیدا اودہر وہ سینہ سے آگے لپٹے
یہ بارہا آزما چکا ہون ہین کشف دلکا کمال دل کا

تمہاری زلفین لٹک رہی ہین جو انمین ہوتا تو گر ہی پڑتا
تم اپنا جوڑا تو کہول ڈالو اسی مین ہی احتمال دل کا

نہ پوچہیے حال ناتوانی کہ آہ و نالہ سے تہی گرانی
بس ایک ہچکی تہی اوسکو آئی کہ ہوگیا انتقال دل کا

تپش قیامت ہے آہ محشر نہ پہول بلبل برای گل تر
کہ تو نے دیکہا سنا نہین ہے ہجوم غم مین ہے حال وقال دل کا

تمہاری ابرو پہ ہے خود فدا ہی تمہارے تلوی کی خاک پا ہے
مزاج کیا خستہ حال دلکا دماغ کیا پایمال دل کا

ہمارے سینہ کو مول لیکر سنگار دان اپنا تم بناؤ
ہے اسمین زخمی جگر کا شانہ تو آئینہ بے مثال دلکا

کبہی ہے سودا کبہی ہی الجہن کبہی پریشان ہین ہمہ تن
تمہاری زلفون پہ مشفق من پڑا ہی بیشک وبال دلکا

بہار آئی ہی ابکی ایسی کہ جوش وحشت سے شق ہی سینہ
مرے سنبھالے نہین سنبہلتا یہ رنگ ہے ابکی سال دل کا

بھرے ہین وہ ہم سے خیر بہتر ہم اون سے اے قدر ہین بکدر
ہمین جہان مین نہ قحط دلبر نہ اونکو دنیا مین کال دلکا

ردیف باے موحدہ

۱۷
شک نہین قامت ہے نیزہ روے انور آفتاب
حشر ہے اک نیزے پر آیا اوتر کر آفتاب

غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب
لاکہ گردش کہاے گردون لاکہ چکر آفتاب

کان کے مالے مین روی یار کی دونون طرف
ہو گیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب

جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرائش نہین
کچھ نہ اوڑھی ہے نہ کچھ پہنے ہے زیور آفتاب

دور ساغر ہم تلک پونہچا نہ ساقی یا نصیب
جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب

مہر چون ہالہ نشیند قتل سرداران کند
دل رئیس و ہالہ خط و روے انور آفتاب

الحفیظ اے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ
بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب

زیر گیسوے سیہ چہرہ تماشا ہو گیا
دیکھتا ہون مین تہ بازوے شہپر آفتاب

چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہین
سبزہ کرتین ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب

آپ کی اولٹی سمجھ سے خلق مین اندہیر ہے
آپ دن بھر چاند بنجاتے ہین شب بھر آفتاب

حسن کو عالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہی خاک
پاؤن کے نیچے ہین ذرے اور سر پر آفتاب

رات دن روشن ہے گھر ساقی عالی ظرف کا
ساغر سیمین قمر ہے ساغر زر آفتاب

ایک سینے سے چھپاؤن کس طرح داغ فراق
دیکھئے چار آسمانون سے ہے باہر آفتاب

شام کب ہو گی وہ کب آئینگے اے گردون دون
ہو گیا کیسا مری چھاتی کا پتھر آفتاب

جو حسین نکلا زمانے مین وہ ہرجائی ہوا
دیکھئے پھرتا ہے گھر گھر چاند گھر گھر آفتاب

صبح کو کر دے شب دیجور تیرا عکس زلف
چاند کو کر دے فروغ روے انور آفتاب

اب نچھوڑونگا مین دامن قدر کر دن پھیر دے
آپ نے پھیرا ہے یا ساقی کوثر آفتاب

۱۹

نبض کی شکل ہے رگ رگ مرے قاتل بیتاب
اب تو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب

رقص بسمل کبھی کا ہے کو نظر آیا تھا
ہو گیا مارے ہنسی کے مرا قاتل بیتاب

مجھسے فرماتے ہین لے رکھ لے کلیجے مین اسے
ہے اگر خنجر ابرو پہ ترا دل بیتاب

عشق مین دل کی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی
عرش تک مجھکو اوچھالا یہ ہوا دل بیتاب

منزلین عشق کی رہ رہکے تڑپ کر کاٹین
مثل بسمل مین ہوا ہر منزل بیتاب

ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری تڑپ
جگر و دل ہین مری شکل جلاجل بیتاب

اہین وہ کھینچون کہ شعلے کیطرح کانپ اوٹھین
بات جب ہے کہ وہ خود ہون سر محفل بیتاب

یہی دو تین وہ القاب مجھے لکھتے ہین
عاشق و مضطر و خود رفتہ و بسمل بیتاب

اور نکھار کرو تم لوٹ مجھے برباد کیا
ابتو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب

یہ وہ موقع ہے فرشتونکی قدم ڈگتے ہین
سچ ہے کر دیتے ہین یہ زہرہ شمائل بیتاب

مایہ دارون سے کوئی کام نہ نکلا اپنا
پیاس کے مارے ہوئے ہم لب ساحل بیتاب

ہنسکے بولی ابھی مسی ہے نہ کنگھی چوٹی
بہاڑ مین جا جو ہوتا ہے ترا دل بیتاب

واعظو قلقل مینا جو کہین سن پاؤ
حال وہ آئی کہ محفل کی ہو محفل بیتاب

واہ اے حضرت موسی تمہین بہی دیکھ لیا
اجی ہوتے ہین کہین عاشق کامل بیتاب

اپنا مکھڑا جو ہیو کا سا اوسی دکھلادو
مثل سیماب ہو تم پر مہ کامل بیتاب

تم جو آؤگے تکل آئینگے انشاءاللہ
قبر شق ہوگی ہماری جو ہوا دل بیتاب

ساربان قیس کی تربت پہ ذرا ناقہ روک
اے لیلی ہے پس پردہ محمل بیتاب

گرم رفتاری و رخسار و قد و لب سے ترے
کبک و پروانہ و قمری و حنا دل بیتاب

رشک فرماتے ہین یہ قادر کا رونا نہ گیا
جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

۲۷
ویران گھر کیا تو مجھے خانمان خراب
یارب ہو میرے گھر کیطرح آسمان خراب

ہے ذکر بوسۂ لب شیرین بیان خراب
ہوگی چٹورپن سے ہماری زبان خراب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہار مین — کچّی کلی ہے یہ نہ کرا ے باغبان خراب
کوے بتان کی راہ مین لوٹی گئے ہین دل — کعبے کے راستے مین ہوا کاروان خراب
شمشاد و سرو سدرہ و طوبیٰ کی اصل کیا — اوس قد پہ ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب
کیا عشق مین بجا رہین عقل و حواس و ہوش — فصل خزان مین ہوتے ہین برگ خزان خراب
موے کمر کی فکر مین ہین موشگاف تنگ — ہین نکتۂ دہن مین ترے نکتہ دان خراب
لیلیٰ کو قیس محمل دل مین اوتار لے — ناقہ لئے پہرا ہی کرے ساربان خراب
گلبرگ ہین نفیس مگر خار سخت ہین — ہو نطفہ اونکے لاجواب ہین پر گالیان خراب
وحشت سے زندگی مین خرابہ تہا اپنا گھر — اب گور بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب
سر کا شراب تلخ کے بدلے لنڈہا دیا — ساقی ترش مزاج ہے پیرِ مغان خراب
بے نام و بے نشان ہین نہ پوچھو ہمارا حال — برگشتہ بخت و بیوطن و خانمان خراب
کیا دید کیجئے کہ نہین تھمتے اشک چشم — کیا جوڑ لئے نشانہ کہ ہی دیدبان خراب
مجھکو لحد مین رکھ کے ہین یون دوست منتشر — جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب
پھیری جو تمنے آنکھ تو دفتر اولٹ گیا — لو ہو گیا خرابۂ کون و مکان خراب
دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر — ہین اس سیاہ خانے مین اہلِ زبان خراب
برباد لاغری سے ہین برگِ خزان کی مثل — مانند بو ہین باغ مین ہم ناتوان خراب
اوبلینگی جب فراق مین اپنی تنور چشم — طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب
ہین جان و جسم وقت جسمی لحد مین ہیچ — لیلیٰ تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب
شیرین پہ منحصر نہین اہلِ وفا بہت — اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب
حالِ حواس خمسہ کہون کیا مین عشق مین — تلپٹ تباہ خاک سیہ رایگان خراب

اوڑتے ہین آسمان و زمین سے مرے حواس
راہ بلند و پست یہین ہے کا روان خراب

مکھڑا ہے تیرا چاند سا ماتھا ہلال سا
پر چال ڈھال سے ہے صفت آسمان خراب

ہوگا ہماری آہ سے برباد آسمان
کر دے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب

چھایا ہے دل پہ رنج و غبار گذشتگان
ہون گرد کاروان سے پس کاروان خراب

اے طفل اشک تجھپہ دل و چشم ہون نثار
گھر در ترا بھی ہے کہین او خانمان خراب

اے **قدر** ساتھہ چھوڑ دیا قافلے کا کیون
اب ہو بھٹک بھٹک کے پس کاروان خراب

۱۵

آپ کی تقریر لاثانی دہن سے ہے لاجواب
پہر جواب اسپر ندو مجھکو تو اسکا کیا جواب

وصف زلف و لب مین یہ ساری غزل ہی لاجواب
ہان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب

فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانی گر چلے
لو جوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب

تینون باتونمین جو کچھہ ہونا ہی جھٹ پٹ ہو بھی جائے
یا تو مجھسے وعدہ کر یا مے دے ساقی یا جواب

بل پڑا ابرو پر امید نگاہ لطف مین
کیا ہمارے سید ہے مطلب کا تہا یہ ٹیڑھا جواب

تو پیمبر عاشقونکا ہے لئے جاتا ہے خط
یادون تیرا درمیان ہے جلد قاصد لا جواب

بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ
کاش مجھکو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب

کیا چھپے حق سے کہ دست و پا ہین یار آستین
مین چھپاؤن کیا کہ دیتے ہین مرے اعضا جواب

آتی ہے سنگین دلونکو کب کڑی باتونکی تاب
جو کہو وہ کوہ سے پہر کر ملے اولٹا جواب

پرزے کرکے اک لفافے مین مجھے بھجوا دئے
یار نے خط کا مرے بھیجا تو یہ بھیجا جواب

دیکھئے آئی نہ آئی مین وہ کیا لکھتے ہین اب
ورنہ خود جاؤنگا مین ٹھیرا ہوا ہون تا جواب

دوسری بھی کھچتی ہی جب ایک کھینچ جاتی ہی تیغ
ایک ابروے یار کا ہے ایک ابرو کا جواب

پوچھو جو سوسن سے ہے تم مسی ملی ہونٹھونکا وصف
دس زبانین ہون تو دے سکتا نہین گونگا جواب

حال یہ ہے تیرے بیمار لب خاموش کا
پھرون چلایا کرو مطلق نہین دیتا جواب

ہند مین اے **قدر** غالب کا کوئی ثانی نہین
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و لاجواب

۲۳

ایک دن بولے کہ تمسے ہے مجھے انکار کب
پھر تو موقع پا کے مین نے بھی کہا اے یار کب

ہجر مین جب سو گئے النوم اخ الموت ہے
بخت خفتہ کیطرح ہوتے ہین ہم بیدار کب

یہ ڈر پڑی اب ہمارے رو کے سے کب کہتی ہے
اشک تھمتے ہین بھلا اے یار بے دیدار کب

موت لیجائے کہین اسکو نہ تنہا مار کر
دوڑ اے غم دوڑ بھی پھیرے کی جان زار کب

آنکھہ رونے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو
کوئی شے اوسنے بنائی جسم مین بیکار کب

یار ہو یا حور ہو نزدیک ہو یا دور ہو
بند رہتے ہین کسی پر طالب دیدار کب

جھولتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے
سان پر چڑھتی نہین قاتل تری تلوار کب

کھل گیا عشق مجازی مین ارے مست الست
تھا بلے کہنے مین اے دل یہ ترا اقرار کب

پھر رہا تھا آنکھون مین اٹھلا کے چلنا آپ کا
دم مری آنکھون سے نکلا دفعتہً اے یار کب

جانور ہین قمری و بلبل جو ہین تمسے خلاف
سرو مین رفتار کب غنچون مین یہ گفتار کب

اونگتے کو ٹھیلتے کا اک بہانہ چاہیئے
لیچلین کھٹی یہ پھر زاہد کو ہے انکار کب

سینہ دے دیکر پہنچتا ہون دل معشوق مین
چور بن بنکر ٹھہرتا ہون پس دیوار کب

دل چرا کر عاشقون کا ٹھاٹھہ بدلا آپ نے
اونچا جوڑا باندھتے تھے آگے تم اے یار کب

ابر ہے گلشن ہے ساقی ہے مے گلرنگ ہے
خاک ہے سب دل بہلتا ہے بھلا بے یار کب

رحم آتا ہے مجھے ہلکان دونون ہو گئے
لڑ چکین گے یا الٰہی کافر و دیندار کب

ہم نے کب چہیڑا تمہین تمنے ہری کب مان لی
پاس اوٹھے بیٹھے ہو کس دن کس گھڑی آیا رکب

آسمان کی اوسطرف سا کہا ہے تیر آہ کا
یہ توے کو توڑ کر نکلا نہین اس پار کب

دیکہنا دو ایک بوسون مین نکہر جائیگا حسن
روپ پر آیا ابھی آئینۂ رخسار کب

آنکھون کے بوسے لپٹکر لینگے اے ساقی ضرور
مانتے ہین بے پیئے سرکار کی میخوار کب

ہمکو بلبل اور ہم بلبل کو سمجہاتے ہین یوہین
کوئی دل بے رنج کب ہے کوئی گل بیخار کب

کب بنینگے وہ لب رنگین ہمارے خون ست
قتل کا بیڑا اوٹھائیگی تری تلوار کب

خلق مین یا قبر مین یا حشر مین یا خلد مین
طالب دیدار کو دکہلاؤ گے دیدار کب

آسمان ٹلجاے پر یہ ہرگز نہین ٹلتا ہے قدر
ڈٹ گیا ڈیوڑہی پر اب اوٹھتا ہی میرا یار کب

٢٥
داغ جو کہاے عندلیب نقشے جماے عندلیب
رنگ یہ لاے عندلیب گل مین سماے عندلیب

دل ہے بجاے عندلیب نالہ صداے عندلیب
طرز اوڑاے عندلیب مجھکو نہ پای عندلیب

پہول سے گال کہولکر جاتے ہو باغ کو مگر
دہوکے مین دیکھو دوش پر بیٹھ نہ جای عندلیب

جب غم گل مین سانس لی ذکر ترا ہوا جلی
سنگئی پہول کی کلی قبلہ نماے عندلیب

اونکا جنون ہے ساختہ ہم ہین حواس باختہ
طوق نہ پہنے فاختہ خار نہ کہاے عندلیب

خون وفا کا جوش ہے اب وہ عبث خموش ہے
گل ہمہ تن تو گوش ہے شور مچاے عندلیب

اُف رے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس
گل کی جگہہ ہین خار و خس پر ہین بجاے عندلیب

ہاتھہ ہی پہولونکی چھڑی اونگلی ہر اک سے ہے پہلجھڑی
چہیڑ و ستار جس گھڑی نکلے نواے عندلیب

جب گل و غنچہ باغ کے چننے کو باغبان چلے
اپنی کلی کے نام سے پر مین چہپاے عندلیب

ہم نے کئے ہزار غل و سنے اوڑا دی وہ کل
یار مین ہے جفاے گل ہم مین وفاے عندلیب

ہمسے مباحثہ ٹھنے نالوں سے کاڑھی یون چھنے | خیر سے آدمی بنے ہوش مین آے عندلیب
دل مین نہو جو تیرا داغ دلکو کرون مین بے چراغ | بے گلِ تر میانِ باغ آگ لگاے عندلیب
خیر اجاڑ آشیان تو سہی دیکھہ باغبان | بوے میان بوستان چند بجاے عندلیب
فصل بہار کی ہمین منتظری ہے کیا کہین | پتّا جو کھڑکا باغ مین سمجھی صداے عندلیب
دیکھہ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہین گلاب کو | تیرے لبِ شراب کو عکس بناے عندلیب
روتے ہین باغبان تک ہلتے ہین آسمان تک | پوچھے نہ گل کے کان تک آہ رساے عندلیب
عشق کا رنگ دیکھنا خار سے سینہ سب چھنا | غازۂ روے گل بنا خون وفاے عندلیب
روٹھتے ہین دونون ہی ستم اب یہ صلاح ہے ہم | گل کو منائین جاکے ہم اونکو مناے عندلیب
یون ہین رہے جو صلح کل دونون طرف ہوا یک غل | بولین ہزار ہاے گل گل کہین ہاے عندلیب
عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اِک سزا ملی | آتش گل سے جا ملی گرم نواے عندلیب
صحن چمن سے تا بدر گل ہی گل آئین سب نظر | آئے بہار اسقدر بار نہ پاے عندلیب
الفت رخ کا پھل ملا سینے مین تازہ گل کھلا | ٹوٹا جو دل کا آبلہ آئی صداے عندلیب
حسن کو لاکھہ ناز ہو پھر بھی ہی فوق عشق کو | تم سر گل پہ دیکھہ لو رہنہ پاے عندلیب
عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی | چٹکی اگر کوئی کلی آئی صداے عندلیب

باغ تو کوے یار ہے پھول وہ گلعذار ہے
غیر بجاے خار ہے قدر بجاے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

۱۴۴ جانور مین آدمیت ہے میان کوے دوست | ہین سگ اصحاب سے بڑھکر سگان کوے دوست

ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کوے دوست
پاون پہوے خط گرا بہولا نشان کوے دوست

ساتھہ قاصد کے مین جا پونہچا میان کوی دوست
ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کوے دوست

صور کی آواز کو سمجھے صداے پاسبان
حشر مین اوٹھتے نہین افتادگان کوی دوست

میرے سونے نے بنا رکھا تہا محشر زاو سے
میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کوی دوست

وہ بھی دن ہو یا الٰہی یار ہو آغوش مین
مجھسے انعام آکے مانگے پاسبان کوی دوست

مرگ نے گو تفرقہ ڈالا محبت سے وہی
روح جنت کو گئی دل ہے میان کوی دوست

چاندنی کوٹھے چہٹکی شاید اوس رخسار سے
شام سے کیون غل مچاتے ہین سگان کوی دوست

عالم رویا مین ہمکو حج اکبر ہوگیا
سو گئے جب سنتے سنتے داستان کوی دوست

کچھہ سرو پا کی خبر مجھکو نہین مانند قیس
آشیان سر پر بنالین طائران کوی دوست

آب کوثر سے ذرا اپنی زبان دہو ڈالیئے
شاعر کس منہہ سے کرتے ہو بیان کوی دوست

خفتہ بختی سی کہڑے ہو ہو کے راتین کاٹ دین
پاون سوئے سو گیا جب پاسبان کوی دوست

آنکھہ سے دل تک چاد خانہ ہے اوسکے حسن کا
یہ گلی دلچسپ ہے کیسی لبان کوے دوست

قدر جنت مین جو پونہچا ہنسکے رضوان نے کہا
آیئے اے شاعر رنگین بیان کوے دوست

۱۷

چاند سورج نہین رہتے کبھی یکسان دن رات
ایک عالم یہ بھی لیکن رخ جانان دن رات

تہ ابرو ہین رخ و زلف نمایان دن رات
برج میزان مین تلے رہتی ہین یکسان دن رات

دل مین جب جا ہو چلے آو مکان آپکا ہے
باز رہتا ہے در دیدۂ حیران دن رات

کفر و دین ایک ہے تسبیح مین زنار بھی ہے
کیون لڑے مرتے ہین ہندو و مسلمان دن رات

میرے زخمونکو مزہ ہے وہ نمکپاشی کا
خرچ ہو جاتے ہین دس بیس نمکدان دن رات

یاد گیسوین مرے منہ سے جو آہین نکلین
کالی آندہی وہ اوٹھی ہوگیا جانان ذرات

دیکھنا پہاند کے دیوار چلا آوٗنگا
تیری ڈیوہڑی سے سرکتا ہین پیا دہٗ ذرات

صبح سے شام تلک زلف کا مذکور رہا
میرے نزدیک تہا یہ میرا پریشان ذرات

کیا چمکتے ہین یہ قسمت کے ستارے ہر وقت
تم جو ماتہے پہ چنے رہتے ہو افشان ذرات

خشک و تر مین تری الفت نے ہوا باندہی ہے
جابجا بلبل و سرخاب ہین نالان ذرات

دن کو ٹر مارتا ہون رات کو براتا ہون
جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانان ذرات

لب سے رخسار تلک خط ہے نکلتا آتا
وصلیان لکھتا ہے یاقوت رقم خان ذرات

اک سحر ہی سے ترے چاک گریبان نہین
یونہین پہٹ جاتے ہین دس بیس گریبان ذرات

وصف خط رخ گلرنگ کیا کرتا ہون
لکہا کرتا ہون حواشے گلستان ذرات

دانت تارے ہین ہلال ابرو و سر قبہٗ عرش
کہکشان مانگ رخ و زلف پریشان ذرات

حسن کے ساتہہ لگی رہتی ہے سرگردانی
دیکھو چکر مین ہین مہر و مہ تابان ذرات

عشق ہے چاہ ذقن کا نہ دہن کا اے قدر
لوگ یون مچہپر اوٹھا یا کرین طوفان ذرات

١٥

لڑاتا ہے آنکھین گرفتار الفت
نظر بند ہوگا گنہگار الفت

ادھر رمز دلبر ادہر طعن اغیار
ہے اقرار آمیز انکار الفت

وہ آنکھین ہین یا نور کی ہین دکانین
وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت

ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے
ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت

مجھے شیشہٗ دل کا دہڑکا لگا ہے
اوٹھاتا ہے سنگ گرانبار الفت

ہے قد کے تصور مین پتلی مسیحا
کھڑی رہتی ہے سامنے دار الفت

عجب ہنستی ہنتی ہی پیشانی اونکی   نمایان ہین چہرے سے آثار الفت
مجھے اور غیرونکو یکسان نہ سمجھو   کھرے کھوٹے پرکھو تو دینار الفت
غرض آگئی ہاتھا پائی کی نوبت   بڑہی میری اونکی یہ تکرار الفت
ترے دانتون پرجب سے آنکھین پڑی ہین   پلک ہے سحاب گہربار الفت
یہ ہے علم سینہ نہ علم سفینہ   کتابون سے باہر ہین اسرار الفت
وہ ہی تیری آنکھونمین عارض مروت   عجب کیا ہون مشہور بیمار الفت
دعاؤن سے بہتر لگاوٹ کی گالی   گلون سے بھی عمدہ ہین یہ خار الفت
بہلے چنگے مرتے ہین میٹھی بیٹھا کے   ہے مرگ مفاجات آزار الفت

وہ کہتے ہین اے **قدر** سنکر شکایت
بڑے آئے یہ بھی طرفدار الفت

٢٣ کھینچتی ہے پیش گیسو دلبر تمام رات   ہوگی سمت کے تل کے برابر تمام رات
چمٹا رہا جو وہ مہ انور تمام رات   کمرہ تہا اپنا برج دو پیکر تمام رات
ظاہر مین روسفید ہون باطن مین تیرہ دل   باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات
مانگین دعائین سجدے مین سر پھوڑ پھوڑ کر   وہ مہ نہ آیا ہا ہے مقدر تمام رات
افشان چنی جبین پہ جو اے ماہ تا سحر   چمکے ترے نصیب کے اختر تمام رات
کروٹ ادہر بدلتے نہین شکوہ درکنار   آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات
بیحس دہان و چشم کی الفت نے کر دیا   ساکت تمام دن ہون تو ششدر تمام رات
اے رشک ماہ نام کو تیر شہاب ہین   ہوتے ہین تارے تم پہ نچھاور تمام رات
دل مین جو اونکی دید کی آمد تھی شام سے   آنکھین کھلی رہین صفت در تمام رات

تارون سے ہجر یار مین ہیبت ٹپکتی ہے | ہے کوڑیالا سانپ مقرر تمام رات
وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا غشی | مجھکو سونگھائی زلف معنبر تمام رات
وحشت سے مجھکو دیکھکے گیسو قریب چشم | گزریکی اس مریض پہ کیونکر تمام رات
تا صبح تیغ ابروقاتل کا ذکر ہے | ہم یونہین کاٹ دیتے ہین اکثر تمام رات
بیٹھا جو رونے کو مین شب غم مین ایکدم | مثل حباب ترتا پہرا گھر تمام رات
جھومر کا چاند اسکو کسی شب بنایئے | صدقے سے ہے چاند آپکے سر پر تمام رات
ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق مین | پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات
غم نے ہمین زمین کا اختر بنا دیا | ہم جاگنے کے ہو گئے خوگر تمام رات
آٹھون پہر وصال مین عیش و نشاط ہے | عید و شب برات ہے دن بہر تمام رات
اوٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے | بھاری تھی ہجر یار مین مجھپر تمام رات
سرچڑہکے زلف یار مین سرگشتہ دل ہوا | معراج مین پہرے ہین پیمبر تمام رات
خط شام ہے تو آخر شب حید عنبرین | مانگ آدہی رات کا کل دلبر تمام رات
تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر | نو چکیان چلین مرے سر پر تمام رات

اے قدر شام غم سے مجھے بیتی رہین
نہ آسیائے چرخ برابر تمام رات ۹

۱۴۳
چلے آؤ انکھون مین تم گھر کی صورت | بچھا لینا پردون کو بستر کی صورت
کہان دم ہے دیکھہ اپنے لاغر کی صورت | پڑا ہون مین بستر پہ بستر کی صورت
خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا | شب ہجر ہے روز محشر کی صورت
عدو کی تواضع سے غافل نہ رہنا | کہ جھکنے مین اوسکی ہے خنجر کی صورت

گھلے انتظار خط یار مین ہم — بدن ہو گیا تار مسطر کی صورت
جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ — دہکتے رہے داغ اخگر کی صورت
نہ لایا کبوتر خط یار اب تک — دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت
جہان مین جہان آفرین کا ہی جلوہ — اس آئینے مین ہے سکندر کی صورت
سوا آپ کے کوئی دل مین نہین ہے — چلے آئیے گا یہان گھر کی صورت
دلون کا نشانہ اوڑاتی ہین آنکھین — نگہ تیر موے مژہ پر کی صورت
تری گات سے ہے تیری چھاتی کا پتھر — کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت
جنون مین نہ حال وطن ہمسے پوچھو — کہ برسون سے دیکھی نہین گھر کی صورت

سفر مین بھی اے **قدر** یہ آبرو ہے
ٹپکنے مین قطرہ ہے گوہر کی صورت

۱۶

گل سے بہتر ہے یار کی صورت — طوطے خط ہزار کی صورت
مٹکے پونہچے ہین کوے جانان مین — اوڑ کے آئے غبار کی صورت
بوسے کے نام سے اوڑا ہی رنگ — دیکھنا میرے یار کی صورت
زال دنیا بھی ایک قحبہ سے ہے — جسنے دیکھی ہزار کی صورت
نہ خفا ہو کہ گل ہو اے صاحب — کیون اولجھتی ہو خار کی صورت
وہ کمر آنکھون مین سماتی نہین — میرے اس جسم زار کی صورت
بھر رہا ہون جھڑی لگا دونگا — آج ابر بہار کی صورت
کوئی رہکر محل مین بھول نہ جاے — یاد رکھے مزار کی صورت
چاہون تو صاف کھینچ دون تصویر — نقش ہے دل پہ یار کی صورت

غم فرقت سے آب آب ہے دل
دیدۂ اشکبار کی صورت

آنکھین جادو ہین عاشقون کیلئے
خط ہے خط حصار کی صورت

داغ لالے مین چاند مین جھائین
سب سے بہتر ہے یار کی صورت

لاغری دے نہ بوجھہ گردن پر
ہے گریبان کی تار کی صورت

تم بھی اے ماہ پھر گئے ہمسے
فلک کج مدار کی صورت

آج پھر آپ بل کی لیتے ہین
گیسوِ تابدار کی صورت

قدر جب صبح سو کر اوٹھتے ہین
دیکھہ لیتے ہین یار کی صورت

۱۲

اوس شمعرو نے ایک نہ مانی تمام رات
رو یا کیا مین اپنی کہانی تمام رات

قصہ ہمارے سوز کا ہے یاد شمع کو
تمکو سنائیگی وہ زبانی تمام رات

اپنا شب وصال مین کیا رنگ جمگیا
لوٹی بہار باغ جوانی تمام رات

آنکھین سفید ہو گئین مانند آئینہ
تھی اسقدر تری نگرانی تمام رات

روتا پھرا مین یاد مین گیسو کی ہر جگہہ
برسا تمام شہر مین پانی تمام رات

کروٹ بدلئے صبح کا تارا نمود ہے
منھہ پھیر کر نہ سوئیے جانی تمام رات

کھایا کیا جو مین غم گیسو تمام دن
کیسی رہی ہے مجھکو گرانی تمام رات

دامن چھوڑا کے آج سر شام سی گئے
آئے نہ پھر وہ یوسف ثانی تمام رات

اون گیسوؤن کی عشق مین سودا جو ہو گیا
پھر پھر کے خاک دشت کی چھانی تمام رات

پاتا نہین جو نیند مین پہلو مین دل اونھین
کیا کروٹین بدلتا ہے جانی تمام رات

چھیڑون جو اپنا قصہ بہانہ ہو نیند کا
یون دل سے سنیے اور کہانی تمام رات

موقع ملا نہ وصل کا اے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ ظلم کا بانی تمام رات

۲۲

دل تو تڑپے ذقن و زلف سیہ فام بہت
پھر تو جھاڑے کہین بلبل قفس و دام بہت

قہر ہے بیٹھنا آ آکے لب بام بہت
خود تری ذات کریگی تجھے بدنام بہت

تجھسے کہتے ہین کہین ذبح نہ کرڈالو نہین
رکھکے سر زانوؤن پر کرتے ہو آرام بہت

کیا کوئی مجھسا گنہگار نہین دوزخ مین
منہہ پسارے چلے آتے ہین دد و دام بہت

نور معنی مین ہو صورت نہین کام آتی ہے
تھا بلال حبشی ورنہ سیہ فام بہت

زلف یاد آتی ہے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے
ٹیس اوٹھتی ہے مرے دلمین سر شام بہت

سر پہر اونگا ترا دیکھنا اے گردش دہر
کاٹے دونگا تجھے اے ابلق ایام بہت

ایک بوسہ تو دیا آپنے آباد رہو
بس بہت اتنا بہت اے بت خودکام بہت

قیدی زلف کا رہ رہکر اوکھڑتا ہے دم
شب سے ہی خانۂ زنجیر مین کہرام بہت

چشم بینا ہو تو ہے باغ جہان گلدستہ
لالہ رخسار و سمن بوے و گل اندام بہت

اسقدر وصف دہان و کمر یار بڑہا
شعرا شعر مین کہنے لگے ایہام بہت

ایک چلو نہ بہرا خیر چلے اے ساقی
میکدے سیکڑون ساقی گل اندام بہت

آنکھین ہم سینکتے ہین حضرت موسی کیطرح
ابتو وہ بیٹھتے ہین آکے لب بام بہت

ترک چشم سیہ یار سے شہ پائی رہے
کچھہ بلون پہ ہے وہ گیسوے سیہ فام بہت

نہ اونہین ناز سے فرصت نہ ہمین غم سے نجات
مل چکے اونکی طرح ہمکو بھی ہین کام بہت

روز دو جام چڑہاتا ہے خدا خیر کرے
ہو چلا ہے فلک پیر بھی بدنام بہت

عشق گرمانے تو دو حسن چمک جانے تو دو
ہمسے ناکام بہت آپسے خودکام بہت

ہاے صیاد نے کریال مین غلہ مارا
فکر تھی اوسکو ہماری سحر و شام بہت

ایک بوسے پہ بھلا جان مین کیونکر دیدون
کہ رقم آپکی تھوڑی سے ہے مگر دام بہت

جا تو ساقی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا
دھوم بھٹی مین مچاتے ہین مے آشام بہت

آمد و رفت نفس بند نہ کر کہنا مان
اسی مالے پہ مین جیتا ہون ترا نام بہت

قدر رندانہ غزل خوب کہی صلّ علی
رات کیا پی گئے تھے بادۂ گلفام بہت

۲۵
راہ تکی جو تمھاری رات آفت کی رہی بیداری رات
تارے گن گن کے گزاری رات ان آنکھونین کاٹی ساری رات

آئی پہاڑ سی بھاری رات اس ہجر مین پر اندھیاری رات
اتنی بڑھی ہی ہماری رات ایک ایک گھڑی ہے ساری رات

وصل سے گھر ہی پھر نورانی آئی تو پھر اے رحمت جانی
بھینی بھینی بھیگی سہانی میری پیاری پیاری رات

مو باف و نکاہی زنگاری مو کسیہ مین ہین قدرت باری
شام سے آئی رات اندھیاری پچھلے کو ہو زنگاری رات

ابکے چلیگا حیلہ حوالا وصل مین اچھا نخرا نکالا
وعدون مین تمنے دن بھر ٹالا یا تو نہین ساری گزاری رات

زلف کا حلقہ پھر مین لایا آنکھنے جادو اپنا جگایا +
دل کو بچانا میرے خدایا آج ہی اس پر بھاری رات

تمنے خبر لی پھر نہ پلٹ کر آٹھ پہر کیا گزری ہم پر
روئے پیٹے بلکے دن بھر تڑپے او چھلے ساری رات

کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ رو کا سارا
خانۂ دل مین لاکے اوتارا آئی جو اونکی سواری رات

چہرہ دکھا کر ہمکو وہ کافر زلف مین اپنی پھانسیگا آخر
چار ہی دن کی چاندنی ہے پھر آئیگی اندھیاری رات

کچھ بھی عزیز و تاب و تو ان ہے اسکی ہمین برداشت کہان ہے
سنگ مزار سے دن بھی گران ہے یون تو لحد مین ہے بھاری رات

کیسی آنکھ مین چربی چھائی خوب ہنر انگلیر سے پائی
شمع کی لو پر پروانے پر آئی کھنچے ہوئے جو کٹاری رات

دن کو وصل کا جھگڑا چھوٹا شب کو ہجر کا رونا چھوٹا
چلئے اچھا پیچھا چھوٹا آپکا دن تو ہماری رات

صبح نمایان رخ کے سبب تھی مکر کا پتلا چاندنی شب تھی
دھوکے مین رخصت اونکی غضب تھی اف دی تری عیاری رات

دہوپ کا پردہ ہی یہ سراسر دن کا کلیجا جلتا ہی ہم پر
نام کو شبنم گرتی ہے شب بہر کرتی ہی ہمیں زاری رات

بامین نہ دہنے چین ہے تجھکو خواہ ادہر سو خواہ ادہر سو
دیکھہ چکا تو دل کو جگر کو تڑپے باری باری رات

وصل کی شب کل ہمنے منائی آج وہی شب غیر نے پائی
چاند کی صورت سے پہر جائی پہرتی ہی ماری ماری رات

آخر شب سے چوٹی ساری رات ہوئی موباف سے بہاری
آدہی رات سے مانگ تمہاری بال ہین کندہکر ساری رات

سینے مین اک کہرام ہوا لو آنکھہ کے لڑتے ہی کام ہوا
صبح کو کام تمام ہوا وہ پڑگئی دل پہ کٹاری رات

ناحق نشا اوتار رہی ہین ناحق آپ سنوار رہی ہین
آنکھین بال پکار رہی ہین کی ہے کہین میخواری رات

ہمسے غریبون کے گہر آکر کیا کرے دولت وصل لٹاکر
ساتون فلک کے تارے پاکر بنگئی ہفت ہزاری رات

شام سے اوسنے وہ ہوش اڑائے بجھلے سی تالے رنگ وہ لائے
ہم بھی رات سے عاری آئے ہمسے بھی آئی عاری رات

آئینہ خود آئینے کا گہر تہا آئینہ رخ کے جو پیش نظر تہا
خود دل شب مین شب کا گزر تہا زلف جو اوسنے سنواری رات

ٹوٹا دل کا جو چھالا ہمارا عشق خط رخ کہل گیا سارا
ہجر کی شب مین ٹوٹا وہ تارا ہوگئی سب زنگاری رات

تہری شب بہر ہجر کا ہونا ایک تڑپنا ایک سے رونا
سوچ مین تیرے کیسا سونا ڈوبے اوچھلے ساری رات

زلف شب قدر اونکی ہے ساری دلکو پہر اوسمین کیا دشواری
بڑہکے کریگی خود دلداری وہ تو ہی قدر ہماری رات

ردیف ثاے مثلہ

آنکھہ کو سرمہ سے ہے منظور نظر کیا باعث 15
کیون دیا صاد یہ بیکار زبر کیا باعث

اے اجل تو بھی خفا ہوگئی دلدار کی ساتھہ
کوئی آتا نہین دونون مین ادہر کیا باعث

طفل دل دامن گیسو مین پڑا ہے بیمار
لگ گئی کیا تری آنکھونکی نظر کیا باعث

ایک ساعت ترے آنیکی مقرر ہوگی
نیند آتی نہین کیون آٹھہ پہر کیا باعث

آفتاب رخ پرنور کو دیکھا شاید
ورنہ کیون خشک ہو بے دیدۂ تر کیا باعث

عدم آباد کو بھیجو گے سیہ بختون کو
بال لٹکائے ہین کیون تا بہ کمر کیا باعث

سنتے ہین برف مین بھی آگ رہا کرتی ہے
ٹھنڈی سانسو نہین ہو سوز جگر کیا باعث

خاک حاصل ہی ہوا جسکو سمائی ہی یہان
کیون بگولے نہ ہین خاک بسر کیا باعث

کس بداطوار کا دامن ہے اجل نے پکڑا
نیمچا آج ہے کیون زیب کمر کیا باعث

ہو نہین حیران بڑہاپے مین یہ غفلت کیسی
نیند آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث

جان لیتی ہے شب ہجر کسیکی ہر شب
روز پھٹتا ہے گریبان سحر کیا باعث

کسی سرکش کو خدا نے نہ سرافراز کیا
سرو مین کیون نہین آتا ہی ثمر کیا باعث

آتش رخ سے مرا دل تو پھنکا جاتا ہے
تیر گھونگٹ نہ جلا رشک قمر کیا باعث

کیا مرے ساتھ شب ہجر نے پھیری ہی چھری
بولتا آج نہین مرغ سحر کیا باعث

تم ہو بھولے ہوے اللہ یہ شاید اے قدر
ورنہ یون رہتے ہوا عدا سے نڈر کیا باعث

۲۶

بسملون پر لوٹے ہے قاتل عبث
تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث

چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث
جھک کے تو مجھسے نہ اتنا مل عبث

تھی نہ آب خنجر قاتل عبث
ہچکیان لینے لگے بسمل عبث

کرنہ غمزے نے خنجر قاتل عبث
کج ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عبث

مفت مین خنجر یہ خنجر چلگیا
ذبح کرنے کو جھکا قاتل عبث

ہاے پھر سینے سے قاتل اوٹھ گیا
یہ تڑپ ہے تیری اے بسمل عبث

بے غمون سے غم کی فرمایش ہے کیون
بے دلون سی مانگتے ہو دل عبث

تیغ ابرو کو نہ آئینے مین دیکھ	آپ تو اپنا نہو قاتل عبث
ہضم کرنے کا ارادہ تو نہین	لیکے دل پھر مانگتے ہو دل عبث
چلتے چلتے کشتی مے رہ گئی	رک گیا ساقی دریا دل عبث
تو جو اے دلبر ہمارا دل نہین	کیون پھڑکتا ہے ترا اتل تل عبث
ہوگا سینے سے جدا وہ ناز نین	تو تڑپتا ہے بہت اے دل عبث
تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر	فق ہے منہہ تیرا مہ کامل عبث
کیون کرون پتھر سے شیشہ چور چور	کیون ملاؤن تیری دل سی دل عبث
آگ مین دانہ کبھی جمتا نہین	ہے رخ روشن پہ تیری تل عبث
جو نہ سوز غم سے ہو جل بھنکے خاک	وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبث
خود ہی تل پڑتا نظر لگتی اگر	منھہ کا جل کا بنایا تل عبث
خون گرفتہ ہون مرا بے موت مین	مجھسے چھوٹا کوچۂ قاتل عبث
کیون گھلون فکر میان یار مین	ہیچ ہے بیکار لا حاصل عبث
شمع کی مانند کٹوا دی زبان	بک نہ اتنا عارف کامل عبث
زلف مین ناحق دل بیتاب ہے	دام مین ہے طائر بسمل عبث
پھر ترا دہیان آگیا محشر ہوا	ہوش مین آیا ترا غافل عبث
قیس کی آنکھو نمین تپلی ہی سیاہ	کب ہے دید لیلی محمل عبث
داغ پروانہ کوئی چھوٹے گا شمع	کیون ستی ہو گی سر محفل عبث
تیرا سر ہے اور تیشہ کوہکن	کاٹتا ہے عشق کی منزل عبث

دل تو کب کا اشک ہو کر بہہ گیا

قدر کرتے پہرتے ہو دل عبث

١٥

مختار ہون تو پہر خط تقدیر ہے عبث — مجبور ہون تو تہمت تقصیر ہے عبث

ابرو عبث نہ زلف گرہگیر ہے عبث — پر کاٹ پہانس ای بت بے پیر ہی عبث

ابروے کج ہی ہیچ جو سیدہی نہ مانگ ہو — سیچ ہے کمان باندہنا بی تیر ہے عبث

معشوق جسکا دور ہو حال اوسکا سوچیئے — اس باب مین حضور کو تحریر ہے عبث

احباب مجہکو اونکی طبیعت پہ چہوڑ دین — کچہہ اور اس مریض کی تدبیر ہے عبث

اے جوشش جنون جو سلامت ہے لاغری — یہ ہتہکڑی یہ طوق یہ زنجیر ہے عبث

ہم در کنار غیر یہ چہوڑا نہ ایک ہاتہہ — بس کہولئے کمر سے یہ شمشیر ہے عبث

جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لیجئے — اے واعظو یہ وسعت تقریر ہی عبث

پہلو بدل بدل کے کٹے رات تو سہی — کیا میری جان نالۂ شبگیر ہے عبث

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست — ساقی پلا بہی دے کہین تاخیر ہے عبث

ایسا نہو کہ خلق تجہے سنگدل کہے — اتنی نہ رکہائی اے بت بے پیر ہی عبث

گردن کے گہوٹنے کو گریبان کم نہ تہا — طوق گران جنون مین گلوگیر ہے عبث

جو میرے حق مین تم کہو وہ آیت وحدیث — یہ بات ہے تو پہر خط تقدیر ہے عبث

ایذا رسانیون سے اندہیرا مجہے قبول — کیا کام اسکا بزم مین گلگیر ہے عبث

آنکہین لڑائین قدر نے آنکہین دکہایئے
کچہہ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبث

١٣

باتین کرتے نہین ہے اغنچہ دہن کیا باعث — پہول جہڑتے نہین ہے از رشک چمن کیا باعث

دیکہکر زلف کو کیا آتش غیرت بہڑکی — کو یلا جل کے ہوا مشک ختن کیا باعث

روے روشن ہین اگر تابش خورشید نہین
خشک رہتا ہی ترا چاہ ذقن کیا باعث

ہمدمو کیا وہ نہین آئے مری میت مین
اتبلک لاش ہے بیگور و کفن کیا باعث

کچھہ تو بدلی سے ہے ہوا دیکھئے کیا گل پہولے
آج ہے اور ہی عالم یہ چمن کیا باعث

بال سے ہے تیری کمر یار لچا لو تو نہین
پہر چراتی ہے نگاہون سے بدن کیا باعث

نوجوانون کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید
جامہ آبی ہے ترا چرخ کہن کیا باعث

نہ مین یوسف ہون نہ یعقوب کے فرزند ہین وہ
پہر مرے پیچھے پڑے اہل وطن کیا باعث

کیا مرے ساتھہ گیا زیر زمین جوش جنون
نہ رہا قبر مین اک تار کفن کیا باعث

غیب دانون سے سمجھے یہ کبھی پوچھون کا
نہ کمر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث

چشم نرگس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید
کیون نہین کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث

شام غربت کسے اوس زلف نے دکھلائی ہے
اپنا سر دہنتے ہین یاران وطن کیا باعث

بے سبب آپکا چہرہ نہین اُترا اے قدر
کچھہ تو فرمائیے اے مشفق من کیا باعث

١٥

کہتا ہی کہ ظالم مین تو نہین ظلم کی پہر بنیاد عبث
کیون بارہ چھری پر رکہتا ہی تو کا جل ہی ستم ایجاد عبث

کیون لاش چھری رد تی ہین سب کیجئن مفت مین آنکھین تی ہین سبب
جو نکو نگانہ خواب مرگ سے ہین ہے شور عبث فریاد عبث

ہے مرضی مولی از ہمہ اولی تیرا اجارہ اسمین نہین
ہر عیش مین ہے تو شاد عبث ہر رنج مین ہے نا شاد عبث

سودا ہی تجھے قارون تو نہ بن کچھ راہ خدا مین صرف بھی کر
یہ بوجھ نہ تجھسے اوٹھہ سکیگا سر پہ بہت تو لاد عبث

ہتا نہ ہلی بے حکم خدا بے اوسکے پرند مارے نہ پر
پہر باغ مین ہر پہر آتا ہی کیون گلچین کو لٹی صیاد عبث

برچھی ہی نگہ ابروسے کمان آنکھین ہین چھری ناوک ہی پلک
پہر قتل پہ ناحق باندہی کمر ہتیار سجے جلاد عبث

تصویر بتا ونکی کہینچ سکیگا دیکھہ ادھورا کام بھی کیا
کہیچنی کی نہین معدوم کمر محنت تو نہ کر بہزاد عبث

ابروکا فدائی ہون مین ترا تو مجھسے بھون پر ڈال نہ بل
جو آپ ہی تجھپر مرنے لگا پھر اوسپہ نہ کر بیداد عبث

منھہ مانگے ملی ہی موت کسی دل کو ہی مری سودا سا ہوا
بے وقت اجل کب آنے لگی ہی یار کی اوسکو یاد عبث

محرفے پہ سلوک ای عشق یہ کیا رکھا نہ کہین کا تو نے مجھے
آہو نکا تصور بندہ جو گیا سب خاک ہوئی برباد عبث

جب جان پر اپنی کھیل گئے ستھی اگر ہومال ہی کیا
خسرو پہ نہ ہاتھہ اک صاف کیا سر پھوڑ لیا فرہاد عبث

ہم تو ہین نثار سرو قدان وہ جانورون سے چال چلین
تننے ہین چمن مین سرو عبث کھنچتے ہین کھڑے شمشاد عبث

سینے مین تپان ہے دل جو مرا ہے کون پکڑتا ہاتھہ ترا
تو عمر بھر اپنی زلف مین رکھہ ہی جبل عبث سیاد عبث

سودا ہی غضب کا خون کہان سب جلکی ہوا ہی خاک سیاہ
ہی چشم سیہ کا روگ مجھے نشتر نہ لگا فصاد عبث

اک ہاتھہ سے تالی بجتی نہین ای قدر تمھین کیون خبط ہوا
لو تمکو تو بھولے بیٹھے ہین وہ تم کرتے ہو اونکو یاد عبث

ردیف جیم تازی

16 قاصد یہ کہنا یار کے مرے یار کا مزاج
پوچھا ہے اک غریب نے سرکار کا مزاج

خورشید حسن کہتے ہین یا پادشاہ حسن
شاعر بگاڑتے ہین مرے یار کا مزاج

یہ لن ترانیان ارنی سے ہے زبان پر
بہکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج

صیاد نے چمن مین قفس لا کے رکھدیا
کیا پوچھتے ہو مرغ گرفتار کا مزاج

منت کش مسیح نہوگا وہ حشر تک
ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج

حافظ خدا ہے گور غریبان کا اندنون
بگڑا ہوا ہے یار کے رہوار کا مزاج

نے نکھری کب وہ آتے ہین کوٹھے پہ شام کو
پہچانتے ہین طالب دیدار کا مزاج

دونون جہانکی قید سے چھوٹا اسیر زلف
قابو مین کب ہے تیرے گرفتار کا مزاج

بلبل کی وہ سنے نہ یہ میری کبھی سنے
ملتا ہے گل سے کچھ مرے دلدار کا مزاج

دو گز زمین پائی جہان مرتبے وہین
کیا خفتگان سایۂ دیوار کا مزاج

ٹیڑہا نہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر
سیدہا رہے گا اوس بت عیار کا مزاج

تنگے گلی کے وہ چلتا ہے ہر قدم
کیا پھر گیا ہے عاشق رفتار کا مزاج

عشق بتان مین باندہ کے رکھو نہ دوستو
خوگر ہوا سکونت کہسار کا مزاج

کب آگے ہر طبیب کے پھیلیگا اوسکا ہاتھ
چوتھے فلک پہ ہے ترے بیمار کا مزاج

صیاد سے کہو رگ گل کا بنائے جال
نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج

فرہاد و قدر و وامق و مجنون مین ایک سے
مثل عناصر ایک سے دو چار کا مزاج

۱۲

کیون مثل شمع روؤن نہ اس انجمن مین آج
سوز درون سے آگ لگی تن بدن مین آج

مژدہ سنا صبا سے جو فصل بہار کا
پہولا نہین سماتا ہے بلبل چمن مین آج

پتھر کی بار ہوتی ہے برچھی نگاہ کی
دہاکین بندہی ہوئین ہین تمہاری دکن مین آج

پڑہتے ہین شعر وصف مین دندان یار کے
موتی بہرے ہوئے ہین ہمارے دہن مین آج

بکھرے جو منہہ پہ زلف تو اندہیر چہا گیا
کیا چاند چودہوین کا چہپا ہی گہن مین آج

غنچون مین بو ہے نہ عنادل مین یہ سخن
اے گل نہین ہے آپکا ثانی چمن مین آج

تربت پہ تمنے پائے حنا جو رکہہ دیا
اک آگ سی لگی ہے ہمارے کفن مین آج

مذکور کسکے عارض رنگین کا آگیا
باتون سے پہول جہڑتے ہین اس انجمن مین آج

کس نوجوان نے منہہ سے لگا کر دیا ہی جام
ساقی نیا مزہ ہے شراب کہن مین آج

پائی نہ ایک گل مین بہی بو اوس نگار کی
شبنم کی مثل روتی پہرے ہر چمن مین آج

دن عید کا ہے آئینگے ہم لوگ نذر کو
بیٹھو بناؤ کر کے ذرا انجمن مین آج

کعبے مین کل تو قدر اونہین کر چکے تلاش
ڈھونڈھینگے جا کے بتکدۂ برہمن مین آج

۲۳

نازک ہے بوسے اوس ستم ایجاد کا مزاج
جب تو ہوا یہ رہتا ہے صیاد کا مزاج

ابرو نے کر دیا نئی ایجاد کا مزاج
ٹیڑھا ہے تیغ سے کہین جلاد کا مزاج

رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج
پوچھا دہان زخم سے جلاد کا مزاج

آہوے چشم یار کی تصویر کھینچکر
وحشی ہوا ہے مانی و بہزاد کا مزاج

کلیونکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہین یہ
گلچین سے لڑ گیا مرے صیاد کا مزاج

مر کر نہ جائین صاحب جوہر کی تو تین
جب تو قوی ہے کشتۂ فولاد کا مزاج

میلے مین جیسے دوست کسی دوست سے ملے
محشر مین یون مین پوچھونگا فریاد کا مزاج

اپنی خودی مین آپ سے باہر ہین اہل دل
پابندیون مین رکھتے ہین آزاد کا مزاج

ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئین دفعتہً
کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج

وہ تیوریان چڑھائین وہ ابرو پہ بل پڑا
آیا بلون پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج

اس درجہ میرا خون سمایا تھا ذہن مین
رنگین ہو گیا مرے جلاد کا مزاج

شانہ ہو زلف مین تو لچکنے لگے کمر
نازک ہے میرے غیرت شمشاد کا مزاج

طفلی کا وعدہ تمسے جوانی مین ہو وفا
دیکھا سنا نہین کہین اس یاد کا مزاج

یہ سخت جانیان کہ ذرا سانس بھی نہ لی
دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج

زار و نزار غم مین دل چاک چاک سے
صورت جو قیس کی ہے تو فرہاد کا مزاج

تلوار تولتے ہوئے شانہ اوتر گیا
کیا تولہ ماشہ ہے مرے جلاد کا مزاج

ہان اے زبان تیشہ بہت دون کی نہ لے
کچھہ بیستون سے سخت ہے فرہاد کا مزاج

مردان حق سے قحبۂ دنیا بہت نہ اوڑ
صورت چڑیل کی تو پری زاد کا مزاج

دیکھا جو زیر دام پھڑکتے ہوئے مجھے
کیسا پھڑک گیا مرے صیاد کا مزاج

ٹھنڈا ہے کوئی دم مین ہوا جاتا ہے یارون سرد
ہے سرد تیرے کشتۂ بیداد کا مزاج

ہے جیسی روح ویسے فرشتے شکل ہے یہ
واعظ ہی پوچھتے رہین زہاد کا مزاج

برہم ہے پیچ کہاتا ہے کیسا بلون پہ ہے
کیا زلف ہو گیا ستم ایجاد کا مزاج

کلیان چٹک رہین ہین جو اے **قدر** باغ مین
گل پوچھتے ہین بلبل ناشاد کا مزاج

۲۱

دلکو ہے مژگان ترک دلشکن کی احتیاج
اس گرہ ہی کیواسطے ہے اک تمن کی احتیاج

اب بہی کچھہ باقی ہے کیا اسمین سخن کی احتیاج
ہم وہ بت راضی تو پہر کیا برہمن کی احتیاج

جان سن بچو نکلے بہل جلنا یہ چھن چھن کیا ضرور
بہولی بہولی شکل ہے کیا بانکپن کی احتیاج

لاغر اتنا ہون کہ پرچیونٹی کا کافی ہے مجھے
سبزۂ خط پر فنا ہون کیا کفن کی احتیاج

رات کو چھپکر نکلجاتا ہے سورج کی طرح
اب مرے گھر مین نہین اوس بدچلن کی احتیاج

یہ گناہون کی ندامت کا بڑا احسان ہے
خود زمین مین گڑ گیا کیا گورکن کی احتیاج

تنگ آیا لاغری سے اسقدر ہین آج کل
ڈوب مرنے کو ہے اوس چاہ ذقن کی احتیاج

دخل لہرونکا نہین آئینے کے تالاب مین
تیری پیشانی کو کیا چین و شکن کی احتیاج

کنکرون پر لوٹتا ہون جوش سودا ہی سے مجھے
کب یہان ہے کودکان سنگزن کی احتیاج

بوسہ مانگون تو دہن کی تمکو کچھہ حاجت نہو
گالیان کہاؤن تو ہوجاے دہن کی احتیاج

خوش نفس رہتے ہین دنیا کی علائق سے جدا
روح کو ہرگز نہین ہوتی کفن کی احتیاج

وحشی مجرم ہون تنگی گریبان کم نہین
خود گلا کٹجائیگا کیا تیغ زن کی احتیاج

دل دیا جبدم تو پھر اپنا پرایا چھوڑ ئے
مٹ گئے جب خود تو پھر کیا ما و من کی احتیاج

دل مین آہین اک طرف ہین اور اک سو داغ ہین
میرے گلشن کو نہین سرو و سمن کی احتیاج

اے صنم لاکھون مرے بیٹھے ہین تمپر آج کل
اسکو حاجت گور کی اُسکو کفن کی احتیاج

دم نہین تو عشق کسکا جان ہے تو ہی جہان
بلبل تصویر کو کب ہے چمن کی احتیاج

اسقدر اے شمع وہ گھل کر مرے ہم آپ پر
اک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج

جا کرا دن زلفون مین دل رخسار کو ڈھونڈا کیا
شام غربت مین رہی صبح وطن کی احتیاج

چشم بد دور آپکے بازو پہ زیور کیا ضرور
نیلا تاگا باندھیے کیا نورتن کی احتیاج

دونون زلفون سے تمہاری عطر آگین ہے مشام
کب ہمین ہے عنبر و مشک ختن کی احتیاج

قدر فن شعر کس کام آئے گا توبہ کرو
اس زمانے مین نہین صاحب سخن کی احتیاج

ردیف حاے حطی

جو چاہے آئے جائے خرید ارکیطرح
گھر ہوگیا ہے آپکا بازار کی طرح ۱۷

تار و زحشر آپ نہ سلجھا سکین اوسے
گیسو بڑے ہے جو میری شب تار کی طرح

سینے سے ہم لگائے رہے دل اہل گیا
تصویر یار پاس رہی یار کی طرح

تربت مین ہم جو زخم جگر ساتھ لیگئے
سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح

یارب زمین سخت ہے اور آسمان دور
بے بس ہوا ہون مرغ گرفتار کی طرح

رندون کی بات کا کوئی دے سکتا ہی جواب
واعظ بھی کھو گیا دہن یار کی طرح

اے یار لامکان مین جو تیری خبر ملے
اچکون مین عرش تک تری دیوار کیطرح

آنکھون پہ لوگ مجھکو بٹھاتے ہین خلق مین
سب سے جھکا ہون ابرو خمدار کی طرح

دیکھو دبے زبان سے بوسی کا حکم ہے
اقرار آپ کرتے ہین انکار کی طرح

پانی مرا جو اشک پیئے مین نے ہجر مین
سینہ ہے چاک رخنۂ دیوار کی طرح

وہ رند ہون کہ خردۂ مینا جہان سے ملے
پہلو مین اپنے رکھہ لون دل زار کیطرح

قاتل نکل ہی جائیگی منہ سی بری بھلی
ہم بھی زبان رکھتے ہین تلوار کی طرح

اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سی چل بسے
آگے بڑہے وہ قافلہ سالار کی طرح

نالان ہو کیون نہ دل مرا زلف سیاہ مین
یہ رات اوس پہ بھاری ہی بیمار کی طرح

منہہ پر نقاب ڈال لے اے آفتاب حسن
ہم دہوپ مین کہڑے ہین گنہگار کیطرح

وہ شعر کیا جو زلف کی صورت اولجھہ رہے
ہو صاف صاف یار کے رخسار کیطرح

اے قمر وصل مین جو سنائین وہ تلخ بات
پی جائیگا شربت دیدار کی طرح

۲۰

پہنو تم اپنے کان مین بالا کسیطرح
لٹکا دو یار ہار مین بالا کسیطرح

بدصورت اونکو شہر مین کہتے ہین سب اگر
جسمین وہ کہولدین رخ زیبا کسیطرح

پیری مین بھی نہ ہوے سر اپنی ہوس سفید
جاتا نہین دماغ سے سودا کسیطرح

محشر تک انتظار مین تیرے جئیگا کون
مانونگا مین نہ وعدۂ فردا کسیطرح

پہیلاؤ جال لوٹ کی کرتی کمر تلک
پھانسو تم آج دام مین عنقا کسیطرح

نظرون سے گر گیا تو وہ پلکو نین گہر کیا
بچتا نہین ہے اپکا تاکا کسیطرح

ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھہ لین
عالم کو کیجئے تہ و بالا کسیطرح

دریا بہایا نجد مین آنکھون سے قیس نے
چلتا نہین ہے ناقۂ لیلی کسیطرح

بھڑ کر حضور بیٹھے ہین گستاخیان معاف
کہنے مین اب نہین دل شیدا کسیطرح

سرگشتگی ہے روح سے اس مشت خاک کو
قایم کبھی رہا نہ بگولا کسیطرح

غصے سے آنکھہ سرخ نہوگی حضور کی
لالہ نہوگی نرگس شہلا کسیطرح

دل پر تمہاری آنکھہ پڑی حشر ہو تو ہو
کعبے کی چھت پہ آئین مسیحا کسیطرح

غصے مین لال پیلے اسی واسطے ہوئے
کہلاؤ جسمین تم گل رعنا کسیطرح

اللہ رے ضعف عشق مین مین مرتے مر گیا
اوٹھا نہ مجھسے ناز مسیحا کسیطرح

انگور اوترکے تاک سے یارب کھنچی شراب
ہو آفتاب عقد ثریا کسیطرح

محفل مین آپ شوق سے آنکھین لڑا رہے
دیکھون مین پتلیون کا تماشا کسیطرح

منت بھی کی خوشامدین بھی پاون بھی پڑے
لاکھون طرح منایا نہ مانا کسیطرح

پتلی سے میری کیون نہ وہ پتلی لڑی رہے
ہوتا نہین جدا کبھی جوڑا کسیطرح

اے لاغری مین اونکی قدم سے لگا رہون
بنجاؤن گھس کے خط کف پا کسیطرح

اے **قدر** ناحق آپ چلے ہین منانیکو
وہ ہٹ دھرم نہ مانے گا اصلا کسیطرح

۲۳

ہان شوق کہچکے وہ ادہر آئین کسیطرح
ہان نازکی پھر اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

دل مین ہمارے آپ سمائین کسیطرح
دربردہ سینے سے تو لگائین کسیطرح

مین آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھون یہ شوق ہے
آنکھون مین بالکل آپ سمائین کسیطرح

فرقت کی شب مین ہم جگر و دل سے تنگ ہین
آتا ہے چین دہنے نہ پائین کسیطرح

بوسے جبین سے تا بہ ذقن لینے دیجیے
ہم آپ کے دہن کو تو پائین کسیطرح

لیجا کے رکھدیا خط تقدیر حشر مین
ثابت ہوئین نہ میری خطائین کسیطرح

سینے پہ سر و ہر کبھی زانو بغل مین لائے
مطلب یہ ہے کہ دلکو دکھائین کسیطرح

ساقی سے جاکے لین ابہی ہم لا الاے مے
اوٹھین تو اودی اودی گھٹائین کسیطرح

آنسو ہمارے دست نگارین سے پونچھکر
پانی مین آپ آگ لگائین کسیطرح

قاتل ہی بن جو اے لب جانان تو ہی مسیح
سیکہہ ہروون کی بانکی ادائین کسیطرح

اے زلف یار حضرت دل آ چلے ہین پہر
اب دام سے نکلکے نہ جائین کسیطرح

اوٹھواتے ہین وہ بزم سے ای بار غم مدد
جب جانین ہم کہ اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

بہولے ہین وہ ہماری وفائین تو بہول جائین
بہولینگے ہم نہ اونکی جفائین کسیطرح

دریا مین دیکھہ لین وہ حبابونکا پہوٹنا
منعم جہان مین سر نہ اوٹھائین کسیطرح

کیون بار بار سامنے رکھین نہ آئینہ
ہم اپنا غرور توڑ پائین کسیطرح

تیوری چڑہائین آنکھین دکھائین گہرک بہی لین
اس پردے مین وہ آنکھین لڑائین کسیطرح

نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہان زخم
ممکن نہین کہ ہونٹھہ ہلائین کسیطرح

دینگے ہم اونکو دیدۂ حیران کا آئینہ
جسمین وہ ہمکو منہہ تو دکھائین کسیطرح

نکلے کسیطرح جو نہ ادریس خلد سے
ہم بہی نہ کوے یار سے جائین کسیطرح

جے مین ہے اونکے در پہ کرین جبہہ سائیان
تقدیر کے لکھے مٹائین کسیطرح

آؤ لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہون
دل کی لگی ہم آج بجھائین کسیطرح

کچھہ وہم سی کمر تو دہن کچھہ گمان سا ہے
دونون وہ ہین کہ ہاتھہ نہ آئین کسیطرح

مہندی تمہارے تلوون مین کیونکر ملین نہ قدر
آخر یہ اپنا رنگ جمائین کسیطرح

دو قدم چل نہ سکا اوس بت گلرو کیطرح ۱۶ سرو نے لاکھہ اوڑائی قد دلجو کیطرح
روتے روتے شب فرقت مین اندہیرا چہایا ابتو آنکھین بہی بہی جاتی ہین آنسو کی طرح
دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہی بال کی کھال پوچھو اوس تنگ دہن کو تو سرمو کی طرح
سوزش باطن و ظاہر سے مری رونق ہے کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح
صبح رخسار سے ہٹتی نہین اللہ رے طول شب یلدا بھی نہوگی تب گیسو کی طرح
قتل کر کے مجھے ایسے کف افسوس ملے طائر رنگ حنا اوڑگیا جگنو کی طرح
شمع داغ دل سوزان ہی اگر ملکے چلے گرم ہو جائے نسیم سحری لو کیطرح
ضعف سے نرگس بیمار کے بیمار ہین ہم جب گرے اوٹھہ نہ سکے پہر کبھی آنسو کیطرح
شب فرقت مری رونے سے ہی برساتی آہ چرخ سے تارے اوڑے جاتے ہین جگنو کیطرح
قد موزون کے نظارے کی تمنا ہے مجھے آنکھین پتھرا گئی ہین سنگ ترازو کی طرح
رکھکے سر پاؤن پہ روتا ہون وہ لاسا و تم سرکشی اب نکرو سرو لب جو کی طرح
رشتہ زلف معنبر سے سیاہ زخم جگر جب تو انگور بندھا نافہ آہو کی طرح
قتل کرتی ہین مجھے اونکی نشیلی آنکھین دور جمشید ہوا دور ہلاکو کی طرح
کبھی آتی نہین وہ میرے سیہ خانے مین چاندنی کو بھی ہی شرم اوس بت مہرو کیطرح
کیا بہار آئی ہے انگور ہے چشم مخمور بار سے شاخ جھکی جاتی ہے ابرو کیطرح

ردیف کی قید ہے ایسی غزل کہئے قدر
کام کرتا ہے کلام اپکا جادو کی طرح

گھر مین ہون آپ سے باہر دل مجنون کی طرح ۱۱ کون جنگلین پہرے سے وامق و مجنون کی طرح
بانٹ دے نام پہ اللہ کی حاتم بنکر سر پہ کیا لاد کے لیجائیگا قارون کی طرح

چشم میگون کے تصور مین لہو روئے ہم
باغ مین نرگس ہوگی دیدۂ پرخون کی طرح

صورت چرخ مٹا کر مرا ماتم نہ کیا
کپڑے آبی نہ رنگے آپ نے گردون کی طرح

بیٹھیے مصرع ثانی نہ لگائے کوئی
حشر برپا نہو صاحب قد موزون کی طرح

چشم مخمور مین کیفیت جام مل ہے
لال ڈورے بہی ہین موج مے گلگون کی طرح

شعر مین آئی زبان سے تو زبان پر دل سے
عرش سے دل مین اتر آئے ہو مضمون کی طرح

محتسب کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ
بیٹھی ہے دختر رز خم مین فلاطون کی طرح

نفی ہوجاتے ہین جو لوگ بدلتے ہی نہین
ایک سا اوّل و آخر ہے مرا نون کی طرح

بوے وحشت گل مضمون سے چلی آتی ہے
اندنون رنگ سخن جوش مین ہی خون کی طرح

قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو
ابتو مشہور ہوئے وامق و مجنون کی طرح

ردیف خائے معجمہ

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی صفت دل اے شوخ ۱۰
کہ شرارت سے بھری ہی ترا تل تل اے شوخ

قید ہاروت سے پایا اسمین مرا دل اے شوخ
ہے ترا چاہ ذقن یا چہ بابل اے شوخ

اپنے کیون خنجر ابرو پہ ہے مائل اے شوخ
آپ تو اپنا ہوا جاتا ہے قاتل اے شوخ

کہولدون حال ترا سب سر محفل اے شوخ
ورنہ اکدن تو اکیلے مین مجھے مل اے شوخ

کیا کڑی گات تری او بہری ہے اللہ اللہ
اس سے ثابت ہے کہ ہے سخت ترا دل اے شوخ

تیغ ابرو پہ مین ہر وقت فدا رہتا ہون
اب مناسب ہے تخلص مرا بسمل اے شوخ

چپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے
ربط کہتا ہے مرے دل سے ترا دل اے شوخ

تلخ باتون نے تری لب کو اثر دکھلایا — خط بھی نکلا تو ہوا زہر ہلاہل اے شوخ

ایسا دیکھا نہین ہنسنے کوئی بانکا ترچھا — سر سے پا تک تو تری وضع ہے قاتل اے شوخ

پہلے لب باندھا کیا کرتا تھا اونچا جوڑا — تو نے بے شبہ چرایا ہے مرا دل اے شوخ

لب پہ لٹکتا ہے ترے ناک کا یہ لسیا — جیسے تڑپے کوئی مچھلی لب ساحل اے شوخ

ہست بند زلف کبھی مصحف جسیا کیا — ایک جا دیکھ رہا ہون حق و باطل اے شوخ

کیون پڑا ہاتھ ہے عبث گیسو نکو اڑتی کے — تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل اے شوخ

ہے مرے قتل سے انکار تو کیا تو یہ ہے — خود وہ بلکے شہید ہمین ہون شامل اے شوخ

کیا نمک مرچ لگاتا ہے کباب دل کو — ترا رخسار ملیح اور ترا تل سا اے شوخ

شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا — تیری شوخی سے مین تجھ پر ہوا مائل اے شوخ

جب ترا سامنا ہو گرتی ہے مجھ پر بجلی — اچپلاہٹ تری کردیتی ہے بسمل اے شوخ

قدر دل بیچنے لایا ہے جو لینا ہے تو لے
اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل اے شوخ

١٨
پرزے گھونگٹ کے اوڑے مثل کتان جو رخ — چاند کا چاند ہے اے جان جہان رخ کا رخ

میرے دل کیلئے آپس مین الجھتین زلفین — نہ صفائی کو اگر بیچ مین پڑجاتا رخ

انہین چارون مین کسینے تو مجھے مارا ہے — قد ہے رفتار ہے یا وضع تمہاری یا رخ

دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا مین — بوسے رخسار کے لیتا جو کہین پاتا رخ

سنتے ہین برق تجلی پہ وہ غش کرتے ہین — دیکھ لین حضرت موسی وہ بھبوکا سا رخ

کہین پیدا تو کرین طالب دیدار آنکھین — ایک آئینے سے پیدا ہون ابھی صد ہا رخ

سنگ اسود بھی وہ ماتھے کا ترا خال سیاہ — پوشش کعبہ ہے گیسوے سیہ کعبا رخ

کیا کرین کیا نہ کرین عشق مین جی چھوٹتا ہے
ورنہ رستم سے بھی ہمنے نہ کبھی بدلا رخ

اس گلستان مین کوئی مجسا نہین سبز قدم
میرے آتے ہی پہرا باد بہاری کا رخ

چشم حیران سے یہ حسرت ہے ایسے وارے نصیب
سامنے آئینے کے بھی وہ نہین کرتا رخ

ہم وہ عاشق ہین مگر کہو لگے بیٹھے بر رو
دیکھہ پائے جو کہین اچھی کمرا چھپا رخ

جام جمشید سے آئینہ سکندر کا بنا
جب لگا منہہ سے پیالہ تو چمک اوٹھا رخ

ڈر یہی تھا کہ کہین پاون نہ پہر جاتے اودہر
نزع مین کیا ترے کوچے کیطرف کرتا رخ

پان مسی ہے نہ کاجل نہ خط و خال نہ زلف
ذبح کرتا ہے مجھے ہائے ترا سادا رخ

بول بالا قد بالا کا ہے گو گردون تک
قد بالا سے بھی لیکن ہے ترا بالا رخ

طالب دید نے اشکون سے جو سینچا گلشن
شاخ گل مین ہوئی پہولونکی جگہہ پیدا رخ

یک رخی چاند نے تصویر اوتاری تیری
تونے کروٹ سے دکھایا جو اوسے آدہا رخ

بعد مرگ آکے عزیزون سے مرے پوچھتے ہین
قدر جب مرنے لگا تہا تو کدہر کو تھا رخ

۱۹

پرتو رخ سے ہوا یون خانۂ دلدار سرخ
ہے مسی مالیدہ لب لالکھی سے کب ای یار سرخ
جادۂ صحرا یہ جب مجروح تلوون سے چلون
یار نکلا ہے دل پرخون کو برماتا ہوا
نقطۂ آیات و جدول کالی کالی صفحہ لال
صاف تقریرون سے دندان ہو گئی اونکے سفید
پہوٹ نکلا ہی ترا رنگ اے بت گل پیرہن

جسطرح عکس شفق سے ہون در و دیوار سرخ
یہ گل سوسن ہوا ہے صورت گلنار سرخ
صورت قوس قزح گردون دم رفتار سرخ
تیر تیرا کیون نہو پیکان سی تا سوفار سرخ
تل سیہ آنکھین سیہ زلفین سیہ رخسار سرخ
لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گفتار سرخ
جسم کو تیرے جو چہو جائے تو ہو زنار سرخ

سوزش دل سے مرا سینہ بھبوکا ہو گیا
آگ جس گھر مین لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ

لال ہو گیے ساقیو آنے تو دو فصل بہار
ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانۂ خمار سرخ

تھوکتے ہین خون باغ دہر مین اہل سخن
ہے شہادت کیلیے توطے کی بھی منقار سرخ

آئین زلفین جہوم کر منہہ پر طمانچے پڑ گئے
نازکی سے ہو گئے دونون تیری رخسار سرخ

یاد کر کے فصل گل کو خون روئیگی خزان
چشم نرگس ہو گی مثل دیدۂ خونبار سرخ

کہد گئی کان بدخشان لعل لب کا دور ہے
ڈھیریان ہین لعل کی ہی جوہری بازار سرخ

خشم ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہین
کب نیام سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ

اس زمین مین پھر پڑہو اے **قدر** اک رنگین غزل
دست و پا کر دعروس فکر کی دو بار سرخ

۱۵

خون رونے سے نہین مژگان دم دیدار سرخ
لڑتے لڑتے ہو گئے مرغ نظر کی خار سرخ

ہی خوشی سے آج روسے بلبل نادار سرخ
کیا زر گل لے اوڑا ہی باغ سے دوچار سرخ

اوسکے منہہ پر جب مرا ذکر شہادت آئیگا
خود بخود مثل زبان ہو جائیگی تلوار سرخ

پاے رنگین سے زمین پر جو پڑا نقش قدم
زخم کی صورت اوبھر آیا دم رفتار سرخ

دیکھیے آئینۂ قدرت کی مینا کاریان
خط عارض سبز ہی گیسو سیہ رخسار سرخ

کھل گئی وحشت مین لفت اوس طلائی رنگ کی
داغ سودا ہین ہمارے صورت دینار سرخ

پھر ہرا آیا خون پھر یاد آ گئی تیغ نگاہ
پھر ہوا زخم جگر پر مرہم زنگار سرخ

زلف پیچان مین نہ کیون پر خون دل عشاق ہون
سننے مین آئے ہین اکثر کیچہا سے مار سرخ

یہ شب ہجران مین نکلی سے ہے دل خون گشتہ سے
ہے شہاب آسا ہماری آہ آتشبار سرخ

دیکھہ قاتل چشم خشم آلود سے دو تین بار
قتل کے محضر پہ میری مہرین ہون دوچار سرخ

روے گلگون دیکھکر آنکھون مین یہ سرخی کبھی
جسطرف اوٹھی نظر ہین سب در و دیوار سرخ

ماتھے پر افشان چنی چین جبین سے قتل کر
میرے خون ہی ہو تو ظالم تیغ جوہر دار سرخ

ہم نے ٹکرا کر سر پر خون گھر ندا کر دیا
سو جگہہ سے ہو گئی اوس شوخ کی دیوار سرخ

اب کلیجا پیپ ہے آنسو جو آتے ہین سفید
خون تہا پہلے جو قطرے آ گئے دو چار سرخ

تیرے آتے ہی خزان مین آگئی گویا بہار
زرد چہرہ **قدر** کا کیسا ہوا اک بار سرخ

ردیف دال مہملہ

۲۲
سنے گا باغ مین میری اگر فغان صیاد
دبا کے دانتو نمین رہجائیگا زبان صیاد

اجل کے منہہ مین ہون مین زار و ناتوان صیاد
ہی تیرے غنچہ پیکان مین آشیان صیاد

تجھے سناؤن مین گلشن کی داستان صیاد
کہ چہچہا ہے مرا نظم بوستان صیاد

قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخین
ہوا ہے مرغ چمن کا مزاجدان صیاد

مری تلاش مین وحشت زدہ پہرے گا تو
ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد

مجھے جو ایک کہے گا مین سو سناؤنگا
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

غضب ہے غمزۂ مژگان و عشوۂ ابرو
اوڑائے دیتا ہے نے تیر نے کمان صیاد

مین کیا ہون طائر سدرہ کو پہانس لائیگا
کریگا ایک زمین اور آسمان صیاد

وہ زلف دام ہے کنیا ہو مین ہین انکی جال
غرض کہ انکو سمجھتا ہے مرغ جان صیاد

ادہر زمین ادہر آسمان یا قسمت
اب اس قفس سے مین اوڑ جاؤنگا کہان صیاد

رہیگی شاخ نشیمن نہ ایک پر بلبل
گھٹے ہوئے ہین گلستا نمین باغبان صیاد

تو بوے گل سے الٰہی ہوا سقدر مجنون
مین ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے
چمن مین خاک گل و بلبل اب نہین یہ بین
محال ہے کہ نکلجاؤن بیچکے پہلو سے
سنا جو چاہے تو بلبل کے نغمۂ رنگین
بنا رہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے
چمن کی بو سے پہڑکتے ہین نو اسیر چمن
ابھی تو شاخ سے آبیٹھتا ہون سر پہ تیرے
مین ہوشیار ہون گیسو و خط کو دیکھہ چکا
یہ لاغری ہے نکلجاؤنگا مین حلقون سے

کہ تیرے سر پہ بناؤن مین آشیان صیاد
جہان گیا مرے پیچھے پڑا وہان صیاد
کہ بدنگاہ ہے گلچین تو بدگمان صیاد
بلا کی ترچھی نگاہین ہین الامان صیاد
قفس پہ ڈال دے پہولونکی بدہیان صیاد
مین ناتوان ہون میرا مزاجدان صیاد
خدا کے واسطے انکو نہ لا یہان صیاد
دکھا دے پہول سا مکہڑا مری جوان صیاد
بزیر کاہ نکر دام تو نہان صیاد
پہنسا بہلا مین تری دام مین کہان صیاد

نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے قدر
چمن مین ساتھہ ہی آئین اگر خزان صیاد

۱۴ پا مالون سے ہے رتبۂ ظالم یہان بلند
کیونکر بلائے یار ہمین اپنے بام پر
کوے بتان مین سرو اگین کچھہ عجب نہین
وہ خاکسار ہون کہ نہین خوف اہل اوج
بجلی کو اور قرب ہوا ہمسے یا نصیب
کہئیے تو وصف قامت موزون سناؤن مین
بازو بیان پھڑکنے لگا واہ رے اثر

دیکھو زمین پست ہے اور آسمان بلند
اللہ بھی نبی سے رہا دو کمان بلند
اس سر زمین مین دفن ہین کیا کیا جوان بلند
میری زمین سے خاک نہین آسمان بلند
جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند
مضمون تو ہاتھہ آیا ہے ای جان جان بلند
خط لیکے ہوگیا جو کبوتر وہان بلند

خود مجھکو میرے اوج نے پیسا تمام عمر — گھر کی زمین ہوگئی تا آسمان بلند
سورج کہان کا عرش کا تارا ہوئی جبین — طالع ہین آپکے بہت اے مہربان بلند
منصور تیری دار مبارک رہے تجھے — اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند
اللہ رے سوز خلق کو جگنو نظر پڑا — لیکر ہما ہوا جو مری ہڈیان بلند
یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلینگی منہہ سے آہ — ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دہوان بلند
نام خدا جوان ہوئی اب تو کچھہ جھکو — نیچے نظر کرو کہ ہوئین چہاتیان بلند

ہم خاک اڑاتے ہین سحر و برق مر چکے
اے قدر ہے غبار پس کاروان بلند

۱۵

پہلے دل مین ہوا جگر مین درد — کہین ہو غم سے عمر بہر مین درد
وہ بہی سن لین تو ہو جگر مین درد — ہے وہ ہر نالۂ سحر مین درد
رنج پیری سے ناک مین دم ہے — گاہ گھٹنون مین گہ کمر مین درد
مے سے بہر دے ہمارے جام و سبو — دیکھہ ساقی اسے ہے چشم و سر مین درد
روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے — کب ہوا چوٹ سے سپر مین درد
یون تو پتہر بہی کچھہ پسیجتا ہے — چاہئیے ہے دل بشر مین درد
موسیائی تہی کیا وہ چشم سیاہ — کھو دیا دل کا اک نظر مین درد
بہاری موباف جب پڑا سر مین — ہوگیا یار کی کمر مین درد
مددے نالہ عرش ہلجائے — کہ نہین آہ بے اثر مین درد
کوچہ گردی کرو نہ پاون ڈگین — ہو پونہچتے ہی میرے گھر مین درد
نالہ بلبلان یہ ہنستے ہین گل — نہین دلہاے اہل زر مین درد

طے کرون کسے سہل ہین عشق کی راہ
پاؤن کرنے لگے سفر مین درد

نزع کے وقت ہے عجب عالم
نہوا تھا یہ عمر بھر مین درد

دردانگیز خط جو مین نے لکھا
ہوگیا پاے نامہ بر مین درد

آہ لب پر ہو قادر آنکھہ مین اشک
دل مین یاد اوسکی ہو جگر مین درد

١٨

خدا کی ذات ہے دریا کی آب کے مانند
اوٹھے ہین حضرت آدم حباب کے مانند

یہ رنگ روپ ہے جبتک کہ ہی بہار شباب
تمہارے گال ہین فصلی گلاب کے مانند

وصال ہجر مین موسی نے کیا بسر کی ہے
کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند

کبھی ہنسے کبھی روئے فلک کے نیچے ہم
یہان گزر گئے برق وسحاب کی مانند

اکڑ رہے ہین جوانون کی طرح سرو چمن
بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند

نہ ہاتھہ آئے کبھی یہ نہ اوس سے بوسہ ملا
کمر بھی ہے دہن لاجواب کی مانند

بھڑک گیا مری آہون سے چرخ کجرفتار
الف ہوا فرس بدرکاب کی مانند

سروہی کھینچ کی جب قتل کو وہ آتی ہین
کمر مین اونکی لپٹتا ہون ڈاب کی مانند

دہان تنگ ہے شیرین مثال تنگ شکر
زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند

جگر مین آگ لگی ہے بھنکا ہی سینے مین دل
کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند

رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہوجائین
وہ گرمیان جو کرین آفتاب کی مانند

ہماری آہ سے اونکے جگر مین چوٹ جا لگی
اوچھل پڑے دل پر اضطراب کی مانند

نشیلی انکھڑیون مین کیف ساغر مل ہے
وہ لال ڈورے ہین موج شراب کی مانند

مین کیا کہون کسے آئیگا اعتبار اوسکا
بہت کچھہ انکھون سے دیکھا ہے خواب کی مانند

چڑھا لیا ہے جو نظروں پہ تیغ مژگاں نے	جگر میں چھید پڑے ہیں کباب کی مانند
جو منہ دکھایا تو انگیا میں کیا ہی شرم و حجاب	اسے بھی کھول دو بند نقاب کی مانند
جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق میں روشن	تو زرد چہرہ رہے آفتاب کی مانند

جو بیستون پہ میں فرہاد کو پکاروں **قدر**
ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند

٢١

نہ مجھے سیب نہ پستہ ہی نہ بادام پسند	ہے زنخدان و لب و چشم دلآرام پسند
تم کرو دل میں کروں زلف سیہ فام پسند	اپنے اپنے ہی پھر لگے بت خود کام پسند
چھوڑ کر وصف دہن شعر پہ ہوں عالم پسند	کہ نہ اغلاق کسیکو ہی نہ ایہام پسند
قبر ٹھکرا کے مری کہتے ہیں کس ناز سے وہ	تمہیں بے چین تھے اللہ رے آرام پسند
روشناس ایک جہاں کا ہوں تری گردش سے	تیرے کاوے ہیں مجھے ابلق ایام پسند
نظر آجائے جو انکو دہن تنگ بتاں	آشیانے کو کریں طائر اوہام پسند
دل بیتاب ہوا و تنا ہی جفا کش یارب	بخت خفتہ ہے مرا جسقدر آرام پسند
پھیر لیں بوسہ اگر دل نہیں لیتے ہیں حضور	کہ ہمیں چیز کسیکی نہیں بے دام پسند
سرمۂ طور کو آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں	خاص دیدار کا جلوہ ہی غضب عام پسند
ہند و چشم کجا مصحف رخسار کجا	کفر کے تحت میں ہمکو نہیں اسلام پسند
پتلیاں آنکھوں سے اٹھتیں نہیں چلنا کیسا	یونہیں بیکار ہیں سب مردم آرام پسند
جال سے نقش جو ہاتھ آئی جو خنجاں ہوئے	جانور ہے کرے دانہ جو تہ دام پسند
لن ترانی کی ہبت آپ بھی لیتے ہیں	اب نشست آپ بھی کرتے ہیں لب بام پسند
خون دل آنکھوں میں بھر بھر کے پیا کرتا ہوں	یہی شیشہ ہی یہی مے ہے یہی جام پسند

جو لگاوٹ کی نگہ ہی وہ بناوٹ کی کہان
اب مٹائے نہ مٹیگا ترا سکہ بیٹھا
وہ تو ہے خاص پسند اور یہی عام پسند
ہے مرے دل کے نگینے کو ترا نام پسند

رمز الفت کو نہین دستِ زبان سے مطلب
نام کو کرتے نہین عاشق بی ننگ قبول
کیون کرون رسم رہ نامہ و پیغام پسند
ننگ کو کرتے نہین عاشق بدنام پسند

جسکے سینے مین ہے خود اپنی جگہہ پر بیتاب
آگ وہ سینے مین ٹہرے کہ نہ پانی مانگون
طائر قبلہ نما ہے دل آرام پسند
ہے مجھے عشق کے آغاز مین انجام پسند

شرم آتی نہین اے **قدر** تخلص بدلو
کسطرح عشق کی ذلت مین ہی بدنام پسند

ردیف ذال معجمہ

۱۹

بہر کے اوس زلف کی تعریف سے خط کا کاغذ
کہو لتا ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ
جب لپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ
لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ

قبر یون دیگی ہمارے تنِ لاغر کو فشار
لکھتے لکھتے تری معدوم کمر کا احوال
جسطرح سے کہ دباتا ہے شکنجا کاغذ
خامہ ہے گردن عنقا پر عنقا کاغذ

بحر الفت مین رہ و رسم کتابت کیا مال
ہو گئے ہین مرے دندان ہوس کاغذ گیر
ناو کاغذ کی ہے کب تک یہ چلیگا کاغذ
پتلے پتلے یہ ترے ہونٹھ ہین گویا کاغذ

ہے لفافہ ترا یا شاہد مقصد کی نقاب
نقطے تل سطرین ہین زلفین رخ زیبا کاغذ

حشر مین اشک ندامت نے بڑا کام کیا
نکل آیا مرے اعمال کا کورا کاغذ

سر سے پا تک ہے لکھا دیدۂ تر کا احوال
ہوگا ابری مرے نامے کا سراپا کاغذ

خط مین رنگین مضامین جو بہری تہی تمنے
بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تختہ کاغذ

بک گیا ہے مرا ول روز ازل آپکی ہاتہہ
آپکے نام ہوا ہے مرے گہر کا کاغذ

رشک سے زلف کی رنگت کا جلا کر دیکہو
جلکے بل کہاے تو بل کہاکی ہو کالا کاغذ

خط کے لکہنے مین کہاتے ہین وہ اعجاز کلیم
کہ عصا اونکا قلم ہے ید بیضا کاغذ

وصف اوس رنگ طلائی کا جو لکہا اوپر
کاغذ زر کی طرح بک گیا سارا کاغذ

اونکے قامت کا بندہا وصف قیامت آئی
ہوگیا سب کے محر دیوان کا سادا کاغذ

چہرۂ شاہد مقصود دکہا دیتا ہے
آئینہ ہے ترے نامہ کا مصفا کاغذ

کہلکے وہ مجہسے ملینگے یہ کہلا نامے سے
ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ لپیٹا کاغذ

ہاتہہ پہیلا کے لیا اوسنے جو میرا خط شوق
کہل گیا صورت آغوش تمنا کاغذ

اوس جلوریزکی سے اے قدر منگا جلد خبر
گہوڑے کاغذ کے بنا کر کہین دوڑا کاغذ

بہرا جو آہ کے مضمون سے نامے کا کاغذ ١٤
تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑ چلا کاغذ

اجل رسیدہ وہ ہون نسخہ لکہنے بیٹہی اگر
قلم دوات نہ پائے طبیب یا کاغذ

لکہون عبارت رنگین جو خط مین اوس گل کو
یقین ہے کہ حنائی ہو نامے کا کاغذ

کبہی نہ شاد کیا تمنے ایک پرچے سے
تن اپنا رنج سے گہل گہل کے ہوگیا کاغذ

یہ تازگی ہے جو لکہون سفید کاغذ پر
برنگ برگ ہو دیوان کا ہرا کاغذ

چڑہا ہے نشۂ افیون خال مرتا ہون
پلا دو دہو کے مجہے اونکے نامے کا کاغذ

تمہارے خط سے ہوا اوج ہم فقیرونکو
لگا یا تاج مین جاے پر ہما کاغذ

لکہون جو آئینہ روے صاف کے اوصاف
مثال آئینہ ہو جاے پر ضیا کاغذ

ہمارا نام بھی داخل ہے کب سے دفتر مین
کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا کاغذ

خدا علیم ہے کب سے بھرے ہوئے ہین ہم
بھرینگے یار کے خط کا ذرا ذرا کاغذ

کبھی نہ ختم ہوا خط یار رونے سے
ادہر لکھا کہ ادہر صاف دہو گیا کاغذ

جو دل دیا ہمین جاگیر مین ملا بوسہ
کہ یار کے خط و عارض نے لکھدیا کاغذ

حضور خط جو لکھین اسمین مطلب اچھا ہو
کچھہ اسکا دھیان نہین ہو برا بھلا کاغذ

گمان ہے خطِ جانان کا اسقدر ای قدر
پڑا ہوا کہین دیکھا اوٹھا لیا کاغذ

۱۸

وصلت مین بوسہ و مے گلفام ہی لذیذ
ساقی کا ہونٹھہ اور لب جام ہی لذیذ

چومے تو پشت چشم سیہ فام ہے لذیذ
یہ چھلکے سمیت آپکا بادام ہے لذیذ

حقہ ترا غضب بت خودکام ہی لذیذ
بوسہ نہین تو بوسہ یہ پیغام ہے لذیذ

جھوٹا جہان کہاتا ہے میٹھے کیواسطے
بوسے کے ساتھہ آپکی دشنام ہی لذیذ

ہان اے دہان زخم نہ پیکان کو چھوڑنا
مثل زبان یار گل اندام ہے لذیذ

اے عشق لخت دل بھی ہے خون جگر بھی ہے
ہے بامزہ گزک مے گلفام ہی لذیذ

لب پر جو گالیان ہین تو انکھو مین سِل ہے
پستہ ہے تلخ شیر بادام ہی لذیذ

شکر سفید پاؤن مین یا زہر تیلیا
جو کچھہ نصیب ہو سحر و شام ہی لذیذ

یارب دہن مین نام یہ کسکا سما گیا
لیکن ہمارے ہونٹھہ سے تا کام ہی لذیذ

پیری مین عشق لب نہ تجھے واعظ ضرور ہے
یہ شیر پختہ و شکر خام ہے لذیذ

کیچڑ مین لوٹ لوٹ کی کہتے ہین مے پرست
موجین بڑہی ہین بادۂ گلفام ہی لذیذ

گو خاک پہا کنا ترے باعث نصیب ہو
اے آسیاے گردش ایام ہی لذیذ

سرمے کی طرح حلق مین آتی ہی چاشنی
بیٹھی نظر تری بت خودکام ہی لذیذ

عہد شباب و پیری و طفلی ہین تین پہل
نورس مزیکا پختہ ہر اخام ہی لذیذ

خال و ذقن ہی خوب لب و چشم خوب ہے
انگور و سیب و پستہ و بادام ہے لذیذ

ہردم چبا چبا کے جو تم بات کرتے ہو
گنے کیطرح کیا یہ دلارام ہی لذیذ

واعظ ادہر تو آؤ ذرا اسکو چکہہ تو لو
تم جو کہتے ہو کیا مے گلفام ہی لذیذ

دل دیکے قدر کیون نہ لیونگی مزے اوڑائین
جس چیز مین لگا ہے کچہہ دام ہے لذیذ

ردیف رائے مہملہ

۲۴

گرون شیشہ جہکا دے مرے پیمانے پر
ہُن برستا ہی ساقی ترے میخانے پر

اوڑکے پونہچے گا مرا نام ہی جس دانے پر
برگ خوشے مین نہین بخشش ہین ہوائی پر

شب غم چہائی ہی کب میرے سیہ خانے پر
سایہ ہے دیو سیہ کا ترے دیوانے پر

گرمی حسن بڑہی سرد ہوا عاشق زار
شمع کے پہول سے بجلی گری پروانے پر

چاک نہ آجاے کمر مین کہین کہنا مانو
نیچا نازسے رکہکر نہ چلو شانے پر

کیا صبا آج ادہر زلف کی بولائی ہے
کالی آندہی سی ہی چہائی مرے ویرانے پر

ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہین ہونے دو
چاندی سونے کی کلس ہین مرے میخانے پر

ہان ستمگر یہ نتیجہ ہے دل آزاری کا
مار ضحاک ہے گیسو ترے ہر شانے پر

داغ کا نامۂ اعمال مین ہونا ہی ضرور
چاہیے مہر کچہری کی ہی پروانے پر

تیرگی ایسی ہے فوراً اوسی لگجاے خسوف
چاند آئے جو کہین میرے سیہ خانے پر

توہی دعویٰ خدائی جو کریگا اے شوخ
ہوگا مجذوب کا دہوکا ترے دیوانے پر

سوچتا ہی کہین مجھکو نہ ترس آجاے
کان دہرتا نہین ظالم مرے افسانے پر

رات دن تیری جدائی مین جو کچھ سہتا ہون
نہ وہ سرخاب پر آفت ہے نہ پروانے پر

حالت گریہ مین بہی نام ترا رٹتا ہون
اسم پڑہتا ہون مین تسبیح کے ہر دانے پر

رمضان آتا ہے للّٰہ چھکا دے ساقی
تیس دن رال ٹپکتی نہین پیمانے پر

یاد ون مین ہی وہ سنیچر کہ الٰہی توبہ
عشق جن بنکے چڑہا ہی ترے دیوانے پر

موہنی کہتے ہین جسکو وہ فقط خدمت ہے
آزماؤنگا یہ جادو کسی بیگانے پر

گر میان ہین تو مرا دیدۂ تر حاضر ہے
چھوٹے مژگان کا ہزارہ ترے خسخانے پر

پھر بہار آئی ہی پھر دلکو ہوا شوق چمن
پھر نکالے ہین مرے بلبل شیدانے پر

کیسی ہر بار بہلتی ہے طبیعت اپنی
کبھی اوبھرے ہوئے سینے پہ کبھی شانے پر

وہ جگہہ ہے کہ پرندہ بھی نہ پر مار سکے
کیا پڑے بوم کا سایہ مرے ویرانے پر

سوز ظاہر ہی جدا سوزش باطن ہے جدا
یہ حرب ہوتا نہین جگنو کبھی پروانے پر

غش ہوا گردن ساقی پہ کبھی آنکھہ پہ لوٹا
کبھی شیشہ پہ گرا مین کبھی پیمانے پر

وہ بھی اے قدر رہا اِک نقش قدم حیدر کا
رکہتے تھے مہر نبوت جو نبی شانے پر

٢٠

کہلا رنگ اور جب وسمہ لگا ابروے جانان پر
کیسی اے حسن یہ تونے چڑہایا تیغ بران پر

نکلتا آتا ہے سبزہ ترے لبہاے خندان پر
چڑہی آتی ہے یہ فوج سکندر آب حیوان پر

کیا ہی ذبح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہون مین
کہ میرے خون کے چھینٹے تمہارے جیب و دامان پر

تمہاری آنکہہ سے دل ہو کے زخمی گر پڑا دوڑو
اوٹھا لو برچھیون پر اسکو یعنی نوک مژگان پر

تجھی اے قیس شاید چشم لیلی یاد آئی ہے
کہ پھیرا ہاتھہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر

دھرو منھہ میرے سینے پر دبے گا دل تو کیا پروا
تردد کچھہ نہین قرآن رکھدیتے ہین قرآن پر

لڑا کر آنکھہ اون سے غیر اونکے گھر مین جا پونہچا
انگوٹھی پاکے بیٹھا دیو بھی تخت سلیمان پر

اودھر طاوس کے نالون سے اک دود سیہ اوٹھا
ادھر گھنگھور اک ابر سیہ چھایا گلستان پر

کیا ہے ناخن وحشت سے اسکو جا بجا پرزے
جنون نے پھول گویا چن دیئے میری گریبان پر

ہتیلی پر دھرا ہے نقد جان مثل چراغ اپنا
ابھی تو آگ مین ہم کودتے ہین اک تری ہان پر

محبت مین بھلا قمری و بلبل جانور ٹھہرے
قیامت تو یہ ہے انسان مرجاتا ہے انسان پر

لگی بیساختہ منھہ دیکھنے یون دیدبازی کی
ہوا شک اونکو آئینے کا میری چشم حیران پر

جنون مین رہگئے تھے چند مشت استخوان باقی
ہما پھر پھر کے منڈلایا کیا میرے بیابان پر

ہوا ہے مرغ آتشزن مرا مرغ دل سوزان
بنائے آشیانہ شوق سے سرو چراغان پر

لڑائی آنکھہ تجھسے جب ہوا ناسور بند اپنا
تری پتلی سے گل کھائے ہین ہمنے چشم گریان پر

تمہارے قد پہ عاشق ہین تمہارے خط پہ مرتے ہین
پڑے رہتے ہین پای سرو ہم بیہوش ریحان پر

لڑائی آنکھہ آئینے نے کسی نے لیا بوسہ
اودھر ہتھہ پھیریان شانے نے کین زلف پریشان پر

اوگا سبزہ جو عارض سے تمہارے لب تلک پونہچا
حلب سے جب بخار اوٹھا گھٹا چھائی بدخشان پر

قیامت مین جنان پاؤن نہ پاؤن خیر اے واعظ
برا ہو میکشی مین چھوڑتا ہون تیرے ایمان پر

قیامت ہوگئی **قدر** سیہ بخت اوسمین مدفون تھا
سنا ہے آج بجلی گر پڑی گور غریبان پر

۲۱

نور جبین یار رخ بے مثال پر
ایسا چراغ ہے کہ جلادنکو مال پر

ناقص کبھی ٹلے نہین جنگ جدال پر
دیکھی کسی نے باڑہ نہ تیغ ہلال پر

برہم ہوئے یہ بوسۂ رخسار و خال پہ
اک گرم پیسا رکھدیا دست سوال پہ

کھاتا ہے ماہ داغ تری گورے گال پہ
جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پہ

گالی ترے دہن مین سمائی تو کیا عجب
لکھتے ہین لوگ سورۂ اخلاص دال پہ

کھائے نہ آپ وہ نہ کسیکو کھلا سکے
بیٹھے گا سانپ منعم موذی کی مال پہ

خط سیاہ یار پہ لہرا رہی ہے زلف
صیاد نے یہ جال بچھایا ہے جال پہ

تیر جفا ہزار پڑے ہین کچھ اثر نہین
سینے کو میرے فوق ہے گینڈے کی ڈھال پہ

میرے اسیر ہونے کی اللہ رے خوشی
صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین جال پہ

چلنے مین جھونکے لیتا ہے ہر ایک پائنچا
یا ناچتے ہین مور تری بانکی چال پہ

اے منعمو روپے نہین حسرت کے داغ ہین
تمکو نظر ہے مال پہ مجھکو مآل پہ

ابتک بہار سے ہین للہ چھوڑ دے
صیاد وقت جاتا ہے پھر اگلے سال پہ

گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غرور سے
کامل وہ ہے جو سر نہ اوٹھائے کمال پہ

بلبل تو اوڑ کے جائیگا صیاد سی کہان
وہ پتے پتے پہ ہے جو توڑا ڈال پہ

جاؤن جدہر جنون مین نہ روکی کبھی کوئی
للہ چھوڑ دین مجھے سب میرے حال پہ

مین دام مین پھڑک کے ہوا رشک لالہ زار
کلیون کے ٹوٹنے سے ہوئے لال لال پہ

سنبھلو تمہاری آنکھ پہ آتا ہے میرا دل
چیتے کو چھوڑتا ہون شکار غزال پہ

یہ دیکھ دیکھکر مجھے ہوتا ہے اور رنج
خوش خوش ہین آپ کیون مرے رنج و ملال پہ

توحید گاہ دہر مین غافل ہے کسلیے
پھندا لگا ہوا ہے ترے بال بال پہ

مین دیکھتا ہون خواب مین ہر شب ہلال عید
شاید پڑے گی آنکھ کسی خرد سال پہ

میکش نہین ہون قدر مگر کیون نہ جاؤن مین

سمجھتی ہین قرض آتا ہے میرا کلال پر

۲۹ میرا دل بیتاب اوڑا آہ رسا پر | ہے بیت مقدس کہ معلق ہی ہوا پر

ہونے سے دماغ اپنا نہ کیون عرش علا پر | لے اوڑتی ہے یہ لال پری ہمکو ہوا پر

برباد ہوا دل مرا اوس رُخ کی ضیا پر | غبارہ جو اوٹھا تو چلا روے ہوا پر

چھایا ہے مرا بخت سیہ آہ رسا پر | جسطرح بخارات چڑہین اوج ہوا پر

یارا و ترسینگے خود تیر کے دریاے شہادت | ہم سینے کے بہل جائینگے شمشیر جفا پر

پھر قلقل مینا پہ چلے رند سیہ مست | پھر آئی گھٹا جھومکے مورون کی صدا پر

ہے بیکسی و یاس و غم و رنج کا انبوہ | میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر

وہ خاک نشین رند ہون جب ہاتھہ اوٹھاون | ہو عرش پیالے کیطرح دست دعا پر

گردن کو جھکا کر خم شمشیر بنے ہو | ہے شرم و حیا پہ بھی نظر ظلم و جفا پر

چلتی ہے وہ انکھیلیونکی چال تمہاری | دل لوٹ ہوا جاتا ہے کچھہ باد صبا پر

کہاے گا مرے سینۂ سوزان کی جو ٹہڑی | لوگون کو سمندر کا گمان ہوگا ہما پر

پھر آنکھہ کو منظور نظر سرمہ ہوا ہے | رکھی گئی پھر باڑہ تری تیغ جفا پر

افسوس ترا منھہ کبھی جی بھر کے نہ دیکھا | جمتی ہے نظر کب ترے چہرے کی ضیا پر

رزاق عطا کرتا ہے گمنام کو بھی رزق | روزی وہی پہونچاتا ہے عنقا کو ہوا پر

پھر دیکھنا یاداش مین جک آ گئی ظالم | پھر آج کمر کستا ہے تو ظلم و جفا پر

ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا نہی تل | قبضہ کوئی جڑ دیجیے شمشیر ادا پر

آئینے مین یہ آنکھین یہ زلفین جو لڑا دو | خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر

اوٹھے گا زمین سے صفت گلشن شداد | کیا نکہت گل سے چمنستان ہی ہوا پر

نالون یہ دل زار کے بل کرتی ہی وہ زلف
جسطرح کوئی سانپ کسی نے کی صدا پر

کیا نام خدا لب یہ مسین ہوگئے ہین ہین
چھائی ہوئی ظلمت ہے تری آب بقا پر

اس ظلم و رضا کا سبب وہی دیکھنے والے
آنکھہ اونکی ستم پر ہے نظر اپنی خدا پر

پُر داغ ہوے سینے تری خستہ دلونکے
چادر چڑہی ہے پہولونکی مزار شہدا پر

پہر کشتی مے باد بہاری سی روان ہے
پہر تخت پریزاد چلا اوج ہوا پر

دل اپنا تمہارے لب جانبخش پر آیا
ہے خضر کا بیڑا کہ چڑہا آب بقا پر

آلایش دینا سے ہین خاصان خدا پاک
پیکان نہ چڑہے کوئی کبھی تیر قضا پر

کیونکر نہ رہین عاشق زار آہ کے پابند
کسطرح ضعیفونکو نہ تکیہ ہو عصا پر

ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت
چہریان نہ جفاؤن کی پہرا حلق وفا پر

خود چلنے لگی ناز سے تلوار یہ تلوار
خود پڑنے لگی ترچھی نظر بانکی ادا پر

کب چاہ زنخدان کا لیا **قدر** نے بوسہ
طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرد خدا پر

۱۸

دل جلے بتان ہو عشق ستم ایجاد پر
خود فراموشی کرے تہمت دہرے استاد پر

قیس پر روے کبھی ماتم کیا فرہاد پر
کیا کرین کس سے کہین افتاد ہی افتاد پر

انتقام عشق آجائے اگر امداد پر
قیس پر لیلی مری شیرین پسی فرہاد پر

ابرو و چشم بتان نص حدیث حسن ہے
نون لکھا ہی کاتب قدرت نے حرف صاد پر

رعب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا
گل یہ قمری ہی ادہر بلبل ادہر شمشاد پر

دفعتہً کیا دونون آنکھین محو جانان ہوگئین
پسگئے ہاروت و ماروت ایک آدم زاد پر

جا پڑا جسوقت اوڑکر خون میرا گرم گرم
پڑ گئے چھالے زبان خنجر فولاد پر

میری منہہ سی پہول جہڑتے ہین بہار آئی بہار
باغ کا عالم ہوا ہے خانۂ صیاد پر

اونچا جوڑا اس قد و قامت پہ کیا پھبتا ہی واہ
اور بھی طرہ کیا یہ آپ نے شمشاد پر

روئے نگین پر ہوا بلبل کو دہوکا پہول کا
شاخ سے وہ اوڑ کے جا بیٹہا سر صیاد پر

ہاتہہ دہوئی اپنے گہر سے تو بہی ای خسرو بجا
عشق اگر کچہہ بارہ رکہدے تیشۂ فرہاد پر

کوئی ہنستا کوئی روتا ہی یہ قدرت اسکی ہے
خیر ہنسیے آپ میرے نالہ و فریاد پر

زخم پر زخم آہ پر آہ اور داغون پر ہین داغ
رونا آتا ہے ہمین حالِ دلِ ناشاد پر

جسکی موت آتی ہی بے کھٹکے چلا جاتا ہی وہ
چہوٹتے جاتے ہین قیدی رات دن میعاد پر

فصل گل ہی فصدین کہلتی ہین کوئی ہوتا ہی قید
دوڑ ہے فصاد پر تاکید ہے حداد پر

بلبلو غنچے کی صورت دم نہ مارو باغ مین
باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر

فصل گل آئی تو میخانے سی مسجد تک ہو ہو مچا
توسہی خم رکہکے لیجاؤن سر زہاد پر

کیون چہری پر بارہ رکہوائی گلا کاٹو گے کیا
قدر تم مرتے ہو کس ترکِ ستم ایجاد پر

بگڑ کر کہتے ہین جب آنکہہ ڈالو خال ہندو پر
وہ چٹکی دل مین لونگا نیل ادہر آئیگا پہلو پر

محل خوف ہے ابرو تمہاری چشم جادو پر
کہ ناخن شیر کا گہر لگا ہے پشت آہو پر

ترے خال و خط لب سے یہ ثابت ہو گیا ہمکو
خضر نے اپنا سجادہ بچہایا ہی لب جو پر

چہلاوا یار کی آنکہونکا دکہلا دے جو وحشت مین
سنگوٹی چاندی سونیکی چڑہا دون شاخ آہو پر

کسی خفتری سے بوسہ خال کا ملتا نہین ہمکو
کوئی افسون نہین چلتا ہی اس چہوٹی سے جادو پر

تمہاری بینی نازک سے دل اپنا ہوا زخمی
ہماری آنکہہ پڑتی ہے اسی تیر ستہ پہلو پر

ہماری خاک مرقد سے کہچے گا عطر مٹی کا
کہ پہڑ کے روح اپنی آپ کے زلف سمن بو پر

بڑی مشکل سی قتل بیٹھا ہے اوسدم وہ مہ خوبی
یقین جب میری آنکھونکا ہوا چشم ترازو پر
کرام کاتبین ہین ساتھہ عصیان کا نہ دہیان آئے
لگے ہین محتسب و دو سے گلرنگ کی بو پر
خدانے دشت وحشت لکھدیا میرے مقدر مین
مری قسمت کا دانہ رکھدیا ہی شاخ آہو پر
نگاہین لڑگئین اب پوچھنا کیا راز الفت کا
مرے قابو مین وہ آکے چڑہا مین انکی قابو پر
یہ پیاری پیاری صورت انکی بوسونکی قابل ہے
مزین ہی جو چھپتے بہی ہون جلد مصحف رو پر
نہ وہ ہمسے اشارے ہین نہ وہ چتون نہ وہ آنکھین
کسی نے یار جادو کردیا ہے چشم جادو پر
کبھی باندہین نہ ہمنے دوہری چھریان دوہری تلوارین
کبھی چمکانہ عشق اپنا جوان چار ابرو پر

سوا شعر و سخن کے اور بہی کچھہ فکر رہتی ہے
کہ جب دیکھو تمھین اے **قدر** سر رکھا ہی زانو پر

ساز و سامان عیش کا افلاک سے چاہا نہ کر
آگے کم ظرفون کے اے دل ہاتھہ پھیلایا نکر
کاسے کو سون یاد کا کل مین نکلجایا نکر
رات بھر اتنا دل بیتاب گھبرایا نکر
یہ بھی قسمت کا لکھا ہی یہ لکھتا ہی وہ شوخ
خط یہ خط تونامہ بر پر نامہ بر بھیجا نکر
مستی مل پان کھائے وصل مین مہدی لگا
آنکھون مین کاجل لگا زلفونمین اپنی شانہ کر
بدشگونی ہے کسیکو ٹوکنا چلتے ہوئے
میکدے جاتے ہوئے واعظ مجھے ٹوکا نکر
رو زرد لکی دوربین سے دیکھہ لیتے ہین تجھے
اے مہ خودبین بہت عشاق سے بھاگا نکر
وہ شل ہی خاک ڈالے سی کہین چھپتا ہے چاند
روح بہونکی جسم خاکی مین تو پھر پیدا نکر
بازآیا ایسی راحت سے جو آخر رنج ہو
ہڈیان کھانیکو سر پر اے ہما سایا نکر
آہ سوزان چشم گریان درد ہجران داغ دل
اتنے گاہک ہین ہمارے تو نکر پرانکر

شمع سے ہے حب علی اے **قدر** اپنی نیند ہو

اسقدر تاریکی مرقد کا اندیشا نکر

کانپا مین زلف وقامت دلدار دیکھکر	١٦	دل ہلگیا مرا رسن و دار دیکھکر
کہتے ہین قتل پر مجھے طیار دیکھکر		کیا پہیلا پڑتا ہے مری تلوار دیکھکر
کروٹ ادہر بدلتے نہین اور کبہی		لوٹ رہگیا دماغ مرا پیار دیکھکر
سمجہا یہی مین آپ کہرین بچہائی تیغ		مقتل مین آئے دانت پہ تلوار دیکھکر
غنچے سے تنگ تر ہی چمن عندلیب کو		پہولا نہین سماتا ہے گلزار دیکھکر
تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو		چونکا مین رات خواب مین تلوار دیکھکر
یہ لن ترانیان ہمین ہرگز نہین پسند		موسی کو کیا ملا تجھے اکبار دیکھکر
کوٹھے سے مجھکو جہانکتے تم منہہ چرا گئے		مین رہگیا فلک کیطرف یار دیکھکر
مژگان کی مثل سوکہکے کانٹا ہوا جسم		بیمار ہون مین نرگس بیمار دیکھکر
شہرگ یہان پہڑکنے لگی شوق قتل مین		جب مجھکو دیکھنے لگے تلوار دیکھکر
چھلکے ہین دونون جام شراب الست سے		آنکھین کہلین حضور کا دیدار دیکھکر
بل کہا گئی کمر تو نہ تعظیم کو اوٹھے		بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھکر
کیسا مزاج تہا کہ بر آمد نہین ہوئے		پہر پہر گئے ہین طالب دیدار دیکھکر
اس انجمن مین اب نہ کہلیگی زبان شمع		چپ ہے تمہاری گرمی گفتار دیکھکر
مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر		مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھکر

اے **قدر** راہ عشق ہے آگے بڑہے نہ جاؤ
کھٹکا ہے ہوشیار خبردار دیکھکر

اوسنے آنکھون کی مثل پاکر	٢٢	ساغر پر ٹپکے اوٹھا اوٹھا کر

کیا تجھکو ملے گا دل دکھا کر — کعبے کو نہ ڈہا خدا خدا کر
ہم دہیان مین زلف یار لا کر — روئے سرمہ لگا لگا کر
کچھہ مَن ضحک سنہی نہین ہے — غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر ٭
یا دابرو نہ بہول اے دل ٭ — ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر
بندہ مین اسی سلئے ہوا اچھا — لو رکھدیا خاک مین ملا کر
کہتا ہون کیا ہے تمنے بیہوش — فرماتے ہین ہوش کی دوا کر
اپنا خطِ جام سے ہے تقیہ — پیتے ہین شراب ہم چہپا کر
چلنے مین کسیکا دل نہ پس جاے — رکھیئے گا قدم ذرا سجا کر
اے دل کوئی نالہ حسب معمول — بلبل ایک آدہ چہچہا کر
ہے ملک عدم بھی کیا ہی دلچسپ — کوئی نہ پھرا وہان سے جا کر
رویا کیا مین نہ وہ پسیجے — کیا ٹال دیا ہے مسکرا کر
دل مین کوئی حوصلہ نہ رہجاے — جی کھول کے مجھپہ تو جفا کر
کٹجاتی ہے شب ہنسی ہنسی مین — رہجاتا ہے شوق گدگدا کر
مٹی دے نہ پڑہ نماز میت — یہ فرض تو اے صنم ادا کر
کالی رنگت پہ گرتی ہے برق — ہنسیے تو ذرا دہڑی جما کر
اے عمر رواں کہاں گئی تو — تنہا مجھے گور مین سلا کر
اے یار جلے کو کیا جلانا — اب منہہ نہ چھپائیے دکھا کر
آفت ہے وبا ہے قہر ہے عشق — زاہد تو مرے لئے دعا کر
جوڑے کو نہ کھولیئے خدارا — قصہ نہ بڑہائیے گھٹا کر

اوڑتا ہے جہان نقاب اُلٹا کر
بجہاتی ہے شمع جہلملا کر

کیون **قدر** بتون کا ذکر کیسا ؎
اے مرد خدا خدا خدا کر

ردیف زای معجمہ

دل آپکے دانتون پہ تو آتا نہین ہرگز
مین کوڑیون پر لعل گنوا تا نہین ہرگز ۱۱

دم گُہٹتا ہے دن ہجر کا جاتا نہین ہرگز
کن آنکہون سے دیکہون مجہے بہاتا نہین ہرگز

ڈر ہے کہ کہین پہر نہ خیال آپکا آجاے
اسواسطے مین آپ مین آتا نہین ہرگز

جس وضع کی جس خلق کی تعریف سنی تہی
ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہین ہرگز

اللہ جنون مین یہ سبکدوش ہوا ہون
مین ناز بہی پریونکی اوٹہاتا نہین ہرگز

دہوے کی سہی پہول تو لادے مرے ساقی
یہ گاؤن کا ٹہرّا مجہے بہاتا نہین ہرگز

گو وامق و فرہاد نے سر پیر اپہرایا
پر کوئی مری راہ پہ آتا نہین ہرگز

زاہد یہ نہ کہہ مین نے بہی پہچانا خدا کو
کہاتا ہے وہ جو منہہ مین سماتا نہین ہرگز

منظور ہے سیراب تو ہو تشنۂ دیدار
خنجر کو وہ پانے مین بجہاتا نہین ہرگز

چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چہاتا
ایسی کمر ایسا کہین چہاتا نہین ہرگز

ٹہوکر مری تربت کو لگاتا نہین اے **قدر**
سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہین ہرگز

دل سے یہ ربط گیسوے جانان ہے چند روز
ہم جانتے ہین خاطر مہمان ہے چند روز ۱۵

آواز آرہی ہے یہ زنجیر سے ہمین ؎
اے قیدیو جہان کا زندان ہے چند روز

عقدے کھلینگے دلکے شروع شباب سے ‏— حلقے مین تیرے گوی گریبان ہی چند روز
لیلی سے قیس کہتا تھا مجھکو نہ بھولنا ‏— اے میری جان لطف بستان ہی چند روز
ہوگا جوان تو بوسون سے نیلم بناؤنگا ‏— ہونٹہ اِس پری کا لعل بدخشان ہی چند روز
جب میری جان جا کے تو جانا تم اپنے گھر ‏— دعوت تمہاری اپتو مرے ہان ہی چند روز
ہم ڈہونڈہکر نکالتے ہین یار کا دہن ‏— پوشیدہ ہمسے چشمۂ حیوان ہے چند روز
ہے چار دن کی چاندنی پھر ہی اندہیری رات ‏— شفاف خط سے چہرۂ جانان ہی چند روز
گلشن مین لطف بلبل و گل ہی بہار تک ‏— سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چند روز
تشہیر کر رہے ہین پریرو ہماری لاش ‏— ہمکو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز
دم جو گزر رہا ہی دم واپسین ہے وہ ‏— بیچارہ عاشق ایکا مہمان ہے چند روز
پرزے اوڑیگا جیب جنون ہاتھ کہینگے ہاتہ ‏— یہ دست و جیب دست و گریبان ہی چند روز
بڑہ جائیگا جو ربط خود آئینگے میرے گھر ‏— یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چند روز
مر مر کے کوی یار مین پہنچے ہین ضعف سے ‏— اب ہم ہین اور کوچۂ جانان ہی چند روز

اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن مین جنون ہوا ‏— خیر ابتو یار سیر بیابان ہے چند روز

۱۲ سن اے پری لقا مرا افسانہ چند روز ‏— دنیا مین اور ہے ترا دیوانہ چند روز
شبکو کبھی فراق ہے دنکو کبھی فراق ‏— سرخاب چند روز ہون پروانہ چند روز
ہر ایک کی کڑی بہی اوٹھائیگا اے صنم ‏— پتھر بہی کہائے گا ترا دیوانہ چند روز
جبتک جوان ہو آنکہ کا بوسہ ملا کرے ‏— منہہ سے لگا رہے مرے پیمانہ چند روز
اے شمع تو نے خانۂ الفت جلا دیا ‏— رہنے نہ پایا بزم مین پروانہ چند روز

دنیا مین کارخانۂ عقبیٰ کی فکر کر
آباد ہے جہان کا ویرانہ چند روز

دشت جنونکو جاتے تو ہین شہر چھوڑ کر
گھبرائیگا بہت دل دیوانہ چند روز

آیا مہ صیام چھپا جام آفتاب
ہوگا مقفل اب درِ میخانہ چند روز

اے واعظو نہ دیکھیے جنت کا راستہ
ہو جاے سیر کوچۂ جانانہ چند روز

نکلیگا زود آہ دل پاک چاک سے
اولجھیگا دام زلف مین یہ شانہ چند روز

قاصد کے انتظار مین گھلتا ہون رات دن
مین آپ جاؤنگا جو وہ آیا نہ چند روز

دل کے سوا کہین نہ تمہارا پتا لگا
چھانا کیا مین کعبہ و بتخانہ چند روز

انجام کار سوئینگے سب فرش خاک پر
اے قدر ہے یہ مسندِ شاہانہ چند روز

ردیف سین مہملہ

۱۴

گات اوبھر آئی بھرے رخسار یار ابکی برس
ہو گئے وہ قابل بوس و کنار ابکی برس

آگ برساتا ہے ابر نوبہار ابکے برس
داغ اوگتے ہین میان لالہ زار ابکے برس

اے مہ کامل مبارک طوق منت کے بڑھے
پونہچے مقصد کو ترا امیدوار ابکے برس

ایک سودا ایک اولجھن اک شبِ فرقت کا غم
صورت گیسو ہین مجھکو انتشار ابکے برس

دل تو دل تمنے جگر بھی لے لیا ای جانجان
مجھکو بالکل کر دیا بے اختیار ابکے برس

دیکھیے ابکے ہمین کیا داغ ہوتا ہی نصیب
دیکھیے کیا گل کھلاتی ہے بہار ابکے برس

خشک سالی ہو گئی یا تم ہوا پر آ گئے
چار پہولونکو ترستا ہے مزار ابکے برس

ہجر کے بارہ مہینے ہو گئے بارہ برس
سخت گزرا ہے تمہارا انتظار ابکی برس

دید ہو اوسکی ترا احسان ہوے لاغری ۔۔ کاش پہچانے نہ مجھکو میرا یار ابکے برس
پھر نئے حلقے نکالے ہین تمہاری زلف نے ۔۔ پھر نئے پھنسجائینگے دو تین چار ابکے برس
داغ دے دیکر مرے دلکو دوالی مین کہا ۔۔ کیا گھروندے پر بنے نقش و نگار ابکے برس
چار دنکو بھی نہ اے حداد کاٹین بیڑیان ۔۔ قید مین ہمکو کٹی ساری بہار ابکے برس

قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی
دیکھئے کیا رنگ لائے میرا یار ابکے برس

١١

قتل بھی کرکے کھیے گا نہ وہ قاتل افسوس ۔۔ کیسی بے رحم کا کشتہ ہی مرا دل افسوس
چھپ سکا سوز جگر شمع کو نہ پروانے سے ۔۔ جل گیا شمع پہ گر کر سر محفل افسوس
میرے دل مین عوض عیش بھری ہے حسرت ۔۔ میرے پہلو مین بھرا ہی عوض دل افسوس
جس سے لو اپنی لگاؤن وہ ہی بے پروا ہو ۔۔ مین تمھین یاد کرون تم رہو غافل افسوس
اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام اشیا کا ۔۔ غافلو خلق سے کیون ہوتی ہو سائل افسوس
دہن گور سے لیلی کی یہ آتی ہے صدا ۔۔ مرے مجنون مرے عاشق مرے بسمل افسوس
یون تو جو بوتا ہے انسان وہی کاٹتا ہے ۔۔ مزرع دہر کے لیکن ہین محاصل افسوس
مین تہ تیغ بھی کیا تشنۂ دیدار رہون ۔۔ پیاس کے مارے مرون مین لب ساحل افسوس
ہاتھ منھ مین نہین دیتا ہے کوئی کالے کی ۔۔ جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل افسوس
بند ہو جائیگی جب آنکھ تو پچھتائے گا ۔۔ خواب غفلت سے نہ چونکا کبھی بیدل افسوس

سخت جان قدر سا اور ایک نگہ مین تڑپے
یہ جوان اور ہو اک وار مین بسمل افسوس

دیکھئے کالی گھٹا دن مین بہار طاؤس ۔۔ ١١ ۔۔ بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طاؤس

آنکھ اگر ہو تو قدامت کو نہ بھولے انسان — چمن خلد ہو ہر نقش و نگار طاؤس

چلین برسات کی جسوقت ہوائین سن سن — ابر بن بنکے اوڑا صبر و قرار طاؤس

کام آتا نہین معشوق کا جلوہ ہرگز — کبھی بجلی نہ بنی شمع مزار طاؤس

بول چال آپکی وہ ہے کہ ہزارون ہین فدا — بلبلون کی ہے نہ گنتی نہ شمار طاؤس

بجلی رنجک سے تو بندوق ہی بادل کی گرج — باغ مین کھیلتا ہے ابر شکار طاؤس

ہین یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتۂ رقص — مور کبکون پہ فدا ایک نثار طاؤس

سلے ہوا رحم ذرا کب سے مٹا رکھا ہے — ابر تک اوڑ کے پونہچ جای غبار طاؤس

چشم گریان مین سمایا ہے انگڑنا اونکا — بنگئے نہر مرے آئینہ دار طاؤس

کوکتے کوکتے آب آب ہوا جاتا ہے — ابر دیکھے تو کہین حالت زار طاؤس

زلف پہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار
تم بھی اے قدر رہو قرب و جوار طاؤس

۱۵ آنکھین طاؤس ہین ابرو پر و بال طاؤس — خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس

جب سے پہنا ہے زمرد کا جڑاؤ گہنا — تنتا پھرتا ہے مرا یار مثال طاؤس

غیر ممکن ہے کہ کوا بھی چلے ہنس کی چال — آپ کی چال چلے ہی یہ مجال طاؤس

موسم گل مین ہین طاؤس کی چوٹی غنچے — پھول پتون ہی ہین شاخین پر و بال طاؤس

تجھسے اے ابر جو رگ رگ مین پونہچتا ہے رنج — داغ بن بنکے اوبھرتا ہے ملال طاؤس

حسن پامال ہوا یار جو نیچون سے ملا — کھو دئے پاؤن نے سب حسن و جمال طاؤس

پھر مرے زخم ہرے ہونگے جو آئیگی بہار — داغ بنجائینگے نقش پر و بال طاؤس

دود آہ دل عاشق سے ہین معشوق آب آب — ابر شاہد ہے یہ دیکھا ہے کمال طاؤس

بزم جانان مین کوئی شیشه سے ہوا تھا
باغ کو دیکھکر آتا ہے خیال طاؤس

جنکی ظاہر مین ہے زینت نہین باطن مین کمال
گل کے ہونے سے مہکتی نہین بال طاؤس

دیکھہ عشاق کی خادم ہین یہ سارے معشوق
ہر برس آ کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس

ابر کو تو نے اوڑایا ہے گرے گی بجلی
اے ہوا تجھپہ پڑے گا یہ وبال طاؤس

زلف کو دیکھہ کے وہ دل پہ گزر جاتی ہے
ابر کو دیکھکے ہوتا ہے جو حال طاؤس

داغ کہانا مرے مرنے ہی ثابت ہوگا
مور چہل قبر پہ ہونگے پر و بال طاؤس

اپنا چھلا تو عنایت کرو اے ابر بہار
قدر گل کہانیسکو آندہی ہی مثال طاؤس

۱۵

روز آئین تم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس
یون بے بلائے ہم تو نہ جائین خدا کی پاس

تیرے مریض چشم کا یہ طور آج سے ہے
دوہرے پیالے رکھے ہوئے ہین دوا کی پاس

سنے اونکے زانوون کے نہ نکلے گا اپنا دم
اوٹھینگے ہم جہان سے اونکو بٹھا کی پاس

آنکھون کے پاس ابرو جانان کی دہوم ہی
ہے ایک قتل گاہ بھی دار الشفا کے پاس

اچھا ہنسی ہنسی مین نکالا ہے ہمنے کام
سب کو اونہین لٹا ہی لیا گدگدا کے پاس

خوشبو سے زلف یار کا کیا فیض عام ہے
چین و ختن کے نافے ہین باد صبا کی پاس

کیا کیا ہین شعر رنگ طلائی کے صف مین
نسخے ہزارون رکہتے ہین ہم کیمیا کے پاس

کمر یکے پرے چھوڑ دئے شام ہوگئی
دن اسطرح گزرتے ہین اوس مہ لقا کی پاس

یاد آتے ہین جو یار کے رنگین دست و پا
روتا ہون بیٹھہ بیٹھہ کی نخل حنا کے پاس

خالق ہے سرپرست امیر و غریب کا
دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس

کب سے کھڑا ہون اونکو مراد ہی یان کچھہ نہین
کیسا رقیب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

کرتی ہے ایک دل یہ ہماری ہمین سے بل
کیا ایسی کائنات ہے زلف دوتا کی پاس

دیکھا جو اپنے کوچے مین بولے بگڑ کے وہ
اک جہوڑ ابھی ڈال لو دو دلستار کے پاس

کچھہ کم نہین رقیب سے ہمکو حجاب یار
آتے نہین ہین وہ کبھی ہماری حیا کے پاس

اے قدر اپنی قدر نہ عسرت مین کہوئیے
جایا نہ کیجئے کسی یار آشنا کے پاس

ردیف شین معجمہ

۱۵

خاک چھانی نیاریونکی ساتھہ دردر کی تلاش
مجھکو فکر سیم بہی تہی اور نہین زر کی تلاش

دل تو میرا لیچکے سینے سے بھی لیتین حضور
آئینہ پایا تو کیون باقی رہی گہر کی تلاش

خاکساری ہمنے پائی ملگئی اکسیر اوسے
اُف ہماری جستجو تف کیمیاگر کی تلاش

پھر بہار آئی ہے پھر جاگے نصیب باغبان
پھر دہان ہونے لگی پہولون کے زیور کی تلاش

کچھہ نہ کچھہ تو فیصلہ ہوگا خدا کے سامنے
حشر مین ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش

اسطرح غم ڈہونڈھتا پھرتا ہے مجھکو بعد مرگ
جسطرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش

شاعرون سے بڑھکے دنیا مین کوئی جز رس نہین
ہے کمر کی یا دہان تنگ دلبر کی تلاش

لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت مین بچا
موت نے کیا کیا مرے بالای بستر کی تلاش

انکی باتون پر کبھی دہوکا نکھائے آدمی
کسکی الفت ان گلونکو رہتی ہو زر کی تلاش

آپ سے بے آپ ہو جائینگے تجھکو ڈہونڈ کر
گھر سے بے گھر ہمکو کردے گی تری گہر کی تلاش

فکر روزی سے کبھی راحت نہین انسان کو
رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بھر کی تلاش

ڈہونڈہ کر آخر نکالا عرش علی پر تجھے
عاشقون نے کسقدر اللہ اکبر کی تلاش

ہے مثل لڑکا بغل مین سے ڈہنڈورا شہر مین | پاس دل ہے کہو لکر زلف معنبر کی تلاش
خوب گرتی ہے طبیعت جب کہین ہوتا ہے شعر | کیا جہنکاتی ہے کنوئین ہر مصرع تر کی تلاش

اک یہی باقی رہا ہے یا الٰہی خیر ہو
آج ہوتی ہے وہان قدر سخنور کی تلاش

ہوگا نہ کبھی نالہ و فریاد فراموش | اس بات پہ بلبل سے بدی یاد فراموش
سو سر جو کٹین پھر وہین سراز سر نو ہو | ہے شمع ترا عاشق بیداد فراموش
آتا ہے نظر خواب مین ہمکو ملک الموت | ہوتی ہے نہین صورت صیاد فراموش
مین اپنا گلا کاٹونگا آتی نہین ہچکی | کیون مجھکو کیا اے ستم ایجاد فراموش
تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی | صیاد کے دل سے ہوئی میعاد فراموش
قاتل ترے دیدار مین یہ محو ہوئے ہم | محشر مین ہوا شکوۂ بیداد فراموش
اک سل سی دہری رہتی ہے چھاتی پہ ہماری | دم بھر نہین ہوتا غم فرہاد فراموش
آرو نکے بھی پیچھے ترا مذکور نہ جائے | ہو چھری یون تلے بھی تری یاد فراموش
ایسی کبھی تصویر خیالی نہ کہینچیگی | کرنا نہ کمر کو کہین بہزاد فراموش
صیاد کبھی اوسکو نشانے مین نہ چوکے | جب تجھکو کرے مرغ چمن زاد فراموش
یاد آتی ہین ہر لحظہ تری لام سی زلفین | ہوتی نہین آنکھون کی تری صاد فراموش
امید ہے جسوقت کہ ہو شاد ترا دل | اوسوقت نہو یہ دل ناشاد فراموش
دشمن کو بھی تو قسمت روزی مین نہ بھولا | فرعون نہ ہامان نہ شداد فراموش
ہر سمت زمانے مین مری دہوم مچی ہے | ہین قیس و نل و وامق و فرہاد فراموش

اے قدر مین اسکو نکی چھری کیون نہ لگاؤن

ہوتا ہی نہین برق سا اُستاد فراموش

ردیف صاد مہملہ

بے اسکے بڑہیگا نہ کبھی یار سے اخلاص ۱۵
ہو اوسکے کسی محرم اسرار سے اخلاص

وحشت مین رہی خار بیابان سی محبت
صحبت مین رہا اوس گل بیخار سی اخلاص

اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا
جتنا ہے یہان درہم و دینار سی اخلاص

کنگھی پہ بہت سورۂ اخلاص نہ پڑہیئے
کام آئیگا اتنا دل بیمار سے اخلاص

دیرون مین وہی شکل حرم مین وہی صورت
کس کسکو نہین اوس بت عیار سی اخلاص

اوس سرو رواں کے جو گل روسی ہوا عشق
قمری نے کیا بلبل گلزار سے اخلاص

خود مصحف رخ دہو کے پلانے لگی پانی
اسدرجہ بڑہا عاشق بیمار سے اخلاص

بوسے دیئے اونکو مجھی منھ بہی نہ لگایا
مجھسے نہ کہلا ورنہ یہ اغیار سے اخلاص

نفرت ہمین گل سی ہے تو اکسیر سے وحشت
رکھتے نہین ہرگز کسی زردار سی اخلاص

کس درجہ مزاج اونکا بُرا ہے مرے اللہ
دشمن ہیں سے وحشت ہے تو دو چار سی اخلاص

سچ تو کہو کیا آئینۂ دل کی طلب ہے
اسدرجہ ہے کیون آج گنہگار سی اخلاص

ہم لنگ نہین ملک خدا تنگ نہین ہے
غیرونکو مبارک رہے سرکار سے اخلاص

بے کھٹکے چلا جاؤنگا جنت مین پس مرگ
ہے مجھکو تمہاری در و دیوار سے اخلاص

وہ شکوۂ الفت پہ یہ فرماتے ہین ہنسکر
بکتا ہو تو لے آؤن مین بازار سی اخلاص

اے قدر عجب طرح کا مذہب ہے بتون کا
کافر سے محبت کبھی دیندار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

خال سے رکھتے ہین قدرت یہ تمہاری عارض	۱۵	کہ مجھے دنکو دکھا دیتے ہین تارے عارض
چاند سورج کو نہ فرماتے کہ ھذا ربی		دیکھہ پاتے جو خلیل آپکے پیارے عارض
بوسے کے خوف سے گھونگٹ مین چھپا جاتا ہے		کیا دبا جاتا ہے اس بوجھہ کے مارے عارض
اسمین کیا شک ہے پیمبر کو تو قرآن اُترا		آپکو عرش سے خالق نے اوتارے عارض
لے لیا بوسہ کہین آگ سے بولا تو نہون		اوڑ نہ جائین کہین بن بنکے شرارے عارض
چاند بھی اتنا چکورون کو نہ ترسائے گا		دور سے ہی مجھے دکھلا مرے پیارے عارض
منھہ رگڑتے ہین ترے پاون پہ سب ماہ جبین		بنگئے ہین تری جوتی کے ستارے عارض
مجھسے پوچھین جو نکیرین ترا کعبہ ہے کون		کہین ایسا نہو دل میرا پکارے عارض
خال رخسار کہا داغ ہین میرے دلکے		توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض
جب مقابل ترے رخ کے ہو تو نقشا بگڑے		چاند کو چودہوین تک روز سنوارے عارض
حلقۂ زلف مین آتی ہین کہ بوسے لے لوٹ		آنکھین بن بنکے یہ کرتے ہین اشارے عارض
دیکھہ لیتے جو ستارے تو نظر لگجاتی		کوٹھے پر ڈہانک لئے آپنے بارے عارض
تمتما جائینگے فق ہونگے ہر اک بوسے پر		کیسے کیسے نہ ابھی لینگے حرارے عارض
اس نزاکت پہ یہ زلفون کے تھپیڑے ہین غضب		نیلگون دونون طرف ہوگئے سارے عارض

کہدے کہدے کہین اک دن ترے ہونٹھون کے نثار
چوم لے چوم لے اے قدر ہماری عارض

لیا ہے بوسہ لبون کا دل حزین کے عوض	۱۴	کھرے رہے کہ نگین ملگیا نگین کے عوض

لپٹ ہی جاؤنگا مین اس حنائی جبین کے عوض
کبھی تو ہان بہی نکلجائیگا نہین کے عوض

بہت کہری ہے تری سیم حسن کیا کہنا
ہرن کہری ہی ملی ابرو و جبین کے عوض

یہی بہراتا ہے قسمت جو دسترس ہو مجہی
سر آسمان پہ پٹکا کرون زمین کے عوض

ہمارا دشت بہی رمنا ہے دید بازون کا
چہٹے ہین کالے ہرن چشم سرمگین کے عوض

کہان کی بال نکالی ہے جنے بال کی کہال
کمر کا شعر لکہا زلف عنبرین کے عوض

ہمارا نام ہے عشاق مین فنا فی العشق
جڑا ہے سنگ لحد مہر مین نگین کے عوض

بجاے داغ مرے دل سے نکلے نالۂ و آہ
مرے چمن مین اوگے سرو یاسمین کے عوض

کبھی تو دام مین یارون کے آہی جاؤگے
خدا سنائیگا ہان ہان نہین نہین کے عوض

بجاے بوسۂ لب گالیان سناتے ہو
یہ نیش تہی مری قسمت مین انگبین کے عوض

یونہین پہونچتی ہے پونہچے کا ہاتہہ گالون تک
ابھی تو انگلی ہی پکڑی ہے آستین کے عوض

ضرور چاہیئے ایک آدہ داغ بوسے کا
ملا ہے چاند کا ٹکڑا تمہین جبین کے عوض

کمال تنگ ہین اس کورده مین ہم اے **قدر**
ذرا کہے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

ردیف طاے مطبقہ

۱۶
یہ دہن یہ گالیان یہ منہہ کا بنجانا غلط
وہ مثل ہے خود غلط انشا غلط املا غلط

حال وعدہ نکا تری موزون کیا تہا اسقدر
اہل مطبع نے مرا دیوان سب چہاپا غلط

طفل دلکو ہای کیون پہانسی لگائی زلف نے
اوسکی باتون سے ہوا کرتا تہا غم میرا غلط

سچ کہون آتا ہو کس کافر کو تیرا اعتبار
تو غلط گو قسمین سب جہوٹی تری وعدا غلط

ذکر کس کا کیجئے ہر ایک ہے حرف نادرست
کیا پڑہے ہون مین صفحہ عالم ہی سارا غلط

زلف کا حلقہ امینون نے اوتارا ہو بہو
جب دہن کی پاس پونہچے ہوگیا نقشا غلط

خودہی مین دیتا تمہین دل خودہی روتا واہ واہ
تہمتین ہین جہوٹ ہی طوفان ہی بیجا غلط

جہوٹے وعدی کیون نکالی اس دہان تنگ سے
خود ترے منہہ سی معما ہوگیا تیرا غلط

صاد کی سورے مین جسدم صاد پر ہو مد درست
کب ہے چشم یار پر پہر ابرو زیبا غلط

وصف لب نے وہ مرا دیوان جہکا جہک کر دیا
جسکے آگے ہوگیا اکسیر کا نسخا غلط

وصل ہوجائی تو سمجہون سچ ہی آ وعدہ خلاف
ورنہ یہ ہون ہون غلط ہان ہان غلط اچہا غلط

فرط بیتابی سے انکو لکہہ گیا ہون کچہہ کا کچہہ
سو جگہہ سے ہوگیا ہے یار کا نامہ غلط

جو گزرتی ہی وہی کہتا ہون اپنے شعر مین
شعر سچ ہین ورنہ ہو تقدیر کا لکہا غلط

آنکہہ مین تل آپکی ہے بیمروت کیون نہو
قاعدہ دیکہو تو جب بہی عین پر نقطا غلط

بر نہ آیا ایک مطلب بہی مرا افلاک سے
سات ورقون کا رسالہ کسقدر نکلا غلط

آگے کہتا تہا اونہین جان جہان اب جان من
قدر سمجہا روزمرہ ہوگیا اگلا غلط

١٥ ہون اگر بار خط بہیجون مین ہر بار خط
اتنے لکہون یار خط پڑہنے ہون دشوار خط

رخ ترا قرآن ہوا یا کہ گلستان ہوا
کیا خط ریحان ہوا یا خط گلزار خط

خط کی بہی کیا بات ہے ہم دور کی سوغات ہے
نصف ملاقات ہے بہیجئے اے یار خط

دیر نہ دم بہر لگا ہاتہہ جہپٹ کر لگا
کب سے گلے پر لگا ہے بت خونخوار خط

رنج کہان تک سہین نامہ بر آکر کہین
آپ سلامت رہین لیجیے سرکار خط

آپکے سر کی قسم مرتے ہین ابرو پہ ہم
شرط لگا وصنم ڈالے جو تلوار خط

خط مین نہ تو دیر کر یار انہ اندہیر کر
مین تو اولٹ پہیر کر پڑہتا ہون سو بار خط

کیون نہ پہرے اے گلبدن جا بجا ہی نکلی سخن
نقطہ ہے تیرا دہن ہے خط پرکار خط

طول تہا اتنا گلا قطع نہ تہا سلسلا
دفتر عالم ملا جب ہوا طیار خط

قشقہ و چین جبین زلف و خط عنبرین
ہمکو تو اے نازنین بہاتے ہین یہ چار خط

آنکہون کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے
آپ کی تحریر ہے آنکہون پر اے یار خط

دوش سے اسکو اتار نرم بدن پر ہے بار
دیکہہ پڑے گا نگار صورت زنار خط

دل مین جو ہون غم بہری لکہہ کے دل آگ دہرے
رقعۂ شادی کرے دیدۂ خونبار خط

رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر بہر دئے
ہوگیا میرے لئے مرہم زنگار خط

آگئے قاصد بہ تنگ قدر وہان ہین یہ ڈہنگ
بنتے ہین جا کر پتنگ جاتے ہین بیکار خط

١٥

پہر بہار آئی ہوئے جمع پہر اسباب نشاط
چمن و بادہ و دف ساقی و ارباب نشاط

دور گردون مین کجا دور مئے ناب نشاط
وہ تو ہے غم کا بہنور اور یہ گرداب نشاط

وہ مرا حال کہے دیتے ہین مین اونکا راز
غم کی برداشت او نہین ہے نہ مجہے تاب نشاط

غم فرقت مین لہو ہوکے گرے آنکہون سے
شیشۂ دل مین بہری تہی جو مئے ناب نشاط

بوٹی بوٹی مری مقتل مین پہڑکتی ہی پڑی
پیرزرے ہو کبہی نہ بہولا ادب اداب نشاط

وصل ہو خواب مین تو ہجر ہو بیداری مین
غم کی تعبیر ہو دیکہون جو کبہی خواب نشاط

ہنستے ہنستے شب وصلت مین ہوئی شادی مرگ
صبح کاذب تہی ہماری شب مہتاب نشاط

مست و مدہوش ہوا نشہ مین ڈوبا ایسا
دور ساغر ہے مجہے حلقۂ گرداب نشاط

آنکہین کہلجاتی ہین دیدار رخ جانان سے
نور کے تڑکے سے کہلتے ہین مرے باب نشاط

خواب مین کیجیے ماتم بھی تو آنکھین نہ کھلین
نیند اوچٹ جائے اگر دیکھ لین ہم خواب نشاط

ہاتھا پائی جو کرے وصل مین وہ رشک قمر
بام پر فرش کتان ہو شب مہتاب نشاط

اشک ہون گریۂ شادی جو انہین یاد کرون
دانت ہین تیرے ہنسی مین در خوش آب نشاط

روے خندان ترا اوترا ہے لیے تازہ بہار
آج مرجھایا ہوا ہے گل شاداب نشاط

تنگدستی کی دوائین ہین سرور مستی
سیکھ لے ہم سے کوئی نسخۂ نایاب نشاط

دن چڑھا خوابگہ وصل سے اوٹھیے اے قدر
صبح سے بیٹھے ہین انعام کو ارباب نشاط

ردیف ظاے منقوطہ

١٦ گستاخ ہون جو نہین سمجھتا ہون کب لحاظ
باقی نہین رہا ہے کسیکا ادب لحاظ

چتون مین قہر چال مین محشر لبون مین سحر
ہے نیچی نظرون مین تیرے غضب لحاظ

اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہین ہان
مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ

ان روزون بات بات مین رہتی ہی چھیڑ چھاڑ
مین اور چھیڑتا ہون وہ کرتے ہین جب لحاظ

خورشید اب چمک کے نکلتا ہے سامنے
باہر نکل کر آپ نے کھویا ہے سب لحاظ

یہ ربط ہے عروس لحد اور مین ہون ایک
اب وہ کہان رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ

تم ایک اگر کہوگے تو مین دس سناؤنگا
تمکو نہین حجاب تو مجھکو ہے کب لحاظ

مجنون کو ہمسے پوچھیے یا ہم کو قیس سے
آپس مین خوب رہتے تھے تعظیم ادب لحاظ

کیون یار وہ اشارے سے وہ باتین کدھر گئین
آنکھون کے مثل سیکھ گئے لعل لب لحاظ

خنجر کے مثل جامے سے باہر ہوا تو کیا
وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ

پہنسا تہا زلف مین ہوئین ہتہ پہیریان اِدہر ‌ ‌ ‌ دل جب تلک تہا پاس جبہی تک تہا اس لحاظ

کون اپنی آبرو کو وہان خاک مین ملائے ‌ ‌ ‌ آتا ہے ہمکو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ

تم رشکِ مہر ہو تو چرائو نہ دن کو آنکہہ ‌ ‌ ‌ تم ماہ ہو تو پہیر نہ کرو وقتِ شب لحاظ

رندون سے مفت حضرتِ واعظ اولجہتے ہو ‌ ‌ ‌ بوڑہا سمجھکر آپکا کرتے ہین سب لحاظ

گیسو مین دل سے آنکہہ چرائے نہ کیون نگاہ ‌ ‌ ‌ شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ

وہ تو سمجھہ چکا انہین الفت ہے **قدر** سے
پہر آپکو رقیب سے ہے بے سبب لحاظ

١٥

رونے مین جان کا خدا حافظ ‌ ‌ ‌ ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ

حضرتِ دل جنون مبارک ہو ‌ ‌ ‌ رخ ہے میدان کا خدا حافظ

تپِ غم سے مزاج برہم ہے ‌ ‌ ‌ دن ہے بحران کا خدا حافظ

میرا دل لیکے کہو دیا کیا خوب ‌ ‌ ‌ آپکے دہیان کا خدا حافظ

نظم کرتا ہون حال دزدِ حنا ‌ ‌ ‌ میرے دیوان کا خدا حافظ

آنکہہ پڑتی ہے دل پر اوس بت کے ‌ ‌ ‌ اپنے قرآن کا خدا حافظ

دستِ وحشت نے پاؤن پہیلائے ‌ ‌ ‌ اب گریبان کا خدا حافظ

اے صنم وصل ہو تو پوجون پاؤن ‌ ‌ ‌ خیر ایمان کا خدا حافظ

کہینچتا ہون مین تیغ نالہ و آہ ‌ ‌ ‌ تیرے دربان کا خدا حافظ

تیز ہے اونکا نشترِ مژگان ‌ ‌ ‌ اپنی شریان کا خدا حافظ

مزرعِ دہر ہے متاعِ غرور ‌ ‌ ‌ اسمین انسان کا خدا حافظ

اب دہڑی جمتی ہے خدا کی پناہ ‌ ‌ ‌ شوق ہے پان کا خدا حافظ

لاکھ سمجھا کئے نہین سمجھتا دل
ایسے نادان کا خدا حافظ

جھڑکی ہر وقت کی معاذاللہ
غصہ ہر آن کا خدا حافظ

قدر کو بتکدے مین دیکھا ہے
اس مسلمان کا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

۱۵ کس شعلہ رو کی یاد مین ہے بیقرار شمع
کیا کیا تڑپ رہی ہے مثال شرار شمع

اوس قد کی دہوکے تکتا ہون مین باربار شمع
اندہیر کر رہی ہے شب انتظار شمع

پہر پہر کے گرد صدقے ہو پروانہ وار شمع
گیسو تو دو د شمع ہین رخسار یار شمع

دل بجہگیا مرا ترے گیسو کے روبرو
کالے کے سامنے نہ جلے زینہار شمع

مجہسے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا
تم سے بچا جو نور بنے اوس سے یار شمع

پروانہ سوز عشق مین جب جان دیچکا
جلکر ستی ہوئی وہین بے اختیار شمع

شعلے کیطرح کانپا وٹھا جسم ناتوان
ہمراہ غیر قبر پہ لایا جو یار شمع

پروانے سوز عشق سے جل جلکے خاک ہون
جلدی نکال لے کہین دل کا بخار شمع

آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹھاؤ
پوشاک کو کرے نہ کہین تار تار شمع

لکھتا ہون بیٹھہ بیٹھکے جب اوسکے سامنے
روتی ہے حال زار پہ کیا زار زار شمع

گلگیر زلف یار ہے پروانے خال ہین
فانوس ہے نقاب تو رخسار یار شمع

سانچے مین اوسکا سارا بدن ہے ڈہلا ہوا
رخسار سے ہی پاؤن تلک قد یار شمع

تاریکی لحد کی خبر کوئی لے ذرا
کب چاہتا ہون مین سر سنگ مزار شمع

وہ ایک ہی ہے لاکھہ دلیلین کوئی کرے
اوجیالا ایک لاکھہ جلاؤ ہزار شمع

اے قدر روشنی مین کٹے گی شب لحد
ہوجائے گا جمال شہ ذوالفقار شمع

ردیف غین معجمہ

۱۶

کھلتے ہی مثل لالہ ہوئے مبتلائے داغ
اوٹھتے ہی باغ دہر مین ہمنے اوٹھائے داغ

اہل عروج رکھتے ہین دل مین کدورتین
یہ رمز ہے کہ چاند ہوا مبتلائے داغ

افسوس گھر رقیب کا روشن ہے یار سے
روشن ہماری قبر مین ہون شمعہائے داغ

ہون تمسے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو
اے یار کیا مجال کہ دامن پہ آئے داغ

ہے عشق سلطنت مرا دل بادشاہ وقت
سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمائے داغ

باغ جہان مین دود جگر سے گھٹا اوٹھی
طاؤس کی روش دل وحشی نے کھائے داغ

کیون کوئی اونکے خال سیہ فام پہ مرے
کیون مثل مہر نام کو اپنے لگائے داغ

ہمکو مٹایا نقش قدم کیطرح تو کیا
جب جانین وہ نگار جگر کا مٹائے داغ

جلکر توا نبا ہون مین گرمی عشق سے
ہے فراغ میرے واسطے مین ہون برائے داغ

اے تیر یار تکتے ہین ہر لحظہ تیری راہ
دلمین کھلے ہوئے ہین مرے دیدہائے داغ

عشق بتان مین ظاہر و باطن ہے ایک سا
زخمونکا کچھہ شمار نہ کچھہ انتہائے داغ

درپیش تھا معاملہ دربار عشق مین
محضر پہ مہر ہوگئی جب دل نے کھائی داغ

سینچا ہے ہمنے دیدۂ خونبار سے اسے
سینے مین اپنے لالہ شگفتہ ہے جائے داغ

سرکار مین خزان کے یہ ناانصفی ہوئی
گل نذر دیکے بلبل نالان نے پائے داغ

ٹکڑے دل وجگر ہوے آنکھونکے سامنے | کس کس کے اس جہان مین خدانے دکھائی داغ

مانند شمع جلگئے ہر شعر پر زبان
اے قدر کیون بیان کیا ماجرائے داغ

ردیف فائے فوقانی

19
بلبل کا خون مفت بہایا ہزار حیف | صیاد تجھکو رحم نہ آیا ہزار حیف
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف | مجھکو بناکے تونے مٹایا ہزار حیف
دنیا سے تونے ربط بڑہایا ہزار حیف | اک بیسوا کے دام مین آیا ہزار حیف
دلکی کدورتون سے یہی ہمکو داغ ہی | تو کیا نہ آئے گا ترا سایا ہزار حیف
اے گل لحد پہ خاک اوڑاتی رہی صبا | اک پہول بھی نہ تمنے چڑہایا ہزار حیف
منعم نے کیون جہانمین بنائین عمارتین | ویرانے مین مکان بنایا ہزار حیف
مختار ہے وہ شوخ مرادوسپہر کیا | آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
مانند زلف کیون نہ پریشان ہاکرون | سرپہ چڑہاکے تونے گرایا ہزار حیف
تارونکی طرح آنکھونمین کاٹی تمام رات | وہ ماہ ایکدم بھی نہ آیا ہزار حیف
کیون اپنا پردہ فاش کیا اپنی ہاتہہ سے | غیرون کو تمنے گھر مین بلایا ہزار حیف
پیدا کیا تہا تونے عبادت کیواسطے | اک بت نے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
سنتے تھے ہم حضور کا ہر شے مین داخلہ | پر آپکو کہین بھی نہ پایا ہزار حیف
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کردگے تم | بوسہ تو کیسا منہہ نہ لگایا ہزار حیف
ہمنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر | تمنے جنازہ بھی نہ اوٹھایا ہزار حیف

سائے کیطرح ساتہہ جو رکہتا تو خوب تہا
دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف

سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی کا مال
پہر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف

مرنے سے میرے سبکو کم و بیش غم ہوا
صد حیف یا کسی نے کہا یا ہزار حیف

ہان کہدیا تہا سنکے الست بربکم
کیون خاک مین پہر اوسمین ملایا ہزار حیف

دیکھا جو تمکو قدر نے غش کہا کے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹہایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

۱۸ آج دن بہر راہ دیکھی وہ نہ آئے الفراق
اور شب بہر دیکہہ لون مین اب نہین تو کل فراق

شہر ہستی سے ہین دو منزل پہ بستی عشق کی
منزل ثانی لحد ہے منزل اول فراق

چلتے چلتے اونکی اک تلوار محب پہ چلگئی
ہر صدائے پا مجھے تکبیر تہی مقتل فراق

کیا شب تاریک کے ڈرسے نہین جاتا ہے تو
آہ سوزان کی دکہادون مین تجھے مشعل فراق

بدلے نیکی کے بدی ہو یہ ہی قسمت کا لکھا
تخم الفت جسنے بویا اوسکا پایا پہل فراق

جاتے جاتے وہ پلٹ آئین تو اچہی سیر ہو
دہوم ادہر ڈالے وصال اور اوسطرف ہلچل فراق

یہ تو اب میرے اوٹھانے سے بھی اوٹہہ سکتا نہین
میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق

تو گیا اے مہر اودہر آئی نئی برسات ادہر
اشک بوندین سوز برق آہین دہنک بادل فراق

عید کی شب جیسی شادیمرگ کوئی رند ہو
مجھسے تمسے ہو گیا اے مہ شب اول فراق

گہر سے ہم تا بیستون پونہچے وہان ہی تا بنجد
دیکھیئے دکہلائیگا اب کونسا جنگل فراق

رنج و غم تیرے جلو مین چلتے ہین اے شاہ عشق
دوڑتا ہے خود سواری مین تری پیدل فراق

آفتاب ہجر سے بہتر شب تاریک وصل
دور رکھے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق

اور بھی چمکے محبت جب جدا ہو کر ملے
واقعی آئینۂ الفت کا ہی صیقل فراق

آئی تھی میرے نصیبوں سے تو نیٹھے مجھسے دور
وصل کی صورت جو دکھلائی تھی دی تو کالفراق

رنج و غم کی جنتری مین ہوگا ڈھیلا بند بند
میری رگ رگ سے نکالیگا مرا کس بل فراق

عاشقی مین ایڑیان رگڑین مگر نکلی نہ جان
دیکھنا یہ عقدۂ مشکل کرے گا حل فراق

عیش وٹہا کر مجھسے اوٹھیگا نہ پھر رنج و ملال
یا الٰہی وصل جانان بعد ہو اول فراق

چلدیئے منہ پھیر کر وہ قدر چلاتا رہا
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

۱۳

ہم وہ ہین اللہ کے آگے کیا اقرار عشق
آسمان خم ہوگیا جسنے اوٹھایا بار عشق

جنسی الفت ہوگئی رہتے ہین وہ میری طرف
اوس طرف وہ اس طرف ہین بیچ مین دیوار عشق

حضرت دل ٹھنڈی سانسین اور خاموشی ہے کیا
مہربان معلوم ہوتے ہین یہ آثار عشق

ہم اونہین القاب لکہتے ہین شہنشاہ حسن
وہ ہمین خط مین لکھا کرتے ہین منصبدار عشق

سخت دونون آفتین ہین حفظ مین رکھے خدا
ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آزار عشق

سیکھا ہے داغ کا دلمین خزانہ ہوگیا
آج کل چمکے ہوئے ہین طالع بیدار عشق

تمکو دیکھا ہے تو آنکھوں نہین سلائی پھیر دو
بند بھی کر دو کبھی یہ روزن دیوار عشق

چرخ چارم سے اوتر آئینگے گھبرا کر مسیح
حشر توڑیگا کراہی گا اگر بیمار عشق

قبر ٹھکرا کر مرے پای حنائی سے کہا
ہوش مین آ ادھر تو بیٹھا ہے گرمی بازار عشق

روتے روتے آپکے غم مین یہ نوبت ہوگئی
مثل مژگان سوکھکر کانٹا ہوا بیمار عشق

حسن کے پیچھے پڑے ہوئے ہین آزمالو [illegible]
بیچ لو چاہو ہمین چلکر سر بازار عشق

دونو نکو واعظ سر بازار اوچھالے گا ذہ شوخ
تیرے دستار فضیلت بندیکی دستار عشق

ایک وامق ایک مجنون ایک فرہاد ایک قدر
بس یہی چار آدمی ہین واقف اسرار عشق

ردیف کاف تازی

۱۶ نہ چھٹا عشق رخ رشک گلستان ابتک
میرے مرقد پہ عنادل ہین غزلخوان ابتک

نظر آتی نہین صبح شب ہجران ابتک
چوٹی ایڑی سے گزرتی تری جانان ابتک

حور دیکھین حور ہو پری دیکھین پری ہو ایجان
ہمنے دیکھا نہین اس ٹھاٹ کا انسان ابتک

بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا
او ستمگار ہوا تو نہ پشیمان ابتک

تیرگی دیکھہ کراے ماہ شب مرقد کی
شمع روتی ہے سر گور غریبان ابتک

آسمان سے یہ فرشتونکی صدا آتی ہے
تمسا پیدا نہ ہوا اے مہ تابان ابتک

ابتک دل نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف
اوس غبی کو نہوا حفظ یہ قرآن ابتک

ملگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی
کب کا پرزے ہوا ہوتا یہ گریبان ابتک

جسم کے خم صاف ہولئے اور تنکا سا ہی
نہ چھٹا نام خدا مجمع زندان ابتک

جی مین آتا ہی کہ زلفون کے حوالے کردون
کچھہ سمجھتا نہین اپنا دل نادان ابتک

چھپکے ہر روز فرشتونکی طرح جاتے ہین ہم
مر گئے پر نہ چھٹا کوچہ جانان ابتک

کل شب وصل مین سونگھی تھی جو بوے گیسو
ہے اوسیدم سے دماغ اپنا پریشان ابتک

حق تو یہ ہے کہ اگر دور بتان ہو جاتا
ایک بھی ہند مین بچتا نہ مسلمان ابتک

نغمۂ قلقل و آواز دف و صحن چمن
آنکھہ مین پھرتا ہے سب وصل کا سامان ابتک

روے نگین کی صفت کرتا کیا اے قاصد
تو نے دیکھا نہین شاید مرا دیوان ابتک

منهه لگاتا نہین اے قدر ہمین یار بہت
خوب کہلتے نہین ہمسے لب خندان ابتک

١٥

یون تو ہے اونکا جسم بہر نازک
ہے مگر بال بہر کمر نازک

بات مین ٹوٹے بات مین جڑ جاے
ہے بہت خاطر بشر نازک

بندہ بہی اسقدر ہے زار و نحیف
آپ ہین یار جسقدر نازک

ہے کمر سے دہن کہین نایاب
ہے دہن سے کہین کمر نازک

کچھہ نہ پوچھو کہ اونکے ہونٹہ ہین کیا
برگ گل سے زیادہ تر نازک

ہر بہانے سے ٹالتے ہین ہمین
بنے رہتے ہین رات بہر نازک

اوبہرا سینہ بہرے بہرے رخسار
شانے طیار ہین کمر نازک

میرے سینہ پہ سر نہین دہرتے
مجھے کیا تم ہوے اگر نازک

پہلوان سبکے توڑتے ہو دل
بنوگے کیسے وقت پر نازک

رکہنے دیتے نہین ہو ہاتھہ ہمین
اجی ایسی بہی کیا کمر نازک

کہین جایا نہ کیجیے مشکو
وقت آیا ہے اے قمر نازک

جب پڑی آنکھہ لاکھہ بل کہائے
اُف مزاج اتنا فتنہ گر نازک

اپنے موقع کی ہے ہر اک شے خوب
چہاتیان سخت ہون کمر نازک

تیغ باندہو برابر ابرو کے
کہ کلائی ہے کسقدر نازک

سخت باتونکی قدر کو نہین تاب
کہین شیشے سے ہے جگر نازک

ردیف کاف فارسی

دم بھر کو چاہیئے مجمع اغیار سے الگ
کچھہ عرض کرنی ہی مجھے سرکار سی الگ

دیوانہ جانکر ہمین کہتا ہے وہ پری
بستر لگائے مری دیوار سے الگ

ہم اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنائین
دل لیکے بیٹھین کافر و دیندار سی الگ

اوٹھتا نہین ہے سانپ خزانے پہ بیٹھکر
کیونکر ہو زلف یار رخ یار سے الگ

بو ہون مگر وہ بو کہ جو ہو پہول سے جدا
گل ہون مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ

اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چھوڑئے
گردن تو ہو کبھی خنجر خونخوار سے الگ

مین لاغری سے خط کف پا ہے دوست ہون
نقش قدم رہے قدم یار سے الگ

یارب مدام بوسۂ چشم صنم ملے
ساغر کبھی نہو لب میخوار سے الگ

ابرو کی لون بلائین تو کہتے ہین ناز سے
کاٹو گے ہاتھہ الگ مری تلوار سی الگ

پہبتی کہو نہین قد پہ ابھی نخل طور کے
دم بھر نقاب ہو جو رخ یار سے الگ

اندھیر ہو رہا ہے ترا کوے یار مین
دستار سے کہ سر ہے تن زار سی الگ

کہتے ہین ہنسکے دیکھو نہ کالا کہین ڈسے
رکھیے گا ہاتھہ گیسو خمدار سے الگ

پہر وصل مین یہ فتنۂ خوابیدہ جاگ اوٹھا
سوئے حضور عاشق غمخوار سے الگ

دیکھو نہ اے مسیح کہین جان پر بنے
زانو نہ کیجئے سر بیمار سے الگ

اے قدر اندنون ہے دماغ آسمان پہ
ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ



ردیف لام

٢١
محو دیدار کو تم غش مین جو پایا شبِ وصل
لخلخہ زلف معنبر کا سونگھانا شبِ وصل

چال سے ہے پاؤن مین مہندی کا لگانا شبِ وصل
ہاتھہ آیا ہے ترے خون بہانا شبِ وصل

شبِ غم کا جو سناتا ہون فسانا شبِ وصل
نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شبِ وصل

رکھے اللہ تری شرم کو ہو گی نہ سحر
خیر بہتر ہے ترا منہہ نہ دکہانا شبِ وصل

مین بہی جانون کہ مرے دلکا پہپولا پہوٹا
کاش ٹوٹے کوئی پازیب کا دانا شبِ وصل

اِک ہمین یار کی پٹی سی لگے روتی ہین
ورنہ یون چین اوڑتا ہے زمانا شبِ وصل

قاب قوسین کے رتبے سی نہین کم مجہکو
دونون ابرو کے اشارے سے بلانا شبِ وصل

دونون ہاتہون سے جگر تہام کے بیٹہو صاحب
چہیڑتا ہون شبِ فرقت کا فسانا شبِ وصل

سوزِ غم اسمین بہرا ہی کہین چہالے نہ پڑین
میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شبِ وصل

ہمنے پہیرون شبِ غم مین کفِ افسوس ملے
یاد آیا جو زبا نون کا لڑانا شبِ وصل

مر کے ہو جاتا ہی معشوق حقیقی سی وصال
شبِ مرقد کو سمجہہ لیتے ہین دانا شبِ وصل

دونون صورت مین ہوئی وعدہ خلافی تمسی
چاہیے آنا شبِ ہجر اور نہ آنا شبِ وصل

زندے مرجاتے ہین جی اوٹہتے ہین مردے سنکر
میرے نالے شبِ ہجر آپکا گانا شبِ وصل

تیری قسمت مین تہا اے غیر تڑپنا شبِ ہجر
میری تقدیر مین تہا چین اوڑانا شبِ وصل

مجہسے جب دور ہی بیٹہے تو برابر ہی مجہے
اونکا آنا شبِ وصل ورنہ آنا شبِ وصل

چاندنی رات تو ہے دورہ ساغر بہی ہو
کہ کٹورا سی یہ آنکہین نہ چرانا شبِ وصل

لاکہہ چالین چلو سو فقرے دو سو چہنٹے دو
نہ چلے گا کوئی صاحب کا بہانا شبِ وصل

اپنے مطلب سے ہے مطلب جو تمہاری مرضی
خیر تشریف ادہر لاسے تو احسان کیا
لیٹے لیٹے وہ بگڑ اوٹھتے ہین گھر جانے پر

ہمنے مانا نہ ہمین پاس سلانا شب وصل
مشفق من مرا کہنا تو نہ مانا شب وصل
کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زمانا شب وصل

شب فرقت مین تمہین اُسنے ستایا جتنا
قدر تم اسکے عوض اُسکو ستانا شب وصل

۱۵

باغ کا تھا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل
پا کے ترا سراغ گُل ہوگئے باغ باغ گل

دل مین ہماری جان کا نام نہین نشان کا
عشق کی دودمان کا آج ہوا چراغ گل

ای بت بست گر زبست ہی کیا تجھے خبر
رہ گئی کھول کر باغ مین کیون ایاغ گل

دل کی جو تھی بند ہی کلی پھولتے لالہ ہو گئی
زخم سے بصد خوشی کھالیے بصد فراغ گل

اشک ہین جوشش سحاب داغ ہین تاب آفتاب
شرم سے شبنم آب آب رشک سے داغ داغ گل

شور اُٹھا جو آہ کا چہرہ بتون کا فق ہوا
چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل

قامت و رخ سے راہ ہی تجھ پہ چمن تباہ ہی
سرو مثال آہ ہی اور برنگ داغ گل

تجھسے پتنگ داغ داغ تجھسے ہزار باغ باغ
تو ہی ہی بزم مین چراغ تو ہی میان باغ گل

دیکھکے گیسوے دوتا دل مرا سرد ہو گیا
کالے کے سامنے ہوا آج مرا چراغ گل

ہمکو کہان دماغ ہی سیر سے خود فراغ ہی
سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے ساتے داغ گل

ابر غبار دہو گیا لعل و گہر پرو گیا
قطرون سے ملکے ہو گیا گوہر شب چراغ گل

ساقی ادہر بھی کوئی تو جام بڑہا دے یا سبو
نکہت گل ہوئی کی بو اور ترا ایاغ گل

ہوگئے تم جہان کھڑے شرم سے نخل گل گڑے
اور ذرا جو ہنس پڑے ہوگئے باغ باغ گل

مجھسے نہ اُڑ تو عندلیب میرا ترا ہی اک نصیب
مجھسے ہی سر گران حبیب تجھسے ہی بد دماغ گل

چین اُڑائین قدِ ہم ساتون فلک سے ہین ہم
ساقی ربادہ وصنم چنگ کرنگ چراغ گل

۱۸

خط بھیجتا نہین بت خودکام آج کل ۔ آجائے کاش موت کا پیغام آج کل
اندھیر ہی کہ زلف نے دل کو اُڑا لیا ۔ ہوتی ہین چوریان یہ سرِشام آج کل
ساقی بھرا ہوا ہی کہ قسمت پھری ہوئی ۔ ہی دور جام گردش ایام آج کل
فصل بہار آتی ہی بلبل کی خیر ہو ۔ طیار ہوتے ہین قفس و دام آج کل
ہمکو بھی جہان نثارون مین گنتا ہی وہ قمر ۔ ہم بھی ہوئے ہین شہر مین بدنام آجکل
ساقی سبو تو کیا ہی نہین خم پہ بند ہم ۔ لیکن ہمارے پاس نہین جام آج کل
سارے جہان نے کلمہ جو اُس یار کا پڑھا ۔ کیا گھٹ گئی ہی رونق اسلام آج کل
صیاد ہمکو چھوڑ دے اک ہم نہون نہون ۔ لاکھون تڑپ رہے ہین تہ دام آجکل
ان روزون دہر کیا مجھے دیتا ہی ٹھوکرین ۔ مٹتا ہی سیر ابلق ایام آج کل
ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہی وہ مسیح ۔ تمکو تو خوب سوجھا ہی آرام آج کل
مژگان کا رُخ پھرا ہی مرے دل سے اندرون ۔ اِس چھوٹی سی گڑھی پہ بند ہلالام آجکل
کمرے مین لیٹے رہتے ہین اُس آفتاب کے ۔ یکسان گزرتی ہی سحر و شام آج کل
للہ آپ آؤ کہ مجھکو بلاؤ تم ۔ کبتک رہے گی ای بت خودکام آج کل
مسکن کیا ہی سیر دل داغدار مین ۔ سیر چمن مین ہی وہ گل اندام آج کل
فصل بہار آئی ہی ڈھلتے ہین شعر تر ۔ رہتا ہی دور بادۂ گلفام آج کل
کیا پھر کسی جوان کو نظر پر چڑھاؤ گے ۔ کچھ بیٹھتے بہت ہو لب بام آج کل
اک ماہ چاردہ ہی دن ہین شباب کے ۔ مقصد کو پہنچے عاشق ناکام آج کل

شیشہ بغل مین دوش پہ خم ہاتھ مین سبو

ای قدر لب بلب ہی لب جام آج کل

۱۹

سے لیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل

اُجڑا پڑا ہوا ہی ہمارا دیار دل

کھویا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل

جی بھر کے ہجر یار مین نکلا بخار دل

سینے مین جم رہا ہی برا غبار دل

کیا جیتے جی بنے گا الٰہی مزار دل

زخمون کا کچھ حساب نہ داغون کا کچھ شمار

کیسا کھلا ہوا ہی مرا لالہ زار دل

ترچھی نگہ کے تیر سے صیاد چھید لے

آ کر پھنسا ہی زلف مین تیری شکار دل

ذرون مین ہی ٹھکانا نہ قصر و زمین ہی پتا

اُف اوہ دیکھیے تو نشان انتشار دل

ہر آہ با مراد ہی ہر نالہ پر اثر

کیا سچی ہانکین بول رہا ہی ہزار دل

پیارا انہین سنے مجھے وہ زیادہ حضور سے

جب آپ ہی پھرے ہین تو کیا اعتبار دل

یہ ضعف ہی زبان تک آنا محال ہی

مین کس طرح سناؤن تمھین حال زار دل

کیسا ہوا ہی آپ سے باہر فراق مین

دل پر کسی طرح نہ رہا اختیار دل

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست

کیونکر نہ زلف یار مین ہوتا قرار دل

اُنکا کبھی جگر مین کبھی دل مین ہی مقام

دل ہی فدا جگر کے جگر ہی نثار دل

بس ننگے پاون گھر سے نکلنا پڑا ابھی

سن پائیے جو نالۂ بے اختیار دل

جھپکی پلک نگاہ مرا کام کر گئی

ٹٹی کی آڑ آپ نے کھیلا شکار دل

الیسون کے آڑے آتا ہی کوی جہان مین

چھاتی پہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل

بنتا ہی ابر جیسے بخارات ارض سے

بن بن کے اشک آپ پہ نکلا بخار دل

از بسکہ بیقرار ہی لے ہاتھ مین اسے

جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکار دل

حیران ہون یہ رام کہانی سنیگا کون	وہ بت کسجا کسجا گیا بیشمار دل

ای قدر پرزے پرزے اڑا یہ شہید غم
لو کربلا مین چلکے بناؤ مزار دل

کب تک سہیگا تیری جفا دل نالش کریگا روز جزا دل	۸ پتھر ادل شیشہ مرا دل ہشیار رہنا خالق ہی عادل
دل سے الگ چل تو کچھ بتائین دیتا ہی ہمکو غمگین صد ایذا دل	سہنا ہی دن بھر تیری جفائین کرتا ہی شب بھر تیرا گلا دل
عیش و تمنا زخمی برابر امید و ارمان کشتہ سراسر	کیا رن پڑا ہی اللہ اکبر کعبہ نہ کہیئے ہی کربلا دل
زخمون کی شدت داغون کی کثرت کس کس کو روؤن ہی ایک آفت	کرنی تھی یا رب پیری جو خلقت دینا تھا مجھکو سب سے بڑا دل
لو اور سو کر فتنے جگاؤ سینے سے میرے ملکر اٹھاؤ	ہاتھون سے ملکر جلدی بجھاؤ ہی ہی جلا دل اف اف پھنکا دل
تیر مژہ پر ہم کرتے صدقے ایسے جو صد ہا ہوتے کلیجے	زلفون پر انکی قربان کرتے ایسے جو لاکھون دیتا خدا دل
اللہ اکبر اتنی پڑی آنکھ ابکی پڑی آنکھ ابکے پڑی آنکھ	ابکے لڑی آنکھ ابکے لڑی آنکھ ابکے گیا دل ابکی گیا دل
دزد حنا کی یا ہاتھ آیا یا سوز دل نے پھونکا خدایا	آخر جگر کو کسنے اڑایا پہلو مین میرے یا وہ تھی یا دل

ردیف میم

سوئے جا کر مزار مین ہم	۱۸ اب پہنچے ہین کوئے یار مین ہم
جب خاک ہوئے تو اوج پایا	مل ملکر اوڑتے غبار مین ہم
پوچھیگا کون روز محشر	ای یار ہین کس شمار مین ہم
ہی یار کا گھر تو کوی دل مین	کیون رہتے ہین کوئے یار مین ہم
دفنا کے چلے ہین آپ گھر کو	ٹھہرینگے کوئی مزار مین ہم
افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا	دیوانے ہوئے بہار مین ہم

دل چھوڑ کے کوچۂ بتان مین — پھرنے لگے کوہسار مین ہم
گیسو کا نہ حال ہمسے پوچھو — ان روزون ہین انتشار مین ہم
کیا جوشش جنون سے لاغری ہے — کانٹا ہوے ہین بہار مین ہم
تنہا ہون گے تو ہوگی وحشت — پھاڑینگے کفن مزار مین ہم
جسم لاغر سے دم نکلجاے — کیون اولجھے ہین ایک خار مین ہم
وصف خط عارض منوّر — لکھتے ہین خط غبار مین ہم
گل دیکھ کے ہاتھ پاون پھولے — بیخود ہوے یہ بہار مین ہم
ہین تار نگاہ انتظار ہی ہے — یہ زار ہین انتظار مین ہم
اسکے تو نگاہ روبرو ہو — ٹھنڈے ہین بس اسکے وار مین ہم
جانی پیارے حضور معشوق — کیا کچھ نہین کہتے پیار مین ہم
جب عشق کیا تو شرم کیسی — چلّا اوٹھین ہزار مین ہم

ای قدر کہین وصال بھی ہو
مرجائین فراق یار مین ہم

۱۷
خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل پر جفا کرو تم — ہلیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم برا جو ہی وہ ادا کرو تم — وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم
سرور وصلت کہ رنج فرقت دواے الفت کہ درد کلفت — نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہی جو عطا کرو تم
رہیگی یونہین بلون پہ چوٹی نکالیے لاکھ مانگ سیدہی — نکل گیا سانپ جب خبر لی لکیر پیٹا کیا کرو تم
ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا — ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہماری حق مین دعا کرو تم
ابھی کفن مردے پھاڑ ڈالین ابھی مزارون سے سر نکالین — ابھی جو محشر کی چلکے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم

دل وجگر پلکون پر نچھاور تو جان قربان ہولیوین
نیا ہو گا اسی مین باہم ستم یہ دونون طرف کا عالم

ہزار دل ہون جو اے جفا جو دریغ تمسے نہین ہو
چلو بہت ہو چکی رکاوٹ کہان کا پردہ اٹھاؤ گھونگٹ

لگا ہی دل ہمسے خیر بہتر یہین جو اغیار ہین مکدر
ہماری شہرگ پھڑک رہی ہے کہ روح اسمین اٹک رہی ہے

ہوئین جگت آشنا نگاہین مین کفر و اسلام سب سے رہا ہین
ہماری نالونکو سن جو پاؤ یقین ہے غش کھا کے لوٹ جاؤ

بہت نہ پھٹکے ہوئے رہو تم پہنچ سے ہو اب جو تڑپی سہو تم
سجا ہی ہیجا مرا گلا تھا تمہارا اسمین گناہ کیا تھا

اے ایک سر ہو اسے بھی ایکبار تم اپنے فدا کرو تم
کرین تکلف نہ تمسے کچھ ہم نہ ہمسے شرم و حیا کرو تم

اسیر گیسوے قتیل ابروے شہید ناز و ادا کرو تم
لپٹ بھی جاؤ گلے سے جھپٹ پٹ بہت غمزے کیا کرو تم

ذرا نہین اختیار جب پھر اسکے مارے مین کیا کرو تم
تمام گردن لٹک رہی ہی ابھی نہ خنجر جدا کرو تم

ملو تم اس سے وہ جسکو چاہین بنے نئے آشنا کرو تم
نہ لوٹ جاؤ نہ غش مین آؤ تو دفعتہ واہ وا کرو تم

جو بوسے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم
یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

بتاؤ اے قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا
غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراب خستہ پھرا کرو تم

ردیف نون

جو ہے عرش پر وہی فرش پر کوئی خاص اسکا مکان نہین ۲۳
وہ یہان بھی ہے وہ وہان بھی ہے وہ کہین نہین وہ کہان نہین

مجھے بوسہ دینا ہو دے بھی دے نہین بات کہدے تو ہان نہین
تہ لب نہین کہ دہن نہین کہ دہن مین تیرے زبان نہین

یہ نصیب تیرے شہید کا کہ کمال شوق تھا دید کا
جو گلا بھی دے تو دہا تر نہین جو چھری بھی ہے تو روان نہین

مین ہوا ہ سر بلغ وجود ہون مین وہ گل ہون شمع حیات کا
جسے فصل گل کی خوشی نہین جسے رنج باد خزان نہین

نہ جگر پہ تیرے نظر پڑی نہ اشارے ابرو نکلے ہوے
تو شکار کھیلیگا کسطرح ترے پاس تیر و کمان نہین

مجھے کیا جو شور نشور ہو ہمیں پوچھ لو جو حشر ہو — میں لحد سے اُٹھکے چلوں وہاں مجھی اتنی تاب و تواں نہیں
مرا ایک دل تھا وہ سرد ہی کسے اب دماغ ہے داد کا — کہ مُوا ہی کب سے چراغ گل میں وہ جل بجھا کہ دھواں نہیں
جو اُٹھے تو سینہ ابھار کر جو چلے تو ٹھوکریں مار کر — نئے آپ ہی تو جوان ہیں کوئی کیا جہاں میں جواں نہیں
جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا — کہ عجیب حال ہے گو مگو وہ نہاں نہیں وہ عیاں نہیں
میں وہ سرو باغ قدیم ہوں کبھی پھولے جو نہ کبھی پھلے — میں وہ قمری نو اسیر ہوں جسے اپنا طوق گراں نہیں
کدھر اُڑ گیا مرا قافلہ کہ زمیں میں پھٹ کے سما گیا — نہ غبار اُٹھا نہ جرس بجا کہیں نقش پا کا نشاں نہیں
مرا دم اُلجھتا ہے واعظو نہ سنونگا لاکھ بکا کرو — تمہیں جسقدر کہ جنون ہے مجھے اُسقدر خفقان نہیں
ترا قہر نار جحیم ہے ترا رحم دار نعیم ہے — یہ فقط ہیں قصے کہانیاں کوئی دوزخ اور جناں نہیں
چلے حال دل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اُتار لو — میں کلیجا ہاتھوں سے تھام لوں بجز اسکے تاب بیاں نہیں
کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب و روز اُس سے وصال تھا — مجھے کچھ خبر نہیں کیا ہوا وہ مکیں نہیں وہ مکاں نہیں
ترے ابروؤں کو میں چوم لوں نہیں خوں گرفتہ میں اسقدر — ترے گیسوؤں کو میں سونگھ لوں مجھے اسقدر خفقان نہیں
جو ہزار عذر بھی پیش ہوں وہ کسیطرح نہیں مانتا — کہو الحذر تو حذر نہیں کہو الاماں تو اماں نہیں
یہ مئے فرنگ کی کشتیاں بھی سفینہائے نجات ہیں — کبھی اُسکا بیڑا نہ پار ہو جو مرید پیر مغاں نہیں
ہوئیں زرد زرد جو پتیاں یہ بھی اک طرح کی بہار ہے — میں بسنت اسکو سمجھتا ہوں یہ چمن میں فصل خزاں نہیں
دم مرگ تیرے قریب ہوں مجھی اپنے ذبح کی عید ہے — میں لپٹ کے تجھسے شہید ہوں کہ چھپی ہے تیر و سناں نہیں
بہت اسپہ تو نہ گھمنڈ کر ترا منھ ہے چاند ہوا کرے — کہیں ریزے ریزے اُٹھا نہ ہو مرا دل ہے کوئی کتاں نہیں
وہ زبان خنجر صبر ہوں کہ زباں میں جسکی سخن نہیں — وہ دہان زخم ملال ہوں کہ دہن میں جسکی زباں نہیں

اُٹھو قدر اُن پہ نہ جان دو ابھی جان ہے تو جہان ہے
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہے ارے میاں نہیں ارے میاں نہیں

صاف کرتے ہین لب دندان وہ اکثر آب مین ۱۵ اسلئے پیدا ہوے مرجان و گوہر آب مین

جوش گریہ سے ہی مثل موج بستر آب مین بلکہ تیرتا ہی حباب آسا مرا گھر آب مین

تجھ مین عالم ہی نیا عالم مین تو موجود ہی جسطرح گوہر مین ہی آب اور گوہر آب مین

بھاگ ای غم بھاگ بھی کشتی تری ہوگی تباہ چشم تر مین ہی مژہ دست سکندر آب مین

رخ پہ خط آیا تو آئینے سے نفرت کیون ہوئی دیکھتے ہین سب کسوف مہر انور آب مین

مجھکو حیرت ہی کہ اسمین مورچہ لگتا نہین نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب مین

روتے روتے سب سر و سامان یہ پانی پھر گیا مردم دیدہ کی صورت ہی مرا گھر آب مین

ہر بھنور رخسار کی ضو سے نیا ہالہ بنے تو نہانے کو اترای ماہ پیکر آب مین

وہ کمر پہ تیغ رکھتا ہی مین اپنے حلق پر وہ کمر تک ہی مین گردن تک شناور آب مین

دیدۂ تر سے نہین ہٹتا ہی میرا لخت دل میری کشتی کا پڑا رہتا ہی لنگر آب مین

جب سے کھولی آنکھ ہمنے اُنکھ روتے کٹی اس کنول کی ہی نموداری برابر آب مین

نافہاے مشک بنجائینگے دریا کے بھنور دھوئیگا وہ گل اگر زلف معنبر آب مین

کیجیے اک دن لب جو خندۂ دندان نما ہر صدف موتی کرے تمپر نچھاور آب مین

ہوگئے بحر جہان ہی کیا فنا فی اللہ ہم ملگیا انجام کو خود آب بہکر آب مین

عشق مین ای قدر گھبرائے تو مر جاؤگے تم
ڈوب جائے جب کہ ہو تیراک مضطر آب مین

شب فرقت مین سنبھالے رہین احباب ہمین ۱۲ دے دے پٹکیگا اٹھا کر دل بیتاب ہمین

اٹھین غیرونکے لیے یہ تو نہین تاب ہمین ابھی آتا نہین ایسا ادب آداب ہمین

خال کا نام نہ لو کیا رخ تابان کم ہے کیسی بارود اڑا دیگا یہ مہتاب ہمین

زاہد وجسکا جو حصہ ہی پہونچ جاتا ہی
جی مین آتا ہی کہ ہم بھی اسے اب ہوڑا لین

لہو کے گھونٹ تمہین اور مئی ناب ہمین
کر دیا نامۂ اعمال نے آب آب ہمین

خاکساروں کی تو گدڑی ہی مین ہی زینت زیب
لاکھ پہنادے کوئی قاقم وسنجاب ہمین

رات آنکھو نمین کٹی نیند نہ آئی بے یار
کیا کھلائے تجھے کباب بطِ سرخاب ہمین

کل شبِ ہجر مین پیار اپنا جتایا نہ گیا
اے لحد آج بغل مین نہ بہت داب ہمین

بھاری موباف سے وہ اتنی کہیچے ناف کُھلی
موج لائی ہی بہا کرسوی گرداب ہمین

اے نکیرین نکالا ہی کہان کا جھگڑا
اجی لاحول ولا کر دیا بدخواب ہمین

ہمنے ناحق ترے ابرو کا پسینا پونچھا
اور تڑپاے گا یہ خنجر بے آب ہمین

کان مشتاق ہین اک اور غزل پڑھیئے قدر
یاد رہجائیگی یہ صحبت احباب ہمین

ملگئے اشکونمین لختِ دلِ بیتاب ہمین
اُڑ کے پانی مین سے ملے ریزۂ سیماب ہمین

لیے جاتا ہی کدہر اے دلِ بیتاب ہمین
سوجھتا ہی نہ کنوان اور نہ تالاب ہمین

دشت غربت مین بگولون سے لپٹ جاتے ہین
یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمین

کیا سمندر سے بلا ہم دُرِ دم جان مانگین
خود دکھاتا ہی تہی کاسۂ گرداب ہمین

کیون گھٹا چھائی ہی للّٰہ اٹھا یار نقاب
زلف و رخسار سے دکھلا شب مہتاب ہمین

ایک ہاتھ اور لگا جسمین نہ پھر یاد کرین
ہچکی آتی ہی ملا ایک دمِ آب ہمین

یہی نا حضرتِ موسیٰ کی طرح غش آتا
پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمین

یہ اندہیرا ہی کہ وحشت ہی لحد مین ہمکو
کس جگہہ چھوڑ گئے ہاے سب احباب ہمین

چشم ترکا کرین شکوہ کہ گلا آنسو نکا
کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمین

وعدۂ وصل پہ دنکو تو وہ شرماتے ہین — شکوہ فرماتے ہین کیون کرتے ہو بدخواب ہمین
وامق و کوہکن و قیس نے کیا ساتھ دیا — دشت وحشت مین بھی گھیرے رہے احباب ہمین
دانت کھلجائین اگر یار ہنسے جی خوش ہو — نظر آجائین الٰہی دُرِ نایاب ہمین
وصل سے اُنکے کسی شب نہوا گھر روشن — چاند دکھلائی دیا صورتِ سُرخاب ہمین
سر پھرا دیتی ہی بھاتی نہین مہوے کی شراب — ساقی انگور کی دے جلد مئ ناب ہمین

ایک سا ظاہر و باطن ہی ہمارا ای قدرؔ
چشم بے خواب ملی یا دل بیتاب ہمین

16 خدا جانے مین اُسکا سایہ ہون کیا ہون — نہ اُس سے ملا ہون نہ اُس سے جدا ہون
یہ ابرو کو بل ہی کہ تیغ قضا ہون — یہ چیتون کو غمزہ کہ قہر خدا ہون
مری سرکشی عین افتادگی ہی — مین وہ قطرۂ اشک چشم فنا ہون
پہنتا تھا ہر سال منت کی بیڑی — لڑکپن سے پابند زلف رسا ہون
وہ رہتا ہی خود میری گردنگی رگ مین — وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون
نکلجائیگا دم سر شام میرا — مین دیو شب ہجر کا ناشتا ہون
کہین تالی اِک ہاتھ سے بھی بجی ہی — مجھے تم بھی چاہو جو مین تمکو چاہون
مین وہ داغ ہون داغ ہو جس سے پیدا — اُف ای گرمی عشق جلتا توا ہون
بس ایک آہ مین ہی نہ گردون نہ گردش — یہ کتنا ہی اسکو ابھی دیکھتا ہون
مین ہون قدر دان اپنے ہر قدردانکا — مین دلدادۂ شاہد دلربا ہون
غضب یاد گیسو مین ہے آہ و زاری — مین ہندوستان بھر کی آب و ہوا ہون
مہ عید سے میری آنکھین ہوئین ہین — ابھی اُنگلی اُٹھے جو مین خود نما ہون

کمر جھک گئی کھل گرانِ گیسوون پر ۔ مین خود حلقۂ موے زلف دوتا ہون
نہ خفت اُٹھای نہ کوی گرانی ۔ نہ مین گھر رہا ہون نہ آہن رُبا ہون
ہوا میری تربت کا سبزہ لجالو ۔ مین وہ کشتۂ تیغ شرم وحیا ہون

کہو تمنے ای قدر بوسہ جو مانگا
نہین کہدیا اُسنے چپکے سے یا ہون

۲۰ دہن سے نالے عوض آہونکی نکلتے ہین ۔ محاورے جو پُرانے تھے وہ بدلتے ہین
بہار مین جگر و دل لہو اُگلتے ہین ۔ یہ جوش ہی کہ بدن عاشقونکے پہلتے ہین
کہان وہ نوح کا طوفان کہان مری آنکھین ۔ خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہین
غضب ہی ہونٹھ کا ہلنا جو سکیتی ہین چھوئے ۔ تمہارے ہنس کی چالین یہ کوی چلتی ہین
نثار ہے رگِ شریان فدا ہی تارِ نفس ۔ کمر تو ایسی ہی پھر قتل پر سنبھلتے ہین
بڑی مشقت و محنت سے ملتی ہی روٹی ۔ بڑی اذیتون سے دانت سب نکلتے ہین
کبھی غشی ہی کبھی چونکتے ہین فرقت مین ۔ تمام رات یونہین ڈوبتے اُچھلتے ہین
کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہو ابرو ۔ کہان غلاف سے یہ تیغ نکلتے ہین
گھٹائین جھوم کر آئین مبارک ای رندو ۔ وہ موسم آیا ہی انگور جسمین پھلتے ہین
تمہارے واسطے ہمنے بنایا خسخانہ ۔ بٹھا کر آنکھو مین پلکونکے پنکھے جھلتے ہین
کبھی نہ بوسۂ سیبِ ذقن نصیب ہوا ۔ ہمارے سامنے کسدن رقیب پھلتے ہین
وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ اُبھری اُبھری گات ۔ ڈوپٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہین
جو آنکھین پی گئین آنسو تو نکلے لختِ جگر ۔ یہ ہنس موتی نگلتے ہین لعل اُگلتے ہین
قریب زلف ہی پھندا لگانے کو طیار ۔ ٹھگونکی طرح ترے دیدے سبکو چھلتے ہین

حضور ڈہانک بھی لین چکنی چکنی رانونکو
نہ بیٹھتے ہوں جاتے ہو نزع مین ہو نہین
دل و جگر مین پڑے داغ داغو نمین چھالے
دہن کو ہیچ سنا تھا مگر بھی ہیچ ہوئی
رُولاؤ اُسمین بھی راضی ہنساؤ اُسمین بھی خوش

سنا ہی عاشقونکے دل بہین بہسلتے ہین
مین منہہ پہ کہتا ہون اسوقت آپ کہیلتے ہین
تمہارے موتیونکے مالے سو اُگلتے ہین
بڑے بڑے ابھی نقص آپ مین نکلتے ہین
جو مرد ہین وہ کسی بات مین نکلتے ہین

ابھی تھا وصل کا اقرار اور ابھی انکار
چلو ہٹو انہین باتون سے قدر جلتے ہین

11

ابر آگے ترے ای دیدۂ تر کچھ بھی نہین
عشق زلف الفت رخ مر گئے پر کچھ بھی نہین
ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی او عہد شکن
کوئی شعلہ مری آہونکا بجھایا نہ گیا
آپ مین آؤن تو مین آپکو ڈہونڈہون پیارے
سر مین آگ اپنے لگی جاکے کبھی تلو و نہین
اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کبھی ہاتھ لگی
حق نے تلوار اُتاری ہی سپاہی کے لیے
خفتگان شب غم حشر مین پھر لیٹ رہے
بوسے گیسو کے سوا اور نہین مجکو دماغ

مرحبا قطرۂ اشک اصل گہر کچھ بھی نہین
آنکھ جب بند ہوئی شام و سحر کچھ بھی نہین
کہ ادہر منہہ سے کہا اور اُدہر کچھ بھی نہین
اجی لاحول ولا دیدۂ تر کچھ بھی نہین
آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہین
جسم و جان شمع صفت تا بہ سحر کچھ بھی نہین
یون دہن کہنے کو کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین
جو نہو بانکی ادا تر چھی نظر کچھ بھی نہین
کہ نمایان ابھی آثار سحر کچھ بھی نہین
دید ابرو کے سوا مد نظر کچھ بھی نہین

صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی سے قدر
در حقیقت وہ بہت کچھ ہی اگر کچھ بھی نہین

١١ اجی ایسا بھی مزاج ای گل تر کچھ بھی نہین
مین تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو مگر کچھ بھی نہین

طرفۃ العین ہے نیرنگ نظر کچھ بھی نہین
کھول کر دیکھ چکا بند تو کر کچھ بھی نہین

تم اُسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ
جسطرف لوگ بتائین کہ اِدہر کچھ بھی نہین

دم نہ گھٹ جائے تمنا کا یہ دل ہی یا قبر
کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہین

من مین ہین شیخ فریہ اور بغل مین امئین
جب تو ناصح کی نصیحت مین اثر کچھ بھی نہین

کسی پہلو مین کبھی یار نہ سویا آکر
درد دل مال نہین درد جگر کچھ بھی نہین

وصف رخسار مین مین شعر پڑھون آپ سنین
بے تنکے نغمۂ مرغان سحر کچھ بھی نہین

کچھ کیا ہو تو کہون لاکھ نکیرین الجھین
خوف قزاق ہی کیا زاد سفر کچھ بھی نہین

آج بھی چار پہر دریہ کٹا دن ہمکو
قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہین

دیکھ پاتے جو خلیل آپکے رخسار و جبین
پہلے کہہ اُٹھتے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہین

کس طرح راہ کٹیگی عدم آباد کی **قدر**
ہمسفر کوئی نہین زاد سفر کچھ بھی نہین

١۵ خزان کی فصل مین کیفیت شراب نہین
وہ جاڑے پڑتے ہین گرمی آفتاب نہین

نہ تم خدا ہو نہ ہم لوگ حضرت موسیٰ
ہمارے آپکے پردہ نہین حجاب نہین

غضب ہی تیرے پسینے کی بو خدا کی قسم
کہ موتیا نہین کیوڑا نہین گلاب نہین

مین اُسکو کہتا ہون معشوق ہو جو گرما گرم
حرارتین نہین جسمین وہ آفتاب نہین

لٹے پٹے رمضانین ہین سیکدے والے
بغل مین شیشہ نہین شیشے مین شراب نہین

جو تم بلاتے ہو غیر انکو خیر بلواؤ
یہ ہم مین عیب ہی غصے کی ہمکو تاب نہین

گلو نکے ساتھ گلستان مین خار ہوتے ہین
مین کیون حضور کی محفل مین باریاب نہین

وہ کون ہی جو نہین مست کیف دنیا مین
وہ کون ہی کہ خرابات مین خراب نہین

سوال بوسۂ ابرو پہ ڈٹ گئے ہین رقیب
زبان تیغ مین قاتل ترے جواب نہین

ہمارے نشے بہلا مفلسی مین خاک چمن
اگر شراب میسر ہوی کباب نہین

شب فراق مین پہلو دبائے بیٹھے ہین
اب آج ہم نہین یا دل کا اضطراب نہین

دہن کا حال تو نے سنبہہ تمسے پوچھینگے
جواب تم جو نہ دو اسکا کچھ جواب نہین

نہین کے خوب اُٹھے حسن وعشق کی پردے
او نہین حجاب نہین مجھکو اضطراب نہین

اسیطرح سے مرے بیحساب عصیان ہین
کہ جسطرح تری رحمت کا کچھ حساب نہین

تمہارے آنے سے کیا **قدر** کو حواس آئے
جگر پہ رکھو تو ہاتھ اب تو اضطراب نہین

۱۵

تڑپتا ہی ترے پیش نظر دل اسکو کہتی ہین
چھری کہتے ہین اُسکو مرغ بسمل اسکو کہتی ہین

بڑہا کی زلف اُسنے جذبۂ دل اسکو کہتے ہین
ہم اُسکو پاسے لیلی اور محمل اسکو کہتے ہین

غم و رنج و مصیبت مین ہے خوش دل اسکو کہتی ہین
اُسے کہتے ہین محفل میر محفل اسکو کہتے ہین

تمہاری ناف دیکھی اور خال ناف بھی دیکھا
اُسے کہتے ہین آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کہتی ہین

ترے رخسار و افشان دونون ہین ایسے انکھون نے
جو مصحف اُسکو کہتے ہین تو منزل اسکو کہتے ہین

دل وحشی سے آہونکا تسلسل کم نہین ہوتا
اُسے کہتے ہین دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہین

جگر کو پرزے پرزے کر دیا رخسار تابان نے
کتان کہتے ہین اُسکو ماہ کامل اسکو کہتے ہین

دہن کچھ وہم سا دیکھا کمر کچھ خبط سی پائی
اُسے موہوم نقطہ خط باطل اسکو کہتے ہین

نظر کرتی ہی کام اپنا دل اُسپر لوٹ ہوتا ہی
اُسے ہشیار کہتے ہین تو غافل اسکو کہتی ہین

کہجا وہ نزع کا عالم کہان یہ ہجر کی سختی
اُسے کہتے ہین ہم آسان مشکل اسکو کہتے ہین

پڑے جب داغ دلمین دل نے کھینچا اُس پری رُو کو | اُنہین ہم نقش حُب کہتے ہین عامل اسکو کہتے ہین
جلایا لب نے تیرے مار ڈالا سبزۂ خط نے | اُسے امرت تو ہم زہر ہلاہل اسکو کہتے ہین
کلیجے پر تڑپ کر جا پڑا دل اک فغان کر کے | جلاجل اُسکو ہم شور جلاجل اسکو کہتے ہین
چمک کر داغ نے دلکو منور کر دیا کیسا | جو خورشید اُسکو تو خورشید منزل اسکو کہتے ہین

فدا ہوتا ہی **قدر** اونپر اُنہین جلسے مین ہٹلا کر
جو پروانہ اُسے تو شمع محفل اسکو کہتے ہین

۱۸ کھنچا آتا ہی ظالم عشق کامل اسکو کہتے ہین | ملا جاتا ہی سینہ جذبۂ دل اسکو کہتے ہین
نہین چُٹتی بھوین مد مقابل اسکو کہتے ہین | حدیث قاب قوسین اَبتو کامل اسکو کہتے ہین
نہ مچھلی اسکو کہتے ہین نہ بسمل اسکو کہتے ہین | تڑپنے پر نہ اسکے جائیے دل اسکو کہتے ہین
اُنہین مین نے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا | بتایا جان نثارون نے کہ قاتل اسکو کہتے ہین
لحد مین رکھکے مجھکو میری یا بوی یہ کہتی ہی | ابھی سے مر مٹے تم پہلی منزل اسکو کہتے ہین
مرض ہی عشق کا مین تختۂ مشق طبیبان ہون | کبھی دق اسکو کہتے ہین کبھی سل اسکو کہتے ہین
جو درد کر جان دین ہم وہ اسے آسان سمجھتا ہے | وہ ہنسکر ٹالدی ہی ہم سخت مشکل اسکو کہتے ہین
اگر رخسار تیرا چاند ہی داغ اسمین وہ کھلاوے | انہین وہ جو بنے ہم بوسون کے قابل اسکو کہتے ہین
ہنسا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا | کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کہتے ہین
نہ وہ مقتل مین آتا ہی نہ مین مقتل سے جاتا ہون | اُسے ہی شرم مجھکو شوق مشکل اسکو کہتے ہین
گلے آفت لگی پابند زنجیر تاہل ہین | یہ شرعی قید ہی طوق و سلاسل اسکو کہتے ہین
اُتارا سر تو کھویا درد سر احسان ہی اسکا | طبیب مہربان ہی صفت قاتل اسکو کہتے ہین
اگر تو لوٹ ہی اسیر تو لے مُنہ اسمین دیکھا کر | حقیقت مین ہی آئنہ مگر دل اسکو کہتے ہین

جو یکرنگی رہی معشوق خود بنجاتا ہی عاشق
کلی چٹکی ہی ہم شور عنادل اسکو کہتے ہین

غضب کا ضعف ہی بس کٹ چکی راہ جنون ہمسے
چلے ہین دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہین

سچا ہی تخم جیسا ہو ثمر ویسا ہی آتا ہے
کڑی ہی گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہین

ہوئی ہی زندہ در گور آکے میرے جسم خاکی مین
پھنسی ہی روح تن مین پاے در گل اسکو کہتے ہین

جدا کیونکر کرین ای **قدر** ہم سینے سے جانان کو
ہم اپنی جان اسے ایمان اسے دل اسکو کہتے ہین

۲۰ لا کے دنیا مین ہمین زہر فنا دیتے ہین
ہاے اس بھول بھلیان مین دغا دیتے ہین

بوسہ جب مانگتا ہون شور مچا دیتے ہین
بات تھوڑی سی بھی ہو تو وہ بڑہا دیتے ہین

رحم بھی ظلم و ستم سے نہین خالی اونکا
دامن تیغ سے زخمون کو ہوا دیتے ہین

دل مین درد آنکھو مین آشوب جگر مین سوزش
عشق کیا دیتے ہین اک روگ لگا دیتے ہین

فیصلہ آج اسی بات یہ ہو جائیگا
دیکھیے بوسہ نہین دیتے ہین یا دیتے ہین

کچھ نئی حضرت دل نے یہ نکالی ہی تڑپ
بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اٹھا دیتے ہین

لن ترانی سے نہ کیون حضرت موسی بھڑکتے
بات وہ کہتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

عاشق ابرو و قامت مین ہوا ہون جبسے
الٹی سیدہی مجھے دس بیس سنا دیتے ہین

چاند مین میل ہی سورج مین جلن گل مین خار
عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہین

منعمون کا نہین دریوزہ گر دن پہ احسان
آپ کیا دینگے وہ خالق کا دیا دیتے ہین

جس سے وہ آنکھین لڑین خاک وہ پانی مانگے
مارے تلوارون کے یہ ترک بٹھا دیتے ہین

سیج ہی دل بام تھا وحشت تھی عیان فعلون سے
وہ مرا دوست تھا سب جسکا پتا دیتے ہین

الجھے جاتے ہین گرہ پڑتے ہین گھبرائے ہین
زلف پر پیچ وہ کیون اتنے بڑہا دیتے ہین

ایک بوسے کا مرے واسطے ارشاد ہوا
آپ کو دیکھین مجھے دیکھین یہ کیا دیتے ہین

نزع مین یاس سے افسوس اُٹھے جاتے ہین
بیچ منجدہار کے وہ مجھکو دغا دیتے ہین

دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا
میرے پہلو مین ہے پھوڑا وہ دکھا دیتے ہین

روے رنگین سے نہین ہٹتین ہماری آنکھین
پاے نظارہ مین کیا مہندی لگا دیتے ہین

خوش جو کرتے ہین تو اک رنج بھی دیتے ہین ضرور
بوسہ اک دیتے ہین اک داغ بڑہا دیتے ہین

آنکھین لڑتی ہین تو کرتے ہین مرا کام تمام
وہ مجھے دو ہی پیالونمین جھکا دیتے ہین

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا
قدر تو جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتی ہین

١٦

شک و شبہہ نہین مری دل مین
کیسی صحت ہے اس حمائل مین

کیا حرارت ہے خون بسمل مین
مہندی کا لی ہے دست قاتل مین

زلف مشکین کا دہیان ہے دل مین
یا کہ لیلی ہے اپنی محمل مین

قبر مین لیٹ کر اُٹھا نہ گیا
تھک گئے ایسے پہلی منزل مین

جسم شفاف سے نظر آئے
آپ جو کچھ چھپائے دل مین

ہے شہیدونکی زندگی اس سے
دم عیسی ہے تیغ قاتل مین

الحذر تیری زلف سے اے یار
خوب جکڑا انھے مجھے سلاسل مین

اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا
بُت بنا ہون تمھاری محفل مین

ٹھنڈی سانسین بھرین یہ قتل کیوقت
لگ گیا زنگ تیغ قاتل مین

خیر مجھکو نہ گھر مین آنے دے
میرا گھر چاہیئے ترے دل مین

ہر طرف لگ گئی چمن مین آگ
شور تھا نالۂ عنادل مین

خود لپٹتے ہین آ کے سینہ سے	اسقدر جذب ہے مرے دل مین
نالے کرتی ہے قیس پر لیلی	زنگ سجتا ہے ایک محمل مین
خون مین ہم نہا گئے کیسے	ہولی کھیلی ہے کوی قاتل مین
کاملون کو بڑی سمائی ہے	عکس عالم ہے ماہ کامل مین

قدر پہلے تو دل دیا اون کو
اجی اب سوچتے ہو کیا دل مین

۱۶

سایۂ تاج گدایانہ ہما سے کم نہین	مرگ چھالا اپنا تخت پادشاسی کم نہین
رنگ اُڑے منھ سی کنہیا کے اگر چوٹی گندہے	جب نکھار اپنا کرو تم رادھکا سے کم نہین
جسطرف نالہ سنا لیلی کا ناقہ چلدیا	قیس کی آواز بھی بانگ درا سے کم نہین
داغ جب چمکے تو بجلی جب کیے نالے تو رعد	دود دل جبدم اُٹھا کالی گھٹا سی کم نہین
پھول ہی پیش نظر دست حنائی یار کا	سیت اُسکے ہاتھ کی عطر حنا سی کم نہین
سوکھے گھاٹون تشنۂ دیدار اُترتے جاتے ہین	کعبۂ کوے بتان بھی کربلا سے کم نہین
حشر برپا چال ہی صبح قیامت روے یار	فتنۂ محشر سمجھیے وہ ادا سی کم نہین
ابرو و مژگان و قامت خنجر و تیر و سنان	اب ہمارے خون کے دنیا مین پیاسے کم نہین
وقت پر جو کام آ جا ہو وہ کہلو دو سے کب کہتے ہو تم	ہاتھ اُٹھا کر کوسنا دست دعا سی کم نہین
ایڑیان رگڑا کرون کب دم نکلتا ہی مرا	دید بھی تاثیر مین آب بقا سے کم نہین
دست رنگین ہے جو اُس سفاک نے گھائل کیا	چور میرے زخم کا دزد حنا سے کم نہین
بات جو حق ہے وہ سُن الحق کر سے نہ ڈر	یہ ذرا تاثیر مین کڑوی دوا سے کم نہین
نقد کن لے دی گلگون تو اے پیر مغان	لال کر دونگا تجھے تیری دعا سے کم نہین

لعل لب یاقوتیان ہین ای مسیحاے زمان
گوہر دندان تری حب الشفا سی کم نہین

خون ہی دونون کا ایک اور یکہی ہی گوشت پوست
مصطفے حیدر سے حیدر مصطفے سی کم نہین

کافر دیندار سب اے قدر دم بھرنے لگے
شہرہ اوس بت کا خدائی مین خدا سی کم نہین

۲۰

ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہین
سے اے مسیحا تمہین پہ مرتے ہین

خضر نظرون مین کب ٹھہرتے ہین
پانی چاہ ذقن کا بھرتے ہین

الحذر کیا غضب کی چتون ہے
سنے چھری آپ ذبح کرتے ہین

اک نہ اک آج پھانسیئے گا ضرور
گال سے گیسو بہت سنورتے ہین

لہر دل کی ہمین ڈبوتی ہے
بحر غم سے نہین ابھرتے ہین

سر اگر کاٹیے تو اُف نکرین
انہین قدمون پہ ہاتھ دھرتے ہین

بانکپن سے مٹائیے چلکر
سرو گلشن بہت بررتے ہین

نخل قامت مین گلّے پھوٹتے ہین
سنئے جوبن ترے ابھرتے ہین

عقدہ پروین فلک بناتا ہے
جب جھمکے کانون سے جب اترتے ہین

ہونٹھ سے چلتے ہین صورت مقراض
آپ باتون مین گل کترتے ہین

کوئی ہرگز اُٹھا نہین سکتا
گہر اشک جب بکھرتے ہین

ایک صدقے جو اُنپہ ہوتا ہے
لاکھون صدقے وہین اُترتے ہین

کس گھڑی ہم مراد کو پہنچین
آپ تو رات بھر نکھرتے ہین

وہ بھی سن لین تو اُنکو صدمہ ہو
دل پہ صدمے جو کچھ گزرتے ہین

ٹھوکرون سے جلاتے ہو مردے
انہین چالون پہ لوگ مرتے ہین

چٹکیان سے رہا ہے جوش شباب	رسمسکیان وقت پردہ بھرتے ہین
جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائین	جتنا حاکم سے لوگ ڈرتے ہین
بات کہکر چپا گیا وہ شوخ	نزع ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین
دلمین آتے ہین میری آنکھ کی راہ	گھر مین کوٹھے سے وہ اُترتے ہین

قدر شعر اپنا خاکا ہے
اُسمین اُستاد رنگ بھرتے ہین

شب فراق مین ہم یہ خیال کرتے ہین ۱۳	کہ دیکھین سوتے ہین یا انتقال کرتے ہین
مثال بدر جو کسب کمال کرتے ہین	جھکا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہین
لحد مین خوب نکیرین چال کرتے ہین	زبان غیر مین مجھسے سوال کرتے ہین
سنا ہے قدر اک سے سوال کرتے ہین	ہم آج آگ مین بیسونکو لال کرتے ہین
وہی تو مصرع قد مین ہی معنی باریک	کمر کا جسپہ بشر احتمال کرتے ہین
شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی	اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین
امیدبوسہ ہر صورت سوال ہی اپنی	زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہین
ہماری لاش تک آتے جگر دہلتا ہی	صلا حین دور سے گرگ و شغال کرتے ہین
حباب کے پان دکھاتے ہین اپنا تنگ دہن	وہ آج آگ مین چھلے کو لال کرتے ہین
کلیجا ہلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر	کہین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہین
شب وصال مین کیونکر اُنہین ستائینگے ہم	یونہین تو روز ہمین وہ نہال کرتے ہین
مین جانتا ہون کہ گھر اُنکا آپ مٹتا ہے	وہ جانتے ہین کہ دل پایمال کرتے ہین

غزل پر اپنی یہ کہتے ہین قدر آ غزل

کلام اُلٹتے ہین اپنا کمال کرتے ہین

جو چشم ہم تہ ابرو خیال کرتے ہین ۱۱ چھری سے آپ ہرن کو حلال کرتے ہین

فدا ہم اُنپہ عبث جان و مال کرتے ہین وہ خواب مین بھی کسیکا خیال کرتے ہین

جو دم فنا ہوا مردہ بدست زندہ ہے عزیز دیکھئے کیا میرا حال کرتے ہین

ہماری دل کی امیدونکو توڑتے ہین آپ کہ آہوان حرم کو حلال کرتے ہین

خموش بیٹھنے کا لطف ہم اُٹھاتے ہین وہ چھیڑ چھیڑ کے خود بول چال کرتے ہین

تمھاری آنکھونکی گردش جنھو نہین آتی ہی یاد کبھی جو دشت مین چھل بل غزال کرتی ہین

تمھارے ابرو نہین ایک سے ہی اک ٹرھکر کہ بے چھری ہمین دونون حلال کرتی ہین

وصال مین یہ رگڑتے ہین اُنکی ہونٹھ سی ہونٹھ ملا کے دونون کو ہم ایک ٹال کرتے ہین

عجیب پیار کی نظرون سے گھورتے ہین یہ آپ حضور میٹھی چھری سے حلال کرتے ہین

وہ مٹی دینے کو آئے ہین غیر کے ہمراہ ہماری خاک کو گرد ملال کرتے ہین

یہ کل کی بات ہے اے **قدر** بوٹا سا قد تھا
جو ہاتھ پاؤن ہوئے پائمال کرتے ہین

کوسون وحشت مین دوڑ جاتے ہین کب ہمین عقل و ہوش پاتے ہین

دامن اس فقر سے چھڑاتے ہین چھوڑ دو چھوڑ دو ابھی ہم آتے ہین

ہم کفن باندھے آج جاتے ہین آزمالین جو آزماتے ہین ؎

دیکھئے حال شمع و پروانہ خود بھی سب جلتے ہین جو جلاتے ہین

اندنون صاف ہے رہ الفت وہ بھی آتے ہین ہم بھی جاتے ہین

زلف پُر پیچ آج اُٹھتی ہے بڑی منت کی وہ بڑھاتے ہین

ظلم پر ظلم ہے ستم پہ ستم — ساتھ غیرون کے آپ جاتے ہین
تارے گن گن کے کاٹتے ہین رات — دانت اُنکے جو یاد آتے ہین
جان بچنے کی کون صورت ہے — زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہین
سے ہے تیانچہ ختم وجہ اللہ — رُخ جدھر ہو اُسی کو پاتے ہین
یوسف دلکی جستجو مین آج — قافلے آنسوؤن کے جاتے ہین
خلد کی تو نہ دے طمع واعظ — رند کب تیرے دم مین آتے ہین
حضرت دل تمھاری رانون پر — پھسلے پڑتے ہین پھیلے جاتے ہین
بند کی آنکھ ہو گئین آنکھین — آنکھ پردے مین ہم لڑاتے ہین
دم نکلتا ہے اپنا اے عیسیٰ — تم نہ آؤ گے ہم تو جاتے ہین
دل نہ بھولے گا یاد روے صنم — اس پہ قرآن ہم اُٹھاتے ہین

قدر مہمانسرا ہے یہ دنیا
لاکھون آتے ہین لاکھون جاتے ہین

دھڑی جماؤ ملو عطر یار عید کے دن — پھر اسکے بعد ہو بوس و کنار عید کے دن
صیام مین ہمین کچی گھڑی کی پڑتی ہے — مگر اُترتا ہے اُسکا خمار عید کے دن
بتائیے تو کہ نکلا کدھر سے عید کا چاند — کہان سے آئیکو پوچھون نگار عید کے دن
بنے ازل مین جو دونون وہ عارض شفاف — برس مین پاتے ہین وہ دونون قرار عید کے دن
یہ دن وہ ہے کہ سب اپنے پرائے آتے ہین — گھڑی گھڑی نکرو تم نکھار عید کے دن
خدا کرے کہ ترے زلف و رخ کی دھوم رہے — شب برات کی راتین ہون یار عید کے دن
گئے تھے روزہ چھڑانے گلے پڑی ہے نماز — گھرے ہین مسجدون مین بادہ خوار عید کے دن

حضور بوسے عنایت ہون گوری گردن کے — گلے مین چاہئیے پہولونکا ہار عید کے دن
شب وصال مین چپ چپ حضور بیٹھے ہین — کہ جسطرح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن
کدہر گیا وہ بتون سے مرا گلے ملنا — وہ کیا ہوے مرے پروردگار عید کے دن
دل وزبان ولب وسینہ وصل مین ملجاین — کہ ایک عید مین ہون ہمکو چار عید کے دن
ہوے جو خون مسلمان تو ہاتھ کیا آیا — لگا نہ ہاتھ مین مہندی نگار عید کے دن
شب وصال مین ہوتے ہین ہم جو شادی مرگ — بنے خسرو ہمارا مزار عید کے دن
دکھائی چاہیئے محراب دونون ابرونکی — کرین دوگانہ ادا جان نثار عید کے دن

لپٹ کے **قدر** سے بڑھکا کی دل چلے گئے گھر
تم آگ لینے کو آئے تھے یار عید کے دن

متلون

جائیے کیا کوچۂ دلدار مین — ۱۵ — ایک بھی روزن نہین دیوار مین
کیا عجب آئینہ ہو سنگ مزار — مرگئے ہم حسرت دیدار مین
بزم مین تڑپا دل پر داغ کب — رقص ہے طاؤس کا گلزار مین
یار کے کوچے مین ہین سب عقل وہوش — بک گیا سودا مرا بازار مین
قہر تھی اک جنبش ابروے یار — گر پڑے ہم ایک ہی تلوار مین
کاٹتے ہین ہونٹھونکو غصے مین کب — گھولتے ہین قند وہ گفتار مین
صبح کو کاٹونگا مین اپنا گلا — رات جو کٹجائیگی تکرار مین
سحر ہے آنکھون مین جو اے رشک حور — معجزہ ہے آپکی رفتار مین

تارے ہی گنتے رہے اے انتظار
کاٹ دی شب دیدۂ بیدار مین

پا گئے انعام جو گلدستے لاے
مین بھی تو دل لایا تھا سرکار مین

خیر ہو یارب مرے شطرونکی آج
بیٹھے ہین وہ مجمع اغیار مین

سینے مین ملتا نہین دلکا پتا
ڈہونڈہیے تو طرۂ طرار مین

ضعف سے جنبش نہین کیا تم آے
تاب یہ کب ہے دل بیمار مین

طوق ہین یہ کافر و دیندار کے
قید ہین وہ سبحۂ و زنار مین

صاف ہین احباب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستم ہائے نہ آسمان کھینچتے ہین
یہ تو ٹانک کے ہم کمان کھینچتے ہین

جو اک آہ ہم ناتوان کھینچتے ہین
سپر منھ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین

سزا پائی چوٹی کی تعریف کر کے
وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین

رگون سے سنبھالے ہوئے ہین بدن ہم
گلون سے یہ بار گران کھینچتے ہین

ہوے بدحواس ایسے عاشق کشی مین
کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین

وہ میکش ہین انگور دل کا بندھے تو
ابھی بادۂ ارغوان کھینچتے ہین

کہان دیکھین لیجاتا ہے آب و دانہ
یہ دونون فرشتے کہان کھینچتے ہین

اونہین جذب دل کی کمندون سے عاشق
جہان چاہتے ہین وہان کھینچتے ہین

دیکھا دونگا گردون کو ایک آہ کر کے
کہ نالے کو یون ساربان کھینچتے ہین

کلیجا ہمارا جو آہن ربا ہے
وہ آئین ہم اونکی سنان کھینچتے ہین

سبکسیرونکو بھی تعلق ہے لازم
حبابون پہ سب بادبان کھینچتے ہین

بھوون پر ہین دلہا سے بیتاب مائل	یہ کانٹے ہیں مچھلیان کھینچتے ہین

غزل کہتے ہین **قدر** اپنی غزل پر
یہ کھینچی ہوے ہیر کمان کھینچتے ہین

گئین نرمیان سختیان کھینچتے ہین	۱۴	کبا وہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہین
وہ چوٹی کے پیچ اب جہان کھینچتے ہین		سمند ادا کی عنان کھینچتے ہین
کبھی پاسے ساقی پہ ہم لوٹتے ہین		کبھی دست پیر مغان کھینچتے ہین
قیامت ہے قامت کا حسن سراپا		ہمین دار پر یہ جوان کھینچتے ہین
کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو		فرشتے مرا تار جان کھینچتے ہین
اُٹھائےگا کیا عشق کا بوجھ گردون		ہمین تم یہ بار گران کھینچتے ہین
چھری ہی وہ سیندور کا لال قشقہ		وہ کیون خنجر خونفشان کھینچتے ہین
نہ کیون بال کی کھال ہم لوگ کھینچین		کہ تصویر موے میان کھینچتے ہین
مہینون ہی دم چھولا رہتا ہے اپنا		جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہین
غضب چال نکلتی ہے کشتی بادہ		سحاب آ کے جب بادبان کھینچتے ہین
نکلتی ہے سر پر عجب مانگ سیدھی		کرے پر وہ اک کہکشان کھینچتے ہین
مصور بھی سب میرے دشمن ہوے ہین	قطعہ	کہ میری شبیہین جہان کھینچتے ہین
گلے پر بناتے ہین تصویر خنجر		کلیجے پہ نوک سنان کھینچتے ہین

کوئی موہنی اسکے ہاتھ آ گئی ہے
بہت **قدر** کو قدردان کھینچتے ہین

کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن مین	۱۴	پھولون ہی کا انبار ہے تا گوش چمن مین

کیا بات کے قابل نہین یہ سینۂ پُر داغ
گلگشت کو جاے تری پاپوش چمن مین

دیتے ہین جوانان چمن یار کا دہوکا
پھرتا ہون مین کہولے ہوئے آغوش چمن مین

صاحب گل شبو کے ہوئین آج اڑاؤ
کہولو تو ذرا صبح بناگوش چمن مین

عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو
دن رات پڑا رہتا ہون بیہوش چمن مین

مین مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا
گلگشت چمن مین بھی ہون روپوش چمن مین

کس پیار سے غنچون پہ نگڑتا ہو نمین آنکھین
یاد آتے ہین اُسکے لب خاموش چمن مین

پہنے ہین عروسان چمن پھولون کا گہنا
ہر دانۂ شبنم ہے دُر گوش چمن مین

سنبل غم بلبل مین پریشان کیے ہے بال
نیلوفر و سوسن ہین سیہ پوش چمن مین

دکھلاؤن مین تجھکو گل و بلبل کا تماشا
چل تو بھی اے وعدہ فراموش چمن مین

بار آورون پر چلتے ہین اس باغ مین پتھر
کیونکر نہ رہے سرو سبکدوش چمن مین

ای یار تمہین دیکھکے سکتے مین کھڑا ہے
شمشاد کو کچھ خاک نہین ہوش چمن مین

ہے فصل بہاری مین گل و سرو پہ جوبن
بڑھ آئے ہین وہ تا کمر دوش چمن مین

یا قمری و شمشاد ہین یا بلبل و گل ہین
یا **قدر** کے ہمراہ وہ مینوش چمن مین

۱۶

کیا غم ہی اے جنون جو ذرا ہم مین دم نہین
بادِ بہار بھی دم عیسی سے کم نہین

لو مرتے مگر کہین ملک عدم نہین
آگے بڑھا نہ جاے گا اب ہم مین دم نہین

ہین صاحبان اوج تنزل سے بیخبر
پیرو نکے مثل پشت جوانا نمین خم نہین

آنکھین تو سلسبیل ہین بہو سے ہین زخم دل
یارب ہمین تو خواہش باغ ارم نہین

تیر نگاہ یار کے قربان جایئے
آنکھین لڑا کے ہم مین جو دیکھا تو دم نہین

چتون غضب ہے آنکھ تمھاری چھلاوا ہے
شیشہ میں یہ چھپٹ نہین آہو مین رم نہین

دنیا ہو دید سے میں نہین ساقی جواب دے
کاسہ فقیر کا ہے یہ کچھ جام جم نہین

رکھدون قدم پہ کاٹکر ارشاد ہو اگر
سرتک عزیز آپکے سر کی قسم نہین

مژگان نمازیونکی صفین ہین تایان امام
محراب کعبہ ہے ترے ابرو مین خم نہین

للہ اے صنم کبھی ہان بھی تو کیجئے
ہر روز آپ وصل مین کہتے ہین نہین نہین

زینہ مجاز کا ہے حقیقت کے بام تک
عشق خدا نہین ہے جو عشق صنم نہین

کیون ہمکو قتل کرتے ہو ظالم کہینگے سب
بدنامیون کا خوف ہے مرنیکا غم نہین

عشق دہان تنگ ہے واعظ خفا نہو
وہ کون ہے جو راہی ملک عدم نہین

آنکھون سے اپنی یار نے ہمکو گرا دیا
اب دیکھتے ہین ہم کہ وہ چشم کرم نہین

اے چرخ صبح ہوتی ہی اُنسے جدا کیا
آنے دے رات تو نہین یا آج ہم نہین

اے قدر کوے یار کا ہمسر جہان مین
گرجا نہین کنشت نہین ہے حرم نہین

۱۴ سب تشنہ کام دریا کا ہوا حاصل کہان
ملگیا غواص کو گوہر لب ساحل کہان

دل کو لیکر ٹالنا سیکھے ہو اے قاتل کہان
عاشق بیدل سے طالب لکی ہوا دل کہان

ہے سوکھا حلق آب تیغ کے قابل کہان
چھوٹ تو منھ سے لیے چلتا ہے اے قاتل کہان

سب جہانمین فیض جاری ہے عرش پر نور خدا
واہ میخانہ کہان ساقی دریادل کہان

تو شہ اقلیم خوبی ہین گدا ے عشق ہون
تو مرے قابل کہان ہے مین ترے قابل کہان

ہے مثل ملاح درچین است و کشتی در فرنگ
کشتی مے اب کہان ساقی دریادل کہان

آنکھونمین کاٹین ہین راتین ہمنے تارون کیطرح
کیون ابھی سے اُٹھ چلے تم اے مہ کامل کہان

کیا در جانان کا اے قاصد پتا بتلائیے
دیکھنا گھڑیال بنکر بوتا ہے دل کہان

ہاتھ خالی رکھتے ہین ہم لوگ نقد صبر سے
آپ جس دولت کے خواہان ہین یہان حاصل کہان

غیر کا کیا دہیان سے اچھی طرح باتین کرو
بندہ پرور آپ کی انکھین کدہر ہین دل کہان

انکھ مین آنسو بھرے ہین گرد ہین مژگان تر
اس سے بہتر کوئی سیر سبزہ ساحل کہان

غیر آئین شوق سے دیوڑہی پر اپنی روکئے ہو
سچ ہے صاحب ہم کہان اور آپکی محفل کہان

وقت شب رہزن کا ڈر ہمدم نہ کوئی ہمسفر
اس عدم کی راہ مین پہلے ہوئی منزل کہان

کیا کہوگے قدر بولو تو جو لوچھے گا خدا
عمر غفلت مین گزاری تونے ای غافل کہان

۱۴ عشق شیرین مین گھلین اُس خستہ تن کی ہڈیان
چیونٹیون نے کھائی ہونگی کوہکن کی ہڈیان

آتش گلزار بھڑکی ہے چمن مین الحذر
ہین خس وخاشاک مرغان چمن کی ہڈیان

کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ
سب نفیر و نے ہون صرف اہل سخن کی ہڈیان

وصل کی شب کیا بہانہ سوچکر کہتے ہین وہ
آج تو کیا درد کرتی ہین بدن کی ہڈیان

آتش کھڑ آب مین بھی سرد ہو ممکن نہین
جلکے گنگا لاکھ دیکھین برہمن کی ہڈیان

ہے وہ فصل بہاری اور یہ کُنج قفس
سوکھکر کانٹا ہوئین بلبل کے تن کی ہڈیان

چشم آہو کی سیاہی سے لکھینگے وصف چشم
ہم بنائین گے قلم لیکر ہرن کی ہڈیان

وہ بھی جائین صدمہ پہونچانی مین ہوتا ہے یہ لطف
چور کرڈالے کوئی سر سنگ زن کی ہڈیان

اے مسیحا اسطرح کی لاغری دیکھی نہین
دور سے گن لیجئیے میرے بدن کی ہڈیان

بوٹیان اکسیر کی کیونکر نہ نکلین خاک سے
مل گئین ہین خاک مین ہر سیمتن کی ہڈیان

وہ صنم معجز نما باتین جو مردون سے کرے
صورت ناقوس بولین برہمن کی ہڈیان

خط جو تے لکھے گا رقیبونکو تو میری موت ہے
واسطے قطرن کے لینا میرے تن کی ہڈیان

بس سزا پائی کہانتک ٹھوکرین کھایا کرین
دفن کردو ہینی ہے گور و کفن کی ہڈیان

بعد مرنے کے ہوا اے **قدر** یہ بار گناہ
ہوگئین تابوت مین لاکھون ہی من کی ہڈیان

۷

چھپاتے ہو عبث تم روی روشن اپنا گھونگٹ مین
ہمین تو صاف روشن ہی کہ اک شعلہ ہی لپٹ مین

تمہاری زلف شبگون ہی کہ کالا جیلخانہ ہے
یہ زنجیر و نہین قیدی یا دل عاشق ہی ہر لٹ مین

قیامت کی ہین چالین حشر برپا کرتے آتے ہو
صدائے صور ہی ان پا ینچو کی کھڑکھڑاہٹ مین

صفائی مین تو روے صاف کے دن وصل کا کاٹا
یہ شب بھی جائیگی کیا یو نہین زلفونکی بناوٹ مین

ہنسی آجاے ہونٹھونپر تو بجلی سی چمک جائے
کہ عالم کالے بادل کا ہی مسی کی اوداہٹ مین

کہا اس مہ نے روے صاف پر بکھرے گیسو کو
چھپایا منہ عروس صبح نے اس شب کی گھونگٹ مین

کہانتک خواب غفلت **قدر** آنکھین اپنی مل ڈالو
پڑے ہین آج تکیے مین جو کل تک تھے چھپر کھٹ مین

۱۱

تصدق انکے جوڑے پر رہا ہی مرغ جان برسون
کیا ہی دستۂ سنبل یہ ہمنے آشیان برسون

رہی فکر میان برسون رہی فکر دہان برسون
نہ سلجھی ہین نہ سلجھینگی یہ دونون گتھیان برسون

امیری سے فقیری ہو نہین آثار جاتے ہین
جہان بھوڑا اکلتا ہی نہین مٹتا نشان برسون

ملایا خاک مین گردون نے کسکا گلشن ہستی
کہ سر پر خاک اڑا کر روی ہی باد خزان برسون

ستاتا ہے کڑھاتا ہی جھنکاتا ہے رولاتا ہے
خبر ہوتا نہین عاشق سے وہ نامہ بیان (رسوا)

لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہونی ہے وہ ہو جاے
قیامت کے رہین کیا منتظر ہم خستہ دہن یون

ہمین جھٹکے دیے ہین اسقدر درد جدائی نے
نہ آئیگی ہمارے جسم مین تاب توان برسون

الٰہی آتش رخسار سے گھونگھٹ جلے انکا
یہی پردہ رہا ہے میرے انکے درمیان برسون

بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی
چلے پھر اُس جگہہ ہم جہین اُٹھائے تھے جہان برسون

اثر مرنے پہ بھی باقی رہیگا سخت جانی کا
سگ جانان چبایگا ہماری ہڈیان برسون

اُسی کوچے مین قسمت لیچلے اے **قدر** ہمکو بھی
بہکتے ٹھوکرین کہاتے رہے لاکھون جہان برسون

۱۱ رہے ہین عالم ذرّات مین ہم ناتوان برسون
بنایا ہے ہمین جب کر چکے ہین امتحان برسون

جو لاکھون گردشین بھی کھائین ساتون آسمان برسون
بنایا ہے بنا ئینگے کہین تیر انشان برسون

اثر زخم جگر کا ایک مدت تک نہ جائیگا
ہماری خاک سے اُگتا رہے گا ارغوان برسون

چمن کا پتا پتا ہمسے اے صیاد واقف ہے
رہا ہی باغ مین ہر اک شجر پر آشیان برسون

ہوا ہی مرگئی پر جاے عبرت قالب خاکی
رہی تھی زندہ درگور اس جگہہ روح روان برسون

بلے کہکر بلا کا نشا ہمکو چڑہ گیا یارب
نہ آئے ہوش مین ہم مست جام کن فکان برسون

نہ تمسا ذرہ پرور ہے نہ تمسا مہر پرور ہے
بہت چہانے ہین ہمنے بھی زمین و آسمان برسون

بہرے ہین کان اپنے کیا صدای صور سے اُٹھین
سُنی ہے اُنکے کوچے مین صدای پاسبان برسون

جوانان چمن کو اسقدر لوٹا ہے گلچین نے
رہیگی مثل پیری باغ مین فصل خزان برسون

رہونگا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ
کہ ان ہاتھون سے کی ہے خدمت پیر مغان برسون

محبت مین اُٹھاتے **قدر** کیون احسان اعضا کا
مثال دل کیے ہین نالے ہمنے بیزبان برسون

۲۱ لب لوٹیان الماس کی ہین وندان کھلے دہن مین
بہروپ خوب لایا مین عاشقی کے فن مین

چمکی یمن مین بجلی جاگر گری عدن مین
پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین

کیا گلفشان زبان ہی اُس تنگ تر دہن مین — بلبل چہک رہا ہی اک غنچہ چمن مین
دل رخ سے اُڑکے پونہچا گیسوے پرشکن مین — کعبہ عرب سے اُٹھکر داخل ہوا ختن مین
کس رند بادہ کش کو یاد آرہی ہے اُسکی — ہچکی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجمن مین
جوش جنون سے ایسا کانٹون مین بدہ گیا ہون — مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہیں بدن مین
فرقت مین مُنہ لپیٹے مین اسطرح پڑا ہون — جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن مین
ٹھوڑی پہ خال نکلا یا خضر خط لب نے — یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ ذقن مین
گیسو کی ایک لٹ مین دل پھانستے ہو صدہا — کستے ہو سبکی مشکین تم ایک ہی رسن مین
جولن ترانیان ہین پوری کہانیان ہین — خالق پکارتا ہے خلقت کے پیرہن مین
یہ دل کا آئینہ بھی جام جہان نما ہی — غربت کی سیر دیکھون بیٹھا ہوا وطن مین
مین یاسمین رخ پر مرتا ہون ایسا گھلکر — میرا کفن بنالو اک برگ یاسمن مین
کیا جوش موسم گل جوبن پڑا گیا ہے — پھولی نہین سماتی ہر اک کلی چمن مین
وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ کھل گیا ہے سورج — وہ رخ چمک رہا ہے گیسوے پرشکن مین
خنجر قدم سبنے ہین اور انگلیان ہین بچھوے — تمنے لگا دیے ہین کشتون کے پشتے رن مین
اللہ رے جلایا دیکھا جو وہ سراپا — اگ آگ لگ گئی ہے شمعون کی تن بدن مین
مُنھ سے لگا جو ساغر بیٹھے جوان بنکر — شامل تھی چوب چینی شاید مے کہن مین
زلف دراز پونہچی بل کھاکے ایڑیون تک — لپٹا یہ عشق پیچان یا نخل نارون مین
مجنو نکے سوز غم نے ریشہ دوانیان کین — دو لکڑیان رگڑکر لگتی ہے آگ بن مین
پیکان و زخم دل پر آتا ہے رشک مجھکو — اپنی زبان دیدو تم بھی مرے دہن مین

داغون نے دلکو گھیرا سینے مین ہے اندھیرا

اے قدر چاند میرا آیا کہ گئے گہن ہین

ردیف واو

۱۷
تیرے دونون کے ہین دونون مجھے درکار ابرو
اک ہلال رمضان ایک ہے تلوار ابرو

تیغ افگن ہین وہ آنکھیں تو نگہ برق انداز
قدر انداز ہین پلکین تو کماندار ابرو

دل نہو صاف تو ظاہر کی فقیری کیا مال
ناحق آئنہ صفت صاف کرے چار ابرو

اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جا ہین
آپ کے خال و جبین گیسو و رخسار ابرو

کبھی محراب دعا ہین کبھی شمشیر وغا
مکر کے پتلے ہین اللہ رے عیار ابرو

موے سر ہین شب معراج تو سر قبۂ عرش
قاب قوسین کی رمزین ترے خمدار ابرو

لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی
عکس سے ابرو ونکے یار ہوا چار ابرو

جو دہان ہوگی تجلی تو یہان حج ہوگا
طور دیدار جبین کعبۂ دیدار ابرو

انھین تلوارون کے سایے ہین پلے ہین یہ ترک
دست شفقت ہین سرِ مردم بیمار ابرو

پھانسیان دے کوئی ناحق کوئی گردن مارے
ہو گئے گیسو بیچارون کے طرفدار ابرو

ہے دہن نقطۂ مرکز خط پرکار ہے خط
چہرہ ہے دائرہ حسن تو پرکار ابرو

کیون نگہ روک سکے منہ پہ سپر تیلی کی
سر پہ ہر وقت ہین کھینچے ہوئے تلوار ابرو

لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا نکالین گیسو
لاکھ بانکا ہو تو چھینین ابھی ہتیار ابرو

آج تلوار سے منہ موت مری لکھی ہے
یاد آئے ہین مجھے جب تو کئی بار ابرو

ایک نیمے سے یہ جڑین کسنے یہ دو تلوارین
قد بالا پہ تماشا ہوئے خمدار ابرو

قلعۂ حسن ہے رخ اسکے سلح خانے ہین
برچھی مژگان سے چھری آنکھ ہے تلوار ابرو

ہم جھکاتے ہی رہے شوق سے گردن اے قدر

بل کی لیتے ہی سب ہے نازسے خمدار ابرو

ٹھکانا اب نہین صیاد نے گھیرا ہی گلشن کو ۱۱ الٰہی شاخ طوبیٰ دے تو اب میرے نشیمن کو

پھڑک جاتا ہی کیسا دیکھکر عاشق کی مدفن کو لگا رکھا ہی اپنی چال پر کیا اپنے توسن کو

دم تکبیر تڑپے کون جھجکے کون مقتل مین وہ دیکھین میری چتونکو مین دیکھون انکی چتونکو

چلے میخانے سے میکش گھرونسی نکلے دیوانے بہار آئی چلے میلے کے میلے سیر گلشن کو

سلائی پھیر دو غیرونکی آنکھونمین تو بہتر ہی عبث تمنے کیا ہی بند دیوارونکی روزن کو

سنا جسوقت دم بھرتا تھا یہ چاہ زنخدان کا کیا تالاب فوراً کھودکر عاشق کے مدفن کو

کدورت انکی طینت مین ہی جو دنیا مین ظالم ہین ملی ہی روز خلقت سے سیاہی روئے آہن کو

چلا جب حسن خط بڑھنے سے یہ پھبتی کہی ہنسنے یہ دیکھو چیونٹیان کھینچے لیے جاتی مین خرمن کو

غنیمت ہے کہ مجھکو ٹوککر ہشیار کرتا ہے جو سچ پوچھو تو رہبر جانتا ہون اپنے رہزن کو

وہ سید ہی سیف بنجاتے ہین جب سر کو اٹھاتے ہین خم شمشیر ہین جسدم جھکایا اپنی گردن کو

مرے زخم جگر اے قدر انکو ن سے ہرے ہونگے
اگر ابر بہاری نے کیا سرسبز گلشن کو

بڑھایا خال نے اور اعتبار روئے روشن کو ۱۱ کسوٹی پر لگاے جسطرح سی کوئی کندن کو

نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب دنیا بنائی ہے مرقع کردیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو

تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہی زمانے کی دیا کاجل عبث دہبا لگایا روئے روشن کو

اسیران چمن کی خیر ہو صیاد ظالم نے ہر مانے تر تینین کھینچکر باندھا ہی دامن کو

یہی کہکر لیا ہی مجھسے دل اس آئنہ رو نے ہر آئینے مین دیکھا کرونگا اپنی جوبن کو

چنارونکو حنائی پنجے بخشے یا خدا تو نے مسی مالیدہ لب تو نے دیے گلہای سوسن کو

اُلٹ دی منھ سے گھونگھٹ اے قمر وصل کی شب ہے
شب گیسو مین روشن کر چراغ روی روشن کو

بہار آئی صدا طوطی کی ہی نقارخانے مین
ذرا بادل گرجنے مین سنو مورونکی شیون کو

نشانی کچھ تو رکھیے اپنی سودائی کی پاس اپنے
چھری بنوا لیے کٹوا کے میری طوق آہن کو

خزانین توڑکر پھینکی تھی اُسنے گردن مینا
بہار آئی ہی توڑے محتسب کے کوئی گردن کو

کوئی سے ہے نور کوئی نار کوئی گل کوئی کانٹا
ذرا اے قادر سمجھانے رہو تم دوست دشمن کو

۱۵

چشم حق بین ہی تو اللہ کا جلوا بھی ہو
ہمدف صادق اگر ہے دُر یکتا بھی ہو

یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو
اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبیٰ بھی ہو

کیسے نالون سے اُٹھا لون مین زمانہ سر پر
فائدہ کیا اے صاحب کوئی سنتا بھی ہو

لامکان نام ترے گھر کا ہے مطلب سمجھے
کس جگہ ڈھونڈہین تجھے تیری کوئی جا بھی ہو

جھوٹا کھاتے ہین مرے جان تو میٹھے کیلیے
ساتھ ان گالیونکے چاہیے بوسا بھی ہو

دیکھین کسطرح جمے پھر گل وبلبل کا رنگ
تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو

ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا رونا کب تک
اتنی بارش تو ہوئی موسم سرما بھی ہو

آنکھین تو قتل کرین ہونٹھ جلائین کیا خوب
تم تو قاتل بھی ہو اے یار مسیحا بھی ہو

ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوا لو
تم خدا ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو

دیکھیو تو دوڑ کر اے قیس بگولونپہ سنجا
کیا عجب ناقہ بھی ہو ناقے پہ لیلیٰ بھی ہو

دھر رہا ہے یہ پٹی سے چمٹا ای مہر
ہم بھی ہون آپ بھی ہون چلنے کا چارا بھی ہو

نا سے سنکر مرے چلا اُٹھی تو تلوارین ۸
تو بھی میری طرح حال تمہارا بھی ہو

ذکر مذہب پر اُلجھتی ہے طبیعت نہ نبھی
اسکا جب لطف ہے انسان کو سودا بھی ہو

ہمنے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوسہ دو
تم جو دل ہو تو کوئی دلمین سویدا بھی ہو

کرتے دھرتے نہ بنے حضرت موسیٰ سے بھی کچھ
قدرؔ کیا جانئے کبھی آنکھ سے دیکھا بھی ہو

دل کو تم آنے دو ہان آنے دو	۱۵	خوب رندے پر مری جان آنے دو
ٹپکی پڑتی ہے مری رال ابھی		آنے دو منھ مین زبان آنے دو
کچھ مین سایہ ہون کہ چڑھ جاؤنگا		زیر دیوار مکان آنے دو
زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا		روز عید رمضان آنے دو
دیکھنا یار کا حسن ابدی		بلبلو فصل خزان آنے دو
نکل آنے دو عدم کا ڈھرا		زلف تا موے میان آنے دو
پھر مجھے روک لین دربان تو سلام		اتنا کہہ دیجیے ہان آنے دو
واہ کیا زلف سے کیا چھاتی ہے		دل وہان ہاتھ یہان آنے دو
کھینچنے دو ہمین آغوش مین تنگ		آنے دو جسم مین جان آنے دو
سخت جانی سے ہون لوہے کا توا		اور ابھی کھچکے کمان آنے دو
ابھی انگیا سے عبث کستے ہو		کچھ تو اے سرو روان آنے دو
ٹھہرو رندو ابھی واعظ ہی دور		اب وہ جاتا ہے کہان آنے دو
دیو ہجران سے لڑونگا کشتی		اب کے تم تاب و توان آنے دو
لو مرے دل پہ نگہ ڈالو تم		لو کلیجے مین سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوے فرماتے ہین
قدرؔ کو آج یہان آنے دو

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو	۱۳	وہ یار ڈھونڈھیے کہ جہان مین کہین نہو

وحشت مین کچھ سواے گریبان نہین نہو
دامن نہو ہلال صفت آستین نہو

تمنے بلا لیا ہمین معراج ہو گئی
کوٹھا حضور کا کہین عرش برین نہو

اب مین پھڑک پھڑک کے نہ اُلجھونگا دام مین
صیاد سے کہے کوئی چین بر جبین نہو

اُس شعلہ رو سے حشر مین پوچھینگے دیکھلے
جسنے جلایا ہمکو کہین وہ تمہین نہو

کیا کہنا اب تو خوب ہی طیار ہاتھ ہے
کیونکر دہان زخم سے صد آفرین نہو

جس آبجو مین دھوئیے روے صبیح کو
سبزہ اُس چمن مین کبھی یاسمین نہو

ہرگز نظر نہ آئے گا اُنکا دہان تنگ
جبتک نگاہ شوق مری خردبین نہو

سنے یار دل اُجاڑ نہ کیونکر رہا کرے
سونا ہو وہ مکان کہ جسمین مکین نہو

جبتک نہ درد سر ہو مغنی تو گائیے جا
ساقی پلائے جا مجھے جبتک نہین نہو

آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہون دل سے مین
تیری طرح تپان کوئی زیر زمین نہو

مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئنہ
کچھ بات ہے کہ آپکا ثانی کہین نہو

اندھیر پھر زمانے مین کا ہیکو ہو کبھی
اے یار تیری آنکھ اگر سرمگین نہو

نالان ہوا جو مین پس دیوار بول اُٹھے
دیکھے تو کوئی قدر ہمارا کہین نہو

۱۲
کم نہ تھا یہ ترا کوٹھے کا اشارا ہمکو
دل بیتاب نے پر اور اُبھارا ہمکو

پشت مسجد کی ہی کعبے کیطرف اے واعظ
کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمکو

ایک عالم کی سمائی ہے دل مضطر مین
سب سے وزنی نظر آتا ہے یہ پارا ہمکو

سر چڑھے بیٹھے تری زلفونکی بلون پر کیسی
صف مژگان نے ترے پا نہ اُتارا ہمکو

خلوت قبر مین ٹھہری ہے ملاقات اُنکی
بیوصال اب نہین کچھ ہجر کا چارا ہمکو

کر گئی آپ کی تلوار بڑی اور ایذا
تب کھچے گا اب اس آرے سے دوبارا ہمکو

رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہی غیر حساب
بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہمکو

سر مین جب آگ لگی جا کے بجھی تلوو نمین
چڑھ گیا شمع کی مانند حرارا ہمکو

گالیان کوسنے دھمکی بھی جھڑکنا بھی سہی
تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہمکو

دل روشن بھی کہتا ہی کہ قدمون سے لگین
اپنی جوتی کا بنا لے وہ ستارا ہمکو

دل مین شعر نمکین منہ مین زبان شیرین
من و سلوی بھی خالق نے اُتارا ہمکو

پہلی بازی مین تو دل ہار گئے ہم اے قدر
اب کے ہتھے مین وہ دل عشق مین ہارا ہمکو

۱۳

نہین بھاتا نہ کنایہ نہ اشارا ہمکو
وہ ادھر آنکھ اُٹھی تیر ہی وہ مارا ہمکو

زندگی مین کہین ہوتی جو صفای باطن
جا سنتے چشم لحد آنکھ کا تارا ہمکو

کاجل آنکھون سے جو پونچھا تو تماشا دیکھا
ناف آہو مین ملا عنبر سارا ہمکو

ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہین بجتی ہی
جو ہمین پیار کرے ہی وہی پیارا ہمکو

دل پھڑک جاتا ہے جب آنکھ پھڑک جاتی ہی
چوکڑی خوب دکھاتا ہی چکارا ہمکو

مرتے جیتے تری الفت مین کٹی ساری عمر
لب نے زندہ کیا اور آنکھون نے مارا ہمکو

اپنا گھر سمجھکر اُسکو ابھی لے لیتے ہم
اپنے کوچے کا جو دیتا وہ اجارا ہمکو

راہ تکتے ہین ترے حکم کی سر حاضر ہے
ابرو تیغ سے کافی ہے اشارا ہمکو

ہوگیا کوچہ جانان کی طرف رُخ اپنا
جسگھڑی قبر مین یارون نے اُتارا ہمکو

تیرے رخسار پہ اپنا دل روشن ہی نثار
چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہمکو

تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتے ہین
دل سے آنکھون سے کلیجے سے ہے پیارا ہمکو

پیچ در پیچ ہین اسمین ترے زلفونکی خیال
سر ملایا کوئی سانپونکا پٹارا ہمکو

ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد ای قدر
جا کے پاس اُنکے ملا دل نہ ہمارا ہمکو

۱۵
محض ناواقف تھے ہم بر تم نہ ای صیاد ہو
ذبح تو کر ڈالنا اب کے اگر فریاد ہو

ایک بوسہ ہو عنایت پھر طلب جلاد ہو
قتل پر مین یون ہون راضی آگے جو ارشاد ہو

دونون عارض سے تمھاری خاک ہو برباد ہو
آتش نمرود ہو یا گلشن شداد ہو

چاہین عشاق آپ سے معشوق کی ایجاد ہو
قمریان چاہین تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو

طفل اشک آنکھون سے جا کر پھر نہین پھرتا کبھی
گھر اُسے کیا یاد ہو طفلی مین جو برباد ہو

مجھسے تھا اقرار بچپن مین وہی وقت آگیا
مدتون کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو

رنج مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے
مُنھ سے جب فریاد ہو شور مبارکباد ہو

بیڑیان پہناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا
مجھ پہ جو ہونا ہو وہ جلد اے ستم ایجاد ہو

مجھسے نفرت ہی تو بیشک ہو پریزادی صنم
آدمی سے اُنس ہو اُسکو جو آدم زاد ہو

دل نے پابوسی جو کی تلوون سے مل ڈالا اسے
تم بڑے بیدرد ہو بیرحم ہو جلاد ہو

پھر بہار آئی ہے پھر میرا جنون زورون پہ ہے
فصد گر کھولے تو سودائی ابھی فصاد ہو

کان اپنا سب پکڑتے ہین ہمارے نام سے
اسمین یا وامق ہو یا مجنون ہو یا فرہاد ہو

ہاتھ مین تار گریبان پاؤن مین ہون آبلے
دلمین درد آنکھون مین آنسو لب پہ اُسکی یاد ہو

جستجو دیکھے کوئی اس بت سے تمھاری تاک جھانک
سجدے مین محتسب ہو باغ مین صیاد ہو

اپنے گھر تک ایک انچھر مین لگا لائے انہین
قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو

۱۶
کیون مری دلشکنی مہر لقا کرتے ہو
کسکا گھر ڈہاتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو

پاے نازک کو جو پابند حنا کرتے ہو
کسطرح آؤگے تم فتنہ بپا کرتے ہو

تم وہ ہو اہل جہان تمسے کنارہ اچھا
لاٹھیان مارکے پانی کو جدا کرتے ہو

کوئی اتنا نہین معشوقون سہی پوچھے اتنا
کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو

دیکھو اے حضرت دل پھر اُسی جانب کو چلے
وہ ستاتے ہین تو پھر مجھسے گلا کرتے ہو

دیکھتا ہو نہین جسے بس نظر آتے ہو تمہین
اسقدر تم مری آنکھون مین پھرا کرتے ہو

کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بیٹھو
نہین معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو

لب جان بخش سہی بلبل نہ بطامی بن جاے
ای مسیحائی گل رنگ بپا کرتے ہو

ہمکو کیا آپکے عاشق ہین اتالیق نہین
تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو

یہ دو عملہ تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب
کبھی ہمسے کبھی غیرونسے ملا کرتے ہو

کیا مثل سچ ہوی ہر مردے وہر کارے کے
ہم وفا کرتے ہین تم ہم پہ جفا کرتے ہو

کیا قیامت کی ہی رفتار عیاذاً باللہ
دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو

تنکے چنواؤگے تم عشق مزہ مین شاید
زرد مجھکو صفت کاہربا کرتے ہو

ایک جا ہو تو کوئی ڈہونڈہ نکالے تمکو
دل مین آنکھو نہین کلیجے مین رہا کرتے ہو

آنکھ لڑتی ہے مجھے زلف مین تم پھانستی ہو
سحر سا سحر بلا سی یہ بلا کرتے ہو

زہر کھا کر کہین مرجاؤ بلا سے اے **قدر**
تلخ باتین لب شیرین کی سُنا کرتے ہو

۱۸
دم لبون پر ہی ذرا بیٹھیے تو آئیے تو
ہم بھی چلتے ہین کوئی دم مین ٹھہر جائیے تو

کیا دہن کوئی معما ہے یہ تبلائیے تو
مصرع لب مین جو معنی ہین وہ سمجھائیے تو

ہنسکے وہ کہتے ہین تلوار اسلایئے تو — قدر اب پوچھا کیا ہاتھ ادہر لایئے تو

وہی گھبرا کے چلے آئینگے ای حضرت دل — اور کچھ آپ سے ہوتا نہیں گھبرایئے تو

نہ مین سایہ ہون نہ جن ہون نہ چھلاوا نہ پری — ایسا کیا ہم ہی تشریف ادھر لایئے تو

واعظو کون سنیگا یہ نماز اور اذان — سر ٹپک کر ابھی چندے یونہین چلایئے تو

نزع مین دیکھکے وہ طعن سے فرماتے ہین — ہم بھی تو جانین کوئی سوانگ بنا لائیے تو

اچھا مانا نہ سہی غیر سے الفت نہ سہی — جانتے ہین جبسے آپ اسکی قسم کھایئے تو

چاند کا داغ کہان نیل کہان بوسون کا — دیکھون یہ چاند سے یا منھ ہی ادہر لایئے تو

لاکھ بوسے جو عنایت ہون تو دل دیتا ہون — میرا تو مال ہی کچھ آپ بھی فرمایئے تو

ہاتھا پائی مین برا ماننا کیسا صاحب — واہ اوپر ہی سے چڑھا آیا ہے نکل جایئے تو

غیرون مین بیٹھے ہین دیدے کی صفائی دیکھو — مین کٹا جاتا ہون کچھ آپ بھی شرمایئے تو

آج کچھ بانسون اچھلتا ہے کلیجا میرا — ہان ذرا دوڑ کے سینے سے لپٹ جایئے تو

تنکے چنتا ہون یہ سودا ہی مژہ کا مجھکو — ابھی کچھ خیر ہے فصدین مری کھلوایئے تو

سر مرا نزع مین زانو پہ وہ رکھکر بولے — دیکھون کسطرح سے موت آتی ہے ہم مر جایئے تو

خلق کیطرح ابھی عمر ہماری کٹ جاے — کہین خنجر کیطرح آپ بھی رک جایئے تو

گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صاحب — کہیے تو کہیے تو کچھ کہیے تو فرمایئے تو

بوسے بوسے پہ وہ دیتی ہین جھنکائی اے قدر
لیجیئے لیجیئے ہان آیئے تو آیئے تو

ردیف ہاے ہوز

سیکھے نگاہ الفت بیداد رفتہ رفتہ — ۲۰ — لوہو گئی یہ کھیتی فولاد رفتہ رفتہ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ
تجھسے بچھڑ کے مٹے گی صیاد رفتہ رفتہ

ہوگا مراقبے سے نقش مراد قائم
تصویر کھینچ لیگا بہزاد رفتہ رفتہ

نالے اگر یہی ہین میرا گلا پڑیگا
آخر کو سانس ہوگی فریاد رفتہ رفتہ

منت کے طوق اُتار و قمری رہو گے کب تک
بوٹا سا قد بنے گا شمشاد رفتہ رفتہ

جاتا ہے تیرے غم مین صبر و قرار شب بھر
ہوتی ہے سب کمائی برباد رفتہ رفتہ

قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھر بنایا
تحت الثریٰ کو پہنچی بنیاد رفتہ رفتہ

ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دینگے
ہوگا مرا مسیحا جلاد رفتہ رفتہ

ہونے دے حشر برپا دفتر کھلیگا میرا
سب سے کرونگا تیری فریاد رفتہ رفتہ

شیرین گرانہ اسپر اکبار کوہ غم تو
کھودیگا بیستون کو فرہاد رفتہ رفتہ

گلشن سے موسم گل کچھ کچھ نکل چلا ہے
دیوانے ہوتے جائین آزاد رفتہ رفتہ

تصویر کھینچتے کھینچتے آئی دہن کی نوبت
تصویر خود بنے گا بہزاد رفتہ رفتہ

دل تیر کیا ہی اے بت کالا سا کوہ اُٹھیگی
بڑھنے تو نے ہماری فریاد رفتہ رفتہ

اب تو یہ ربع مسکون سب ہے تمھارا مفتون
کیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ

رہ رہ کے تیرے رخ کا بندھتا ہی دھیان مجھکو
ہوجائے گا یہ قرآن سب یاد رفتہ رفتہ

آخر کو مرتے مرتے کوئی نہین بچے گا
ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ

پوچھا کہ ہوگا کب تک بوس و کنار مطلب
ہنسکر کیا یہ اُسنے ارشاد رفتہ رفتہ

ہوتے چلے ہین دل مین درد اور داغ ساکن
ہوجائیگا یہ جنگل آباد رفتہ رفتہ

یونہین جو روز گلچین کلیان چنا کریگا
ہوگا تمام گلشن برباد رفتہ رفتہ

جو تجھ کی عنایت یون قدر بڑھیگی

ہو جائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

۱۳ صاف کو سالہ بنی آہو جو ڈالے تو نگاہ
آنکھ تیری سامری ہی اے بت جادو نگاہ

کیا سیہ کر دے گا سرمہ ہی جلا کر تو نگاہ
اسقدر مجھپر نکریون گرم سے اے بدخو نگاہ

دل کو یہ ٹھنڈا کریگی یا جگر کو چاک چاک
ڈھونڈھتی ہی کچھ نکچھ اے جانجان پہلو نگاہ

اُس گل عارض پہ ہر لحظہ پڑی رہتی ہی یہ
کیا عجب ہو نکہت گل کیطرح خوشبو نگاہ

اُف ری تیزی پار ہوتی ہے تمھاری آنکھ سے
تیر بنکر ہو گئے صید افگن آہو نگاہ

رات غیرونمین کٹی ہی اب اُلجھتے ہو عبث
او جی پہچانتے ہین عاشق گیسو نگاہ

عاشقون سے آجکل چتون پھری ہی الحذر
ذبح کر ڈالے گی جبدم پائیگی قابو نگاہ

برچھیون مین گھر گیا ہون مین بھی مثل مردمک
اک طرف پلکین بلای جان ہین اور اکسو نگاہ

آٹھ آٹھ آنسو رلاتے ہین یہ ہر مشتاق کو
زلف و چہرہ خال و خط مژگان و لب ابرو نگاہ

کیا بھروسا مہربان چشم عنایت کا مجھے
چار دن بھی آپکی رہتی نہین یکسو نگاہ

تیر کو خنجر بنانا کس نے سکھلایا تمھین
کب تلک ٹیڑھی رہیگی صورت ابرو نگاہ

آنکھ کھلتے ہی کُھلا مضمون وجہ اللہ کا
تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غضب ہے ایک ہی انچھر مین مارا قدر کو
سیکھ آئے کا نو رو سے اے پری جادو نگاہ

۱۴ ہی اس میخانے مین توام ہی شادی غم کے ساتھ
قہقہہ شیشے کا دیکھا دیدۂ پُرنم کے ساتھ

زندگی ہمنے نباہی ابروے پرخم کے ساتھ
نیمچا تیرا رہا قاتل ہمارے دم کے ساتھ

ڈالتے ہین باپ بیٹے مین نفاق اہل غرض
دیکھئے سہراب کو لڑوا دیا رستم کے ساتھ

عشق لیکر زلف کا نکلا ہین کوے یار سے
سانپ نکلا تھا جنان سی جسطرح آدم کے ساتھ

ناچ مین توڑالیا تمنے تو دم ٹوٹا مرا ؎
موت کا گھنگرو لگا پازیب کی چھم چھم کی ساتھ

تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑہتی جاتی ہے
وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اکدم کی ساتھ

دیکھکر تمکو خجالت سے گل تر گڑ گیا ؎
پانی پانی ہوکے بہجائیگا اب شبنم کی ساتھ

مر گئے پر بھی سنجائینگے یہ آثار جنون
سنگزن بھی چاہئین دو اک مرے ماتم کی ساتھ

غیر کی خاطر کنوان کھودے تو خود بھی ڈوبجائے
خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کی ساتھ

دھجیان دامن ہوا ٹکڑے گریبان ہوگیا
اک پھریرا بھی اُڑا کرتا ہی اس پرچم کی ساتھ

تو غم مجنون مین ای لیلیٰ بہت رویا نکر
رنگ تیرا یہ نجائے گریۂ ماتم کے ساتھ

اُٹھ گیا رخسار سے گھونگھٹ خط لب کھل گیا
شب پرک پردے سے نکلے عیسیٰ مریم کی ساتھ

اے نفخت فیہ من روحی جدا ہی مجھسے کیون
ہان مری جان رہیگا اپنی عاشق بیدم کی ساتھ

آنکھین کیا پھرتی ہین آنکی اک چھری پھرتی ہی قدر
ہوش اُڑتے ہین مرے ان آہوونکی رم کی ساتھ

15 میرے آتے ہوے کیون آپنے چھوڑا پردہ
سامنے آیئے عاشق سے بھلا کیا پردہ

کسطرح دیکھیے تو آپ ہی اپنا پردہ
چشم موسیٰ مین ہوئی برق تجلی پردہ

خوب تو پردہ نشین افلاک کے رہنا سیکھا
سامنے آیئے اللہ رے گاڑہا پردہ

کفر و دین دل ہی ہی تو جامۂ ظاہر پہ نجا
اس سے کیا ہوتا ہی سیدہا ہو کہ اُلٹا پردہ

آج کل عشق تصور تو یہان تک پہونچی
آنکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ

کوئی کیا جانے کہان جا کی ہوا اپنا وصال
قبر تھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ

ہاتھ ہر وقت گریبان مین پڑا رہتا ہے
واہ اے دست جنون چاک ہی سارا پردہ

کیا لکھون وصف کمر کس سے کہون رمز دہن
کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ

تھام کر اپنا جگر قیس وہین بیٹھ گیا ؏ | نجد مین محمل لیلیٰ کا جو اُٹھا پردہ

کان پردے سے رقیبونکا لگا رہتا ہے | کان کا پردہ ہے اُس پردہ نشین کا پردہ

مثل نور آنکھ کے پردے مین تمھین رکھتا ہون | ہے بہت مدنظر یار تمھارا پردہ

پھوٹ نکلا ترے رخسار کا رنگ اے شہ حسن | لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ

دل سے آنکھونکا اشارہ ہی پلک جھپکنے مین | دوڑ اے طالب دیدار وہ اُٹھا پردہ

عشق بدنام ہوا کچھ نہوا حسن کو غم | کیون نہ دامن کی جگہ پھاڑا زلیخا پردہ

پس دیوار مین رویا تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
قدر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

ردیف یاے تحتانی

۱۷

حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی | پھانسی گلے مین پڑ گئی تار نگاہ کی

پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا | گرد ملال ہو گئی سب گرد راہ کی

ہین جرأتونکے سینہ سپر خاکساریان | گرد سپاہ ہوتی ہے مٹی سپاہ کی

موے کمر مین ناف کو دیکھا تو کھل گیا | گھتی ہے ایک یہ مرے تار نگاہ کی

مین خود شہید ناز ہون اپنے نصیب کا | قسمت مین ہی کجی تری ترچھی نگاہ کی

اس چشم سرمگین کے اثر سی عجب نہین | رنگت ہو سرمئی تری تار نگاہ کی

سچ ہے کجون کے ساتھ مین ہون راست باز کج | ٹیڑھی بھوین تھین آپ نے ٹیڑھی نگاہ کی

پھرتے ادھر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا | مینڈھی نہ چھوٹتی ترے پاے نگاہ کی

دل اُس طرف زبان ادھر کھینچنے لگے | کس کشمکش مین جان پڑی میری آہ کی

قطعه

نالون سے میری سرو منصور مست ہین — یہ دونون قمریان ہین مری سرد آہ کی
ہی درد خیز شیشۂ دل کی شکستگی — جھنکار کی جگہ ہے صدا آہ آہ کی
خردون سے کیا سلوک کرے گا کوئی بزرگ — دشمن بنے جو مہر کی اپنے نگاہ کی
آیا قمر مین نور یہ گرمی سے مہر کی — سورج گہن ہوا یہ شرارت ہے ماہ کی
یہ سب ہے چال پاسے حنائی کی ای نگار — گیرو بنے قدم سے ترے گرد راہ کی
یہ چار عنصرون کا خلاف اور ایک روح — جھگڑے ہین باہمی نہین صورت نباہ کی
امید روز وصل تھی کس بد نصیب کو — قسمت الٹ گئی مری روز سیاہ کی

اے قدر تم بھی کتنے خوشامد پسند ہو
دل اون کو دیدیا جو ذرا واہ واہ کی

۱۲

پلکین تری جھپک گئین جب ہمنے آہ کی — بولے یہ ہو رہی ہے قواعد سپاہ کی
واعظ خبر اڑاتا ہے عرش اله کی — چھت گر پڑی نہ سر پہ کہین خانقاہ کی
کیا میرے دلکی عشق نے حالت تباہ کی — اک گاؤن پر چڑھائی ہوئی بادشاہ کی
میری جبین پہ چاہیے ٹیکا کلنک کا — تصویر کھینچ دے کوئی بخت سیاہ کی
شکوہ جو ابرو نکا کیا کیا غضب ہوا — چاہیر سطر کے اٹھاتے ہی ہوا ہو خواد کی
دو مصرعو نمین آپ کی تضمین ہو گئی — جتنی بھو مری جان یہ کیا ہے لب نگاہ کی
پھولی ہوئی شفق سے ہے شہیدونکے خون سے — ہے آسمان کہین کہ مری قتلگاہ کی
کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجر مین — اس سمت آہ کی کبھی اس سمت آہ کی
جبتک دھڑی جما کے تمھین باغ کو چلو — طاؤس راہ تکتے ہین ابر سیاہ کی
گا ہے وہ گرمیان کبھی یہ سرد مہریان — پھبتی کھونگا آپ پہ مین مہر و ماہ کی

نام شب فراق سے دل کا پنپتا ہی روز		صورت خدا دکھائے نہ اُس روسیاہ کی

اے قدر حسن مطلع جانان دو لخت ہے
دو نون لبون پہ بات ہین ہمنے نگاہ کی

ہم پر بھوین چڑہی ہین کسی کجکلاہ کی	١١	میزان تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی
انداز و ناز و قہر سے تمنے نگاہ کی		تلوار دل مین تیر گئی ہے تراہ کی
ہمنے کسیکی آڑ سے جیتا نہ معرکہ		تلوار باندہتے رہے ہم بے پناہ کی
طوفان بنکے بیکسی مین آیا محتسب		تختہ اُلٹ دیا مری کشتی تباہ کی
راہ وفا مین آپ ہین ثابت قدم کہین		اچھا حضور خود ہی کہین راہ راہ کی
زندہ رہے نہ بھائی نہ یوسف نہ شاہ مصر		باقی کہانیان رہین زندان و چاہ کی
فرقت مین اشک پیتے ہی آہین بھی تھم رہین		چھڑکا جو پانی بیٹھ گئے گرد راہ کی
گل ہو گئے جو قبر پر احباب لائے شمع		ایسی ہوا بندہی مرے بخت سیاہ کی
دل ٹوٹا ایسے صدمے دیے آسمان نے		ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی
ہے اس جگہ جو وصل کا وعدہ حضور سے		مجھکو اندہیرا قبر کا ہے رات بیاہ کی

ے لمر مین ناف کو دیکھ کچھ اثر ہے نہ کچھ قدر کا کمال
شہید ناز ہون اپنے سا رہی است تری دلمین راہ کی

جہان گلشن وہان گل ہی کے اشہار ہان بو ہے	١٥	جہان الفت وہان مین ہون جہان مین ہون وہان تو ہے
بہت اُڑتے رہے اب وصل مین ہمکو نہ چھوڑونگا		یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے
اے صیاد پھر گلزار مجھکو یاد دلوایا		کہ ہر اک تو گرفتار قفس مین باغ کی بو ہے
مجھے ای بیکسی جھونکا ہی تو نے کس سمندر مین		نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ اسمین نہ ٹاپو ہے

تمھارے خال و گیسو و ابرو سب کے سب موذی
کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی انمین بچھو ہے

لحد کے منھ مین کیا پونہچا گیا مین شیر کے منھ مین
نہ رانین ہین نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے

یہ پیاری صورتین ہین یا کہ قدرت کے کھلونے ہین
مچلجاتا ہے ان پر طفل دل کی کیا بری خو ہے

تمھارے منھ پر ای مہ کوئی ہرگز چڑھ نہین سکتا
جو بدر آئے تو داغی ہے ہلال آئے تو کمرو ہے

شہیدون کو ترے حاجت نہین کچھ غسل میت کی
ترے تلوار کا پٹھا نہین قاتل لب جو ہے

کبھی ہین میٹھی نظرین یار کی گاہے بھری چتون
کبھی امرت کبھی زہر ہلاہل چشم جادو ہے

مرا صحراے وحشت ناک دہشت ناک ہے ایسا
کہ داغ پشت شیران ہی جو نقش پاے آہو ہے

فراق یار مین منھ سے کہون کچھ کچھ نکلتا ہے
طبیعت ہی ٹھکانے سے نہ دل ہی اپنا یکسو ہے

گھٹا اندھیر کی چھائی ہی کیسی باغ ہستی مین
جو بلبل ہے تو وہ شبپر ہے جو گل ہی وہ شبو ہے

سرہانے بیٹھکر وہ فاتحہ پڑہ جاتے ہین اکثر
شہیدانا مرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے

خدا معلوم کیسا گومگو ہے قدر کا مذہب
کہ شیعہ ہے نہ سنی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

۱۳

ہم مناتے نہین جب یار خفا ہوتا ہے
یہ تو سب سچ ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے

جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے
نامہ بر خط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے

رنج دینا ہے تو دو پاس ہی کیون جاتے ہو
اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے

کبھی سرسبز نہین جو کوئی ہرجائی ہے
چاندنی کا بھی کہین کھیت ہرا ہوتا ہے

خط جو آتا ہے تو آنکھون پر اسے رکھتا ہون
تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے

نفس گرم سے سب کہتے ہین نفسی نفسی
چیخ اٹھتا ہون تو اک حشر بپا ہوتا ہے

رخ جدھر تیرا ہو پھرتی ہے ادھر میری آنکھ
ہر دم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے

دل کی جانے سے کلیجے مین پڑا ہے کہرام
آج اک دوست سے اک دوست جدا ہوتا ہے

زخمی دست حنائی کا نہ پوچھو احوال
چور زخمون کا مرے دزدِ حنا ہوتا ہے

بوند پانی کی نہین چاہ ذقن مین موجود
سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے

بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا ظہور
بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے

تو مرے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہون مین
ہر گھڑی اس ترے کیا کہنے سے کیا ہوتا ہے

دل جو ہوتا ہے شہید غم الفت اے قدر
داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے

گجر سنکر یہ قاتل بولتا ہے
کسی بیتاب کا دل بولتا ہے

مدد اے سخت جانی بات رہجا سے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے

دہن سے ہو گئی چہرے کی شہرت
تمھارا ماہ کامل بولتا ہے

سیا جراح نے پر کیا بھروسا
برابر زخم بسمل بولتا ہے

سمجھ صورت سوال ای منعم اسکی
اگر چپ ہے تو سائل بولتا ہے

ذرا صدمہ ہوا آہ آتی ہے لب پر
یہ میرا شیشۂ دل بولتا ہے

کوئی فریاد رس پیدا نہین ہے
جرس منزل بمنزل بولتا ہے

لب جانان ہے برگ گل سی نازک
مگر مثل عنادل بولتا ہے

حضور قلب ہے اسدرجہ حاصل
مجھے آواز دو دل بولتا ہے

تماشا ہو سکے لیلی کے نالے
جرس ہا مین محمل بولتا ہے

وہ دریانوش ہون مانگون اگر مے
ابھی ساقی محفل بولتا ہے

برابر ہچکیان لیتے ہین بسمل
یہ رن ہر وقت قاتل بولتا ہے

ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل — جو وہ زہرہ شمائل بولتا ہے
جہان دو دل سے ملے اک شور اٹھا — ہر اک مثل جلاجل بولتا ہے

نہ منھ مانگے اجل ملتی ہے اے قدر
نہ سیدھا منھ سے قاتل بولتا ہے

۱۴
پھول بنتا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے — تیرے تلووں کا عرق عطر حنا ہوتا ہے
اس شہ حسن پہ دم جسکا فنا ہوتا ہے — طائر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے
اشک موقوف نہوں لاکھ پلک ماریں ہم — لاٹھیوں سے کہیں پانی بھی جدا ہوتا ہے
ایک گن کیا ہی کسی بات میں تو بند نہیں — جو تو کہتا ہے ترے منھ کا کہا ہوتا ہے
لب جان بخش پہ شکر یہ ہوا باندھی ہے — کہ غبار اڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے
ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی میں کون — یہ وہ ہی وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے
وصل میں کوئی کرے دست درازی کیونکر — چھیڑتا ہوں تو وہ کہتے ہیں یہ کیا ہوتا ہے
داغ دلسے کہیں پیری میں تو پھاہا سرکے — صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے
وصل میں وہ بہت انکار نہیں کر سکتے — واہ کیا تنگ دہانی میں مزا ہوتا ہے
یہ وہ نشا ہے فرشتوں کے قدم کانپتے ہیں — بادۂ حسن بھی کیا ہوش ربا ہوتا ہے
جب کوئی مصر محبت کا سفر کرتا ہے — کاروان اشک تو ہر نالہ درا ہوتا ہے
سخت جان وہ ہوں کبھی قتل نہیں ہو سکتا — آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے
شور آپسمیں کیا کرتے ہیں گلچیں صیاد — یہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے

آپ جاتے ہیں ادھر جان ادھر جاتی ہے

[illegible] شہ حسن کو خط سے لکھے ہوا کم — کیا جفت [illegible] ہوا ہے

۱۵ تم اُٹھ گئے اک نگاہ کر کے | ہم گر پڑے آہ آہ کر کے
مٹی مین ملی مری جوانی | کیا تمکو ملا تباہ کر کے
الفت مین ہوئی بتونسی جھوٹے | اللہ کو ہم گواہ کر کے
پاکر تجھین آپ مین نہ آئے | کھوئے گئے تم سے راہ کر کے
دل توڑ کر اسقدر ڈھٹائی | پچھتانا نہین گناہ کر کے
منعم یہ روپیے کی زر پرستی | رکھلے اسے سجدہ گاہ کر کے
ہم کھل گئے عشق مین عجب کیا | یہ کوہ کو رکھدے کاہ کر کے
دل مین مرے پھانسی سی لگی ہے | دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے
جھانکے نہ کنوئین ہین نے تنہا | لٹکے ہین فرشتے چاہ کر کے
مدہوش کیا ملا کر آنکھین | کھویا ہمین ہم سے راہ کر کے
آنکھون سے بسر کرنی ایدل | ابرو سے ذرا تباہ کر کے
ہم چڑھ گئے اُنکے دم پہ کیسے | دل لیگئے واہ واہ کر کے
کچھ شرم نہین تجھے شب ہجر | پھر آئی ہے منہ سیاہ کر کے
کشتون کو تو قبلہ رو کیے جا | منھ جانب قبلگاہ کر کے

اے قدر جو بت وہی خدا ہے
کیون پھر گئے اشتباہ کر کے

۱۴ قدر گل بوٹی غضب ہین گلشن ایجاد کے | ہائے کیا کیا صورتین ہین صدقے آدم زاد کے
ڈھنگ اُڑائی گل نے اُس تُرک ستم ایجاد کے | کچھ چرائے رنگ بلبل نے مری فریاد کے
کاٹ کر غیرونکے سر لائے جو میری بزم مین | یہ رن ہر وقت آکے ٹل بولتا ہے اُنکے

عیش و عشرت مین بھرے ہین سب در و دیوار یار
سر کے ٹکرانے سے غل ہونگے مبارکباد کے

آشیانہ پھینکتا ہے یہ بھی اُجڑے تو سہی
چغد بیٹھین روز نو ہین خانۂ صیاد کے

راہ مین اُسکی لٹا دو سیکڑون کو ساقیو
تم بھی قارون ہو کہ لیجاؤگی سر پر لاد کے

آئے جوبن پر عروسان چمن آئی بہار
کنگھی بالیدہ ہوئی طرّے چھٹے شمشاد کے

ظلم سر آنکھون پہ لیکن رحم بھی کچھ چاہیے
ڈر یہ ہے خوگر نہ ہو جاؤ کہین بیداد کے

یہ حرارت ہے کہ پڑ جائین مہاسے سیکڑون
قطرۂ خون جا پڑے منہ پر اگر فصاد کے

ٹوٹی پڑتی ہے خلایق یار کی تصویر پر
ہاتھ آنکھون سے لگایا چاہیے بہزاد کے

منتین مانین ہزارون جب ہوا جوش جنون
طوق گھڑوا دُن سنارون سے عوض حداد کے

شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا
پر جو کھولے اُڑ کے بیٹھا ہاتھ پر صیاد کے

زخم سینہ بولتا ہے یا چٹکتی ہے کلی
تیر مین کیا پر لگے تھے بلبل ناشاد کے

قدر صحرائے عدم کو دشت وحشت سے چلا
حوصلے دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے

٢١

پس لیکے پھنسا خود مرا دل اپنی خطا سے
رفتار کی پاپوش سے زلفونکی بلا سے

حسرت سے گلے ملنے لگا شوق جفا سے
مین تشنۂ دیدار تھا وہ خونکے پیاسے

ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے ڈر کے خدا سے
بدنام ہوا یار مرے ہم جو قضا سے

ڈھونڈھے نہین ملتا ہے پتا مجھکو کمر کا
کسدرجہ بدن آپ چُراتے ہین حیا سے

ہر اُنگلی تری ہو گئی انگشت شہادت
رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدا سے

جوڑا وہ کھنچا ہے کہ ملاتے نہین آنکھین
لو اُڑ چلی اب ترچھی نظر بانکی ادا سے

اُس بادشہ حسن کو خط سے لیکے ہوا کم
کیا جفت ہوا میر اکیو تر بھی ہما سے

گردون پہ سو مہر ہین قدرت کے کرشمے
چھلکے ہین جو نور سے اوندھے ہوئے کاسے

خوشرنگ کہین پھول سے ہے دست حنائی
خوشبو ہے کہین سیب ترے عطر حنا سے

وہ پانچے ہاتھوں مین اُٹھائے ہوئے نکلے
اللہ رے نفرت اُنہین خاک شہدا سے

گو لاکھ ترقی ہو مگر ساتھ ہے شامت
سایہ کہین ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے

شاہی سے بھی ہے شوخ مرا رنگ فقیری
کمبل مرا کالا ہے کہین ظلّ ہما سے

مقتول تری تیغ کا ہو زندۂ جاوید
بسمل ترا ٹھنڈا ہو مگر آب بقا سے

نقش قدم یار یہ جو اعجاز دکھائے
طاؤس ہون پیدا وہین خاک کف پا سے

ایسی نہین دیکھی دُرِ دندان مین صفائی
کُلّی پہ تری ہنس کرین اوج ہوا سے

وہ رند ہون جی مانگون جو ساقی ازل سے
خود شکل ہو کشتی کی عیان دست دعا سے

آنکھین تو ہین تیری ہمہ تن چشم مروت
کیا آنکھین لڑائی ہین کہین اہل وفا سے

چھٹکے ہوے تارے ترے دیکھی فلک پیر
کیا منھ پہ تماشا ہین پڑا ہے یہ مہاسے

دیجائے قیامت تو بنے فتنۂ محشر
اُٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے

ہم دشت نوردی مین اگر خار بنائین
خود گوکھرو پھوٹ آئین ہمارے کف پا سے

اے قدر ذرا دیکھئے ہشیار خبردار
کچھ ابروؤن پر بل ہے وہ بیٹھے ہین خفا سے

۱۴
شمار مین نہین موجین جہان فانی کی
جنون ہے اُسے لہرین گنے جو پانی کی

اُن ابروؤن سے عبث دل نے پہلوانی کی
نہ کر کری کہین ہو جائے سخت جانی کی

لپٹ گئے مرے سینے سے مہربانی کی
یہ سب اُمنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی

نہ مُنھ کی کھائی نہ لی ہمنے لن ترانی کی
کسی سے ہم کبھی بچھڑے نہ پہلوانی کی

نکالی راہ جو کی تاک یار جانی کی
لگائی سیندہ جہان ہمنے پاسبانی کی

بنا ہڑی سندون سے ہمارا محضر عشق
اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی

ہمارے یار کا تیزاب مین بجھا خنجر
رُکا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی

پسے ہین خاک نشین اہل اوج کی ہاتھون
زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی

بغیر اشارے پڑگئی جگر پر آپکے آنکھ
تمھاری چاپ کو حاجت نہین کمانی کی

ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا
چلی نہ صانع قدرت سے خاک بانی کی

مین کیا کہون کہ دہن کو ضرور دیکھونگا
صدا بھی غیب سے آئی تو لن ترانی کی

ہوئے ہین کیا ہی جوانان باغ سرخ سفید
بہار جوش پہ ہے موسم جوانی کی

ملا جہان سے جہان آفرین کا ہمکو پتا
بنا سے ساری حقیقت کھلی ہے بانی کی

نہال گل پہ عنادل کے چہچہے تھے قدر
کہ روضہ خوان نے منبر پہ روضہ خوانی کی

۱۴۲

زلف کا دہیان رہا کرتا ہے
جی پریشان رہا کرتا ہے

آئنہ دل ہے کسی عاشق کا
جب تو حیران رہا کرتا ہے

جمگھٹے رہتے ہین معشوقون کے
گھر پرستان رہا کرتا ہے

اُس پری سے نہین بن پڑتی کچھ
کب وہ انسان رہا کرتا ہے

خون اپنا تجھے بخشا مین نے
کیون پشیمان رہا کرتا ہے

یون پڑے رہتے ہین تیرے در پر
جیسے دربان رہا کرتا ہے

یاد ہر وقت تری رہتی ہے
ذکر ہر آن رہا کرتا ہے

ایک ارمان بھی دل مین نہ رہے
یہی ارمان رہا کرتا ہے

کسقدر عقل و جنون مین ہے لاگ
روز میدان رہا کرتا ہے

میرے دل مین ہی اداسی ہر وقت
گھر یہ ویران رہا کرتا ہے

نوح اسطرح ہے دنیا مین
سب جیسے مہمان رہا کرتا ہے

یاد ہے ہمکو تمھاری صورت
حفظ قرآن رہا کرتا ہے

وہ مجھے پوچھین تو کہنا قاصد
تم پہ قربان رہا کرتا ہے

جب تلک تم نہین ملتے اے جان
قدر ریحان رہا کرتا ہے

۱۷

ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہوکے خم ساقی
برابر قلقلون سے بھر رہے ہین تیرا دم ساقی

ارے ساقی تو اک جام مین آنکھین چراتا ہی
لٹاتے سارا میخانہ کہین ہوتے جو ہم ساقی

صدائے قلقل مے سے یہ تیرا کلمہ پڑھتی ہے
خود انگشت شہادت ہے برانڈی کی قلم ساقی

فقیر مست ہون بھر دے مرا کشکول صہبا سے
الٰہی جام ہو تیرا فروغ جام جم ساقی

رخ جانان کی کیون مجھکو دلائی یاد مے دے کر
لگائی آگ مین آگ اُف کیا تو نے ستم ساقی

لگی ہے روح ہو نغمہ جھما جھم ابر کی مطرب
لبون پر دم ہے ہو دورہ دما دم ابتسم ساقی

کلیجا منھ کو آئیگا گزک کا میرے ماتم مین
لہو رو وینگے شیشے ہوگا اتنا میرا غم ساقی

ہزار آنکھین ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے
سبو بھر بھر کے مے لونگا ترے سر کی قسم ساقی

ہوئی ہے تیری مے مین آبداری تیغ کی پیدا
کبھی کھچ کر چلی چلکر کیا غم دو قلم ساقی

فلک سے جام پُر بھر کر رند تارون سے زیادہ ہین
الٰہی ہو مبارک تجھکو یہ جاہ و حشم ساقی

ابھی ہو شور قلقل سے صدا ناقوس کی پیدا
جو میخانے سے اٹھے مست ہو کر وہ صنم ساقی

نہ چھوڑون اس بت ترسا کی آنکھون کا کبھی لپکا
برانڈی دے کہ شیری دی بیر دے یا کہ رم ساقی

پڑا رہنے دے مجھکو پاے خم پر زور مستی مین
قدم تیرے نہ چھوڑونگا نہ مین اسکے قدم ساقی

دکھائین ہین اگر انکھین بہا دی کی ندی بھی
مرے برق غضب ساقی مرے ابر کرم ساقی

دکان ہے تخت تو ہی بادشہ رندو نکلے لشکر کا
ہی ساغر تاج نی حکم روان مینا علم ساقی

ترش ہوتی ہین یون آنکھین تری پڑ کر مری دل پر
کہ جیسے می ہو سرکہ جا کے ماہین حرم ساقی

لیا ہے قدر کا دل ایک پیمانے پہ یا قسمت
لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی

تیر ہے خنجر ہے یا تلوار ہے
تیز کس درجہ نگاہ یار ہے

ساقی مہوش بڑا عیار ہے
ہر بط می مرغ آتشخوار ہے

ہو گئے ہو چاند گویا عید کے
ہم سے دل ای ماہ کیون بیزار ہے

نالہ و شیون سے تنگ آیا ہون مین
ہر گھڑی میری گلی کا ہار ہے

اس لب جان بخش سے پائی شفا
جو مریض نرگس بیمار ہے

دل بتوان پڑ گیا ہے خود بخود
کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے

آپ ہین ہر گز نہین ہے چشم یار
مست ہے مدہوش ہی سرشار ہے

ہوشمندی حرص دنیا مین نہ کر
ہے وہ عاقل جو یہان ہشیار ہے

رات بھر کے وعدے پر خاموش ہو
اس سے ثابت ہے کہ نصف اقرار ہے

آپ چلکر آنکھ سے دیکھ آئیے
قدر ان روزن بہت بیمار ہے

اٹھا مین جھومتا کہتا ہوا نشے مین یا ساقی
ازل میخانہ میکش روح می کن تھی خدا ساقی

حباب جام لا ساقی می گلگون پلا ساقی
مرے بحر عطا ساقون و فیا نہو جائے

اسے بھی لگ گئی شاید ہوا نکی کچھ ہوا ساقی
جب آئی سیل کا وعدہ وعید ہو جائے

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اُسکی گردنکو
سکھا دے اپنی بوتل کو بھی تو بانکی ادا ساقی

کہان کثرت کہان وحدت کہان خلقت کہان خالق
کجا مینکش کجا بادہ کجا محفل کجا ساقی

دیا جب پھول تو نے ہجر مین پھول اُٹھگئی میرے
دما قل ہو گیا سنتے ہی قلقل کی صدا ساقی

ترے میخانے پر اللہ کی رحمت برستی ہے
کہ مے بجلی ہے ہے موج مے دھنک ہے خم گھٹا ساقی

صدا قلقل کی میخانے مین حق اللہ بنجائے
ہری بوتل جو کھُلتی تیر اطوطی بولتا ساقی

گزک سے ہاتھ دہوون دل ہو جل بھنکر کباب اپنا
کہ گرما گرمی دے ٹھنڈی ٹھنڈی ہی ہو ساقی

عبث رندون سے وہ شکل دہن اب منھ چراتا ہے
ہے مثل بادۂ کہنہ پرانا منھ لگا ساقی

رخ تابان سے کر آئینۂ اسکندری حیران
نشیلی انکھڑیون سے جام جم چکر مین لا ساقی

نہ یہ اُسمین اشارے ہین نہ یہ اُسمین نظارے ہین
کجا ساغر کٹورا سی تری آنکھین کجا ساقی

تری گردن پہ سنکا میر اڈھلکا ہے عجب کیا ہے
کہ نکلے موت کی ہچکی مین قلقل کی صدا ساقی

ید بیضا دکھا دے واعظونکی آنکھین کھلجائین
صفائی سے ہتیلی پر پرانا ہی تو اُڑا ساقی

نہ تو رندون سے کھلتا ہے نہ وہ خم سے نکلتی ہے
سکھا دی تو نے دخت رز کو بھی اپنی حیا ساقی

بطِ مے کو کیا ہے مرغ آتشخوار مے بھر کر
لگا دی آگ پانی مین دکھائی لاگ کیا ساقی

اُبل کر مے نکل آتی تو ربنگ سی چمکجاتی
جو اُڑتا کاگ بوتل کا تپنچا چھوٹتا ساقی

کہون جب راز اپنا لوگ کہتے ہین شرابی ہے
مئے گلگون ہے کیا ہی راز پوش مدعا ساقی

سنا ہے چاند مین سورج سے ہوجاتی ہے ضو پیدا
چڑھا کر مے چمکجاتا ہے میرا مہ لقا ساقی

اگر پیسا نہو اے قدر کب آنکھین ملاتی ہین
چھوڑون اس بت ترسا کی گھر کی کہتا ہون مین پیر مغان ہون آمین یا ساقی

پڑا رہنے دے مجھکو پاسے خم پر زیر ہوجائے
۲۳
گلے مین شیشہ کی تختی حد بندہ ہوجائے

یقین ہی فصد جنون مین مفید ہو جائے ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے

شب مزار مین جب تیری دید ہو جائے مرا سفید کفن صبح عید ہو جائے

تمھارے رخ پہ اگر خط پدید ہو جائے وصول حسن کی کامل رسید ہو جائے

صفائے تن سے قد آدم آئینہ ہین وہ سماؤن ان مین اگر انکی دید ہو جائے

طلسم حسن ہے پستان یار موے کمر کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے

دل گرفتہ سے نکلے جو آہ حیرت ہو کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے

ہمارے دشت جفا خیز کا ہر اک ذرہ اڑے تو جوہر تیغ یزید ہو جائے

سیاہ کار ہون ایسا کرین جو دفن احباب تو لوح قبر نگین حدید ہو جائے

سمجھ گیا ہون معما تری خموشی کا وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے

حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل پگھل کے ہاتھ مین خون شہید ہو جائے

یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے تری کمر کیطرح ناپدید ہو جائے

انھین جو شوق مین کھینچون ابھی گلے ملجائین کمند جاذبہ حبل الورید ہو جائے

پلادی مے مرے ساقی دے کچھ اگ سی آگ عجب نہین تپ غم مین مفید ہو جائے

تمھین ہون دیکھکے ہم فاقہ مست ایسے شاد جو آؤ تم رمضان مین تو عید ہو جائے

تمھاری شرم سے شاعر پھرین بھٹکتے ہوئے بدن تحیر او کمر ناپدید ہو جائے

حضور بلبل و گل تم اگر منہ سو بولو ابھی تو دونون مین گفت و شنید ہو جائے

وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہو صورت روح ہر ایک رگ مری حبل الورید ہو جائے

مرا رقیب ہے یہ میرے خونکا پیاسا جو مین حسین بنون وہ یزید ہو جائے

عذاب جان تمنا تمھاری فقرے ہین نگاہ ہو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

چڑھاؤں عینک اگر اپنا تو تو آنکی	میں جسکو دیکھوں مجھے تیری دید ہو جائے
بھر و جو صورت دوزخ بھی پیٹ زاہد کا	ڈکار نعرۂ ہل من مزید ہو جائے

اثر یہ جدت مضمون کا چاہیئے اے قدر
کہ کوئی بحر ہو بحر جدید ہو جائے

۲۸

میں دیکھوں یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی	کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی
شب غم میں چھائی گھٹا کالی کالی	جھپکتی ہے بلا پر بلا کالی کالی
ہے شاہوں کی سرتاج کملی ہماری	کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی
بہت ایسے کالے ہرن ہمنے دیکھے	دکھاتے ہیں آنکھیں وہ کیا کالی کالی
جو سایہ پڑے میرے روز سیہ کا	تو ہو جائے شب سے سوا کالی کالی
ڈٹے ملکے رند سیہ مست جس دم	جھکی میکدے پر گھٹا کالی کالی
جو سودا سے گیسو میں زنجیر کھینچے	ہوئی شکل زلف دوتا کالی کالی
نصیبوں سے کیا گور ہمکو ملی ہے	یہی بخت بد سے سوا کالی کالی
شب ماہ میں وہ بکھرے بال کھولے	ہوئی چاندنی جا بجا کالی کالی
کیا جوش سودا نے ہمکو کنھیا	کہ رنگت ہے سر تا بپا کالی کالی
نہ اس لعل کو کر جدید ای ستمگر	نہ لب پر دھڑی تو جما کالی کالی
یہ سجدے کو خود جھک پڑیگی چمن پر	کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی
کھلی سب پر آخر تری گرم دستی	ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی
سیہ مست ہیں چشمۂ فیض بارے	کہ ہے ابر رحمت گھٹا کالی کالی
ہوئی عکس صد برگ سوسن سے	ذرا سیلی سیلی ذرا کالی کالی

اثر ہے ہمارے ہی دود فغان کا — جو ہے سقف تحت السما کالی کالی
لنڈھا دے مئے سرخ اب تو ساقی — گھٹا اٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی
سیہ تاب ہے ہما کہ ابرو پہ وسمہ — ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی
مرے کعبۂ دل کے ٹٹنے کا غم ہے — جو اوڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی
ہوئے ہین سیہ بخت برباد لاکھون — اٹھین آندھیان بارہا کالی کالی
گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئے ہین — کہ لیلی سے بھی ہے سوا کالی کالی
جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین — تو ہے خاک تحت الثرا کالی کالی
بخارات دل آہ پر چھا گئے ہین — گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی
شب غم کو دون روز وصلت کا برسا — کہ آئی ہے اوڑھے ردا کالی کالی
مین دیکھونگا منھ انکا دیکر یہ فقرہ — تری شکل ہے مہ لقا کالی کالی
ق
محبت مین یکسان ہے ہر ایک صورت — اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی
ذرا چشم مجنون سے لیلی کو دیکھو — کہ پتلی سی ہے خوشنما کالی کالی

سیہ نامۂ قدر محشر مین نکلا
اٹھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

۱۸
نہ بیٹھو لاش پر مجھ بینوا کی — کہین رنگت نہ اڑ جائے حنا کی
کہین ایسا نہ ہو اوچھا پڑے ہاتھ — حیا ہے تجھکو قاتل انتہا کی
شراب سرخ کی بوتل اٹھا لا — تجھے ساقی قسم اودی گھٹا کی
دمکتا ہے ترا کندن سا چہرہ — ہے خط سبز بوٹی کیمیا کی
قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب — نگاہین قہر کی زلفین بلا کی

جو رونیکی بھی کثرت رہیگی
تو بھجا یگا گھل کر جسم خاکی

اُلجھ پڑتا ہے واعظ راہ چلتے
عجب عادت ہے اس مرد خدا کی

ہمیشہ سر کو ٹکرایا کیے ہم
ترے دروازے پر نوبت بجا کی

فراق یار کا احسان کیون لین
قضا نے یا الٰہی کیا قضا کی

ہوا گالونپہ دود خط نمایان
کہو کس منچلے نے بددعا کی

ترے کوچے مین ہین کشتون کے پشتے
یہی کچھ ہو گی صورت کربلا کی

اُسی سے بن گئے کبک خرامان
ملی جو خاک اُسکے نقش پا کی

ہوئے ہین یار کے گیسو سیہ پوش
کسی کشتہ نے شاید قضا کی

سفید ایسا ہوا ہے خون عالم
عجب کیا رنگت اُڑجائی حنا کی

لحد مین رکھکے بولی موت مجھسے
یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی

دُرِ الفقر فخری کی جو ہے چاہ
پہن سیلی تو موج بوریا کی

مزا دونا ہوا ہے میکشی کا
تمھین سایہ بادلو رحمت خدا کی

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
کہ اُسنے جان تک تم پر فدا کی

۱۴

ہوا ہے عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے
پرانی چوٹ نہ یارب کہین اُبھر آئے

نہ نامہ آئے اُدھر سے نہ نامہ بر آئے
وہ آپ آتے ہین یارب یہی خبر آئے

حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئے
پڑی جو آنکھ تو دل مین مرے اُتر آئے

چمن ہے ابر ہے ساقی لگادے کشتی مے
اسی اکھاڑے مین پریونکا تخت اُتر آئے

جگر کے زخم جو خندان ہوئے تو مین بھی ہنسا
جو وہ بھر آئے تو آنکھونمین اشک بھر آئے

لگی ہین دیکھا اپنی وہ ہنسکے پوچھتے ہین
کسی سے کام ہے تم کون ہو کدہر آئے

بپا ہو حشر کرا ہے اگر ترا ہمیا
مسیح جو تھے فلک سے ابھی اُتر آئے

یہ عشق و حسن کے کوچے کی راہ صاف ہوئی
ہم اُنکے گھر مین گئے وہ ہمارے گھر آئے

کمر کے عشق مین کھویا گیا ہون مثل کمر
وہ کسکے قتل پر اب باندھ کر کمر آئے

یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہ بختی کی
چراغ گل ہو جو میرے مزار پر آئے

تعلقات جہان سے چھٹے ہین مرقد مین
سفر تمام ہو آج اپنے گھر آئے

فقط خیال ہی آیا تھا ہمکو بوسون کا
کہ اُنکے عارض نازک پہ نیل اُبھر آئے

جو آنکھ ہو تو جہان آفرین جہان مین ہے
اس آئینے مین سکندر کا مُنھ نظر آئے

خدا ہے قدر یہ بپھرا ہوا ہے وہ قاتل
یہ حکم ہے کہ سر آئے اگر ادھر آئے

١٢

سے غنچے چٹک گئے چمن روزگار کے
پھوٹے حباب موج نسیم بہار کے

اے باغبان بلا نہین کہدے پکار کے
رخصت ہو اے خزان کہ دن آئے بہار کے

رضوان جو ٹوکے گا در فردوس پہ ہمین
کہدینگے رہنے والے ہین ہم کوی یار کے

برسات مین بہا کرے ندی شراب کی
یہ دن ہین ساقیو بط مے کے شکار کے

آنکھین ترس رہی ہین مری تری زلف کو
تارے چمک رہے ہین شب انتظار کے

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم مین
یہ سب اثر تھے آہ دل بیقرار کے

گھبرا رہے ہین اب تو وطن مین ہم اے جنون
پر منتظر ہین آمد فصل بہار کے

پھولونکا میرے سینے پر انبار ہو گیا
ہنسکر جو تمنے پھول اُٹھائے مزار کے

باغ جنون کی سیر نے وارفت کر دیا
صحرا کو لیچلی ہے چمن سے اُبھار کے

تم آئے فاتحے کو تو سنبھال ہو گیا
تینتے الٹ گئے ہیں ہمارے مزار کے

آغاز میں بھی ہمکو ہے انجام کا خیال
دھڑکے شباب میں بھی ہیں روز شمار کے

مضمون ہیں ہرن مری بندش کمند ہے
اے قدر شاعری میں مزے ہیں شکار کے

۱۴

خوش نہوں دولت دنیا سے زمانے والے
روئینگے صورت فوارہ خزانے والے

داغ دیدیں کے رلاتے ہیں رلانے والے
پانی سے سینچتے ہیں باغ لگانے والے

کالی آنکھیں ہیں غضب زلفیں بلا خال آفت
ایک سے ایک ہیں کلجگ کے زمانے والے

قبر ٹھکرا کے یہ اس رشک مسیحائی کہا
اٹھ تو بیٹھ اے مرے نازونکی اٹھانے والے

جان جائے کہ رہی وضع میں آئی نہ خلل
وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہیں جانے والے

پھر مری قبر پہ انبار لگے پھولوں کا
ہنس تو دے اے مرے پھولونکی اٹھانے والے

لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدھر
نیند میں اٹھے ہیں گھڑیال بجانے والے

قبر میں رکھتے ہی یہ آہ شرربار اٹھی
بن گئے شمع لحد میرے سرہانے والے

غسل میت کے شہیدونکو تری کیا حاجت
آب خنجر میں نہائے ہیں نہانے والے

پھول جھڑتے ہیں وہ تقریر ہے سبحان اللہ
چٹکیوں میں ہو عنادل کو اڑانے والے

جسم خاکی میں مری روح یہی کہتی ہے
زندہ در گور ہوئے خلق میں آنے والے

خواب میں آتے ہیں جو پاس مری سوتے تھے
آنکھونمیں پھرتے ہیں آنکھونکی سمانے والے

نہ مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرا مردہ دیکھی
پھر کر اک ہاتھ تو اوراد مرے جانی والے

بعد مرنے کے ہوا قدر گناہونکا یہ بوجھ
تھک گئے مر گئے لاشے کے اٹھانے والے

١٥
منکسر ہوتے ہین ہنر والے — نخل جھک جاتے ہین ثمر والے
نالے کرتا ہون ہین اثر والے — سینہ سل اے آہنین جگر والے
ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا — اٹھ گئے آئے بری نظر والے
کبھی رویا کبھی اڑائی خاک — تنگ ہین مجھسے بحر و بر والے
بے اجازت کبھی چھوڑونگا نہ پاؤن — انہین قدمون پہ ہاتھ دھروالے
آہین کر دینگی آسمان مین چھید — ادھر آجائینگے ادھر والے
مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے — سینک لین آنکھین چشم تر والے
صبر تو یار ہمسے مشکل ہے — اور جو چاہے کام کروالے
ہے سلامت جو سنگ در اونکا — سیکڑون مجھسے درد سر والے
ہم نہ اترینگے تیرے کوٹھے سے — تو اگر چاہے سر اتروالے
ٹھنڈی سانسین یہ ہمنے اسمین بھرین — کانپ کانپ اٹھے ہین سقر والے
دیکھ تیرا شکار ہوتا ہون — او مرے چیتے سی کمر والے
کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر — دوڑ اے تیر سی نظر والے
دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا — اب مجھے کیا ہے اُسکے پروالے

قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا
اُڑین پروالے پھولین زر والے

١١
چشم جانان ہرن سے بہتر ہے — زلف مشکین ختن سے بہتر ہے
بڑھ کے شیرین سے ہو جو بندہ نواز — بندہ بھی کوہکن سے بہتر ہے
سنگ کو اُنکے لب سے کیا نسبت — یہ عقیق یمن سے بہتر ہے

طعن اعدا وہان نہ شکوۂ دوست
دشت غربت وطن سے بہتر ہے

قد بالا ہے سرو سے اعلیٰ
گورا مکھڑا سمن سے بہتر ہے

حق کہو تلخ جھوٹ بولو گناہ
بس خموشی سخن سے بہتر ہے

رنج ہجران سہا کرون کب تک
دم نکلجاے تن سے بہتر ہے

خانۂ دل ہے بڑھ کے حجلے سے
فکر رنگین دلہن سے بہتر ہے

صورت گل کھلے ہین زخم بدن
میرا مشہد چمن سے بہتر ہے

ایسی رفتار ہے نہ ایسا تناؤ
تیرا قد نارون سے بہتر ہے

قدر کی قدر آپ کیا جانین
قیس سے کوہکن سے بہتر ہے

۲۷

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی مین فنا ہوئے
جو گرے تو نقش قدم بنے جو اٹھے تو بانگ درا ہوئے

اٹھی یاد قد مین جو سینے سی تو وہ نالے قمری کی صدا ہوئے
گرے ذکر لب مین جو آنکھ سے تو وہ اشک آب بقا ہوئے

جو عدم سے جھومتے ہم اٹھے عجب انتشار فنا ہوئے
کہ بدن مین روح سما گئی تو غبار دوش ہوا ہوئے

مرے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو گل گیا
تو پر سمندر آتشین پر و بال جسم ہما ہوئے

کبھی داغ کھاتی ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے
کبھی ہم چمن کی ہوا ہوئے کبھی ہم ہوا کی گھٹا ہوئے

ہوا غل عدم مین وہ ناگہان کہ بلائی یار نہین ہان نہین ہان
اٹھے ہم تو ست الست اٹھی جو بڑھی تو کن کی صدا ہوئے

جو لہو تھا ان مین بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہرا ہوا
یہ دل و جگر مرے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ حنا ہوئے

جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر آنکی صاف بدل گئی
جو اسیر حلقۂ ناز تھے وہ قتیل تیغ ادا ہوئے

انھین تنگیونمین فشار ہے کہ تپش مین جسم نزار ہے
یہ قفس مین طائر باغ کیا کوئی مرغ قبلہ نما ہوئے

نہین وحشتونکی یہ ولولے کہ ہین حسن و عشق نکل چلے
مری بیڑیون مین تھی سلسلے وہ تمھاری زلف دوتا ہوئے

جو اُبھار سینے کا دمبدم ترے انچلوں سے نمود ہے — تر و تازہ وہ دونوں حباب گل تہِ موج بادِ صبا ہوئے

ہمہ تن کبھی ہوئے درد و غم ہمہ تن کبھی ہوئے صبر ہم — کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے

بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑھا قد تو ڈھائین قیامتین — بڑھین پلکین تو وہ ستم ہوئین بڑھین زلفین تو وہ بلا ہوئے

کبھی ہم سے ہین خفا تو امان کبھی جسم سایہ صفت عیان — وہ کہین رہے وہ یہین رہے نہ ملے رہی نہ جدا ہوئے

نہین کچھ سکت تنِ زار مین ہوئے زرد زرد بہار مین — پرِ کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ رُبا ہوئے

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا کبھی مرتے مرتے بچا لیا — جو مسیح لب ہین ہوا کرین کہو کس مرض کی دوا ہوئے

ترے ہاتھ جب سے لگا ہی دل تو حنا نے پیس دیا ہی دل — مرے زخم دل مین جو چور تھے وہ تمام دزدِ حنا ہوئے

ہوا بعد وصل عجیب مزا کہ خموش بیٹھے جدا جدا — ہمہ تن مین صبر و سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم و حیا ہوئے

نئی عاشقوں کی ہین طینتین کہ ہین شاہ تو نہین بھی نہین — جو گھٹے تو خالِ سیہ ہوئے جو بڑھے تو زلفِ رسا ہوئے

اُٹھے ہم جو خوابِ خیال سے لگے تکنے دیدۂ حال سے — کہ وہ کب اُٹھے وہ کدھر گئے ابھی پاس تھے ابھی کیا ہوئے

ہے ذکر نہ صیام مین ارے مے خوار یہ غیبتین ۂ — ترے روزے واعظ بیخبر نہ قضا ہوئے نہ ادا ہوئے

تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مرے جگر مین کبھی ہوئے — مرے نالے تیری نظر ہوئے ترے غمزے آہ رسا ہوئے

یہ قدم قدم پہ جمینگے پاؤن کہ بڑھ سکو گے نہ آگے تم — جو تمھارے کوچے کی خاک مین کہین نقشِ پا ہوئے

جو نگہ ہی چشمِ سیاہ مین وہی برقِ طور ہی راہ مین — تری آنکھ پر جو فدا ہوئے وہ شہیدِ راہِ خدا ہوئے

نہ زمین مین تخم اگر گلے تو کبھی نہ کوئی ثمر پھلے ؓ — وہ فنا مین اپنی بقا ہوئے جو بقا مین تیری فنا ہوئے

جو عدم مین تھے ہوئے خلق وہ جو وجود مین تھی وہ چل بسے — جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے **قدر** ایسے غبار ہم ہوئے گردشون میں وہ خوار ہم
کہ مثالِ دائرۂ فلک جو اُٹھے تو بے سر و پا ہوئے

	سخنگو کے لیے سختی بیان ہے	۱۱	جبھی بتیس دانتون مین زبان ہے	

عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے — ہماری روح بھی ہمپر گران ہے
جگر مین آنکھون مین دل مین نہان ہے — کہان ہے تو کہان ہے تو کہان ہے
مہ سیماب داغ قلب مضطر — لحد عاشق کی نخشب کا کنوان ہے
جواب خط وہان سے تو ہی لانا — کہ تیرا پاؤن قاصد درمیان ہے
شرارے نالۂ دل کے ہین انجم — دھوان آہونکا دسوان آسمان ہے
حیانین اُسکو مین نے چن لیا ہے — ہزارون مین وہ اک چیدہ جوان ہے
نہین فرقت سے گھبرائینگے عاشق — فقط منظور اُنکو امتحان ہے
خدا ڈالے نہ اب پھندے مین اُسکے — وہ گیسو بھی بلاے ناگہان ہے
وہان ہو تم یہان سے یاد مجھکو — یہان رہتا ہون لیکن دل وہان ہے

مرے اُن پر انہین ہم سے ہزارون
کہان اے قدر کوئی قدردان ہے

۱۹

آگئی فصل نوبہار دشت مین وہ ہوا چلی — سر پہ ہوا جنون سوار عقل پیادہ پا چلی
ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی — جب دل و جان نے باڑھ دی ہونے لگی چلا چلی
باغ سے جب ہوا چلی میکدے سے گھٹا چلی — دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی بجھا چلی
تو تے نہ آکے دید کی بیٹھکے گھر مین عید کی — لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی
جب نہ ملی یہان امان قلعۂ تن سے بے تکان — بھاگی حیات لیکے جان موت برہنہ پا چلی
واہ رے دورۂ شراب خانقہین ہوئین خراب — جھوم رہے ہین شیخ و شاب ایکی عجب ہوا چلی
طالب دید ہین تباہ تھہرے یہ شرمگین نگاہ — واہ حیاے یار واہ نظر وہین تو بھی آ چلی
غیر کو تم اُبھارتے تیغ سے سر اُتارتے — کیا ہو مرے کو مارتے مجھپہ چلی تو کیا چلی

ابر بہار کا ہے جوش رعد جنون کا ہی خروش
اُڑ گئے برگ عقل و ہوش باغ مین وہ ہوا چلی

موت کی لگ گئی نظر جب تو مریض چشم پر
نقش ہوے نہ کارگر اور نہ اک دعا چلی

شور اُٹھا جو آہ کا صبر و قرار اُڑ چلا
قافلے مین بجا درا ہونے لگی چلا چلی

ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا مین خانمان خراب
مجھپہ بڑا کوئی عذاب مجھپہ کوئی بلا چلی

مرتے تھے جنکے جانے سے آئے وہ سو بہانے سے
لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدن مین آ چلی

روک کے دل پر اُسکے وار جان کرونگا مین نثار
تیغ نگاہ ناز یار مجھپر اگر ذرا چلی

ملک عدم کو جائیگی گھر بھی وہین بنائینگے
اب نہ پلٹ کر آئیگی ٹھوکرین عمر کھا چلی

جاتی ہی جان ہاے ہٹے اسکو لکھون تو یہ سناے
گھر پہ مین جاؤن اچھے آے میری وہان بلا چلی

نظر و نمین جب مین آونگا دل مین ترے سماونگا
گھر مین مین گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی

ساقی و رند و بادہ کش اور پکارین العطش
آتے ہین سب کو غش پہ غش آج شراب کیا چلی

قدر یہ فوج جب چڑھی ٹوٹینگی قلب کی گڑھی
ناز بڑھا ادا بڑھی غمزہ چلا حیا چلی

۹

وفاداروں نے سینچا تھا لہو سے
چھٹی مہندی نہ پاے خوبرو سے

گھر کسطرح سے بچے جہان مین
بسر کی اتلک کس آبرو سے

دہن ہے چشمۂ حیوان خوبی
مسیحائی عیان ہی گفتگو سے

پیالہ پی لیا پیر مغان کا
مجھے بیعت ہوئی دست سبو سے

ہزار افسوس قیدی ہین قفس مین
چمن مین آئے تھے کس آرزو سے

رگ گردن سے گو نزدیک تر تھی
مگر پایا ہے کتنی جستجو سے

اُتاری عکس کی تصویر ہمنے
لگایا دل جو اُس آئینہ رو سے

دہن یا غنچۂ باغ عدم سے ہے | خجل ہوتا ہے بلبل گفتگو سے

کسیکے ہو رہو اے قدر دیکھو
لگا لو دل کہین اک خوبرو سے

سوغات مجھسے لیکے رہ کوی یار سے | ۱۳ | مٹھی بھرا ے صبا مری خاک مزار لے
ساقی کہے تو دم نہ کوئی بادہ خوار سے | | واعظ کی پگڑی کیا کہ کفن تک اُتار لے
جب میکدے مین محتسب آکر قرار لے | | مسجد کی کلسیان کوئی یار اُتار لے
بکتا ہوا یہ قدر رہ کوے یار لے | | مین بیچتا ہون کوئی دل بیقرار لے
لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھی | | ہو نگے یہین کہین کوئی اُنکو پکار لے
کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو نمین زلف و رُخ | | کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہار لے
زلفون نے ہمسے بل کی جو لی بل نکل گئے | | تو بھی تعلیونکی نہ اے قدر یار لے
شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہی آسیب چشم سے | | تیر نگاہ دل سے ہوا وار یار لے
دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے | | تلوار ٹیک کر کہین قاتل قرار لے
ساقی جو چھانتا ہوی سُرخ سُرخ کو | | واعظ کا سبز عمامہ اُتار لے
کیا وصل سے حضور نے مجھکو جلا دیا | | کچھ اور شک نہو تو قدم جان نثار لے
قسمت کھلی کہ زلف کے پھندے مین پھنس گیا | | اے دل تڑپ کے بوسۂ رخسار یار لے

آنکھون کی راہ آج وہ دل مین سماتے ہین
دل کھولکر تو قدر اُنہین گھور گھار لے

بلبل نہ باسی مُنہہ کہین اُنکو پکار لے | ۱۰ | گلی کرے گلاب سے جو نام یار لے
انسان فصل گل مین ہی خوشگوار لے | | چوری کرے کہ مانگ کے لے یا اُدھار لے

تو میرے بوسہ لینے پر اتنا خفا ہوا
بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے

مشہد نہین ہے کوچہ ترا کربلا نہین
رکھون اگر مین پاؤن مرا سر اُتار لے

دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ مین مرا
جھونکا کوئی ادھر بھی نسیم بہار لے

یارب کسیکے دل مین نہ کھب جائے چشم یار
شیشے مین اس پری کو نہ کوئی اُتار لے

پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اُٹھا
یہ بات ہے تو کیون نہ قدم زلف یار لے

للہ اونچی کرتی نہ پہنا کرین حضور
ایسا نہو کہ کوئی کہین پیٹ مار لے

ہے تیر کی جھپٹ سے مرے دل مین تو خوف کیا
پلکونکی برچھیون سے اسے گھیر گھار لے

اے قدر نالے کر کے گرا آسمان کو
للکار لے پکار لے میدان مار لے

11

کچھ روز ون یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے
جسوقت تم جہان تھے اُسوقت ہم وہان تھے

کن مشکلون سے ٹوٹے ساتون جو آسمان تھے
اے تیر آہ یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے

بچپن سے ہو گیا تھا کچھ حسن و عشق باہم
وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے

اچھے جو تھے اُٹھے وہ ہم سے جو تھے رہے وہ
پہلے ہوئے روانہ جو میر کاروان تھے

آواز تھی جھڑونکی یا صور کی صدا تھی
مرقد سے اُٹھ کے بیٹھے جو جو جہان جہان تھے

انجام کار آکر دیکھا جہان مین یکسر
ظل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے

کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صرصر
گرتے تھے سر برابر گویا گل خزان تھے

بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی
کیون بولے حضرت دل کیا تم مری زبان تھے

قاصد مرا مسیحا پوچھے تجھے تو کہنا
جب مین ادھر کو آیا روتے تھے نیمجان تھے

زلف سیہ مین اُنکی کیسے مرے تڑپ کر
افسوس حضرت دل اک شب کے میہمان تھے

غیرون کا کیا اجارا کیون جو اُنہون نے مارا
مین **قدر** تھا تمھارا تم میرے قدردان تھے

۱۱
بولے وہ ہمسے ہنسکر روز ازل کہان تھے
کی عرض ہمنے اُنسے اے یار تم جہان تھے

میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے
جب بٹ رہی تھی الفت اُسوقت تم کہان تھے

بولے فشار دیکر رستم کو قبر ستم
روکا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے

یہ بار عشق ہمنے انجام کار اُٹھایا
کہسار کانپتے تھے چکر مین آسمان تھے

دل کی تڑپ غضب ہے ہمسے تو کوئی پوچھے
یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے

کچھ بات ہے کہ مرتا بوسہ طلب نہ کرتا
کیا بندہ بے زبان تھا یا آپ بے دہان تھے

فرقت کی سختیون سے پوچھو نہ حال اپنا
لوگون پہ ہم گران تھے اسدرجہ ناتوان تھے

یہ موت زندگی بھی ہے انقلاب عالم
نیچے زمین کے ہین جو زیر آسمان تھے

کیا وصل مین کھلا تھا راز دل ایک ہوکر
ہم اور یار دونون اک خط توامان تھے

یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے
ہم بھی کبھی کہینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہمسن عدم کو پہونچے کیون آپ تھک کے بیٹھے
اے **قدر** نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

۱۰
کہان ڈھونڈون مین دل دلبر وہی ہے
ہنسی ہے اُسکے ہونٹھون پر وہی ہے

نہین کچھ آئنہ سازی پہ موقوف
جو صاحبدل ہوا اسکندر وہی ہے

یہ ہے داغ جگر یارب سلامت
شب غم کا مہ انور وہی ہے

اُسی کا ذرہ ذرہ خوشہ چین ہے
فروغ خسرو خاور وہی ہے

مثال آئنہ ہم سب سے ہین صاف
جو دل مین بات ہے مُنھ پر وہی ہے

نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر
کہ اس تلوار کا جوہر وہی ہے

تلاش رزق مین اتنا تردد
ارے جو گھر مین ہے باہر وہی ہے

خدا کے فضل سے ملک جنون مین
ق
حکومت ایک عالم پر وہی ہے

وہی نالہ وہی آہین وہی اشک
وہی طبل و علم لشکر وہی ہے

نکالا کل انہون نے پھر جلسے آج
تمہین اے قدر کیا اک گھر وہی ہے

خود ہین آداب شہادت پاؤن بسمل کیلیے
جب ذرا تڑپا قدم اٹھ اٹھ کے قاتل کیلیے

عیش و غم توام اگر ہین عالم اسباب مین
تو کف افسوس زیبا ہین جلاجل کیلیے

دل ہمارا داغ کھاتا ہے رخ پر نور پر
آگ کھاتا ہے چکور اک ماہ کامل کیلیے

عاشقونکا حال معشوقونپہ ہوتا ہی عیان
گل سراپا گوش ہین شور عنادل کیلیے

نیل گالونپر پڑے ہین صورت داغ قمر
شب کو بوسے اسقدر اس ماہ کامل کیلیے

ہوگیا اندھیر تیرے اٹھتے ہی ای شمع رو
رونقین تہین تیری دم سے ساری محفل کیلیے

بعد مرنیکے بھی اتنی خاکساری رہگئی
گر کر اپنے سر نے بوسے پای قاتل کیلیے

سبزۂ خط پر تو مرتے ہین مگر اندھیر ہے
جان شیرین ہمنے دی زہر ہلاہل کیلیے

جاگ ای دل خواب غفلت سے کہ شیطان ساتھ ہے
چور کا کھٹکا ہی اس عالم مین غافل کیلیے

ان بتونکے پھر دہان تنگ پر آیا ہی دل
پھر جناب حق سے منہ پھیرا ہی باطل کیلیے

بیقرار آئینہ رخ پر ہون مین سیماب وار
صورت اسپند بیتابی ہی تل تل کیلیے

وعدۂ فردا جو ہی ہم مان سکتے ہین اسے
یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہو اس دل کیلیے

شاخ گل کوڑا بنے گل کی رگین ہون بیڑیان
یہ سزا کیا کم ہے صیاد عنادل کیلیے

مین ہوا آنکھونپہ شیدا انکی پلکون پر فدا		مین نے باد ام اُسنے اس یاد اکی چھپکے لیے

مرتبہ استاد دہلی کا کہون اے **قدر** کیا
یہ بسلا رتبہ کہان سحبان وایل کیلیے

گہر کی مثل نہ ثابت کبھی حباب رہے	۱۱	جہانمین سر جو اُٹھائے وہی خراب رہے
وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شباب رہے		مدام ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے
مرے لہو کی حرارت نپوچھ اے قاتل		مجال کیا جو ترے تیغ مین آب رہے
بنی ہے آج جو غیرونکی کل ہے دور اپنا		خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب رہے
لکھا ہے ہمنے بہت وصف خال ابرو کا		رہے جو بیت غزل مین وہ انتخاب رہے
نگاہ بد سے ندیکھا اگر یہ حیرت رہے		کہ اب تلک وہی پردے وہی حجاب رہے
عبث وہ زلف کی مانند بل کی لیتے ہین		سنا نہین کہ کہین عمر بھر شباب رہے
تمام بلبل و پروانہ اُڑکر آئین گے		جو آپ کوٹھے پہ دن رات بے نقاب رہے
جب اختلاط بڑھا گھٹتی ہے تواضع پھر		بہت بجا ہے کہ چند سے اُنہین حجاب رہے
تری خوشی سے خوشی ہی ہمین وہ عاشق ہین		نہین ہے رنج اگر مورد عتاب رہے

جو ایک ہاتھ مین ساقی کا ہاتھ ہو اے **قدر**
تو ایک ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

کرون جو آہ شرر بار کسکو تاب رہے	۱۲	زمین پہ مین رہون گردون پہ آفتاب رہے
مثال شمع جو جل جلکر آب آب رہے		تو شب کو وہ تری محفل مین باریاب رہے
بہار آئی ہے ساقی بہار آئی ہے		وہ دے شراب کہ زاہد کا دل کباب رہے
مری نگاہ مین یکسان ہین ظاہر و باطن		کہلا رہے کہ رخ یار پر نقاب رہے

دہان یار کے مضمون عدم سے لاتے ہین
ہمیشہ ہم تو اسی فکر مین خراب رہے

دیے لبون سے کبھی بوسے گالیان کبھی دین
عنایتین رہین ہمپر کبھی عتاب رہے

جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات
تمھارے کوچے مین یہ خانمان خراب رہے

بجا ہی رندونکی صحبت بری ہی اے واعظ
یہی بہت ہے جو عزت یہان جناب رہے

کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائین
جگر مین داغ رہے دلمین اضطراب رہے

خدا کرے کہین رندونکے دم مین زاہد آے
گرو عمامہ و جبہ سبے شراب رہے

تم ایک گالی ہمین دو ہم ایک بوسہ لین
ہمارے آپکے صاحب یہی حساب رہے

اگر یہ خاک ہوا کیمیا سے بہتر ہے
جو **قدر** رہگذر لطف بوتراب رہے

۹

پیکر خم شراب کو میخوار تن گئے
میخانہ وہ مکان ہی جو آئے بن گئے

معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے
کل آپ ہی وہ روٹھ گئے آپ من گئے

ظالم خدا کے واسطے منھ پر نقاب ڈال
تیر نگاہ سے دل عشاق چھن گئے

تارونکے ٹوٹنے کا گمان یار کو ہوا
نالے ہمارے جب سوے چرخ کہن گئے

دنیا کی کلفتون سے دم اپنا نکل گیا
ایذا ہوئی سفر مین تو سوے وطن گئے

یہ کیا ابھی تلک یونہین بھولے بنے رہے
جسنے بنا لیا تمھین معشوق بن گئے

آنکھون کا فرش نرگس شہلا نے کر دیا
جب موسم خزان مین وہ سوے چمن گئے

افلاس کا برا ہو زمین مین گڑا گیا
شرمندہ میری قبر سے دزد کفن گئے

اے **قدر** ہمسے دوڑ کے حورین لپٹ گئین
جنت مین لیکے داغ حسین و حسن گئے

بڑی نازون سے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جسنے بنایا ہی وہ صاحب خانہ آتا ہی

۱۴
خدا کیواسطے مُنھ سے لگا دے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے

اندھیری رات مین داغ جگر ایسے چمکتے ہین
کہ میری بزم مین پروانے پر پروانہ آتا ہے

وہ بھولی بھولی باتین نیچی نیچی نظرین خلقی ہین
سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

جو گھر گزری وہ گزری جو کر گزرے وہ کر گزرے
ترے کہنے مین واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے

بگولا دیکھکر صحرا مین بولا قیس وارفتہ
یہ کیا لیلی کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے

نکلجاتا ہے مُنھ سے نام اُنکا باتون باتون مین
زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتابانہ آتا ہے

خدا کے فضل سے وہ حسن ہی خادم بھی بجود ہین
جب آئینہ منگاتا ہے وہ دلبر شانہ آتا ہے

دل وحشی کو تیری یاد مین کیا کیا نہین آتا
غضب ڈھاتا ہی جسدم ترنگ مین یہ دیوانہ آتا ہے

نکلتی ہی کسی پر جھوم کر وہ مچھلی گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے

بناوٹ سے بگڑ کر وہ بت عیار کہتا ہے
کسیکے گھر مین صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجھکو اب تک یاد آتی ہین
مین رو دیتا ہون جب ہونٹھون تلک پیمانہ آتا ہے

وہ ہمکو بھولے بیٹھے ہین ہم اُنکو بھولے بیٹھے ہین
کہان سے خط کتابت ہو کوئی جاتا نہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے **قدر** کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی تڑانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

۱۳
جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینگے
کب تک چھپوگے ہمسے ای یار دیکھ لینگے

میخانہ بند تو ہو کاٹینگے حلق اپنا
آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینگے

کھڑکی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے
ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینگے

مختار ہم نہین ہین مجبور تم نہین ہو
جو کچھ دکھائیگا ناچار دیکھ لینگے

کوٹھے پر آکے صاحب جلوہ دکھایئے تو
غش ہونگے یا نہونگے دیدار دیکھ لینگے

اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا
موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے

بھولینگے رقص اپنا اے سرو باغ خوبی
طاؤس باغ جسدم رفتار دیکھ لینگے

وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن مین اچھا
نکلو نہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے

آخر براہ دیدہ دل مین سمایئے گا
جب چھپنے آیئے گا دیدار دیکھ لینگے

واعظ نہ میکدے مین شیخی بگھار آکر
ساقی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے

مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہین کسی کا
سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے

غیرون سے دل لگایا عاشق سے منھ چھپایا
اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے مین ان بتون کے اے قدر پھر پھرا کر
ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

۱۳

جب سانس مین لیتا ہون ایک آہ نکلتی ہے
یہ جان بھی آہون کے ہمراہ نکلتی ہے

غم دوست سے ہے دل اتنا جب آہ نکلتی ہی
ہونٹھون تلک آتی ہے اک واہ نکلتی ہی

اے چرخ ستم پرور پھر چاند ہوا چھپکر
تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے

رولواتا ہی اے بد خو پھر ہاتھ ملیگا تو
بن بن کے مرے آنسو سب چاہ نکلتی ہے

کچھ بوسون کے باقی سے کچھ گالیان کھاتے
سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے

مین صبر کا ہون دشمن اس نام سے ہے الجھن
قد سے یہ میری چپکن کوتاہ نکلتی ہے

اس بحث سے کیا مطلب گو آتے ہو تم ہر شب
پر دل کی تمنا کب اے ماہ نکلتی ہے

تیر انکا جو چلتا ہے دل اس سے بہلتا ہی
جب تیر نکلتا ہے ایک آہ نکلتی ہے

رخسارون پر اے دلبر ہے سبزۂ خط دو بھر
کیا تہ سے پھولون پر یہ کاہ نکلتی ہے

ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو
بن بن کے شہاب اب تو ہر آہ نکلتی ہے

دل آنکھوں سے لڑتا تھا آخر ہین ہوا کشتا
اب کھود و لحد جس جا جنگاہ نکلتی ہے

غم سے تو کوئی دیکھے جب مانگتا ہون بو سے
کس ناز ہین ہونٹھون سے اے واہ نکلتی ہے

اب غیر ٹھٹکتے ہین اب قدر لپکتے ہین
اب کانٹے سرکتے ہین اب راہ نکلتی ہے

مستلون

۱۴

ایسی گردش ہین ٹرے داغ جگر آے ہوئے
داغ سی شعلہ ہوئے شعلون سے جوالے ہوئے

بیگنہ جب سے گلا کاٹا ہے ابرو نے مرا
بیٹھے رہتے ہین گریبانمین وہ سر ڈالے ہوئے

تابش رخ کی دلیلین ہین وہ چشمان سیاہ
گرمی اسد رجہ ہوئی دونون ہرن کالے ہوئے

موے مژگانمین درازی سی درازی ہی تری
تیر وہ پہلے ہوئے تیرون سے پھر بھالے ہوئے

بڑھتی دولت ہی مرے سینے ہین غمہای فراق
آگے آہین جو نکلتی تھین وہ انبالے ہوئے

موہنی آنکھومین تم رکھتے ہو اللہ رے اثر
جسکھڑی آنکھین لڑین آنکھون سے متوالی ہوئے

ٹھنڈی سانسین جو کبھی یارون نے فرقت ہین بھرین
آبلے سینے ہین جتنے تھے وہ سب ژالے ہوئے

چھاتیان ایسی کہان ایسی کمر کو سے کہان
ساری اعضا صنم سانچے ہین ہین ڈھالے ہوئے

میرا پیکر ہی مگر خاک گلستان سے بنا
جب بہار آئی مرے زخم جگر آلے ہوئے

قتل کرتے ہین وہ گال اُنکے وہ گیسوی سیاہ
آفتین میرے لیے گورے ہوئے کالے ہوئے

کیا نزاکت ہے ذرا باتون ہین گرمائے جو وہ
شبنم گل کی طرح ہونٹھونپہ تبخالے ہوئے

شیر ابلق ہین تری آنکھین کہ آہو ہین صنم
تیرے مژگانکی کٹھر ہے ہین یہ پالے ہوئے

ترک ہو جائین نہ مدت کی ملاقاتین کہین
قدر رہتے ہین بہت غصہ تراٹا لے ہوئے

١١

شراب سرخ ہی معشوق ہین بوتل پہ بوتل ہے
وہ بجلی کوندتی ہی باغ ہے گھنگھور بادل ہے

نکھر کر آج آئے ہو کروگے قتل کس کس کو
دھڑی ہونٹھون پہ مہندی ہاتھون مین آنکھون مین کاجل ہے

قیامت آئی یا تم آئے ہو یا زلزلہ آیا ؟
کہ اب تو خفتگان خاک مین سطرح ہلچل ہے

بہار آئی ہے اسے زاہد چڑھی تھی مغز کو ایسی
پیالہ ہاتھ مین ہر دم بغل مین مے کی بوتل ہے

نکالا ہے جنون نے گھر سے ہم روتے ہین صحرا مین
وطن مین خاک اڑتی ہی مگر سرسبز جنگل ہے

کبھی آہین نکلتی ہین کبھی آنسو امنڈتے ہین
کبھی بجلی چمکتی ہے کبھی فرقت مین بادل ہے

پھٹے کپڑون مین بھی رونق وہی ہے ہم فقیرون کی
فروغ اپنا بھی اس ظلمتکدہ مین مثل مشعل ہے

خمار اتنا ہے ای ساقی کہ سر مین درد ہوتا ہے
مین سر ٹکرا کے توڑونگا جو میخانہ مقفل ہے

مثال زلف اے بت تیرے سارے بل نکل جائین
خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر مسلسل ہے

عجب رفتار ہے قاتل کہ لاکھون کشتہ ہوتے ہین
قدم ہے یا کہ خنجر ہی گلی ہے یا کہ مقتل ہے

بنین کیونکر نہ ابر رحمت آہین خاکسارون کی
بخارات زمین سے سنتے ہین ای قدر بادل ہے

١٣

قدر کیا ڈر جو موت آئی ہے
یہ بھی کیا یار کی جدائی ہے

جان تک تم پہ صدقے کرتا ہون
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

نالے کیسے دوہائیان دی ہین
کوئی سنتا نہین دوہائی ہے

کیا شب ہجر عاشقان کم ہے
زلف کیون اسقدر بڑھائی ہے

غیر کے سامنے بگڑ جانا
یہ بھی اک طرز آشنائی ہے

دیو ہجران ستا رہا ہی مجھے
ملک الموت کی دوہائی ہے

بوسہ مانگا تو گالیان پائین
کیا رقیبون نے مُنھ کی کھائی ہے

آپ سے ہو چلا ہون باہر
یہ جنون مین سمجھے سمائی ہے

نازمت کو دیا نیاز ہمین
یہ بھی اک شان کبریائی ہے

دور کی سوجھتی ہے پیکے شراب
عینک آتشی چڑہائی ہے

اپنے دم تک ہین عشق کے جھگڑے
مر مٹے ہم تو پھر صفائی ہے

مجھکو آنکھین دکھاتا ہے ناصح
غمزۂ یار کی دوہائی ہے

ہجر مین ٹوٹتے ہین سب اعضا
پر شب وصل مومیائی ہے

جان دیتا ہون قدر رو رو کر
نیند آتی ہے وہ ترائی سے ہے

تربت مین بیقراری دلمین بھری ہوئی ہے
سینے پہ سل ہمارے جب تو دھری ہوئی ہے ۲۰

اُس بت کے زلف و لب سے کب جانبری ہوئی ہے
لیلی بیبی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے

منڈتے ہی خط ہوا ہے آہوی چشم نازان
سبزہ چرا ہی اسکو بڈ ہب چری ہوئی ہے

کھلتے ہی ہجر مین آنکھ آنسو نکل پڑینگے
ڈبیا یہ موتیون سے مُنھ تک بھری ہوئی ہے

دیکھو فنا کی سیر مٹی مین رُل رہی ہے
جمشید کا یہ پیالہ ہر کھوپری ہوئی ہے

گیسو نے دی ہی پھانسی اُنکا ہی دم ہمارا
یا رے اجل مین شاید بیڑی بھری ہوئی ہے

ہے میری آنکھ کا تل نظارے مین کسوٹی
سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے

اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ
کاجل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے

چاہ ذقن پہ اُسکے آیا رقیب کا دل
گویا کنوئین کے مُنھ پر اک سل دھری ہوئی ہے

کرتا ہے ذبح تیرا پاجامہ گلبدن کا
خنجر ہمارے حق مین ہر خنجری ہوئی ہے

دور فلک نے کھوئے میرے حواس خمسہ
پتے سے گنجفے مین کیا ابتری ہوئی ہے

ہے چشم سرمگین سے پیدا رم غزالان
اس کال کوٹھری مین وحشت بھری ہوئی ہے

بوسہ دہن کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا
یاقوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے

وہ سبز رنگ ایسا آنکھون مین کھب گیا ہے
میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے

قد پر مرا ہوا ہون آتی نہین قیامت
قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے

فصل بہار آئی سرسبز میکدہ ہے
تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے

ساقی کا فیض جاری مستون کے بیڑے چھوٹے
کشتی مین مے جو آئی دریا پری ہوئی ہے

تردامنی ہماری مرنے پہ کام آئے
شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے

آنکھون سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمزہ
غمزے سے تیرے پیدا جادوگری ہوئی ہے

دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر
اے **قدر** مجھسے پیدا یہ جوہری ہوئی ہے

١٧

وہ نگہ جری ہوئی ہے مری جان بری ہوئی ہے
یہ اسے جری ہوئی ہے کہ اجل مری ہوئی ہے

کُھلے کیسے مژگان بھی اشک تا بدامان
مری چشم گوہرافشان کوئی جوہری ہوئی ہے

مے بہار کی بدولت جو بدل چلی ہے صورت
مری زرد زرد رنگت گل جعفری ہوئی ہے

جو ہے تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر
جو مژہ ہوئی ہے شہپر تو نگہ سری ہوئی ہے

تو کھنچا کھنچا ہے کب سے کہین مجھپہ چل بھی جائے
تری تیغ ناز آگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے

مرا دل ہے کیا مصفا کبھی تو نے منھ نہ دیکھا
ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے

جگر اُن سے پھٹ گیا ہے مرا دل اچٹ گیا ہے
یہ ورق الٹ گیا ہے عجب ابتری ہوئی ہے

جو ہین پلکین فوج دلشکر تو ہی سرمہ تیغ وخنجر
تری آنکھ سے ستمگر کسے جانبری ہوئی ہے

مرا روز ہجر بیڈھب ہے سفید دیو یارب
وہ اڑی ہی وصل کی شب کہ سیہ پری ہوئی ہے

ترے لب پہ دل لبیا ہی تری آنکھ پر فدا ہی
کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فسونگری ہوئی ہے

ترا خط صبا جو لائی اُسے کیون ہوا سمائی
نہ ہوئی ہی کچھ خدائی نہ پیمبری ہوئی ہے

ہر اک آنکھ ہے تمھاری کوئی آہو تتاری
مری کشت عمر ساری انہین کی چری ہوئی ہے

کہین ناز کی حرارت کہین غمزے کی شرارت
یہی شوخی و شرارت ہمہ تن بھری ہوئی ہے

تری چشم سرمگین کا مرے دل مین دھیان آیا
مرے آئینے سے پیدا یہ سیہ پری ہوئی ہے

ابھی کہ تجھے پر ملا لئے ہین کہکشان کہ جتنے
تری مانگ موتیون سے وہ غضب بھری ہوئی ہے

ابھی رخ ترا ستم ہی ابھی خط سبز کم ہے
وہ گلاب کی قلم ہے کہ ابھی ہری ہوئی ہے

جو ہی سبز رنگ ساقی کرین مدح اُسکے خط کی
چھنے قدر آج سبزی یہ ہمین چری ہوئی ہے

١١ زلفونمین پھنس کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے
کہتے ہین انس آپ سے بیری بلا کرے

پانی کو دوڑتا ہون کہ گھر مین لگی ہی آگ
جب دل جلے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے

کشتونکو زندگی کی تمنا دوبارہ ہے
وہ چال چلیے آپ کہ محشر بپا کرے

فرقت مین اُنکی ہمکو پڑا ہے خدا سی کام
وہ بھی خدا خدا کرین یونہین خدا کرے

اغیار اُنکے ہاتھ مین مہندی لگاتے ہین
ہے ہمکو حکم دست تاسف ملا کرے

آئینہ دیکھ کے ششدر ہوئی ہین آپ
ایسا کسیکو بھی نہ خدا خود نما کرے

وہ قہر کی نگاہ کہان ہی کہ ہم پیین
وہ موہنی کہان کہ ہمین مبتلا کرے

تعریف اس سے بڑھ کی خوشامد ہی آپ کی
تم ایسے ہو کہ جان کو تمپر فدا کرے

ابرو کمان تیر مژہ برچھی سے بے نگاہ
وہ ترک ہے اشارہ مین لشکر کٹا کرے

عاشق وہ اسکو کہتے ہین جو ظلم جھیل لے
معشوق اسے سمجھتا ہون جو وفا کرے

کیون قدر ذکر قامت بالا کا چھڑ گیا
کہدون مین دل سے شور قیامت بپا کرے

٧
آنکھ پھیرو تو پرآشوب زمانہ ہوجاے
سینہ عشاق کا تیرونکا نشانہ ہوجاے

صفحۂ دل سے مٹادے جو کوئی نقش دوئی
دونون عالم مین وہ یکتاے زمانہ ہوجاے

جان جان آپکے آنے مین اگر ہو کچھ دیر
پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہوجاے

ایک بوسے کا روادار نہوگا وہ شوخ
میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہوجاے

انکو زلفونکی بناوٹ کا جو آجاے خیال
دل صد چاک جسے کہتے ہین شانہ ہوجاے

ہر مژہ یار کی خمخانے مین فوارہ ہو
دل جسے کہتے ہین پانی کا خزانہ ہوجاے

قدر دن رات جو لو نام امام مظلوم
گوہر اشک بھی تسبیح کا دانہ ہوجاے

١٢
گھیرا ہی روے یار کو زلف دراز نے
قرآن اٹھا لیا ہے بڑے جعلساز نے

دل مل دیا تری مژۂ جانگداز نے
صعوہ کو آکے چھاپ لیا شاہباز نے

سجدے سے سر اٹھا نہین سکتا مین یا کریم
ایسا خجل کیا ہے ریائی نماز نے

اُسپر فدا مجھے کیا [illegible]
اُس حوروش کو ناز نے میرے نیاز نے

وہ اشک گرم پونچھکے بیچین ہو گئے
پگھلا دیا انھین مری سوز و گداز نے

جب عشق ہو خیال کہان آبرو کا پھر
محمود کو غلام بنایا ایاز نے

تارے جو ٹوٹتے ہین تو کہتا ہے وہ قمر
شاید کہ آہ کی ہے کسی عشقباز نے

جب کوچۂ ستم مین دھرا یار نے قدم ۔ جھک کر قدم لیے دہن زلف دراز نے
بل کھا گئی کمر جو وہ تعظیم کو اُٹھے ۔ مارا ہے مجھکو بس اسی ناز و نیاز نے
برسون مین اُس قمر سے ہوا وصل ایک شب ۔ سو شعبدے کیے فلک حقہ باز نے
گلزار روزگار مین پھولے نہ پھلے ہم ۔ پامال کر دیا ہمین اُس سرو ناز نے

جنت مین ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو
کیا قدر کی ہے قدر کی شاہ حجاز نے

۱۶

دیدکا اگر ہمکو انتظار ہو جائے ۔ آنکھ مین جو پتلی ہے روے یار ہو جائے
جیتے جی جو وہ ظالم ہمکنار ہو جائے ۔ کیون نہ مجھکو مرنے پر بھی فشار ہو جائے
پھولونکی وہان کثرت اُسکی پھول سی رنگت ۔ گم کہین نہ گلشن مین وہ نگار ہو جائے
کرتی ہے جبین تیری کسقدر عرق ریزی ۔ تا کہ خنجر ابرو آبدار ہو جائے
اُٹھکے پلہ میزان ہو خفیف محشر مین ۔ کاش ہر گنہ میرا جسم زار ہو جائے
جب ذرا چڑھی عینک اپنا تو لوا کی ۔ دیکھیون مین جس رُخ کو روکی یار ہو جائے
دفن کر نہ ای قاتل مین ابھی تو باقی ہون ۔ کشتونکا نئے سرے پھر شمار ہو جائے
ایسا دشت وحشت مین خشک ہے مرا لاشہ ۔ رُند کے پاے مجنون کا ایک خار ہو جائے
اپنی دل ہی اے ظالم تیرا دل بدل لون مین ۔ کچھ اگر خدائی مین اختیار ہو جائے
جب سفید کپڑون سے پھوٹ نکلے تن کا رنگ ۔ خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے
ذکر زلف پیچان سے حلق مین پڑا پھندا ۔ پانی تک جو اُترا ہو زہر مار ہو جائے
سیر دشت وحشت مین خار اگر نہ پاؤن مین ۔ خود ہی پاؤن کی بیڑی خار دار ہو جائے
دل مین وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی ۔ باغ مین اگر جائے تو بہار ہو جائے

لوگ ذرہ ذرہ مین دیکھین ترا جلوہ
جب ذرا مرے دل کو انتشار ہو جائے

آپ کی ہو جو چھیڑ کی وہ مجھے گوارا ہو
میری جو خوشامد ہو ناگوار ہو جائے

مشق دید بازی مین قدر سے قدر انداز
آئے جو شکار افگن خود شکار ہو جائے

١٥

چہرے پر ابھی خط سیہ فام نہین ہے
وہ صبح ہے یہ جسکی کہین شام نہین ہے

کہتے ہین وہ آئینے سے آنکھ اپنی لڑا کر
اسطرح کا تو دام کہین بادام نہین ہے

تعظیم کو اُٹھتے ہین بیابان مین بگولے
گو شہر مین کچھ عزت و اکرام نہین ہے

دل تمنے جلایا تھا کلیجا بھی پکایا
اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہین ہے

جا بناز بہت کوچۂ جانان مین ہوئے ذبح
کعبے مین کوئی قابل احرام نہین ہے

اک مصرع برجستہ ہے ہر موج مئے ناب
دیوان ہے جامی کا مرا جام نہین ہے

پھر داغ جگر کھلتے ہین پھولونکی طرح سے
پھر آج بغل مین وہ گل اندام نہین ہے

ہٹ جائینگے ہم آپ جو جھک جائینگے ساقی
خم منھ سے لگا دے جو یہان جام نہین ہے

کیا کام تمھین خیر جو ناکام رہے ہم
سو کام تمھین ہون ہمین کچھ کام نہین ہے

تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر
بیمار ترا صبح نہین شام نہین ہے

افسوس کہ مین مٹ ہی گیا عشق کمر مین
گمنام ہوا پھر بھی مرا نام نہین ہے

جو شمع شبستان ہی چراغ سحری ہے
ہے کون جو خورشید لب بام نہین ہے

پوچھا جو مرا نام مین رو رو کے یہ بولا
گمنام ہون بدنام ہون کچھ نام نہین ہے

اس خاک نے کیا نامیونکی خاک اڑائی
ڈھونڈھو تو کہین گور مین بہرام نہین ہے

ساقی نہوا قدر کی جانب کوئی دورہ

پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہین ہے

۹ وصل مین کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے
مین یہ بولا قصۂ فرقت تو جانی یاد ہے

قید مین جی چھوٹتا ہے دیکھکر صیاد کو
کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے

الفت گیسو مین مر مر کے بچے ہین ای قمر
رات کی الجھن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے

شوق سے بیتاب ہین پھر دیکھ لینگے خط آیا
کہدے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے

نزع مین بھی دھیان ہی زلف قمر رخسار کا
مرتے دم تک یہ بلائے آسمانی یاد ہے

جوش وحشت جب جنون تھا کیا سبک تھے پائے ہین
ہتکڑی بیڑی کی اب تک وہ گرانی یاد ہے

کردیا برباد مثل ذرہ ای خورشید رو
چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے

جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھے یاد
پیری آئی ہے تو اب عہد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو **قدر** پھر بھی عشق کو سمجھے نہی
زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

۱۳ چاند رخ سے ترے بڑا کیا ہی
مہر کے سامنے سہا کیا ہے

ہمنے مانا کہ تو نہین کوئی شے
پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے

چاک کرتے ہین سینہ یہ کہکر
دیکھین تو تیرے پاس کیا کیا ہے

ہمنے جھیلی ہین ہجر کی راتین
حشر ای واعظو بلا کیا ہے

زر ہے کیا مال انکسار ہے مول
ہے یہ اکسیر کیمیا کیا ہے

کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا
ہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے

مر رہے ہین رقیب مرنے دو
اسمین نقصان آپکا کیا ہے

ہین دہان و کمر اگر معدوم
پھر یہ نقطہ سا وہم سا کیا ہے

آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے
تمھین دیکھو یہ ماجرا کیا ہے

کبھی ٹھوکین نہ مرد دنیا پر
تف یہ مکار بیسوا کیا ہے

میرے پہلو مین دل ہوا انہوا
آپ کا اسمین مدعا کیا ہے

روز عشاق قتل ہوتے ہین
کوئی کہتا نہین خطا کیا ہے

قدر مرتا ہے غم مین یا اُستاد
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

١١

یاس آو سفا یقا کیا ہے
یون تو پھر وہم کی دوا کیا ہے

آدمی آدمی پہ مرتا ہے ؛
نہین معلوم یہ بلا کیا ہے

آرزو ہے کہ پوچھ بیٹھے یار
آرزو تیرے دلمین کیا کیا ہے

وہ بلا آہِ نارسا ہے مری
کہ ترا گیسو رسا کیا ہے

دل وہی ہم وہی حضور وہی
دل تو دل ہمسے پھر حیا کیا ہے

جان جاتی ہے غم مین بسم اللہ
ابتدا یہ تو انتہا کیا ہے

ایک بوسے پہ سیکڑون باتین
ارے صاحب تمھین ہوا کیا ہے

کسے دیکھون کسے نہ دیکھون ہین
مونڈھے کیا گات کیا گلا کیا ہے

یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان
دیکھئے مرضی خدا کیا ہے

ہاتھ مین میرا خون ملکے کہا
اسکے آگے بھلا حنا کیا ہے

لیچلی دل نگاہِ دزدیدہ ؛
دوڑ اے قدر دیکھتا کیا ہے

١٣

کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے
لب ہے مسیح آنکھ تری انگریز ہے

جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے
وہ چال چل رہے ہین کہ اک رستخیز ہے

بے دست و پا ہون عشق کے آگے جھکا ہی سر
دست ستیز ہے نہ تو پاے گریز ہے

رندون کا دل بھرا ہے مے لعل فام سے
سب میکدون مین آج صداے بریز ہے

پل ہے صراط کا کمر و ابرو بتان
باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے

اللہ رے انتظار گل و رخ کی دید کا
آنسو نہین ہین دست فرہ عطر بیز ہے

اے ہمدمو لحد مین ذرا چین ہو نصیب
اُسکو نہ لایئے وہ بڑا فتنہ خیز ہے

آنکھین چھری ہین پلکین سنان ہین نگاہ تیر
چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے

سیماب وار آگ کا عالم ہے وصل مین
جتنا ملا مین یار کو اوتنی گریز ہے

اللہ رے دماغ ہمارے مسیح کا
غنچون کی کرسیان ہین تو پھولون کی میز ہے

ابرو کے نیمچون نے غضب قہر ڈھا دیا
افشان نہین ہے جوہر شمشیر تیز ہے

کیا جاؤن حال و قال مین میخانہ چھوڑ کر
مکار صحبتون سے تو مجھکو گریز ہے

کیونکر نہ واہ واہ رہے بکر فکر کی
اے قدر یہ عروس سخن کا جہیز ہے

ذرا مین آنکھ تیری اے بت بے پیر پھرتی ہے ١٣
چھری میرے گلے پر مفت بے تقصیر پھرتی ہے

یہ نقشا دل مین کافی تھا مرقع کسنے کھچوایا
غضب ہے ہاتھون ہاتھ اُس حور کی تصویر پھرتی ہے

کوئی حکمت نہین چلتی خدا کے کارخانے مین
دھری رہتی ہے سب تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے

نہین ہٹتا گلا اپنا تو اُسکا ہاتھ پھرتا ہے
جو چلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے

لب معجز بیان سی جان پڑ جاتی ہے باتون مین
چمن مین بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے

لحد پر یار کاوا دیتا ہے آ کے توسن کو
ہماری خاک اُڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے

فقط ہی میرے دلکے واسطے یہ جنبش ابرو
مرے درد نجف سے آپکی شمشیر پھرتی ہے

ڈہلا ہی نیل آنکھونکا بھری ہین پتلیان میری
مگر آنکھونکے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے

شب وصل صنم مین اے موذن ذبح ہوتا ہون
چھری بنکر زبان تیری دم تکبیر پھرتی ہے

لب شیرین کے بوسونکا مزہ جاتا نہین منہ سے
زبان ہونٹھون پر آبک ای سی سے پیر پھرتی ہے

مہ و خورشید بنکر جا بجا صورت ملانے کو
کبھی شب کو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے

یہ نیچی نظرین مارے ڈالتی ہین اسطرف دیکھو
قیامت سے حیا باندہے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

کبھی وہ قادر سے راضی کبھی ناراض رہتے ہین
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

١٣

کیون لحد مین رہے نہ تاریکی
عمر بھر مین نے سیہ کاری کی

وہ مجھے دیکھکے ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

آپکے سامنے یوسف کیا ہین
قدر کیا مردم بازاری کی

کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت
نوکری کی بھی تو سرکاری کی

زلف و رخسار سے ہم ست ہوئے
شب مہتاب مین میخواری کی

کردے یارب مرے دلکو پر داغ
تو نے طاؤس یہ گل کاری کی

آنکھ ملتے ہی مرا دل پھانسا
سینہ دیتے ہی گرفتاری کی

کوے جانان مین لڑائین آنکھین
کعبۃ اللہ مین میخواری کی

بنگئین اپنی فلک سیر آہین
ڈوریان خیمۂ زنگاری کی

کچھ بھی غفلت کا نہ ثمرا پایا
ملی تنخواہ نہ بیکاری کی

بوسے پر بوسے لیے آنکھونکے
رات بھر وصل مین میخواری کی

نیم باز آنکھون سے کھلجاتی ہین	حالتین مستی و ہشیاری کی

قدر پیری مین ہوا پا بر کاب
صبحدم کوچ کی تیاری کی ۂ

١٥

اشک دریا کیطرح اُمڈے ہین بیتابی سے	پتلیان آنکھونمین کچھ کم نہین مرغابی سے
اسقدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی	باغ مین پھول کنول بنگئے شادابی سے
خون عاشق سے کرو غنچہ تران سیراب	کہ زبان اسکی نکل آئی ہے نے آبی سے
تیرے جلوے سی لب بام ہے یہ جلوہ گری	ماہ گردون کو چکا چوند ہے مہتابی سے
جان بیجا نہ ہے ملتا نہین لعل لب یار	مول بڑھ جاتا ہے ہر چیز کا نایابی سے
کیا کوئی کالی بلا تھی شب فرقت یارب	رات بھر نیند نہ آئی مجھے بدخوابی سے
دل سوزان نہین اک شعلہ جوالا ہے	چین جسکو کسی پہلو نہین بیتابی سے
سو اُٹھے ہو تو ادہر بیٹھی نظر سے دیکھو	لوز بادام سے آنکھین ہین شکر خوابی سے
حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہین ہم	انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے
لب نازک سے جو مسّی کی اداہٹ چھوٹی	فالسائی وہ ہوئے بات مین عنابی سے
کی دعا لاکھ مگر میرے مقدر نہ کھلے	یہ وہ تالا ہے کہ کھلتا ہی نہین چابی سے
مردم چشم کو آئینے مین کیا دیکھتے ہو	جھانکتی ہین تمھین پریان در محرابی سے
آپ ہی مجھکو مٹایا ہے تو ماتم کیسا	اے فلک فایدہ کیا پیرہن آبی سے
فرقت یار مین جل تھل ہوئین دونون آنکھین	مردم چشم ترا کرتے ہین مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھانتے پھرتے ہر وقت
قدر کیون آنکھ لڑاؤ کسی ہر بابی سے

ہوئی ہے ہم ہین اور اُس گل ہین کیا کیا مار پھولونکی	۱۰	گلے تک اُٹھ گئی گلزار مین دیوار پھولون کی
بہار آئی ہی گلشن نے قباے سبز بدلی ہے		جوانان چمن کے سر پہ ہے دستار پھولون کی
مین وہ رنگین بیان ہون جب کبھی گلشن مین جاتا ہون		مجھے دے نذر ڈالی بلبل نادار پھولون کی
خزا نکے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم مین		لٹی رہے باغ مین افسوس کیا سرکار پھولونکی
چمن مین آجکل اس زور سے پانی برستا ہے		ہوئی ہے بلبلون پر ہر طرف بوچھار پھولونکی
سراپا داغ چیچک ہین نمایان جسم نازک پر		بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار پھولونکی
سمن رخسار نرگس آنکھ زنبق ناک لب لالہ		بہار اب دیکھتا ہون ایک گل مین چار پھولونکی
بکے ہین کوڑیو ن کے مول دعوی کرکے اُس گل سے		گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار پھولونکی
گزر احباب کا ہوتا نہین گور غریبان پر		ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار پھولونکی

رسائی **قدر** کی کیونکر ہو اُس بزم رنگین مین
چمن مین رکھتے ہین صحبت ہمیشہ خار پھولونکی

ہجر مین دے دے پٹکتی ہی ہوا ساونکی	۱۲	ہو گئی کالی بلا اودی گھٹا ساونکی
اشک بھر آئے مرے ابتو بلا مے مجھکو		دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی
آج کل کوئی پیے می تو نہ تر دامن ہو		دہوئے دیتی ہے گناہونکو گھٹا ساونکی
ابر بن بنکے اُٹھا گنج شہیدان سے بجا		حب رچی ہاتھ مین قاتل کے حنا ساونکی
مسی مالیدہ لب یار رلاتے ہین مجھے		پانی برساتی ہے جسطرح گھٹا ساونکی
آہ کرتا ہون جو رو رو کے تو فرماتے ہین		واہ کیا سر ہے [illegible]
برگ گل ہین کہ جوانان چمن نے شاید		ہاتھ پھیلا کے طلب کی [illegible]
برق چمکیگی جو فرقت مین تو اُچھلے گا جگر		دل بھر آئیگا جو [illegible]

ہوتی ہے سن سے طبیعت جو سین جھوٹتے ہین
خیر سے کاٹ دے یہ فصل خدا ساونکی

رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش
ساقیو رُت ہے عجب ہوش رُبا ساونکی

مہر داغ دل سوزان ہین ہے بجلی کی چمک
لو ہی مجھسے جو چھو جاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا **قدر** نے آنسو بھر کر
یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

٩

پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے
اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے

گالیان دین رقیب کو تو کیا
لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے

اے طبیبو وہ زلف کافی ہے
اک فقط مجھکو دردسر ہی تو ہے

شب فرقت مین آب آب ہوا
کیا بساط اسکی ہے جگر ہی تو ہے

اتنا بھاری نہ ڈالیے مو باف
بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے

میری آہون سے انکے دلمین اثر
کبھی یون بھی اُڑے خبر ہی تو ہے

وصل مین کیون نہ حشر توڑو ہمین
تھا جدھر منھ ترا اُدھر ہی تو ہے

پاؤن پھیلائے ہمنے مرقد مین
چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے
لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

١٧

دو گھڑی مین کیا رسائی ہو گئی
خیر صورت آشنائی ہو گئی

قرمشل مینا پیٹ کا ہلکا نہو
منھ سے جب نکلی پرائی ہو گئی

مہری چھائی ہے
شمع انگشت حنائی ہو گئی

آ لگاتے ہین حسین
شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

یار تیری لن ترانی دیکھ لی
شرم پڑہ کر خود نمائی ہوگئی

چھیڑنا دنرات کا اچھا نہین
لیجیے آخر لڑائی ہوگئی

کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام
بات جو نکلی دوہائی ہوگئی

لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے
خود بخود میری رہائی ہوگئی

ہجر مین بیدم پڑے رہتے ہین ہم
قبر گویا چارپائی ہوگئی

ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے
کسقدر تم مین رکھائی ہوگئی

جب مزہ الفقر فخری کا ملا
ہم یہ سمجھے پادشاہی ہوگئی

عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے
دیو ہجران سے کلائی ہوگئی

ہو گئے لاکھون خداوند آج کل
نام کو گھر گھر خدائی ہوگئی

آئنہ بھی ہوگیا اُن پر فقیر
چار ابرو کی صفائی ہوگئی

ہوگئی اکسیر کا روغن شراب
یار کی رنگت طلائی ہوگئی

فکر میری عرش تک جانے لگی
اُنکی چوکھٹ تک رسائی ہوگئی

زلف پر اے **قدر** ہتھا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑہائی ہوگئی

١٠
دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے
جس سے کو پیجیے وہ شراب طہور ہے

نیلم ہے خال پنجہ ہے مرجان عقیق لب
الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے

ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جا بجا جہان
کیونکہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے

ہجر بتانمین اتنا لہو تھوکنے لگے
شاید کہ پتا شیشۂ دل چور چور ہے

دیتا ہے روز حشر یہ رندونکو دہمکیان
واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

یک لخت بڑہتا جاتا ہے نالہ فراق مین
ثابت ہوا کہ نالہ نہین نفخ صور ہے

اے یار ہمنے آپکو پایا جہان تہان
کعبے مین بتکدے مین تمھارا ظہور ہے

چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہین
کوٹھا بھی چاندنی مین یہ از کوہ طور ہے

پوشیدہ و عیان ہے اسیطرح ذات پاک
جیسے فلک سے مہر کا عالم مین نور ہے

مے شوق سے پیا کرو فصل بہار مین
اے قدر اُسکا نام رحیم و غفور ہے

۱۸

بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قیامت کیسی
سر پہ ٹوٹی مرے اللہ قیامت کیسی

منعمو دین مین اللہ کے خست کیسی
خاک مین مل گئی قارونکی دولت کیسی

مے جو مہنگی ہی تو ہوجا پنج تو لین ای ساقی
ذائقہ کیسا ہی بو کیسی ہے رنگت کیسی

سر پٹکتا ہون مین چوکھٹ پہ تو فرماتی ہین
آج دروازے پہ بجتی ہی یہ نوبت کیسی

خاک مین گر گیا مین تم جو مرے واسطے روے
کیا کھون تمسے ہوئی مجھکو ندامت کیسی

نہ وہ ساقی ہی نہ مطرب نہ وہ احباب اپنے
دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی

کیا کمر کو سے ہین کیا گات ہی کیا مکھڑا ہے
انھین دو چار سے ہی آپکی شہرت کیسی

نقش پا ہوگئے ہم تیرے قدم آتے ہوئے
گھنگھرو چوٹ پڑی ای شب فرقت کیسی

نالے سن سنکے مرے یار کا دل بھر آیا
سوز سن سنکر اُسے آگئی رقت کیسی

ملنے دلنے دو ہمین حسن اگر جاتے ہو
دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی

چار آنسو نہ کبھی تمنے بہائے آکر
میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی

کچھ نہین سوجھتا ظلمت کدۂ عالم مین
پردے پڑ جاتے ہین ہوجاتی ہی غفلت کیسی

زلفین اولجھی رہین ابرو رہی سرگوشی مین
دلکو لیکر تری چتون ہوئی چمبت کیسی

چار فقرو نمین نکیرین کو سمجھایا ہے
ہمنے پائی ہے شب ماتم فراغت کیسی

اپنے دیوانے سی کیون بھاگتی ہین کوسون آپ
مجھکو وحشت ہے تو ہوا آپکو وحشت کیسی

ہای افسوس کسینے بھی نہ پوچھا اتنا
کہ بنی ہے ترے کوچے مین یہ تربت کیسی

واہ واہ جاروجوان صل علی ارشد و صبح
انہین لوگون سے ہوئی ہی مری شہرت کیسی

پیار سے سینہ پہ منھ رکھکے وہ فرماتے ہین
قدر سچ سچ کہو اسدم ہی طبیعت کیسی

کب ہڈیون سی ہے مری تربت بھری ہوئی ١١
حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی

ای چرخ تیرے گھر مین ستم کی کمی نہین
ہی سات کرسیونکی کرامت بھری ہوئی

کیا خال کالے کالی ہین کیا چہرہ لال لال
اصلی ہی کیون حضور کہ رنگت بھری ہوئی

مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو
باقی تو سب طرف سے ہی نیت بھری ہوئی

کیا قہر ہے کہ میر اٹھکانا کہین نہین
دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی

امید مغفرت کی سیہ کاریونمین ہے
کالی گھٹا مین دیکھی ہے رحمت بھری ہوئی

آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہی نبض
رگ رگ مین خون کیطرح ہی وحشت بھری ہوئی

مسی کے بدلے منھ مین ہزارون ہین نقطی
آنکھونمین جاے سرمہ شرارت بھری ہوئی

ہوتا شباب مین گل افسردہ رخ ترا
مین ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی

یہ کہکے پرزے پرزے کیا نامہ یار نے
جب دیکھیے تو خط مین شکایت بھری ہوئی

یارب غم فراق تو کھایا نجائیگا
اس کھانے سے ہے **قدر** کی نیت بھری ہوئی

دل مین ہی زلف و خال کی الفت بھری ہوئی ١١
ہی سانپ بچھو دن سے یہ تربت بھری ہوئی

سچ ہی تمھین رقیب کا کیونکر ہوا اعتبار
سب رنگ کی جہانمین ہی خلقت بھری ہوئی

مخمل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلبدن
نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی

مین آبلے کی شکل ہون چھیڑو نہ تم مجھے
آنسو تلے ہوئے ہین طبیعت بھری ہوئی

آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دھیان
وحدت سے میرے دلمین بکثرت بھری ہوئی

رونے سے میرے خوش تو ہو کیئے برس پڑون
ہے موتیون سے چشم مروت بھری ہوئی

دل مین برابر آرزوؤن کا پڑا ہے کھیت
مُردون سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی

ہر رونگٹے سے آتی ہی بانگ انا الحبیب
مانند روح تن مین ہے الفت بھری ہوئی

آئے بھی میرے گھر تو وہ غیرونکی ساتھ ساتھ
الفت بھی کی تو مجھسے عداوت بھری ہوئی

کیسا جما ہے ساقی رنگین مزاج واہ
شیشونمین مُدکانمین نفاست بھری ہوئی

اے قدر انکو ظلم دیا حق نے ہمکو صبر
ہر بات ہے حکیم کی حکمت بھری ہوئی

١٤

ٹھہرو مین خود بھیر لونگا لیکے خنجر آپ سے
آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہین باہر آپ سے

آپ سی آنکھین نہ گیسوئے معنبر آپ سے
اپنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ سے

خاک صحرا تھی بچھونا سنگ تکیے کی عوض
حال وحشت کیا کہونمین خاک پتھر آپ سے

ہجر کی شب چونک چونک اُٹھتا ہون بر آتا ہونمین
نیند مین باتین کیا کرتا ہون شب بھر آپ سے

خیر جاؤ اے صنم اللہ حافظ آپ کا
دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدر آپ سے

یا الٰہی لامکان تک آپکا شہرا رہے
حسن مانگے پنجۂ خورشید انور آپ سے

یہ وہی تو حضرت دل ہین بڑے شب زندہ دار
ذکر انکا آچکا ہے بار اکثر آپ سے

غیر تو محفل مین آئین بندہ ڈیوڑھی تک نہ آئے
ہان یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ سے

کونسا نقصان ہے کیون پھیری دیتے ہین حضور
کسکے ہاتھون جا کے بیچون دلکو لیکر آپ سے
کنگھی کرنے مین اُلجھ پڑتی ہے یہ سرزوریان
بل کی پھیر لینے لگی زلف معنبر آپ سے
قامت بالا دکھا کر جتنا جی چاہے مٹاؤ
اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ سے
تم نہین آتے نہ آؤ ہم تو آئینگے ضرور
بے مروت ہم نہین اے ماہ انور آپ سے
خیر اب مانین نہ مانین آپکو ہے اختیار
کہہ اُٹھا ہون اپنے دلکی ہو کے مضطر آپ سے

شاعری پر یہ گھمنڈ اے قدر توبہ کیجیے
اب بھی دنیا مین پڑے ہین لاکھون بہتر آپ سے

۱۶

جب نمود گالون پر خط یار ہو جائے
خطۂ حلب سارا سبزوار ہو جائے
غم مین کھیل وہ سمجھے تن جو زار ہو جائے
طفل روح فرقت مین نیسوار ہو جائے
ہم اگر قیامت مین جھکے ٹکٹکی باندہین
آفتاب محشر بھی روبے یار ہو جائے
منکسر ہون مین ایسا آہ کر کے جب اُٹھون
آتے آتے اُس در تک تن غبار ہو جائے
پھوٹے جو مرا چھالا ہو صدا انا الحق کی
معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہو جائے
کروٹین جو دل بدلے پیچ و تاب سے آئین
کیا عجب ترا گیسو تابدار ہو جائے
سو شرابی اک شیشہ یک انار و صد بیمار
کسکے کسکے آنکھون پر دل نثار ہو جائے
میری آہ سوزان نے باغ کو سکھا ڈالا
کیون نہ سرو قمری کو خار خار ہو جائے
دیدۂ مروت مین موہنی نگاہین ہین
غیر کو اگر دیکھون میرا یار ہو جائے
زار ہون یہ طفلی سے پیار ہی مین موت آئی
خود کنار مادر مین اک فشار ہو جائے
اشک سے اگر سینچین باغ طالب دیدار
شاخ مین جو گل نکلے روبے یار ہو جائے
زلف سے جو دل کھینچے جذب دل سی کھنچ آئے
وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے

داغ ہی یہ حسرت سے حسرتو نکی کثرت سے
دل سے تنگ آیا ہون جب دیکھی ہو بیچین
یہ نظر سے یار چھپی ہے نظر تو دیکھون مین

اپنا سینہ پُر خون لالہ زار ہو جائے
اور اگر اُنہین دیکھے بیقرار ہو جائے
سینے پر نہ آنچ آئے دل کے پار ہو جائے

حسن وعشق کی کثرت ہو جو حلقۂ وحدت
یار قدر ہو جائے قدر یار ہو جائے

غزل مسلسل

۲۱

جو عضو باطن خدا بناتا تو ہم دل بیقرار ہوتے
جو ہاتھ ہمکو خدا بناتا تو دست افسوس ہوتے اپنا
جو ہمکو پہلو خدا بناتا تو بنتے ہم چاک چاک پہلو
خدا جو سر ہی ہمین بناتا تو بنتے فرہاد کا سر عشق
جو گرد کر کے خدا اُڑاتا تو اُڑتے گرد ملال ہو کر
جو خاک ہمکو خدا بناتا تو کنکے ہم آب آب ہوتے
خدا ہمین آسمان بناتا تو سبزۂ پائمال بنتے
جو نقش ہمکو خدا بناتا تو بنتے ہم نقش نامرادی
جو پھول ہمکو خدا بناتا تو جلکے بنتی چراغ کا گل
جو خار ہمکو خدا بناتا تو ہوتے ہم خار خار حسرت
خدا کسی کے گلے لگاتا تو پڑتے اپنی گلے اُلجھکر
خدا جو شانہ ہمین بناتا تو ہم خلش ہوتی اپنے دل کے

جو عضو ظاہر خدا بناتا تو دیدۂ اشکبار ہوتے
جو پاؤن ہمکو خدا بناتا تو اپنا پائے فگار ہوتے
جو ہمکو سینہ خدا بناتا تو سینۂ رخنہ دار ہوتے
خدا جو قد ہی ہمین بناتا تو قیس کا جسم زار ہوتے
جو سنگ کر کے خدا جماتا تو جمکے لوح مزار ہوتے
جو آب ہمکو خدا بناتا تو بکے ہم خاکسار ہوتے
خدا ہمین کہکشان بناتا تو جادۂ رہگزار ہوتے
غبار ہمکو خدا بناتا تو اپنے دل کا غبار ہوتے
جو نخل ہمکو خدا بناتا تو جلکے نخل چنار ہوتے
جو بار ہمکو خدا بناتا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے
خدا کسی کا جو ہار کرتا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے
خدا جو آئینہ ہمکو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے

جو عقدہ ہمکو خدا بناتا تو عقدۂ کار بنتے اپنا
جو تار ہمکو خدا بناتا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے

جو روز ہمکو خدا بناتا تو بنتے روز فراق جانان
جو رات ہمکو خدا بناتا تو ہم شب انتظار ہوتے

جو بزم عشرت خدا بناتا تو بنتے ہم انقلاب دوران
جو دور ساغر خدا بناتا تو گردش روزگار ہوتے

کباب ہمکو خدا بناتا تو پھنک کے سوز کباب بنتے
شراب ہمکو خدا بناتا تو کھنچکے مے کا خمار ہوتے

خدا ہماری جو پر لگاتا تو شمع کو پروانہ بنکے جلتے
خدا جو نغمے ہمین سکھاتا تو دلکو نالان ہزار ہوتے

جگر ہمارا خدا جلاتا تو جان کرتے ستی ہم آسیر
جو دلکو مردہ خدا بناتا تو اُسکے ہم سوگوار ہوتے

خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بنتے ہم سمندر
خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے

خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار ہم غضب کے
خدا کسی کا انیس کرتا تو تھے کے غمگسار ہوتے

غرضکہ ایسا مصیبتونکا ہمارے دلکو مزا پڑا ہے
کہ قدر ہمکو خدا بناتا تو ہم ذلیل اور خوار ہوتے

رباعیات

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو توہی ہے
لاثانی ہے تو ہو بہو توہی ہے
انسان کے جامے مین عیاذاً باللہ
باللہ کہ ہم نہین ہین تو توہی ہے

رباعی

ممکن نہین بے صلاح یار اسے نظر
یا دل کی ہوا سمین رہا سے یا اسے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا
دیکھو جو نظر کو نہین یار اسے نظر

رباعی

جس روز دم شمار اُٹھونگا مین
کیا قبر سے بیقرار اُٹھونگا مین
جب امتی امتی سنونگا اے قدر
احمد احمد پکار اُٹھونگا مین

رباعی

غفلت جو جہان مین تجھسے ناشی ہوگی
مرنے پہ کمال جان خراشی ہوگی
دنیا سے تو چل لحد مین دیتے ہین جواب
اس شہر کے ناکے پہ تلاشی ہوگی

رباعی

مجنون کا تمام شور کسنے دیکھا
فرہاد کا سارا زور کسنے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چلکر
ناچا جنگل مین مور کسنے دیکھا

رباعی

ساقی کو پڑا ہے تمسے اچھا پالا
میخانے جب گئے تو جیتا پالا
جب دیکھیے ہاتھ مین ہے مے کی بوتل
اے قدر یہ تم نے خوب جیتا پالا

رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی
مٹی مین ملا نہ اے خودآرا مٹی
کھدوا کے لحد تباہ و برباد نہ کر
تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی

رباعی

پھر شہر مین قدر سا سخندان آیا
پھر باغ مین بلبل خوش الحان آیا
کیونکر نہ جوان ہو پھر زلیخاے سخن
پھر مصر سے یوسف سوے کنعان آیا

رباعی

دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے
ہر آنکھ مین مثل اشک گہر ہوتا ہے
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے
قطرہ بھی ٹپکنے مین گہر ہوتا ہے

رباعی

آئی ہے بلاے ناگہانی ہم پر
انا للہ بن گئی ہے دم پر
جو مرگ پدر مین قدر ہم پر گزری
ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر

رباعی

سینے مین یہ غم نہین تو سینا بیکار
مینا مین یہ مے نہین تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر مسیحا ملجاے
واللہ کہ بے پدر ہے جینا بیکار

رباعی

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا
بازو سے قوی دستگیری مین تھا
یہ دور عدم کی راہ اور آپ ضعیف
مجھکو نہ لیا عصاے پیری مین تھا

رباعی

ہر دشت جفا خیز ہے اولات تجھسے
ظالم سمجھے گا امید اولات تجھسے
یون میں لا پدر ہو بنبۂ زخم لحد
امید نہ تھی یہ سا اے بنولات تجھسے

رباعی

ہو مہر علی تو دردگھٹ جای ابھی
واللہ کسوف غم بھی ہٹ جای ابھی
ہے رجعت خورشید اسی سے ای قدر
وہ چاہے تو قسمت بھی پلٹ جای ابھی

رباعی

اے شاہ ملک مآب جلدی پونہچو
اے ماہ فلک جناب جلدی پونہچو
سونا چھوتا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے
یا حضرت بوتراب جلدی پونہچو

رباعی

اللہ پر شاکر ہون خدا اسکا گواہ
دیتا ہے وہی رزق وہی عزت و جاہ
بندہ بندون سے کیا توقع رکھے
لاحول ولاقوۃ الا باللہ

رباعی

سو جان سے ہین فدائی نام حسنین
ہے چشم و دل و جگر مقام حسنین
ہم روز ولادت سے ہوئے نام آور
تاریخی نام ہے غلام حسنین ۱۲۴۹

رباعی

سیکھے سحر و برق سی بندش کے بند
پھر غالب و بحر نے بتائے پیوند
سمجھا بھی زمانے مین نہوگا ای قدر
بدنام کنندہ نکونامے چند

رباعی

درجے مین بڑھا ہوا ہی جس تس سے قدر
دوگنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دوئی کا
پھر اس پہ ہے ہمعدد مدرس سے قدر ۳۰۴ ۳۰۴

رباعی

اے قدر عبث موت تجھے کھلتی ہے
ساعت بھی حساب سے کہین ٹلتی ہے
ہر تار نفس سوئی ہی گھنٹے گن لے
یہ دل کی دھڑک نہین گھڑی چلتی ہے

رباعی

بعضے کہتے ہین شعر کہنا ہے نحس
بعضے کہتے ہین اسکا لہنا ہے نحس
اے قدر سخن نہو تو مردہ ہے بشر
جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس

رباعی

اس بزم مین اپنی مہربان ہین سب لوگ
معشوق مزاج و نوجوان ہین سب لوگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہین
گویا محبوب بے دہان ہین سب لوگ

رباعی

ہر فرع مین بار شاخ ہو جاے گا
ہر بیت مین اوج کاخ ہو جاے گا
اے قدر بہت ذکر بتان کرتا ہے
دیوان ترا سنگ لاخ ہو جائیگا

رباعی

کچھ آپ بتائین اسکا چارا صاحب
اف اوہ زکام نے تو مارا صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرارا صاحب
دم ناک مین ہوگیا ہمارا صاحب

رباعی

پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے
بھر جاے جو پیٹ پھر می احمر دے
جب پیٹ بھی بھر دیا شراب بھی دین
پھر تو کوئی معشوق پری پیکر دے

رباعی

کب تک قاضی سے مین ڈرونگا توبہ
کب تک مفتی کا دم بھرون گا توبہ
دیوانے ہو زاہد و بہار آئی ہے
اس فصل مین مین توبہ کرون گا توبہ

رباعی

بندے نے خزان بھر تو نباہی توبہ
آتے ہی بہار ٹوٹی کیسا ہی توبہ
سو بار کہا کہ برگزشتہ صلوات
پھر توبہ شکن ہوا آلٰہی توبہ

رباعی

اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے
خرقہ جُبہ اُتار ڈالا ہم نے
ای پیر مغان تجھی سی بیعت ہے ہمین
لے ابتو پیا ترا پیالا ہم نے

رباعی

جسوقت کا منتظر تھا قدر آیا ہے
کیا اُن پہ شباب مثل بدر آیا ہے
سختی آئی ہے چھاتیان اُبھری ہین
ہر ایک انار ابتو گدرایا ہے

رباعی

داغونکا بند ہا جو زور ہمنے دیکھا
زخمو نمین رہا جو چور ہمنے دیکھا
ناسور پڑا جگر مین ناسور مین داغ
یہ چور کے گھر مین مور ہمنے دیکھا

رباعی

آورد چو نامہ قاصد فرخ چھر
از جوشش نشاط و طرب الفت و مہر
بالید چنان دلم کہ گردید سپہر
پس مہر علی بر آن سپہر آمد مہر

رباعی

ہین موج کی شکل خط کی سطرین بیتاب
جگر مین ہے ہر دائرہ تشکل گرداب
ڈوبا ہے سفینۂ حواس خمسہ
القاب نہ یاد ہے نہ مجھکو آداب

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا
پر سلسلۂ وفا نہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے
توڑا تو نظام پور مین دم توڑا

رباعی

تھی شعر سے قدر خوش بیان کو گردش
جسطرح سخن سے ہو زبان کو گردش
چکر مین تھا بلگرام گردش سے مری
تھی چاند کے ساتھ آسمان کو گردش

رباعی

دس سال کے بعد مین وطن مین آیا
ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن مین آیا
ڈھلکا ہوا دُر پھر عدن مین آیا
نکلا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

رباعی

ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے
سوچو تو زمانہ کس کے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہین ہوئے تھے پیدا
روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کوے بتان سے روتے ہم نکلے تھے
اُسطرح تو اشک آنکھ سے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے
جسطرح کہ کعبے سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ بشر بجز نکوئی نکرے
وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہوتا نہین استخوان زبان مین ای قدر
نکتہ یہ ہے کہ سخنگوئی نکرے

رباعی

ہمکو وہ رُخ سُرخ دکھانے آؤ
منھ کھولے چلے آؤ برنگ خورشید
اس پردے مین غیرونکو جلانے آؤ
اے سیم بدن کھلے خزانے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر گلا کرے گا قاضی
ہے شرط نکاح مین بھی ایجاب و قبول
ہو وصل یونہین کُبا گریگا قاضی
دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارب تری رحمت پہ فدا میری حیات
رحمت ہے کثیر اور زحمت ہے قصیر
ہر بات مین رحم واہ تیری کیا بات
جنت ہین آٹھ اور دوزخ ہین سات

تواریخ

مر گئے کیا محمد و ذاکر
سوز غم سے کہا یہ ہاتف نے
ایک دن ہائے دو چراغ بجھے
آج ہے وائے دو چراغ بجھے
۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات میر وزیر علی صبائی لکھنوی

یکہ تاز سخن وزیر صبا
آنچنان گرم تاخت زین میدان
اشہب کلک قدر سالش یافت
اسپ خود راند و بر زمین آمد
کہ غبارے نہ جست تا مرقد
اوفتادہ صبا از اسپ خود
۱۲۷۱ھ

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

سفر کرد سوے جنان یار من
خدا باد در ہر قدم یار وے

چو برگ خزان ہوش ہا ریختہ است
الٰہی غمش بود یا فضل دے

نہ بخشد مرا لطف آب حیات
کہ بیکار افتاد بے یار مے

صبوری ضرور است اے قدر باش
حدیث فغان وجنون تا بکے

چو بشنید ہاتف چنین حادثہ
بگفتا بشارت علی مرد ہے
۱۲۷۲ھ

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی

بسید محمد رضا خان من
خدا داد پوری باقبال جفت

نشاندم ز بے تحمل تاریخ او
گل نور سید از نہال شگفت
۱۲۷۴ھ

تاریخ مسجد

چون فتح محمد زرہ صدق وصفا
مسجد تعمیر کرد در راہ خدا

از بہر کتابہ قدر تاریخ نوشت
تعمیر نمود مسجد طرفہ بنا
۱۲۷۴

تاریخ تصنیف کتاب منشی فرزند علی رفیع بلگرامی

این نسخہ مقوی دل غمناکان
بنوشت رفیع از پے دل چاکان

تاریخ بمصرعی نوشتیم اے قدر
گلدستۂ راز سر وجہر پاکان
۱۲۷۵ھ

تاریخ میلاد فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی

خان ذی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس	پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسبی
نازکی ناز فروشی صنمے عشوہ گری	گل رخی گلبدنی سرو قدی غنچہ لبی
لب لعلین یمنی خال سیاہش حبشی	موسے مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی
بشگفان غنچہ تاریخ ولادت اے قدر	بردمید این گل عباس ز نخل عجبی
	۱۲۷۶ھ

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبد اللہ بلگرامی

فضیلت دی خدا نے میر عبد اللہ صاحب کو	خط تقدیر یہ تھا گویا فراغ انکے مقدر مین
خدا حافظ ہی انکا یہ کلام اللہ کے حافظ	رہے جسطرح گوہر آب مین اور آب گوہر مین
زبان معجز بیانی کرتی ہی لبہاے نازک پر	مسیحا بولتے تھے جسطرح آغوش مادر مین
نہین بیوجہ ہرگز آمد و رفت نفس انکے	اشارہ ہی کہ سیکھا ہمنے علم سینہ دم بھر مین
قوی ہین سب دلیلین صاف سے ہر اک بیان انکا	جڑی ہین آئنے اللہ نے سد سکندر مین
فراغ انکو ہوا ہی علم سے یہ ماہ کامل ہین	انہین کی روشنی پھیلی ہی اتو ہفت کشور مین
نہان و آشکارا قدر لکھ مصراع تاریخی	ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چہتر مین
	۱۲۷۶ھ

تاریخ کمرۂ میر احمد حسن بلگرامی

عجب کمرہ ہے میر احمد حسن کا	کہ جسکا تذکرہ ہوتا ہے گھر گھر
لکھو اے قدر یہ مصراع تاریخ	عجب کمرہ بنایا راستے پر
	۱۲۷۷ھ

ایضاً

چو میر احمد حسن کمرہ بنا کرد | چہ کمرہ رشک بخش قصر قیصر
بگو اے قدر تاریخ بنایش | زہے کمرہ بنا فرمود بہتر
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ زناشوئی سید مقبول عالم مارہروی در دائرہ متفقہ

زحق ۔ باد عقد ہمایون مبارک | شدہ ۔ مشتری و مہ امروز باہم
بگو ۔ قدر مصرع تاریخ ہجری | شدہ ۔ کہ خدائی مقبول عالم
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ میلاد سید مصطفےٰ ابن ابن علی برادر مصنف

دیدہ پسر ابن علی را مردم | باللہ بخویشش ز انجمن تا انجم
تاریخ ولادتش بگویم اے قدر | از شہر صیام لیلۃ البست و دہم
سنہ ۱۲۷۷ھ

ایضاً در ہر مصرع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز ۱۲۷۷ھ | از عیش پسر شدہ جہانی لبریز ۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادۂ ہر مصرع ۱۲۷۷ھ | این نجم جمال ست صباحت انگیز ۱۲۷۷ھ

تاریخ مسجد و امام باڑہ

سید احمد حسین صاحب نے | ایک مسجد نئی بنائی ہے
متصل ایک امام باڑہ بھی | جس سے تا حشر نام جاری ہے
لکھ یہ تاریخ دونوں کی اے قدر | مسجد و روضۂ حسینی ہے ۱۲۷۷ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

وفات کردہ زدنیائے دون ہزار افسوس سنہ ۱۲۷۹ھ
زقدر سال چہارم بمرگ او بشنو سنہ ۱۲۷۸ھ

رئیس ناموری عمدہ نامدار وکریم سنہ ۱۲۷۸ھ
سفر نمودہ زہستی محمد ابراہیم سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ درگاہ بلگرام

خان والانژاد سید جان
کرد تعمیر روضۂ عباس
قدر تاریخ گفت وگوہر سفت

دست بکشودہ ہم میان بربست
کہ مقابل بہ اصل شد یکدست
نقل مرقد مقابل اصل است سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ کتاب تو تارام شایان لکھنوی

مہا بھارت کہی شایان نے جسدم
ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی
شنیدہ کی بود مانند دیدہ
جو پوچھی قدر سے تاریخ اسکی

ہوئی بس دہوم اسکی جابجا خوب
معانی خوب بندش خوب ادا خوب
وہ قصہ میں ادکھیا ہی کہا خوب
جھکاکر سر کہا — کیا خوب کیا خوب سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ اخبار کانپور

زہے لطافت اخبار نامۂ شعلہ طور
سواد او ہمہ در راستی شب معراج

کہ بوئے گل بسر راہ او برید بود
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

ہزار و ہشتصد و شصت و یک مسیحی رفت
نوشت قدر عیان و نہان مسیحی سال

کنون بشصت و دوم طرح او جدید بود
ہزار و ہشتصد و شصت و دو پدید بود
سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً

غش ہیں بشر بیان پہ ہے ارنی زبان پر
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو

شعلۂ طور کا پنور نور فشان ہے دور دور
سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کا پنور
سنہ ۱۸۶۲ء

تاریخ مہمانسرائے سانڈہی

جو کالن لنڈزی ڈپٹی کمشنر دام اقبالہ
مرمت کی یہ تاریخ مسیحی قدر نے لکھی

گئی پایا مسافرخانہ کچھ اچھا نہ سانڈہی مین
بہت اعلی بنا ہے یہ مسافرخانہ سانڈہی مین
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی

کلام کشفی جادو کلام را نازم
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد
یکی بیاض سطور و دگر سواد خطش
تہے ترانۂ و فرد و قصیدۂ و غزلش
نوشت قدر پئے طبع مصرع تاریخ

بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع
چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ بنائے چاہ

چو ساخت چاہ سر رہ محمد اسمٰعیل
پئے کتابہ نوشتیم قدرؔ تاریخش

مثال زمزم از و آب کرد طغیانی
بنا نمودہ سر راہ زمزم ثانی
۱۲۷۹ھ

تاریخ دروازۂ احمد حسن بلگرامی

درے ساختہ سید احمد حسن
ز دست دعا قدرؔ بنوشت سال

کزین در برآید رہ مدعا
در فیض احمد حسن باد وا
۱۲۷۹ھ

تاریخ وفات صدر عالم پھپانوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم
تاریخ وصال او نوشتیم اے قدرؔ

در دہر ہمے فزود قدر عالم
رحلت بجنان نمود صدر عالم
۱۲۷۹ھ

تاریخ حوض

ڈپٹی صاحب کا فیض دیکھے
کیا حوض بنا دیا چمن مین
کیونکر کہیے نہ چشمۂ خضر
اسکا کوئی بلبلا جو چھوٹا
بھکا ہوا کیون پھرا سکندر
وہ آب بقا ہے نام جسکا
اے قدرؔ لکھو یہ سال ہجری

رضوان کس نیند سو رہا ہے
جو کوثر و خلد سے بہا ہے
سبزہ جو گرد لہلہا ہے
اسمین بلبل کا چہچہا ہے
موجون کی زبان پہ قہقہا ہے
باقی اسکا رہا سہا ہے
حوض آب حیات کا بہا ہے
۱۲۸۰ھ

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامی

اے قدر نوشت اصل این طرفہ کتاب	نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد	صد قفل دل کشاد مفتاح الہند
	۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات عم مصنف

عم من قبلہ و ملاذ من	جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنقار او بجوان اے قدر	ہاے قدرت علی بمرد افسوس
	۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارسی شاگرد مصنف

بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اسکی غضب ہے	پھر اسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہے
ای میرے جوانمرگ جوان تو جو سدھارا	مٹی مین ملا آج مرا نام و نشان ہے
این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد	کھینچے مری کھنچتی نہین یہ سخت کمان ہے
دل ٹوٹ گیا بلکہ کمر ٹوٹ گئی ہے	سب ساتھ گئی تیرے مرے تاب و توان ہے
اٹھتا ہون مین کہہ کہکے ادہر آہ ادہر آہ	گرتا ہون کہین کہہ کہکے یہان ہاے وہان ہے
سچ کہتے ہین سب ہوتی ہی آنکھونکی مروت	بند آنکھین ہوئین اب مری پرواہی کہان ہے
کس منہ سے پڑہی قدر تری مرگ کی تاریخ	کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہے
	۱۲۸۲ھ

تاریخ مثنوی لوح محفوظ

چھوٹے ماموں مرے فیروز علی	فکر سے کر گئے امداد قلم

شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف
کھل گئی خاطر ناشاد قلم

لوح محفوظ لکھی صل علی
اس قلمرو مین ملی داد قلم

کیا حدیثون کو بنایا تصویر
حبذا صنعت بہزادِ قلم

مثنوی ہے کہ خدا کی قدرت
دیکھیے زور خداداد قلم

نغمہ بلبلِ معنی معنی
لفظ ہین قمری شمشاد قلم

نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب
جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم

یاد کر کے اُنھین سر دھنتا ہے
یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم

جمگیا سال کا نقشا اے قدر
لوح محفوظ ہے ایجاد قلم

سنہ ١٢٨٣ھ

تاریخ نتائج الطبیعات

مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ واہ
کیا رسالہ آپ نے لکھا ہی مطبوع انام

گوہر تاریخ لایا قدر کا غواص فکر
بھر دیا گویا کہ کوزے مین سمندر اک تمام

سنہ ١٢٨٣ھ

تاریخ مشتہر الفیض مولفہ گوبند لال صبا سررشتہ ماسٹر

رنگ اپنا جمایا ہی ہزارون مین صبا نے
اللہ رے استاد دبستان ریاضی

کس شکل سی لکھا ہی ساحت مین رسالہ
طوبی کا شجر بڑہ کے ہوئی شان ریاضی

باندہی ہی عمودون نے عجب اسمین عمارت
کیا قاعدے سی لکھے ہین ارکان ریاضی

گل بوٹے تراشے ہین کہ شکلین ہین وہی تو
پر ہے گل امید سے دامان ریاضی

کیونکر نہو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر
یہ نسخہ نایاب ہے یا جان ریاضی

اے قدر کھلا شاخ قلم سے گُل تاریخ	ہے دیدۂ بہار چمنستان ریاضی ۱۲۶۶ھ

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین	چو جد خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرۂ از عوامل ذوقتہ	بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنائے سال ز معمار فکر قدر آمد	شد از جماعت اسلام قائم این جامع ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی

چو گزشت چارشنبہ بسواد پنجشنبہ	زمہ ربیع اول شب بست و دو در آمد
سم ہیضۂ وبائی بنمود آبگردش	کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بمرقد
بے سال رحلت او شدہ قدر را اشارت	کہ بگو مقام احمد شدہ خالی از محمد ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات محمد سعید مہونوی

شیخ محمد سعید عرصۂ ہستی برید	تن بہ لحد آرمید روح بہ جنت رسید
حلقۂ زنان مرد وزن مویہ کنان ہوئے کن	پس دم قطع کفن خلق گریبان درید
قدر ریز نگاہ سال وفاتش بخواہ	سوئے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مولوی عبد الغفور مہونوی

آن جناب بحر غفران مولوی عبد الغفور	سر بر آورد از وجود و دم کشید اندر عدم

آوخ آوخ از پژوہشہای آن فرزانہ مرد ئے دریغا بود چندی صحبتش گیرا یمن مصرع اول مسیحی و دوم ہجری بود جان سپردہ مولوی عبدالغفور بی بدیل سنہ ۱۸۶۹ء	آوخ آوخ از نکوہشہای این چرخ دژم ئے دریغا باشد اندی فرقتش بر من ستم قدر زد اندو مصرع ہر دو تاریخ رقم زین سواد اندر لحد شد از لحد اندر ارم سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات ولی بخش خان رئیس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان جوہر تزیین حق چہرۂ آئین حق از غم شیر الہ رخت کبود و سیاہ گشت نثار حسین عاشق زار حسین قدر بہ سال رحیل داد ندا جبرئیل	نالۂ و اشک روان رفت خفی و جلی آئینۂ دین حق گشت ازو منجلی وز اثر سجدہ گاہ ناصیہ اش صندلی تعزیہ دار حسین مست ولائے علی رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرزا نوشہ عرف دہلوی کہ مصاریع اوائل عیسویت و اواخر ہجری

مراد حشر کیا دہلی کا خط تھا	سنہ ۱۸۶۹ء	فلک ٹوٹا یہ مجھ پر آہ ناگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
مرے استاد عالی جاہ غالب	سنہ ۱۸۶۹ء	دوم ذی القعدہ کو اب مرگئے آہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
خدا جوئے و خدایاب و خدا باز	سنہ ۱۸۶۹ء	فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ

خدا مین ملگیا شبلی خالص	سنہ ۱۰۶۹ء	خدا سے جا ملا شمس حق آگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
جہانگیر سخن ملک سخن سے	سنہ ۱۸۶۹ء	ہوے رضوان مآب الحکم للّٰہ	سنہ ۱۲۹۵ھ
بنا تخت رواں بس کیا جنازہ	سنہ ۱۸۶۹ء	چلا دربار کو کس شان سے وہ شاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کیا امر سفر بے میر ہی ظلم	سنہ ۱۸۶۹ء	لیا افسوس خادم کیون نہ ہمراہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
لحد ہے حسن آغوش عروسان	سنہ ۱۸۶۹ء	رواں بھی میرزا نوشہ کے نوشاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے اول چرخ وصف وسعت قبر	سنہ ۱۸۶۹ء	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کمر کیسی جھکی اس فکر غم سے	سنہ ۱۸۶۹ء	گر لب ہے پشت دل کوہ پر جانگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے نازل آفت جان وی دریغا	سنہ ۱۸۶۹ء	غم دل سے ہے بلا صد واے ویلاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اگر ہو آب اشک غم رواں ہاے	سنہ ۱۸۶۹ء	نہ ہے وہ نخل ماتم جو کہ ہو آہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
یہ اشک چشم و داغ دل ملے ہین	سنہ ۱۸۶۹ء	کرون کیا مین شمار ای میر اللہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کہین یہ تیس تاریخین جو بے حد	سنہ ۱۸۶۹ء	گئے غالب بھی انکی ہی کسے چاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اسی ہستی سے انس آخر کو ای قدر	سنہ ۱۸۶۹ء	ہے ساز مرگ پیش اب قصہ کوتاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدرآباد دکن بہ لکھنو کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است

کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ	حقا نازل یہ آیت رحمت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ
ذیحجہ مین ہے نزول اول ای قدر	سنہ ۱۲۸۶ھ	جب توجہ اکبر مین نہین حجت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان سید مصطفےٰ برادر زادہ مصنف

چون ختنہ مصطفےٰ شد از چالاکی	گلچین شدہ حجام بفرخ نالی

ماسال ختان اونوشتیم ای قدر — شد سنت مصطفی ادا در بابا کے
سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ترتیب رسالۂ مجموعۂ سخن مجاریہ ڈائرکٹر صاحب بہادر

جناب آرا سے کالن برونگ — مرے آقا او وہ سے کے ڈائرکٹر
ہوے اک باریون ارشاد فرما — کہ مجموعہ سے بنے بہتر سے بہتر
وہ مجموعہ کہ مجموعے کا ہو عطر — دماغ علم ہو جس سے معطر
ہوے آمادہ پنڈت شیو نراین — ولی نعمی و ڈپٹے انسپکٹر
ہوے منشی حکیم الدین معاون — شریف و کامل و مرد ہنرور
لہو مل کر ہوا کشتون مین شامل — ذرا بندہ بھی ہاتھ اونکا بٹا کر
غرض نکلا عجب نایاب نسخہ — پھڑک جاے جو دیکھے کیمیا گر
پر اب تاریخ صوری معنوی ہو — کہ سن نکلین عبارت کی برابر
ہوا جب یہ تردد قدر بولا — پڑہ اٹھارہ سو اوسپر سال اکہتر
سنہ ۱۸۷۱ع

تاریخ آغاز و انجام رسالۂ سراج الشرعیۃ مصنفۂ سید وزیر علی بلگرامی خال مصنف

جناب سیدنا خالنا وزیر علی — مہ سماے وطن قطب آسمان دکن
وطن کند بغمش گریۂ ہزاران ابر — دکن زند ز دہش خندۂ ہزار چمن
وطن ز فرقت اوسکماے غم و حبیب — دکن ز قربت اوہون عیش در دامن
فقیہ و متقی و زاہد امام حسین — خلیل کعبۂ ایمان سترگ قبلۂ من
لبسا مسائل شرعیہ گرد آوردہ است — محیط ہالۂ پروینش صد ہزار پرن

سوال از خود واز مجتهد جواب آورد | مگر جواب ندارد درین جهان کهن
نهاده است سراج الشریعت اورا نام | ز دل فشد همه مشکوٰة چون ز کعبه وثن
جریده که بود صفحه اش صحیح یوسف | جریده که بود مسطر تار پیراهن
جریده که سوادش سیاهی شب قدر | جریده که بیاضش شهاب اهرمن
جریده که بود چشم حور دیده اش | جریده که بود زلف حور پیچ و شکن
جریده که ضیایش همه خراج حلب | جریده که صفایش تمام ساو عدن
لغات او بزبان غیرت سهیل و ادیم | صفات او بلبان رشک نور و لعل یمن
بجان علم همان پایه ده که جسم بجان | بجسم شرع همان وایه ده که جان به بدن
تمام شد چو مر این نسخه شد تمام پسند | نماند غلغله و بکوچه و برزن
هر آنچه قدر به آوند ماست تبر ادو | هر آن سخن که نگفتیم میتوان گفتن
بر آوریم دو بوسه ترانه از گل و شکر | بر آوریم دو گلهای تازه از گلشن
بر آوریم دو تا سال هجری از بیتے | بر آوریم دو الماس ریزه از معدن
یکے ز مصرع اولاش سال بدو کتاب | دگر ز مصرع آخرش سال ختم سخن
سراج شرح بطاق صلاح علم نهاد سنه ۱۳۰۷ھ | چنانکه مصحف دیوان دین غنده روشن سنه ۱۲۹۷ھ

تاریخ ترتیب رسالهٔ آهنگ غریب مصنفهٔ رشک سحبان غیرت معنوی جناب منشی قنبر علی صاحب بٹوری

منشی انشاے نثر و شاعری قنبر علی | نثر او نثره مثال و شعر او شعری مثل
خط به بینی برکشد کلک دبیران پیش او | نیزهٔ خطی خامه چون بر آرد در جدل
اینت شعرش بلبل گلزار تا نوبه کند | آنت نثرش پیش او سعدی گلستان در بغل

صد حلاوت مے چکد از نفخۂ خلق خوشش ‏— ہے نہ بینی مرغکے از گل ہمیسا زد عسل
مے رسد بر صفحہ حرفش یا صد اختر بر فلک ‏— میچکد حرف از مدادش یا عطارد از زحل
در حجاز افتاد و آہنگ غریبی بر کشید ‏— وہ چہ نام آورد اندر سال ہجری بے خلل
این نگارین نامہ را گفتم دو تا تاریخ قدر ‏— سیلے تا زم بشاگردی استاد ازل
مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی ‏— بر شمر انگشت اگر دستے بداری در جبل
ہیچو زہرہ در سماع آید عطارد بار قم ‏— پر صدا گردید آہنگ غریبے بدل
۱۲۸۸ھ ‏— ۱۸۷۱ء

تاریخ تالیف رسالۂ نجاۃ العاشقین مولفہ شاہ سراج الیقین کرسوی

چون سراج الیقین فرزانہ ‏— کہ زخشش تاج شاہ خاور شد
عالم و حافظ کلام خداست ‏— فقر از وشاہ ہفت کشور شد
داد تالیف مولد احمد ‏— خادم خدمت پیمبر شد
سطر ہا گشت سلک مروارید ‏— ہم روانیش آب گوہر شد
شمع تاریخ قدر روشن کرد ‏— شمع حق یقین منور شد
۱۲۸۸

ولہ

خوب حافظ جی نے یہ میلاد مین لکھی کتاب ‏— کشف ظاہر سے ہوئے محفل نشین باطنی
نام رکھا اس رسالے کا نجاۃ العاشقین ‏— حسن معنی پر فدا ہین عاشقین باطنی
قدر نے پھر لکھدیا یون مصرع تاریخ سال ‏— ہے نجاۃ العاشقین شمع یقین باطنی
۱۲۸۸ھ

ولہ

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے ‏— مولد لکھا رسول علیہ الصلوٰۃ کا

وہ جبرئیل پایہ ہین یہ وحی عرش دین	وہ رشک روح ہین تو یہ کاغذ برات کا
وہ خضر راہ فضل یہ سبحہ وہ کمال	وہ غیرت مسیح یہ مصحف حیات کا
وہ بلبل چمن ہین یہ اوراق برگ گل	وہ طوطی سخن ہین یہ کوزہ نبات کا
وہ نقطۂ ازل یہ محیط ابد قیام	وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا
وہ ابر فیض ہین تو یہ کشت مراد ہے	وہ کوہ حلم ہین تو یہ دامن ثبات کا
ہان قدر رول دے درتاریخ آبدار	وہ نوح پیش رو یہ سفینہ نجات کا ۱۲۹۱ھ

تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولوی عبدالاحد صاحب ٹھولوی

گفت عبدالاحد وحید العصر	نعت پیغمبر اسمہ احمد
ہر کہ بشنید و دید از خود رفت	وز پئے سال قدر رفت بخود
فتح شد ہفتخوان تاریخش	بے بہا ہفتخوان ز عبدالاحد سنہ ۱۲۸۹ھ

ایضاً

ہفتخوانے نوشت عبدالاحد	بمدیح محمد عربی
مدنی و حجازی و مکے	قرشی ہاشمی و مطلبی
قدر بکشود قلعۂ تاریخ	ہفتخوان مدیح پاک نبی سنہ ۱۲۸۹ھ

تواریخ کتابۂ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریابادی

افسوس زیرک ہمہ دانی وفات کرد — فصلے سنہ ۱۲۸۰	در جنت آن محدث معنی شدہ مقیم — سمت ۱۹۲۹

قدر، این کتابہ کا فی سنگ مزار باد	سنہ ۱۲۸۹ ہجری	جاے طواف مقبرۂ مظہر کریم	سنہ ۱۸۷۲ عیسوی

تاریخ قواعد اُردو

بحکم پاک صاحب ڈائرکٹر دام اقبالہٗ
وہ اُردو کے قواعد مین رسالہ جنچ کی نکلا ہے
یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی

ملائک بھی قدم جنکے بہ تعظیم سے چومین
کہ جبس ہی شش جہت مین واہ واکی مچ گئین ہوئین
ہوے عمدہ قواعد خوب اب تصنیف اُردو مین
سنہ ۱۸۷۳ ع

تاریخ رہائی میر مہدی علی

سید عالی نسب والا حسب مہدی علی
پھر گئے طالع ہوے وہ قیدی قید فرنگ
قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اُسمین قمر
قید خانہ اک گہن تھا اُسمین وہ خورشید تھے
آنکھ مین آنسو دعا لب پر دلو مین داغ و درد
قید سے اُس یوسف ثانی کو چھٹکارا ہوا
پھر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جمگھٹے
برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگزرد
کوکب تاریخ چمکا دو سماے فکر پر

فرش راہ آل احمد خاکپاے بوتراب
تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب
اُف ری گردش ہی کہین ایسی نحوست کا جواب
اُف رے اندھیر اہل عالم سب تھے باچشم پُرآب
دفعتہً یون ہوگئین سبکی دعائین مستجاب
آیا پھر آیا زلیخا سے مسرت پر شباب
پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب
چپ ہوی قدر ہی یہ داستان گو نگی کا خواب
ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب
سنہ ۱۲۹۰ ع

تاریخ وفات چودھری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تاریخ است

مردہ چو مصاحب علی آن یافت قلق ہان قدرؔ حسین بخوان تو سال چارم	۱۲۸۱ فصلے ۱۸۷۳ سنہ عیسوی		چون سینہ شدہ سرزمین چاک و شق در خلد مصاحب علی گشتہ و حق	۱۲۹۰ سنہ ہجری ۱۹۳۰ سنہ بکرمے

تاریخ جانشینی چودھری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی اے قدرؔ ولی بود بحق برکرسی سال نقش تاریخ نشست	برجاے پدر جلوس فرمود بحق حق برمرکز قرار بنمود بحق سنہ ۱۲۹ ھ

تاریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

میر ضامن علی جلال حکیم	وہ جواہین شعر و طب کے مامن فیض	
اصطلاحات ہند اُنھون نے لکھی	سال ہجری بتایا گلشن فیض	سنہ ۱۲۹۰ ھ
قدرؔ نے سال فارسی یہ کہا	گھربا کبار دامن فیض ہؔ	سنہ ۱۲۴۳ فارسے
روے فصلی یہ پھر در تاریخ	ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض	سنہ ۱۲۸۰ فصلے
دیدہ افروز پھر ہے شمسی سال	ہے یہ نادیدہ مہر روشن فیض	سنہ ۱۲۹۵ شمسے
عیسوی سال کا جما پھر رنگ	ہوا گلبیز داہ خرمن فیض	سنہ ۱۸۷۳ عیسوے
پھر زر سال پر لکھے سمت مین	ہے سراپا کلید مخزن فیض	سنہ ۱۹۳۰ سمت

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دار اخدم خان سکندر حشم ساختہ قصری بدیع ہمچو سر خود رفیع	شاہ سریر کرم میر وزیر حسین ہمچو دل خود وسیع ہمچو رخ خود زرین

طرۂ او ز دکمند بر سر چرخ بلند	صحن کشادش فگند غلغلہ در خافقین
قدر رہے کن بہپا خانۂ تاریخ را	کردہ چہ قصری بنامیر وزیر حسین ۱۲۹۱ھ

تاریخ مولد شریف مصنفۂ سید وزیر حسین خان

خان من سید وزیر حسین	خط کش منشیان باسبق ست
زد رقم مولد رسول اللہ	کہ ز سر تا بپا بیک نسق ست
در سواد کتاب رنگینش	بر لب شام خندۂ شفق ست
غنچۂ سوسنی ست ہر نقطہ	تختۂ گلشنی ورق ورق ست
بر بلندی پدید اوراقش	زان یکے آسمان نہ طبق ست
با وجود شہاب ثاقب خود	از خجالت فلک عرق عرق ست
زاد از طبع قدر تاریخش	مولد اشرف نبی حق ست ۱۲۹۱ھ

ایضاً

شکر شکن وزیر حسین ست در سخن	این مولد رسول گواہ شکر لبی ست
طوطی فکر قدر نواز د بشاخ سال	صد صد درود آر کہ این مولد نبی ست ۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات شیخ محمد علی شاہ آبادی

ہے ز دل عرشیان تا بلب آمد فغان	رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی
قدر بسال روان سال وصالش بخوان	آہ بحق داد جان شیخ محمد علی ۱۲۹۱ھ

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفہ خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی

فروغ نثر و پروین جناب خواجہ بدر الدین
بفکر خود رصد بندے بکلک خویش سیارے

حکیمے رمز دانی نکتہ فہمی دور اندیشی
تنے مو شگافے سخنہ مغز سے نغز گفتارے

دمے بر شوق او بسمل گہے بر ذوق او مائل
تفے برق شرر بارے نمے ابر گہر بارے

زہے آزاد پابندی سخے پابند آزادی
بکار خویش سر مستی بکار غیر ہشیارے

دلش وابستۂ صورت دل معنی اسیر او
بشوق حسن گلگیری بجز شوق دلدارے

بنور انگیزیے لفظ آئینہ بند حلب شہری
بمشک افشانی معنی دماغ آرائے تاتاری

بباطن تخم افشانی بظاہر سنبلستانی
بفکر کہنہ استادے بہ نثر تازہ نثاری

چہ نثر دلفریبے نجم الاسرار آمدہ نامش
چو تصویر فرنگی سادہ رنگ و طرفہ پرکارے

چو چشم غمزہ بازان خامش آوای و سخنگوئی
چو روے امردان رنگین عذار سادہ رخسارے

ہلال طاق ابرو از قبائے او گریبانے
نگاہ چشم جادو از سر دامان او تارے

بمعنی کہنہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے
بباطن خرمن اندازے بظاہر خوشہ بردارے

چو مار و مہرۂ مارے بزیر خامہ ہر نقطہ
قلم بر ہر بیاض صفحہ مار یاسمین زارے

ورق از حرف شبگونش قلم از صرف مضمونش
یکے دامان شبگردے یکے زنبیل عیارے

قلم بنوشت و آسود و بپایان آمد این دفتر
نہالے بارور گردید و بارش پختہ شد بارے

برآرائے قدر نجم سال او از اوج فکر خود
دمیدہ مرحبا بر اوج معنی نجم الاسرارے ۱۲۹۲ھ

ایضاً رباعی تاریخ

نجم الاسرار صد طلسم جادو
تصنیف جناب خواجہ بدر الدین ست
بند و بہ نگاہ
سالش این ست
اے قدر بود در خور حرز بازو
از بدر بر آمدہ ست نجم نیکو
قصہ کوتاہ
سبحان اللہ ۱۲۹۲ھ

تاریخ کدخدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈپٹی مرزا عباس بیگ خانصاحب بہادر

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

رنگ شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا ۱۸۷۷ء
حلقۂ شوق ہی یہ ہاتھ مین کنگنا دلخواہ ۱۸۷۷ء
جسنے دیکھا نہو خورشید زمین کر تو نہین ۱۸۷۷ء
مثل تار نگہ شوق رہوا جو صدقے ۱۸۷۷ء
سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طناز فلک ۱۸۷۷ء
تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہی ۱۸۷۷ء
سب کے تار نگہ شوق ہین لپٹے معکوس ۱۸۷۷ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس ۱۸۷۷ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا ۱۸۷۷ء

آئنہ منہ سند بخت سکندر سہرا ۱۸۷۷ء
دامن حسن ہے فیاض کے سر پہ سہرا ۱۸۷۷ء
دیکھے انکا رخ نایاب ہٹا کر سہرا ۱۸۷۷ء
کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا ۱۸۷۷ء
سب جبین صبح ہی منہ چاند ہی اختر سہرا ۱۸۷۷ء
صید خلاص کرے سر کے نچھاور سہرا ۱۸۷۷ء
ہی سجا رخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا ۱۸۷۷ء
دامن ظل علمدار دلاور سہرا ۱۸۷۷ء
کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا ۱۸۷۷ء

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحب رئیس قصبۂ ستر ک

شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی
گنبد تاریخ او معمار فکر قدر ساخت

مسجدے ترسیم کرد و شہرۂ امصار شد
مسجدے فی الحال از صفدر علی تیار شد
سنہ ۱۲۹۳ھ

تاریخ مسجد آغا علی خانصاحب لکھنوی نبیرۂ سبحان علیخان مرحوم

جناب آغا علی خان اور الطاف حسن خان نے
عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد

کہی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین	حرم کی رشک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ١٢٩٤ھ

تواریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنو کہ بصفت و ماؤ داد

قطعۂ لاجواب ہدیۂ سید غلام حسنین قدر ١٨٧٨ء

گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے	١٨٧٨ء	سجد و جہد کل اٹھارہ سو ستر نومبر مین	١٨٧٨ء
قوی ڈالی بناے خیر خود کیننگ کالج کی	١٨٧٨ء	مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندر مین	١٨٧٨ء
عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج	١٨٧٨ء	زمان عدل ورز بیرونٹ سر جارج کوپر مین	١٨٧٨ء
جو باتمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لایق	١٨٧٨ء	ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین	١٨٧٨ء
سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف لائق	١٨٧٨ء	ہے زیباے شجاعت دگبجے سنگھ اسم دفتر مین	١٨٧٨ء
پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کی سعی اس آئی	١٨٧٨ء	کفیل حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین	١٨٧٨ء
سعید الملک امیر الدولہ والا انجم ذی ہمت	١٨٧٨ء	یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکرر مین	١٨٧٨ء
یہ عمان سخا وائس پریسیڈنٹ سابق ہین	١٨٧٨ء	کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و فر مین	١٨٧٨ء
ہی زیبا پایہ از بس اوج شنکر بخش رانا کا	١٨٧٨ء	ہین یہ وائس پریسیڈنٹ داخل ہی جوہر مین	١٨٧٨ء
ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب	١٨٧٨ء	ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین	١٨٧٨ء
ہوئی میر عمارت نیکدل کرنل ہولنش آئین	١٨٧٨ء	دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین	١٨٧٨ء
ہین لقمان خرد ولمور صاحب نامی انجنیر	١٨٧٨ء	لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقدر مین	١٨٧٨ء
نکو خوام جی ہوائٹ صاحب نامی اسمین افسر مین	١٨٧٨ء	سراپا فرد ہی کیننگ کالج ہفت کشور مین	١٨٧٨ء
سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج	١٨٧٨ء	ہین جبتک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر مین	١٨٧٨ء
مکمل نظم وہ لکھی ہی قدر بلگرامی نے	١٨٧٨ء	ہین سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع تر مین	١٨٧٨ء

تاریخ کتاب شمس الضحیٰ مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

کان علم را جوہر مشفقی رتن ناتھ است
گرمی سواد او نور لیلۃ القدر است
اینست خامہ گرد آورد کار نامۂ حکمت
خامۂ فرود آورد فتنہ در وجود آورد
شمس الضحیٰ آمد گرمی بیانش بین
از حروف دو مصراع قدر شد دو تاریخ
روز علم لامع شد در جہان ز لطف حق
۱۲۹۵ھ

کلک گوہر ین سلکش ابر در فشانیہاست
فکر آسمان پیمائش وحی آسمانیہاست
شرح راز گوییاست متن رمز دانیہاست
ہین بعالم پیریش دعوے جوانیہاست
نام نامہ را آمد طرفہ مہر خوانیہاست
ہجری از نخستین ہاست عیسوی ز ثانیہاست
مہر نیم روز عصر وقف مہر بانیہاست
۱۸۷۸ء

تاریخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ مہونا

بر مشرف حسین وا ویلا
مصطفیٰ پور از مہونا خواند ؎ ؎
تار جانش گسیخت دست اجل
قدر بنوشت سال تنقارش

ستم اے چرخ سفلہ بے عدد رفت
پور ہمپایہ مالک خود رفت
در یکتا بجیب مر قدر رفت
در ارمگہ محمد احمد رفت
۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید خلف علی صاحب پدر مصنف

ز دکن فغان بر آمد چو بگوشم اندر آمد
ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در رگم خلیدہ

ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیر و نشتر آمد
ہمہ خون فشاند دیدہ ہمہ دامنم تر آمد

همه خانه آب برده همه دل بتاب برده — همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد
همه روز شب نما شد همه شب بلا نشسته — همه ساز سوزها شد همه پنبه اخگر آمد
پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده — بغمم برات کرده چو زمان او سر آمد
شده دفن جسم خاکی چو بخاک در نگوئی — بن امهات سفلی بکنار مادر آمد
بفراغ عیش خندان چو گذشت از سر جان — بولای شاه مردان لب حوض کوثر آمد
تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته — دل خاک چاک گشته چو بخاک پیکر آمد
پی سیر باغ رضوان چو رسید تازه مهمان — رهای حور و غلمان به پذیره تا در آمد
پدرا خدا یگانا من و ایزد توانا — بغمت تنم بهانا همه تار بستر آمد
من و صبر و صد شکایت ز دل صد فغان برایت — همه صبر دل فدایت که بسینه خنجر آمد
منم و خیال رویت منم و هوای مویت — همه روز و شب بسویت نظریکه منتظر آمد
من و بام آوخ آوخ من و شام آوخ آوخ — ز مدام آوخ آوخ بلب من آور آمد
بخموش قدر نالان ز دل دیده شد پریشان — چه قیامت است نادان که بهفت کشور آمد
سنه وفات الدر تو بخوان ز لطف ایزد — بجنان گزیده سید خلف علی در آمد

۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید فضل اللہ لکھنوی عرف میر سیتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس — میر قدسی نظیر فضل الله
سال رحلت نوشت خامه قدر — آه جان داد میر فضل الله

۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی مترجم بوستان خیال

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن / نور آیا یا کہ چشم کور مین ؁
قدر نے تاریخ کا مصرع کہا / آہ بدر آیا خسوف گور مین ؁
۱۲۹۶ھ

تاریخ جشن مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سر مہاراجا بہادر دگبجے سنگھ آج کل / پھر ہوئے مسند نشین مسند ایوان جشن
پھر اُٹھا ہی لامکان تک غلغل بلرام پور / پھر سنا کروبیون نے نغمۂ والحان جشن
پھر ہوا ہی عرش اعلی پر دسہرے کا دماغ / پھر ہوے کرسی نشین افتخار ارکان جشن
بخت چمکے ملگئی جمشید کو ساقیگری / لڑ گئی قسمت کہ دارا ہو گیا دربان جشن
حال لکھا جشن کا منشی کشوری لال نے / ہان نگاہین روبرو دیہ نذر ہی شایان جشن
جسکا ہر اک صفحۂ رنگین چمن کا تختہ ہے / جسکی ہر اک سطر ہے نہر سر بستان جشن
نظم ایسی چہچہائی باغ مین مرغان فکر / نثر ایسی لہلہائی سبزۂ و ریحان جشن
شہرتون سے ہر قلم دائیگی تحت القلم / مہر خامہ سے مسجل ہو گیا فرمان جشن
تخت فصلی پر چڑھا ای قدر یون جمشید سال / ہو مبارک یہ دسہرا اور یہ سامان جشن
۱۲۸۶ فصلی

تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگ خان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاولی یکشنبہ دہم / شب آفتاب بزمین بے فسردہ وای
یعنے بمرد ڈپٹی عباس بیگ خان / ہے ہے گلے بباغ امارت فسردہ وای
برخواند قدر سویہ تاریخ ہجریش (تشکین ۱۲) / عباس بیگ خان بہادر بمرد وای
۱۲۹۱ھ

ولہ رباعی کتابۂ تاریخی قبر

گورِ عباس جان خراشد اے دل ‖ از ہم جگر قدر ہپا شد اے دل
خاموش کتابہ در مسیحی سال است ‖ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد اے دل ۱۲۷۹ھ

قطعۂ تاریخ امام باڑہ معمرۂ حکیم شیخ علی محمد صاحب لکھنوی کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است واقع فرنگی محل

دانش اساس رشکِ فلاطون و بوعلی سنہ ۱۲۹۷ھ ‖ یعنی علی محمد حق بینِ خلق دان سنہ ۱۲۹۷ھ
برکس سیاہ کردہ نہ چون مہر چشم آز سنہ ۱۲۹۷ھ ‖ از وہ بہر آمد زرِ خود اندرین زمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شد بانی بنیاز عزاخانۂ حسین سنہ ۱۲۹۷ھ ‖ ابن علی خدیو ولا شاہ انس و جان سنہ ۱۲۹۷ھ
گشتہ بدین رواقِ طبیب مسیح نہج سنہ ۱۲۹۷ھ ‖ سقف آسمان عرش زمین اوسط آسمان سنہ ۱۲۹۷ھ
بیت الشفائے عامِ صداع گناہ ناس سنہ ۱۲۹۷ھ ‖ دار الشفائے دردِ گناہان مردمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شمعِ ولا لگن دلِ سرگرم مومنین سنہ ۱۲۹۷ھ ‖ آہ شنگرف ماتمیان دود عود دان سنہ ۱۲۹۷ھ
ہر مصرعِ چکیدہ کند احساب قدر سنہ ۱۲۹۷ھ ‖ ہفت و نود ہزار دو صد سنجد اندران سنہ ۱۲۹۷ھ

ولہ اردو

شیخ صاحب علی محمد نام ‖ ہیں طبیب و حکیم و فرزانہ
اس عزاخانے کے ہوئے بانی ‖ عرش پایہ بنایہ کاشانہ
سالِ تعمیر قدر نے لکھا ‖ ہے یہ شبیر کا عزاخانہ سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ زناشوئی نواب اصغر جان صاحب عرف ننّن صاحب لکھنوی

سنو نواب اصغر جان صاحب ‖ تمہارا گھر بسا شادی مبارک

کہا یہ قدر نے مصرع تاریخ	نشاط خانہ آبادی مبارک ۱۲۹۷ھ

ولہ رباعی

بنبن صاحب بعقد مہد آرا شد	وین عقدہ بشہر فتحپور شہرہ شد
اے قدر نوشتیم سیحی تاریخ	با زہرہ قران مشتری انجا شد ۱۸-۸۱۲

تاریخ وفات نواب مرزا قربان علی بیگ دہلوی سالک تخلص شاگرد جناب غالب علیہ الرحمہ

اے قدر خواجہ تاش ما نواب قربان علی	سالک تخلص دہلوی معجز نگار افسوس مرد
مصرع تاریخ وصال اندر رجز آمد ملال	نواب قربان علی سالک ہزار افسوس مرد ۱۲۹۷ھ

تاریخ نسخہ توشۂ دار السلام مولفۂ میر عنایت حسین متین تخلص

سید والا نسب میر عنایت حسین	آنکہ متین داغ اوست داغ دہ صد کلام
لب بصفائے سخن ہمچو نبات است و شیر	ہم سخنش پُر نمک چون نمک اندر طعام
نوحۂ ماتم فزائے جملہ چو آورد گرد	اینت دو تا گفت سال قدر شعری تمام
مصرع اولائے او در سنہ عیسوی است	مصرع اُخرائے او ہجری خیر الانام
اوج دہ حور عین طوبی نظم متین ۱۸۸۰ع	زاد معاد انام توشۂ دار السلام ۱۲۹۷ھ

تاریخ ترتیب ترانۂ خیال دیوان مشتری از طوائف نامی بلدہ لکھنو

جا مہائے خویش را ایدرن چو گرد آوردہ است	نغمہ زا شد در سخن ساز بیان مشتری
شد درو دم مرحبا بر آسمان آفتاب	ہم سرود جبذا بر آسمان مشتری

ماهِ سالش تافت بر اوجِ سمای فکرِ قدر — نے بہا ز ہرا چکیدہ از زبانِ مشتری ۱۲۹۷ع

ولہ

لوحش الله مشتری دیوانِ خود ترتیب داد — زد بہستی سکه شہرت بنامِ مشتری
لاله خاتون داغ بر دل بوئے اندر سوز رشک — مہری و ماہی فدائے صبح و شامِ مشتری
در سخن دریوزه گر سلطان داغستانیش — زائرے احرام بند بارِ عامِ مشتری
قدر بر نقدِ مسیحی سکهٔ تاریخ زد — گرمی بازار شد محو کلامِ مشتری
سنه ۱۸۹۰ع

تاریخ غسل صحت مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

دگبجے سنگھ آنریبل کے سی اس آئی خطاب — آنکه اندر رزم بر شیران زند صد دور باش
چشمها بر داشت اندر صید شیران در کنام — شد زبون چون مردمانِ چشم تن تا بپاش
هر یکے نخلِ دعا بنشاندش از بہر اثر — هر یکے دستِ تمنا بان بر داشت از بہر دعاش
غسلِ صحت کرد و آب رفته در جو آمدش — عمرِ عیسیٰ مژده گوی آمد ز بہائے شفاش
قدر از دستِ دعا بنوشت سالِ عیسوی — بہر پاس جسم بادا آبِ غسل آبِ بقاش
سنه ۱۸۸۰ع

قطعهٔ تاریخ رحلت میر صادق حسین لکھنوی

مرده چون صادق حسین دیده ور — گریه شد بر چشمِ مردم فرضِ عین
بود زوارِ حسین ابنِ علیؑ — مہر دارِ فاتحِ بدر و حنین
نوجوانِ صالح و پرہیزگار — تابعِ شرع و مطیعِ والدین
مصرعِ سالِ رحیلش قدر گفت — راہیِ جنت بشد صادق حسین
سنه ۱۲۹۸ھ

تاریخ انتقال شیخ بو سوداگر ساکن دہلی

مرد بیدار شیخ بو نام — آوخ آوخ بخفت در تہ خاک
گفت سالش زبان خامۂ قدر — شیخ بو سپرد جان بہلاک
سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرۂ دیبی پرشاد بلگرامی

بانی اس عمدہ شوالے کی ہین دیبی پرشاد — خلف الصدق جواہر لال والا تدبیر
سال تعمیر کے گلشن مین کھلا فصلی گل — یہ شوالہ ہمین قدر کا ہی سر وکبیر — سنہ ۱۲۸۸ فصلی
پھر کیا غور تو لکھے یہ سنین ہجری — ہوگیا عمدۂ و نادید شوالہ تعمیر — سنہ ۱۲۹۸ھ
پھر جو کی فکر تو کہدی یہ مسیحی تاریخ — اسکی چوٹی یہ ہے رکھے قبہ چرخ بی پیر — سنہ ۱۸۸۱ع
آخر الامر کہا قدر نے یون سنبت مین — مورتون سے ہی ہوا کیسا یہ شوالہ تصویر — سنبہ ۱۹۳۸ بکرمی

تاریخ وفات عموی میر غلام یحیی صاحب بلگرامی معوطن آروی مدفن

چون نخل قد غلام یحیاے جواد — در آرہ بہ آرۂ اجل در افتاد
سالش ز کریاے خرد جست قدر — گفتم عموی غلام یحیی جان داد
۱۲۹۸ھ

تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صاحب طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب بہ بحر العلوم ثانی

آوخ آوخ حجۃ الاسلام و برہان شگرف — رادِ دین سید علی بردست گردون شد ہلاک

حیف آن ماہِ کمال اُو آدخ این گور نژند
وے دریغا از زمین لرزہ غمش گیتی پُر است
موسیٰ رو وادی المقدس عیسیٰ وچارم فلک
شد ہمینو نغمۂ طوبیٰ لک از طوبیٰ بلند
در دو مصرع زد دو تاریخ وفات او رقم
مُرد قاموسِ ورع سید علی بحر العلوم
سنہ ۱۲۹۸ھ

حیف آن ہو رِ ہدایت آدخ این تیرہ مغاک
دیدۂ اندر ہو یاش ارض نجف شد سینہ چاک
خاکِ پاک آمد تکلف بطرف درخاکِ پاک
موجزن بہر زیرہ کوثرش با صد تپاک
قدر با چشم پُر آب و با دلِ اندوہناک
موج دریاے حیا در نجف آمد بخاک
سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ ولادتِ اطفال توامان بخانہ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ خان

ساتھ دو طفل خداداد اندنون پیدا ہوے
اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونون آبدار
عیسوی سال ولادت قدر یون لکھدیے

ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شیم
اک کلی سے نکلے دو غنچے وہ دونون تازہ دم
مشتری و ماہ نکلے برج سے توام بہم
سنہ ۱۸۸۱ع

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

جا کے دہلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ
لو سنو قدر سے یون مصرع تاریخ نکاح

بیاہ لائے ہو دلہن گھر کی ہوئی آبادی
للہ الحمد مبارک تمھین ساجد شادی
سنہ ۱۲۹۹ھ

تاریخ انتقال تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علیخان بہادر جنگ بہادر اسیر تخلص

چون بہادر جنگ اسیر از رزمگاہِ دہر رفت
بر سرِ الفاظ خود جہل مرکب تیغ راند

جانِ فن شاعری افتاد اندر دار و گیر
برگلوے معنی آمد دشنۂ رنج کشیر

پا بزنجیر جہالت بندش اشعار شد — خانۂ زنجیر شد ہر بیت نظم دلپذیر
گردن علم عروض آمد بہ طوق دائرہ — قافیہ از حرف قید آمد بقید ناگزیر
قدر تاریخ وفات آورد اندر قید نظم — شد ز سبحن المومنین آزاد قدسی نفس اسیر
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ فی المثنوی

تدبیر الدولہ مرد آوخ — رخت ز ہستی برد آوخ
رزم نگار بہادر جنگ — بزم آرائے نام و ننگ
قیدی طبع و داغ اسیر — رشک ظہوری فخر ظہیر
صائب رائے و فکری فکر — عرفی رسم و سعدی ذکر
طبع سلیمش ناز سلیم — برق کلامش داغ کلیم
قدر رود تا تاریخ بگفت — تازہ بہ تازی گوہر سفت
مات سلیم طاب ثراہ سنہ ۱۲۹۹ھ — فات کلیم طاب ثراہ سنہ ۱۲۹۹ھ

در تعمیر کاروان سرائے ہردوئی معمرہ راجا تلک سنگھ کہ ہر مصرع تاریخ است

ایجادی مادۂ از سید غلام حسنین عرف قدر حسینی واسطی سلمہ ۱۹۳۹س

سخی و دادرو عاقل جناب جان کوئن سنہ ۱۲۹۰ف — حکیم و حاکم و حق جو کمشنر جرار سنہ ۱۲۹۰ف
ہوئے جو مستعد سعی وہ عدالت کے سنہ ۱۲۹۰ف — بڑی ادب سے تلک سنگھ ہیں سپاس گزار سنہ ۱۲۹۰ف
جو ہیں یہ محسن نیکان رئیس کٹیاری سنہ ۱۲۹۹ھ — ملا خطاب انہیں راجا کا ای دل آئی بہار سنہ ۱۲۹۹ھ
پھر اسکے شکر میں لیے پاک طبع راجا نے سنہ ۱۲۹۹ھ — کی یادگار میں ارفع کلان سرا طیار سنہ ۱۲۹۹ھ

جو مہتمم تھی رعایت حسین عمل پر وہ ۔ سنہ ۱۸۸۲ء
ہوئی رعایت نے آمد سی خرچ بیس ہزار ۔ سنہ ۱۸۸۲ء

یہ اذن میر وزیر الحسن تھا ہمکو بھی ۔ سنہ ۱۸۸۲ء
کہو وہ تاریخ ابجد میں جسمیں سال ہوں چار ۔ سنہ ۱۸۸۲ء

اگر ہیں فصلی و ہجری بیان علی الترتیب ۔ سنہ ۱۹۳۹ اس
تو پھر مسیحی و سنبت میں بھی ہو بہو شمار ۔ سنہ ۱۹۳۹ اس

پھلا یہ باغ ہنر قدر بلگرامی کا ۔ سنہ ۱۹۳۹ اس
ہر ایک سال میں پڑھ بخلاف دو اشعار ۔ سنہ ۱۹۳۹ اس

تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیز مصر سعادت کلیم طور صفا
خلیل کعبۂ حکمت محمد ابراہیم

بصد فشار اجل زابر ہستی موہوم
چکید در صدف گور شد چو در یتیم

نوشت سال وصالش خریف خامۂ قدر
بدرج کعبۂ باقی خزید ابراہیم
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ

چون چراغ دودمان علم ابراہیم مرد
ریخت اشک و شمع ہر غمخوار ابراہیم شد

بر دماغ مہر یزدان در شبستان ارم
چشم روشن خلد از دیدار ابراہیم شد

از دلش چون ملتہب گردید سوز معرفت
ہر گل گلزار جنت نار ابراہیم شد

قدر از شمع قلم افروخت بزم سال او
از برای وی ارم گلزار ابراہیم شد
۱۲۹۹ھ

ولہ

ز سیر بتکدۂ عالم فنا تمثال
بسوی دار بقا رخت بست ابراہیم

بدست ہمت مردانۂ رضای قضا
شکست لات جسد حق پرست ابراہیم

دماغ قدر بکرسی نشاند تار سخنش
چہ پایۂ صنم جان شکست ابراہیم
۱۲۹۹ھ

تاریخ کدخدائی سید مصطفی برادر زادۂ مصنف

ابنِ برادرم ابن علےٰ	آب و رنگ رخ بہجت
بادِ بہارِ مصطفوے	نفحۂ عطرِ گلِ عترت
دستِ مرادِ او آراست	زینتِ عروسی برقامت
مصرعِ سالِ تاریخش	قدرِ سخن گو در ساعت
معنوی و ہم صوری گفت	سال الف و ثلاثۃ مائۃ ۱۳۰۰ھ

تاریخ فسانۂ آزاد مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب

پنڈت رتن ناتھ از سخن افسانہ را کردہ چمن	زنار بستش برہمن ہم زاں پرستش شد رفیع
ہان قدر تاریخش مہل برسال زن مہر جلی	شد نجم حسن آرائے دل حالات آزاد بدیع ۱۳۰۰ھ

ولہ

اینت رتن ناتھ در در ہمہ دانی سمر	آنت فسانہ نگرکان ہمہ ایجاد اوست
شعر و سے اندر دہن صد چمن اندر چمن	نطقِ زبانِ سخن مرغ چمن زاد اوست
مصرعِ پیچیدہ اش عنبرِ بالیدہ اش	معنیِ پیچیدہ اش طرۂ شمشاد اوست
خامہ سجا مہ نہاد زہرہ عطارد بزاد	فکر تصور نژاد خلخ و نوشاد اوست
بست بفکر رسا معنیِ نایاب را	بستنِ بال ہما عشوۂ صیاد اوست
مریم او طبع بکر عیسےٰ او تازہ فکر	روح قدس را بہ ذکر ہمت پا ساد اوست
مصرعِ تاریخ باز قدر حسین داد ساز	سرو چمن زار ناز قصۂ آزاد اوست سنہ ۱۳۰۰ھ

تاریخ زراعت دکن مولفہ حسن بن عبداللہ محاسب سرکار نظام

سخن فہم وگنجور گنج خرد | بہین جوہر معدن علم و فن
حسن ابن عبد اللہ نامدار | خداوند اقلیم خلق حسن
حسابش برون از حساب کتاب | کہ فرد وحید است اندر زمن
بعلم فلاحت کتابے نوشت | زمین سبز شد مثل چرخ کہن
چو زر دیتش نامہ بر کود تنکر | بر آورده این طرفه لعل یمن
صلاح و فساد زمین بر کشاد | شده خار زار جنوبی چمن
خوشا تخم تاریخ افشاند قدر | شده سبز گشت صلاح و کہن
| سنہ ۱۳۰۱ھ

تاریخیہ

قطعات تاریخہاے طبع کلیات جناب سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم از نتائج افکار گہربار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب متخلص بہ نیّر سلمہ اللہ القادر

صورت شمع بزم عالم مین | خوب روشن ہوا ہے نام قدر
سہر سن تین بار نیّر نے | کہدیا - چھپ گیا کلام قدر
| ۱۳۰۸ھ

ایضاً منہ در فصلے

شد طبع کلام قدر ذی قدر | این مژده مرا چو گشت مسموع
نیّر گفتم چہ مصرع سال | ہان گشت کلام قدر مطبوع
| ۱۲۹۸ف

ایضاً منہ در فصلی و سمت

مژدہ باد اہلِ سخن را کز ہزاران زین و زیب
سال فصلی باد و بادا سال سمت اسعبار

طبع شد آنگہ بطبعِ پاک قدر خوش بیان
گفت وہ طوطی حیا گنج نیرّ گنجِ زبان
۱۲۹۸ فصلی
سمت ۱۹۴۷

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صد منت خدا کہ بصد قدر طبع شد
نیرّ سنش نوشت بصوری و معنوی

دیوانِ قدر شاعرِ یکتائے روزگار
آمد چہ سال سنہ صد ہم ہشت و یکہزار
۱۳۰۰ ھ

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گلِ طبعِ کلامِ قدر بشگفت و بمن
پس سنش نیرّ بگفتم از حروفِ معجمہ

این نوید تازہ آوردہ چو بوئے گل نسیم
نظمِ قدرِ بلگرامی بہتر از دُرِّ یتیم
۱۸۹۱ ع

ایضاً منہ در سمت

ہے شاعرِ یکتا کا ہوا طبع کلام
نیرّ نے کہا مصرعِ سالِ سمت

کیوں زمانے میں نہوں اہلِ سخن شاد آج
حضرتِ قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج
سمت ۱۹۴۷

[illegible] طبع دیوان از تصنیف سید واجد علی صاحب رضوی بلگرامی

[illegible]طبع ہوتا ہے کلام
[illegible] سخن سے ہے سدا

آج پوری ہو گئی سب عزمِ قدر
ہے یہ دیوان یا ہی شمع بزمِ قدر

کی ہے ہجری کی واجد نے جو فکر	عقل نے برجستہ کہا - وہی نظم قدر ۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر سید بندہ رضا صاحب فائز بلگرام

واہ وا کیا ہی چھپا دیوان قدر	سب کو ہوے آرزو عشرت و چین
ایک اوس مرحوم کی سب ہے یادگار	دوسرے دیوان سب ہے عالم پسند
لفظ لفظ اوسکی سب مصری کی ڈلی	وہ بیان شیرین کہ پھیکا جس سے قند
وہ اچھوتی فکر اے وصل سلے	دل فدا السطون پہ ہے مثل سپند
ہے لب زاہد پہ سال عیسوی	پیاری پیاری بندشیں مضمون بلند ۱۸۹۱ء

تاریخ طبع دیوان - از نتیجۂ افکار خیال شیرین مقال جناب غلام حیدر صاحب ارشد تلمذ قدر

حق ہی لعل بے بہا ہے کلیات میر قدر	اسمین ہین رنگین مضامین کیا کیا ای پاکیزہ گو
طبع کی تاریخ یون لکھتا ہی ارشد صاف صاف	قدردانو شوق دل سے طبعزاد قدر لو ۱۳۰۹ھ

ولہ فصلی

کلام حضرت استاد اسقدر ہے لطیف	کہ جس سے لطف اوٹھاینگے طبع اہل زبان
لکھا یہ خامۂ ارشد نے سال فصلی ہی	کلام قدر چھپا قدردانو تم ہو کہان

ولہ وفات حسرت شاعر نامی حضرت استاذی قدر مرحوم

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف	بلگرامش وطن وسید ذی رتبہ وجاہ

روز یکشنبہ و بست و سوم ذیقعدہ	فوت کرد آن شۂ اقلیم سخن وا ویلاہ
سنۂ رحلت او ارشد مغموم نوشت	شد روان قدر بسوے ارم انا للہ ۱۳۰۱ھ

ولہٗ

سرور اہل زبان سرور ارباب سخن	رفت سوے ملک عقبی ترک دنیا کرد حیف
مصرع تاریخ فوتش خامۂ ارشد نوشت	قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیف ۱۳۰۱ھ

ولہٗ

صد حیف زدہر شاعر یکتا رفت	از جسم سخن روح روان گویا رفت
آرشد سنۂ وفات او میگویم	قدر جادو مقال زین دنیا رفت ۱۳۰۱ھ

ولہٗ

نالان نشود چون دل ناشاد من	بر چرخ چسان رسد نفیر داد من
تاریخ این الم چہ گویم ارشد	رحلت زجہان گزید استاد من ۱۳۰۱ھ

ولہٗ

حضرت قدر سر اہل سخن سحر بیان	ذات او عمدۂ اولاد رسول الثقلین
نام نامیش بجا گشت غلام حسنین	زانکہ او روح حسنؑ بود و دل و جان حسینؑ
حیف صد حیف کہ او بزم جہان را بگذاشت	محفل نکتہ سرائی شدہ بی زیب و زین

آه او خاطر ما از دل و جان داشت عزیز — از چه رو در غم او دل نکند شیون و شین
سال رحلت بدر آ نیز بگو ای ارشد — بگلستان ارم قدر بود با حسنین
١٣٠١ھ

ولہ فصلی

کرد مرگ او محزون دل شده سراسر خون — آنکه در سخن همچون جامی و نظامی شد
بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم — های راهی از عالم قدر بلگرامی شد
١٢٩٢ ف

ولہ فصلی

چه حاجت ست که شرحش دهد زبان من — که روشن ست بر اهل زبان مراتب قدر
وفات یافت بگو سال فصلیش ارشد — زیاده باد بدار جنان مراتب قدر
١٢٩٢ ف

ولہ مسیحی

برده زیر زمین قدر زبان آور را — جور بر اهل سخن کرده چرخ بی پیر
آمده سال مسیحی بزبانم ارشد — رهگرا شد ز جهان قدر بحکم تقدیر
١٨٨٤ع

در صوری هجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل — نکته پرداز سخندان و سخن آگاه قدر
عیسوی مصرع عیان هجری ز من ارشد بخوان — در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر
١٣٠١ھ I ١٨٨٤ع

ولہ سنت

حیف بگذشت چو پنجاه و دو سال از عمرش ... حضرت قدر روانه شده زین دار خراب

نیز سنت بقلم آمده بنگر ارشد ... از جهان رحلت قدر آه چه زود داد شتاب

۱۹۴۱

ولہ در زبر بنیات ہجری

خسرو ملک معانی قدر ... کرد جہان فنا پدرود

ارشد زبر ببین گوشد ... ہے ہے قدر وفات نمود

سنہ ۱۳۰۱ھ

ولہ در زبر بنیات فصلی

قدر اُستاد من ازین عالم ... راہی ملک جاودان گردید

فصلی اندر زبر ببین ہست ... وائے جائے مزار قدر گزید

۱۲۹۲ ف

ولہ در زبر بنیات سنت

جان اُستادم روان شد چون ز تن ... در دل من جا نمود از بس ملال

سنت ارشد ہم زبر با بین ست ... قدر از دنیا گزیدہ انتقال

۱۹۴۱

ولہ

اُستاد بعدیل زمانہ جناب قدر ... زیبد اگر باہل سخن گویمش امام

جادو طراز سحر بیان خوش مقام دہر ... معجز رقم محاورہ دان افصح انام

در مدح پادشاہ دکن او قصیدہ گفت ... اشعار اندران دو صد و سی بود تمام

کرده سفر ابیز دهم از مه صفر | یعنی ز لکهنو به بنارس نهاده گام
اسوار ... شد به بین بوسے حضور | در عرصهٔ قلیل رسیده بآن مقام
خواند آن قصیده را بادب حضور او | گردید مورد صله از حضرت نظام
هم سرفراز گشت به تنخواه چار صد | لیکن در آن زمانه که شد خایز المرام
از اختلاف آب و هواے مقامها | طبعش ازین سبب شده مائل سوز گام
چون بود حکم حضرت ممدوح ظل حق | همراه رفت جانب کلکته شاد کام
زانجا بروشه بدکن همره رکاب | با لطف خسروانه و اعزاز و احترام
یکماه و چند روز در آنجا صحیح ماند | بیمار گشت بعد از آن آن رسیده کام
شد دنبلے نمود به پشت مبارکش | آن دنبلے خراب که سرطان بود بنام
اسهال هم که باکبدی گویدش طبیب | در هر دو مبتلا شده آن کامل انام
امراض او بطول کشید و یک بیک | تا آنکه فرق آمده در طاقت خرام
چون دید جسم لاغر او رنگ چهره زرد | آگه شد از علالت او خسرو نظام
بین قدردانیش ز ره بنده پروری | صادر نمود حکم به بعد حسن انتظام
مداح هر کجا که بخواهد دلش رود | یابد ز لطف خویش دو صد روپیه مدام
القصه آمده ز دکن سوے لکهنو | کرده معالجه ز اطباے آن مقام
ایواے چون نبود به تقدیر او شفا | سودے نداد هیچ علاجے و اهتمام
از سیل آن عوارض مهلک بچند روز | آورد قصر طاقت او رو با نهدام
ذیقعده ماه و بست و سوم بعد هفته روز | آخر سفر گزید ازین دار بے قیام
معلوم گشت روز دگر حال فوت او | زان رو که این ستم زده بوده به باب ام

از تیغ تیز کم خبر مرگ او بنود
افسوس اہلخانہ دو ہمشیرہ را گذاشت
از ہفت سال مادر او نیز بیوہ است
چون ذکر بیوگان بزبان داشت این حزین
ممدوح او بدہر بماند ہزار سال
نادم شدم بگفتہ خود زین جواب دل
ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی
مصراع سال فصلی او نیز گفتہ شد
ارشد ز بہر سال مسیحش ہم بگو
دریافت سنبتش چو کنی بشنوی ز من

زخمی بدل رسید کہ شد کار دل تمام
زان ہر دو از دو سال یکے بیوہ ستام
یعنے نماند والد آن مادح نظام
فی الفور گفت دل کہ فضولست این کلام
خواہد نمود پرورش بیوگان مدام
انگاہ فکر سال مرا شد باختتام
گشتہ روان بسوے ارم قدر خوش کلام
۱۳۰۱ھ ۱۳۰۱ھ
رحلت نمودہ قدر ز دنیا سے بے قیام
۱۲۹۲ف
ایوا نمودہ قدر بسمت عدم خرام
۱۸۸۴ع
آہ از قضاے قدر شدہ کیف بلگرام
سنبت ۱۹۴۱

تمت

الحمد للہ والمنۃ کہ کلیات سید غلام حسنین مرحوم بلگرامی المتخلص بہ قدر
بماہ نہم ذیحجہ ۱۳۰۸ہجری مطابق ہفتدہم جولائی سنہ ۱۸۹۱ع
در شہر آگرہ بمطبع مفید عام آگرہ باہتمام
بندۂ گمنام احمد خان صوفی پیرایۂ اختتام
در بر کشید و سرمہ کش چشم
نظارگیان
گردید

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلام کلیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر
مالک و جبّار و حکیم و قدیر

خاک سے آدم کو کیا اُسنے پاک
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک

خاک کیا خاک سے پھر گل کیا
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا

عضو ہوے جمع بنا آدمی
خاک سمجھتا ہی بھلا آدمی

خاک ہی کو نور پیمبر دیا
خاک سے صاف آئینے کو کر دیا

آئینۂ قدرت رب قدیر
احمدؐ مختار بشیر و نذیر

رہتے نتھے حق سے کوئی دم جدا
سایہ نہ مرئی تھا مثال خدا

وصل یہ تھا سایہ کو چارہ نہ تھا
خالق و احمدؐ میں گزارہ نہ تھا

سایہ صفت ساتھ علیؑ کا رہا
لحمک لحمی احمدؐ نے کہا

جسم نبیؐ جسم علیؑ ایک تھا
خون علیؑ خون نبیؐ ایک تھا

تھے وہ پیمبر یہ امام ہدا
اُن پہ درود اِن پہ سلام خدا

باعث نظم

جمع ہوئے ایکدن احباب و یار
صاحب عز و شرف و ذی وقار

بزم مین ہر ایک تھا رنگین بیان
نطق مین گلریز تھی شاخ زبان

جلسے مین ہر ایک فلک آستان
چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان

ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب
دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب

اون مین سے اک شاعر شیرین کلام
جنکے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام

کہنے لگے مجھسے وہ ذی فہم و عقل
یاد ہے اے قدر تجھے ایک نقل

ہے وہ صدف گوہر تقدیر کی
موج ہے سرچشمۂ تدبیر کی

نظم اُسے کرکے سنا دیجیے
آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے

ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز
ہوگئی اُنکی مجھے خاطر عزیز

پھر نہ مین خاطر شکنی کرسکا
پھر نہ [?] مین کچھ کم سخنی کرسکا

نثر سے نظم مین قصہ لکھا
رہگیا تھا جو مرا حصہ لکھا

ہے جو بنا قصے کی تقدیر پر
نام ہے اے قدر قضا و قدر

آغاز داستان امیر و فقیر

آج تو کچھ رنگ جما ساقیا
بادۂ گلرنگ پلا ساقیا

ابر ہے اور فصل بہاری کا زور
ہو یہ خرابات مین مستی و شور

قاضی و زاہد کی پگڑی گرے
ہاتھ مین مستون کے ہون دونون سرے

دو رہین جام سے انگور ہو
قلقل مے نغمۂ طنبور ہو

قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر
سو رہئے میخانے کے پٹ بھیڑ کر

نیند نہ آئے تو کہانی کہون
جو جو سنا ہے وہ زبانی کہون

اک طرف اک شہر تھا آراستہ
جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ

خوب سجی شہر کی ایک اک دُکان
طرفہ عمارات عجائب مکان

شہر کے باشندے سخی و کریم
عاقل و دانا و ظریف و حکیم

رہتا تھا اُس شہر مین اک مالدار
خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار

جمع تھا اسباب معیشت تمام
سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام

خرچ کا مطلق اُسے دھڑکا نہ تھا
رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا

زر ہو نہ وزر کا جو والی تو کیا
ہاتھ بھرا گود ہو خالی تو کیا

اُسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا
گھر مین کوئی گھر کا اوجالا نہ تھا

دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ
گھر مین نہ تھا تھا وہ گھر کا چراغ

شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر
روز کو خیرات مین کرتا بسر

اشک گرے فضل خدا ہو گیا
سینچ دیا نخل ہرا ہو گیا

کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا
صدقہ دیا رد بلا ہو گیا

آئے کو محتاج نہ جانے دیا
اُسنے دیا اُسکو خدا نے دیا

نخل سخاوت سے اُسے پھل ملا
زر جو دیا غنچۂ مطلب کھلا

سنتے ہین درویش کوئی آ گیا
جسپہ کہ اُس شخص کا جی آ گیا

مست مے کشف و کرامات تھا
رند قدح نوش مناجات تھا

ناصیے پر نور صباح امید　　چاند سا منہ چاندنی ریش سپید
ماتھے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر　　مہر تھی گویا خط تقدیر پر
لب جو کھلے عقدۂ دل وا ہوا　　جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل　　قطع مگر رشتۂ طول امل
کیا ہی ریاضت مین وہ تھا بے ریا　　جسم ہوا گھل کے سنئے بوریا
گھل گیا تھا زہد مین ایسا بدن　　رشتۂ تسبیح تھا سارا بدن
دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا　　شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
تھا الف اللہ کا قد بلند　　یون ہی جھکنے مین تھا بند بند
ایک مشبک کفنی دوش پر　　جس سے یون خاک چھنی دوش پر
مدحت معبود مین تھا تر زبان　　ذکر خداوند جہان بر زبان
کعبۂ مقصود رسیدہ فقیر　　بیٹھ گیا آکے قریب امیر
آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر　　دل مین ہوا گھر تو رہا اُسکے گھر
اُسنے کہا آپ کا تکیہ کدھر　　بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
نام جو پوچھا تو فدائے خدا　　کام جو پوچھا تو رضائے خدا
پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف　　بولے ہوا حکم خدا جسطرف
جب یہ کہا دوست دعا چاہیئے　　ہنس کے کہا فضل خدا چاہیئے
جب یہ کہا یاس ہے اب چار سو　　کہنے لگے ہول نہ لا تقنطوا
کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد　　ہے عوض لخت جگر دل مین درد
طفل نہین پاتے ہین آغوش مین　　طفل سر شک آتے ہین آغوش مین

کہکے یہ دلریش نے رو رو دیا
سوے خدا دست دعا اُٹھگئے
قبلے کو پھر پھر کے مناجات کی

سنتے ہی درویش نے رو رو دیا
بیٹھ گیا دست دعا اُٹھگئے
سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعاے درویش

ہوش دیے تو نے خدایا ہمین
اپنی عبادت کو بنایا ہمین
چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے
چاہے تو بے ماںکے ہویدا کرے
سیے عیسے و حوا ہین یہ دونون گواہ
قادر ہر فعل ہے تو اے آلہ
نوح رحم کا ہے توہی نقشبند
کہینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند
خلقت اول مین سلالہ کیا
آب سے اور گل سے امالہ کیا
حکم سے تیرے ہوا اسیل قرار
نطفے کو اے خالق ہر نور و نار
تو نے رحم مین علقہ کردیا
پھر علقے کو وہین مضغہ کیا
مضغے مین روئیدہ کیے پھر عظام
لحم دیا عظم کو بھر قیام
پھر عصب و پے کو جو پیدا کیا
خلقت آخر کو ہویدا کیا
اسمین کوئی تیرے برابر نہین
ہر کوئی مخلوق سے ہے تیرا حسین
جانتا ہے غائب و حاضر کو تو
خوشخبری دیتا ہے عاقر کو تو
مردے سے بدتر زکریا ہوے
پایا جو فرزند تو زندہ ہوے
یونہین طلبگار ہے تجھسے امیر
ہے ترے در پر ترے در کا فقیر
شاد تو اے میرے خدا کر اسے
دولت فرزند عطا کر اسے

حسرت اولاد سے ہی دلمین درد | اے مرے رب چھوڑا سے تو نہ فرد
کیا ہی موثر تھی دعاے خفی | ذکر خفی اور نداے خفی
دود دعا ابر سا چھانے لگا | بحر اثر موج پر آنے لگا
میکدے مین آج بڑی سیر ہے | قدر کہ ہر جاتے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امید کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہے فصل بہار اندنون | کیا ہی چہکتے ہین ہزار اندنون
کالی گھٹا چھائی ہے گلزار پر | کوکتے ہین مور بھی دیوار پر
رعد کا غل ہے کہ خبردار ہو | برق کی چشمک ہے کہ ہشیار ہو
دلمین کھبا جاتا ہے سامان باغ | تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ
موج مین ہے باغ کے جو نہر ہے | حوض کے دل مین بھی عجب لہر ہے
باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا | حوض پہ میخوارون کا ہے جمگھٹا
اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہے | عقل فلاطون بھی یہان دنگ ہے
تاکتے ہین رند کھڑے دور سے | آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے
پیچ ہے ہر بیل مین گیسو کی شکل | شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل
ساغر لبریز میسر ہوے | میکدے رندون کے لیے گھر ہوے
ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین | حور سے کوثر کا ابھی جام لین
ہوش مین آ ساقی رنگین لباس | دیکھ ذرا مست کے ہوش و حواس
دہیان اگر جانب میخانہ آئے | صاف ہو خم اور کہین دہیان نہ آئے

آج تو رندون مین یہ گاڑھی چھنی | ناز پری کرتی ہے تر دامنی
رحمت رب ہو گیا ابر سیاہ | پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ
فصل بہاری مین ہے ہر مست پاک | ابر کی چادر سے بنا دستپاک
دل مین نہان رکھتے ہین بوتل تمام | آنکھ کے پردے مین چھپاتے ہین جام
قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا | میکدے مین کچھ بھی نہ پائے تو کیا
یونہین اگر ذلت اٹھایا کرے | پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے
لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے | سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی دھنے
لاکھ یہ چاہا کرے افشاے راز | کوئی نہ میخانے مین بتلاے راز
یہ کہے اور او رکہین اور اور | پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کی طور
ہم وہ ہین دو جام پیے جس گھڑی | عقل فلاطون سے بھی بڑھ گئی
جام سے عالم کی خبر گھر مین ہے | ساغر جمشید بھی چکر مین ہے
آج تو نشاے مین یہ سوجھی ترنگ | جام سے کھلجاے زمانے کا رنگ
خوب چڑھے ہے نشاۂ مافی الضمیر | بکنے لگین حال امیر و فقیر
قدر یہی دل مین ارادہ کیا | خوان تکلف کو زیادہ کیا
تم تو یہ کہتے ہو کہ افشا نہ ہو | میری یہی دھن ہے کہ افسانہ ہو
ہے جو فسانہ اسی درویش کا | ذکر کرو دعوت درویش کا
دعوت درویش کی تاثیر واہ | جھوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ
خوب دعاؤن کا بندھا سلسلہ | وہ جو عقیمہ تھی ہوئی حاملہ
قفل مین خازن نے لگائی کلید | دم مین ہوا ایک خزانہ پدید

حامل نطفہ شکم زن ہوا — گوہر نایاب کا مخزن ہوا
گھر مین عجب قہقہے ہونے لگے — چہلین ہوئین چہچہے ہونے لگے
حمل ترقی پہ جو مائل ہوا — ماہ نہم مین مہ کامل ہوا
سنتے ہین جب نور کا تڑکا ہوا — چودہوین سے چاند سا لڑکا ہوا
نام خدا تیری کریمی کی شان — دیر نہین تو جو ہوا مہربان
چھاؤن عنایت کی جو دکھلا گیا — شاخ شکستہ مین ثمر آ گیا
صدقے ترے اے مرے رب عُلا — جسنے جو مانگا وہ اُسے دیدیا
کہتے ہین جب باپ کو پہونچی خبر — خوب لٹایا گہر و مال و زر
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا — سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
سنکے جمال پسرِ نامدار — دیکھنے آیا پدر نامدار
گود مین پردے سے نکالا اُسے — پاؤن پہ درویش کے ڈالا اُسے
ڈال چکا قدمون پہ جب دم اسیر — بیٹھ گیا گود مین لیکر فقیر
مُنہ مین زبان ڈالکے معصوم کے — ہنسنے لگا پیار سے مُنہ چوم کے
حفظ کی دو چار دعائین پڑہین — خوب اثر دار دعائین پڑہین
حرز دیے گنڈے بہت پڑھ دیے — نقش لکھے سورے کئی دم کیے
ایک دعا لکھکے عطا کی اُسے — باپ کو پھر دیکے دعا دی اُسے
یہ مہِ اقبال سلامت رہے — تا صد و سی سال سلامت رہے
آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال — کہتا ہے یون راوی شیرین مقال
ہمنے سنا ہے یہ بہت معتبر — قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتب تقدیر بحکم خدا ماتھے پہ لکھ جاتا ہے سبکے جدا
تھی جو بہت ساعت نیک اور سعد بعد ولادت وہین دم بھر کے بعد
کاتب تقدیر بحکم قدیر لکھنے چلا جبہ طفل صغیر
کشف و کرامات کا دیکھا اثر حضرت درویش کو آیا نظر
دیکھکے درویش نے روکا اُسے لکھنے نہ پایا تھا کہ ٹوکا اُسے
شہ مست درویش مین آیا ملک کہنے لگا کون بتایا ملک
دیکھ مجھے کیا مین فرشتہ نہین سنے مرے قسمت کا نوشتہ نہین
ہے مری مٹھی مین ہر اک بندوبست نامہ تقدیر ہے ہر خط دست
ہاتھ بنا آئینہ سرنوشت اس سے عیان ہوتا ہے ہر خوب و زشت
حال ملک سنکے یہ بولا فقیر اب یہ بتا اے ملکِ بے نظیر
ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا ماتھے پہ کر جائیگا تحریر کیا
اُسنے کہا حکم خدا ہے جو کچھ حرفِ سرِ لوح لکھا ہے جو کچھ
جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہین جو جو سُنا ہے وہ سُنا سکتے ہین
صفت امانت مین خیانت کرین صورت ہاروت قیامت کرین
تم سے کہین تاکہ کہو سب سے تم شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم
کہنے لگے آپ سن اے رازدار یہ نہین واللہ ہمارا شعار
خلق مین غماز رہین وہ نہین اِسکی سنین اُسکی کہین وہ نہین
ہے قسم حضرت ستار عیب تو جو بتا دے ہمین اسرار غیب
کاش زبان منھ سے نکالے کوئی راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

جب انہین مضبوط بہت پالیا — کاتب تقدیر نے بتلا دیا
حکم خدا اسکو یہ ہے اے فقیر — لکھ یہ سر جبہۂ طفل اسیر
فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان — اسپ سُبک خیز رہے زیر ران
گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے — اسکی کبھی ران نہ خالی رہے
شاد و فرحناک رہے یہ پسر — چین سے کٹجاے یونہین عمر بھر
گذرے یونہین ابلق لیل و نہار — گھوڑے سے اُترے تو میان مزار
ختم ہوئی بات بڑھا وہ ملک — ہاتھ بڑے طفل کے ماتھے تلک
رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا — اور جو منظور تھا لکھنا لکھا
کام کیا شکل دکھائی نہ پھر — گرد بھی اُسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور پہ چلے ساقیا — اور پہ چلے اور پہ چلے ساقیا
ابر ہے چلتی ہے ہواے بہار — ہو لب دریا بطِ مے کا شکار
بادۂ احمر بطِ مے مین بھرو — خون کبوتر بطِ مے مین بھرو
بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب — برق چمکتی ہو میانِ سحاب
رعد کی شورش ہے بہار آئی ہے — مژدۂ گل باد صبا لائی ہے
چرخ پہ پونہچا ہے سر پیرِ مغان — جھومتا ہے شاد ہے پیر مغان
صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے — بات ہر اک اُسکی کرامات ہے
نشأہ سے مجھے آخرِ کار آگیا — پلکین اُٹھین ابر بہار آگیا

ایک ملک مارنے مین کیا ہوا
عالمِ بالا تہ و بالا ہوا

ہے یہ دعا مثل دعائے فقیر
پیرِ مغان لاکھ فدائے فقیر

کہتا ہے اسطرح مرا ہمنفس
بعد ولادت کے جو گزرا برس

پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی
وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی

طفل طرحدار وہ پیدا ہوا
جسکی نظر پڑگئی شیدا ہوا

پردے مین جب دیکھنے آیا پدر
خدمتِ درویش مین لایا پدر

ہنسکے کہا آپکا بخشا ہے یہ
اور انہین قدمونکا نقشا ہے یہ

کہکے پدر گود مین لیکر اٹھا
بوسہ لیا گرکے قدم پر اٹھا

خدمتِ درویش مین آیا گیا
کاتبِ تقدیر ادھر آگیا

پھر وہی درویش سے باتین ہوئین
پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین

محرم و ہمراز جو پایا انہین
غیب کا احوال بتایا انہین

حکم خداوند ہمین یاد ہے
خالقِ اکبر کا یہ ارشاد ہے

جلد پہونچ اے ملکِ باخبر
طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر

پونہچے جوانی کو تو استاد ہو
صیدگہِ خلق مین صیاد ہو

ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے
نسرِ فلک تک بھی نہ زندہ بچے

دامِ مقدر سے رہائی نہین
اسکے سوا اسکی کمائی نہین

راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام
جاکے فرشتے نے کیا اپنا کام

حکم جو حاکم کا روا ہوگیا
کاتبِ تقدیر ہوا سو گیا

صاحبِ اولاد ہوا جب امیر
شاد کیا شاد ہوا جب اسیر

سامنے جو دامن سائل ہوا	موتیون کی آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا	ہوش نہین تیری قسم ساقیا
تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار	ہوش مین آجاتی ہے فصل بہار
کل یہ بہلا تختگہ جسم کہان	جام کہان بزم کہان ہم کہان
فصل خدا سے وہ سرانجام ہو	دورۂ آخر مین ترا نام ہو
رند کوئی جب سو مینا نہ جاے	جاے پر اس راہ سے پیمانہ جاے
حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو	ہمین تکلف نہین بہتر نہو
ہم سے فقیرون مین بہلا کیا حجاب	خیر سے کشکول مین بہر دے شراب
وضع نفاست یہ نہین کچھ خیال	تو نے سنا ہو مرے مرشد کا حال
راز خدا سب اسے معلوم ہے	شہرۂ آفاق ہے وہ دہوم ہے
ہاتھ اٹھے بہر دعا تین بار	نخل تمنا سے ملے تین بار
واہ تاثیر دعاے فقیر	کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر
حاملہ اسکے جو وہ بی بی ہوئی	بطن سے اس بی بی کے لڑکی ہوئی
حور کا چہرہ تو پری کا جمال	ننہا سا قد اور جہنڈولے تہے بال
صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم	نازکی اندام مین آنکہون مین شرم
باپ جو پردے کے برابر گیا	گود مین لیتا ہوا باہر گیا
دیکھکے درویش نے ہنس ہنس دیا	پیار کیا گود مین جب لے لیا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا ‏— دیکھکے دعا پردے مین بھجوادیا
اُس تنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا ‏— تذکرۂ حال فرشتہ ہوا
بولا کہ دو بار بتایا تمھین ‏— غیب کا اسرار بتایا تمھین
راز خدا پوچھ چکے واہ جی ‏— اب نہ بتائینگے تمھین شاہ جی
آپ بھی مرشد ہوے اللہ رے دم ‏— کون سا ہے آپکا بانیان قدم
ہنسکے یہ درویش نے اُس سے کہا ‏— میرے ترے کون سا پردہ رہا
اس سے تو دنیا مین نہین نیک بات ‏— تیرے سبب جان گیا ایک بات
پہنچی مرے کانون مین جو داستان ‏— پھر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان
اُسنے کہا خیر خبر شرط ہے ‏— مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہے
اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر ‏— کہتا ہے یون خالق جن و بشر
جبہۂ دختر پہ یہ لکھ اے ملک ‏— بھیک یہ مانگا کرے آخر تلک
صبح سے تا شام گدائی کرے ‏— چین سے بے فکر کمائی کرے
حکم خداوند سے چارہ نہین ‏— اسمین کچھ انسان کا اجارہ نہین
حال یہ درویش کو بتلا گیا ‏— اور وہ دختر کے قریب آگیا
خامہ تھی انگشت ورق ناصیا ‏— حکم خداوند جہان لکھدیا
لکھ جو چکا پھر کہین سایا نہ تھا ‏— عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا
پھر کے خزانے مین جو آیا پدر ‏— سائلونکو بخشش دیا مال و زر
زر دیا زیور دیا خلعت دیا ‏— سبکو مگر حسب لیاقت دیا
شاد یونہین رہنے لگا وہ امیر ‏— جان سے اور دل سے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اُسنے روا ہو گیا | منہ سے جو کچھ اسنے کہا ہو گیا

سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور | لخت جگر گود مین دل مین سرور

حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو | عید کا دن روز تھا مان باپ کو

دہیان یہ رہتا تھا نہ پونہچے گزند | دونون وہ مان باپ تھے مثل سپند

سوے خدا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے | بھر دعا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے

باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ | پھول جھڑین بزم رہے باغ باغ

سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون | نخل جوانی سے برومند ہون

یونہین نظر رہتی تھی اطفال پر | پھرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر

سنتے تھے جبدم سخن اطفال کے | چومتے تھے سب دہن اطفال کے

قدر بہت عیش مین جھولا نکر | ہادم لذات کو بھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا بیت مغان کیا ہوا | کل جو بنا رہا تھا وہ سمان کیا ہوا

ساقی و مطرب نظر آتے نہین | جا کے چھپے ہین کدہر آتے ہین

قلقل مینا ہے نہ چنگ و رباب | ناک مین آتی نہین بوے کباب

تاک بھی مرجھائے ہین اللہ رے یاس | سرو و صنوبر بھی کھڑے ہین اداس

کیا ہی برستی ہے یہان بیکسی | میکدہ اور ایک جہان بیکسی

کوئی نہین میکدہ سنسان ہے | قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے

آج یہان ہوتی ہے کچھ عقل گم | بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خُم

ایک اداسی ہی فقط چھائی ہے
خیر ہے کچھ فصل خزان آئی ہے

سنتے ہین ہم ایسی ہوا کچھ چلی
شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی

کون سے جلسے مین پڑی برہمی
شہر کا شہر آج ہوا ماتمی

حشر کا سامان ہے ہلچل یہ ہے
حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے

کہتے ہین اسطرح کہ مدت تلک
سب کے موافق تھا جو دور فلک

رہتے تھے دل شاد و لخت جگر
ہاتھ مین دل رکھتے تھے مادر پدر

سر پہ جو تھی چاہنے والون کی چھاؤن
سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاؤن

فضل خدا سے ہوے وہ جان جہان
تینون علی قدر مراتب جوان

چین سے اُن سب کی بسر ہوتی تھی
عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی

جمع تھا اک جلسۂ عجیب و غریب
لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب

چرخ کو منظور ہوا تفرقہ
ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ

حج و زیارت کو اُٹھا وہ فقیر
روکتا اس راہ مین کیونکر اسیر

تحفے دیئے لڑکونکے مان باپ نے
دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے

دلمین سماے ہوے تھے ولولے
کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ چلے

ہو گئے جو وقت یہ آنکھون سے اوٹ
دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ

شاق ہوا ہجر فقیر جلیل
ہو گئے وہ دونون مریض و علیل

باپ کی پہلے تو قضا آ گئی
باپ گیا مان کو اجل کھا گئی

وہ صدف یاس کے در یتیم
بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم

وہ شفقت اور عنایت کہان
ہے کہین اس غم کی نہایت کہان

شام سے گیسو نہ بنائے گئے ۔ صبح ہوئی منھ نہ دھلائی گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے ۔ ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
جاکے وہان ہم جو شکایت کرین ۔ سنکے وہ منھ چومین عنایت کرین
اترے ہوئے منھ سے وہ حیران ہون ۔ دیکھکے زلفون کو پریشان ہون
ہنسنے لگے چاک گریبان اگر ۔ رونے لگین دیکھکے مادر پدر
الغرض ان سبکی وہ حالت ہوئی ۔ خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک ۔ گرد یتیمی کی ملی منھ پہ خاک
سوچ مین تصویر کا عالم ہوا ۔ ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا
کوئی بزرگ انکا نہ سر پر رہا ۔ تینون کے تینون رہے اور گھر رہا
شہر کے اوباش بھی جانے لگے ۔ چکھنے لگے مال اڑانے لگے
سفت انہین سونے کی چڑیا ملی ۔ خاک مین وہ دولت دنیا ملی
جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اڑی ۔ سب انہین لوگون کی بدولت اڑی
جلسے ہوے بجنے لگا دائرہ ۔ خرمن دولت مین پڑا نائرہ
ٹھنڈے جو تھے کرنے لگی گرمیان ۔ پردے اٹھے ہوگئین بے ستریان
کہنے لگے لوگ بد و نیک کی ۔ غیبتین کرنے لگے ایک ایک کی
بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہین ۔ جوڑ یہ چلتے کہ اکھاڑین انہین
روز کی آپس مین لڑائی رہی ۔ بگڑے سبنے اپنی کمائی رہی
ملکے انہین لوگون سے وہ بات کی ۔ دنکو سو جاتے تھے مگر رات کی
جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوے ۔ تینون کے تینون متفرق ہوے

مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا ‏ ‏ لیکے روان ہوگیا چھوٹا بڑا
خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ ‏ ‏ سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ
دیکھ تو اے **قدر** ذرا ہوشیار ‏ ‏ دولت دنیا کا نہین اعتبار
سر جو اٹھایا کہین مثل حباب ‏ ‏ دم مین سمجھنا نہین مثل حباب
آپ نے پانی پہ بنایا ہے گھر ‏ ‏ ہر گھڑی کھٹکا ہے ہر اک دم خطر
قحبۂ دنیا ہے بڑی بیوفا ‏ ‏ یہ نہین کرتی ہے کسی سے وفا
حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ ‏ ‏ جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ
کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان ‏ ‏ مکر و فریب اور دغا بازیان
حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند ‏ ‏ خلق مین مشہور ہون پھر عقلمند
حشر کے دن کا نہین خوف و خطر ‏ ‏ مکر مین کب تک یہ کرین گے بسر
خیر رہین پیر خرد کے مرید ‏ ‏ یاد ہے نعرۂ ہل من مزید
سر پہ یہی عقل بلا لائیگی ‏ ‏ بیخودی حشر مین کام آئیگی
قدر تمہین عقل پہ کیا دھیان ہے ‏ ‏ جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے

پھر فقیر کی کہانی اور اسکی خبر پانی

آج نکل جائیگی دل کی بھڑاس ‏ ‏ اب تو چڑھا جائین گے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتھ سبو تک بڑھائین ‏ ‏ ایک سبو کیا ہے کہ خم تک چڑھائین
سنتے ہین پھر فصل بہار آتی ہے ‏ ‏ دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے
لاکھون پرے سوے گلستان گرے ‏ ‏ ٹوٹکے مرغان خوش الحان گرے

اُڑتے چلے جاتے ہین مُنھ موڑ کر — باغ پہ گرپڑتے ہین پر جوڑ کر
راگ نیا لاتے ہین گلزار مین — کان اُڑے جاتے ہین گلزار مین
بیٹھے ہو چپ مطربو اندھیر ہے — چھیڑدو طنبور کو کیا دیر ہے
رندو اُٹھو لائین اُسے ہاتھون ہاتھ — پیر مغان آئے مشیخت کے ساتھ
پیر مغان کون وہی مرد پیر — کاشف اسرار جناب فقیر
کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد — نور خدا قلب مین چہرے پہ گرد
پھرتے ہوئے یک بیک آیا خیال — چلکے ذرا دیکھیے اُن سب کا حال
سوچکے یہ دل مین وہ یکتاے دہر — شاد و فرحناک گیا سوے شہر
شہر مین پونہچا جو وہ مرد فقیر — سیدھا چلا سوے مکانِ امیر
جاکے جو دیکھا تو مچاتے ہین دھوم — فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم
خیر سے ہوتا تھا جدھر کو گزر — جھکتے تھے تسلیم کو دیوار و در
دیکھیے جس در کو الگ بند ہے — کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے
دیکھکے درویش نے سر دھن لیا — ایک پڑوسی نے وہان سن لیا
سنکے صدا بر محل آیا وہ مرد — گھر سے جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد
آکے کہا کون بتایا فقیر — کہنے لگا پھر کدھر آیا فقیر
ہنس کے یہ بولے کہ اِدھر آئیے — آئیے اک بات تو بتلائیے
یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین — خیر تو ہے اسمین تو کوئی نہین
اُسنے کہا شکر خدا کیجیے — جسمین رضا اُسکی ہو کیا کیجیے
خاک کا پتلا ہین مجبور ہے — سخت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض ہجر بڑھا مر گئے
دو نو نکے دو نون وہ قضا کر گئے
تھی جو یونہیں مرضی رب کریم
ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم ہ
داغ یہ درویش سنے جسدم سہا
تھام کے دل اُس سے یہ رو کر کہا
اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل
تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل
اُسنے کہا شہر سے راہی ہوئے
تینون بشہر ملک تباہی ہوئے
ایک تو جب شہر سے باہر ہوا
جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا
باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال
گھوڑا لیا ہوگیا چہرہ بحال
دوسرے فرزند کی سنئے خبر
شہر سے اُسنے بھی کیا ہی سفر
قلت زر سے یہی دل مین ٹھنی
کرنے لگا پیشۂ صید افگنی
ہاتھ مین اور دوش پہ کپنا ہی دام
شام کو بازار مین گنتا ہے دام
یو پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال
کرتی ہے اک شہر مین دردر سوال
مال پدر ہاتھ نہ آیا اُسے ؛
کیا کرے آخر یہی بھایا اُسے
تم کو ملے گا جو مکان ایک کا
ایک سے پاؤ گے نشان ایک کا
اُسنے سنایا جو یہ قصہ تمام
آپ بڑھے کہکے علیک السلام

شاہ صاحب کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑونکی سوداگری کا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار
آج خدا ہی نے دکھائی بہار
خار بھی گل ہوگئے قدرت سے یہ ہے
جھوٹ اُڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے
طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک
آج تو جھونکے کوئی آنکھون مین خاک

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے　　باغ پہ جوبن ہے گھٹا چھائی ہے

دختر رز اور شرابی کے ساتھ　　اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ

دھوم ہے رندون مین غضب دھوم ہے　　پتے چیختے ہین غل ہے عجب دہوم ہے

خوب ہے ساقی کی دکان پر ہجوم　　باغ کے در تک ہے برابر ہجوم

باد صبا بار نہین پاتی ہے　　پھول مین خود پھول کی بو آتی ہے

اودی گھٹا اور گلابی شراب　　مشرب زاہد کو کرے گی خراب

زور عبادات کا گھٹ جائے گا　　ایک ہی چلو مین اُلٹ جائیگا

توسہی زاہد کا وضو ٹوٹ جاے　　توسہی اک جرعے مین جی چھوٹ جاے

توسہی عمامہ بکے شہر مین　　توسہی پاجامہ بکے شہر مین

توسہی چومے یہ سر پیر مغان　　آکے کرے بیعت پیر مغان

پیر مغان اور مغان کے مرید　　شاد ہین نوروز ہے یا روز عید

جام بہی ہے آنکھ چڑھائے ہوے　　اور سبو ہاتھ بڑھائے ہوے

دیدۂ ساغر کو ہے کیا انتظار　　دست سبو جھکتے ہین کیون باربار

قدر تمہین مفت پس و پیش ہے　　آج یہان آمد درویش ہے

لیجیے حسن لیجیے آیا فقیر　　دہیان ادہر کیجیے آیا فقیر

پونہچا رسالے مین جو وہ ذی وقار　　ڈہونڈ رہا تھا خوابگہ ہر سوار

ایک کے بستر پہ نشان ملگیا　　پھر تو وہی راحت جان ملگیا

دوست کا اُنکے وہ کلان تھا پسر　　آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر

باپ کا ہمراز انہین جان کر　　رونے لگا دیکھکے پہچان کر

دیکھے یہ ماں باپ کا پرسا اُسے
رونے لگے اور رولایا اُسے

دونوں طرف شکوونکے دفتر کھلے
جاگ گئے نصیب اور مقدر کھلے

وہ جو سُناتا انہیں حالِ فراق
یہ بھی جتاتے سفرِ اشتیاق

اُسنے وہیں پاس اُتارا انہیں
حال سنایا کیا سارا انہیں

شاہ جی آرام سے رہنے لگے
اُس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے

کیا کہیں الفت ہے جو کچھ آپ سے
تمنے سنا ہوگا کبھی باپ سے

کیا کہیں ہم جیسے وہ مرحوم تھے
ربط تھے ہمارے اُنہیں معلوم تھے

تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند
کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند

اُسنے کہا کون سی یہ بات ہے
مجھپہ بزرگون کی عنایات ہے

آپ سے شرمندہ ہون نادم ہونین
جسمین مجھے حکم ہو خادم ہونین

معتقد اسطرح جو پایا اُسے
وعظ یہ ناصح نے سنایا اُسے

جو کہوں میں اُس میں نکر قیل و قال
اسپِ شبک سیر ابھی بیچ ڈال

دام جو کچھ آئیں اُنہیں صرف کر
شام تلک رہنے نپائے وہ زر

سُنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے
خیر ہے درویش کو کچھ خیر ہے

بیچ ابھی اور نہ کچھ منھ سے بول
ص واہ جی گھر گھوڑا نخاس مول

دیکھکے رُخ بولا وہ آگاہ دل
واہ یقین واہ جگر واہ دل

چاہیے اسمیں نہ ذرا فکر و غور
وہ مرا معبود ہے تجھے دیگا اور

اسمیں بھلائی ہے تری جان لے
بات فقیروں کی ذرا مان لے

جب یہ سنا پھر تو وہ کانپا وہیں
کشف و کرامات کو بھاپا وہیں

ص مستعمل... تا علامت... موقوف ۱۲

سید ہا اُٹھا اور گیا تھان مین — کھول کے لایا اُسے میدان مین
لا کے رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ — بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ
پاون کو پھیلا کے وہین شام سے — گھوڑا ایکا سو رہا آرام سے
کیون نہ بھلا چین سے کاٹے وہ شب — بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب
قیمتِ اسپ اُسنے جو پائی تمام — ایک ہی دن مین وہ اُڑائی تمام
کون کہے اس مین بُرائی ہوئی — بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
جب نہ رسالے مین رہا آسرا — دونون گئے جانبِ مہمان سرا
دیکھا وہان جا کے تماشا عجیب — ایک ہے اسوار مسافر غریب
جاتا ہے گھر اپنے وہ بیدل سوار — راہ مین بیمار ہوا راہوار
روکے وہ کہتا ہے کہ ای میرے رب — گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے اب
یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو — یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
اسمین یہ درویش نے جا کر کہا — گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا
چاہے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال — تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال
اُسنے کہا خیر یہی دیجیے — خواہ مرے خواہ جیے لیجیے
آپنے منظور کیا لے لیا — مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا
وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا — گھوڑا وہ دُم جھاڑ کے اچھا ہوا
آپنے جس وقت یہ گھوڑا لیا — اُس سے لیا اور اُنہین دے دیا
دیکے کہا اسکے ابھی دام کر — بیچ اسے چین کر آرام کر
ہے تری تقدیر مین گھوڑا مدام — روز کے روز آئین خریدار دام

تو کبھی بائع ہو کبھی مشتری | یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری
کہتے ہین درویش جو حامی ہوا | پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا
خلق مین ساکھا بھی بڑہا اسقدر | لاکھون روپے آنے لگے بات پر
واہ ری تدبیر جناب فقیر | ہوگیا دو دن مین امیر کبیر
مال وخزانہ اُسے حاصل ہوا | دیکھکے درویش بھی خوشدل ہوا
باتون ہی باتون مین کہا ایکدن | ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن
جاؤ نہین اُس دم ترے بھائیکی پاس | اُس سے بھی ہی یونہین کچھ اک التماس
ساتھ نہ کچھ مال وخزانہ کرو | آدمی اک دے کے روانہ کرو
اُسنے کہا آنکھون سے منظور ہے | سچ ہے جو مامور ہے معذور ہے
طے ہوئی یہ بات تو رہبر لیا | چل دیے اور آگے اُسے دہر لیا
تھا جو مقام اُسکا وہ جانا ہوا | رہبر رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالانہ پلا ساقیا | آنکھ تو یارون سے ملا ساقیا
طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہی | خیر ہے کیون ہمسے بھرا رہتا ہے
ہمسے اُٹھا تو تو اُٹھائین گے ہوش | صورت بادہ ابھی آئیگا جوش
تاؤ مین آکر ابھی لینگے قدح | قدح سُنا کر ابھی لینگے قدح
سوکھ گئی ورد دعا مین زبان | جب کہین جاری ہوئی تیری دکان
قہر ہے پھر بھی کوئی لب تر نہو | صورت قارون کہین ابتر نہو

جی مین ہے سائل کی گرہ کھول لے | نقد ہی لے دل کی گرہ کھول لے

تو کوئی پائی بھی نہ پائیے وہ ہین | چار ملے آٹھ اُڑا لیئے وہ ہین

دھیان نگر خیر جو خالی ہین ہاتھ | جام تو بھر نازو لطافت کے ساتھ

اشک مے سرخ کا پیمانہ ہے | چشم و خرد قیمت پیمانہ ہے

جلد چلیا ایک سفر پیش ہے | فکر و تردد ہمین درپیش ہے

ولولہ اے نازکے بانی یہ ہے | راوی صادق کی زبانی یہ ہے

چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر | منزل صیاد پہ پہونچا فقیر

پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا | کھول کے دروازے کو اندر گیا

جھک کے کیا اُسکو ادب سے سلام | حال برادر کا بتایا تمام

حضرت درویش کی تدبیر عقل | گھوڑونکی سوداگری اور ساری نقل

مال کا آنا وہ روپونکا شمار | خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار

دیر تلک اُسکو سنایا کیا | اُسنے جو پوچھا یہ بتایا کیا

پھر یہ سنایا اُسے حکم امیر | لے ترے پاس آیا ہے خود وہ فقیر

خاطر نازک سے ذرا ہوشیار | اک سر مو فرق نہو زینہار

راز الٰہی سے نہ گھبرائیو | جو کہے آنکھون سے بجا لائیو

بول اُٹھا چونک کے وہ خستہ جان | جبکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان

اُسنے کہا آئیے باہر ہین آپ | دیکھیے کیا جلوۂ داور ہین آپ

جب یہ سنا اُسنے اُٹھا بر محل | سامنے حضرت کے گیا سر کے بل

پاؤن پہ حضرت نے جو پایا اُسے | سینۂ اقدس سے لگایا اُسے

پہلے تو کی تعزیتِ والدین — وہ لوگ لگے رونے سے ہوا شور شین
دیر تلک یاد مین روتے رہے — بین بھی ما بین بین ہوتے رہے
اشکِ الم یاس سے بہنے لگے — [illegible] جب کے کہنے لگے
پونچھ کے آنسو اُسے لپٹا لیا — سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا
ہجر بھلا کب تھا گوارا انہین — اُسنے وہ [illegible] انہین
حال سنایا کہ بُرا حال ہے — [illegible] کا جنجال ہے
گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے — دام بنا ہے خطِ تقدیر سے
ہنسکے یہ کہنے لگے اے ذی شعور — صبح تب ساتھ چلیے گا ضرور
چلکے وہین حال سنائینگے ہم — جو جو بتاتا ہے بتائین گے ہم
اُسنے کہا خیر جو ارشاد ہو — تم خطِ تقدیر کے اُستاد ہو
کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی — زور یہ تقدیر بیابان ہوئی
نور کے تڑکے سے اُٹھا وہ جوان — فجر پڑھی اور کیا اپنا دھیان
دام لیا دانہ لیا ہاتھون ہاتھ — اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ
ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دو — دونون گئے عالمِ ہستی سے دور
ایک کف دست بیابان تھا — صلِّ علے نور کا میدان تھا
سبزۂ نوخیز بہت لہلہے — اور یہ ندون کے کہین چہچہے
سیدھی درختون کی قطار اک طرف — لالۂ صحرا کی بہار اک طرف
چاک گریبان سحر اک طرف — نالۂ مرغانِ سحر اک طرف
نخل مین لٹکے ہوے بار اک طرف — اور گل خودرو کی بہار اک طرف

جھیل لبالب تھی بھری اک طرف — قہقہۂ کبک دری اک طرف
مور کی جنگل مین صدا اک طرف — گلشن جنت کی ہوا اک طرف
اژدہے شبنم پہ مگن اک طرف — چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف
طائرون کی ریل کی ریل اک طرف — اور چرندون کی کلیل اک طرف
صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر — کھولدے جو روضۂ جنت کا در
گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے — تخت زمرد مین تھے موتی جڑے
نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور — ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
شاخ پر اللہ رے ہجوم طیور — پھنس گئے گیسو مین دل ناصبور
سرد ہوا اور برودت بھری — ساری زمین سبزۂ تر سے ہری
سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار — حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
دونون گئے پھر اسی میدان مین — دم جو لیا جان پڑی جان مین
اس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی — خوب نکالی ہے جگہ واہ جی
دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو — صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو
اسنے وہین دانے کو چھٹکا دیا — دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
جال مین اک باندھ دیا جانور — جس مین پرندون کو نہ ہو کچھ خطر
دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے — آڑ ہوا دامن صحرا پہ چھپے
ٹوٹ کے دانے پہ گرے یون پرند — دانۂ انگور پہ جس طرح رند
دام لیا ہاتھ مین صیاد نے — ہاتھ ہلایا وہین استاد نے
ہاتھ کے اٹھتے ہی اٹھے جانور — بیٹھ گئے اڑ کے کسی شاخ پر

اُسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا | کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
ہوش مین آ آپ سے خبردار ہو | دیکھ کمر باندھ کے تیار ہو
ڈر نہین عرصہ جو بہت سا کھچے | جال مین کوئی نہ پرندا کھچے
باز جو پھنسجائے تو پھر لا کلام | شوق سے بے پوچھے ہوی کھینچ دام
اُسنے کہا باز نہ آئے اگر | آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
تو نہین کچھ جانتا کیا راز ہے | باز کا ملنا بھی خداساز ہے
تیرے مقدر مین ہے اک جانور | اُڑکے ملیگا وہ تجھے عمر بھر
چاہیگا جو کچھ وہ ملے گا تجھے | حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے
اُسنے کہا دام وہی لاؤن مین | حکم جو ہو پھر اُسے پھیلاؤن مین
آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو | دام کہین اور جگہ جا لگاو
حکم کو سنکر وہ اُٹھا چست چست | دام کہین اُسنے کیا پھر درست
دانے پہ گرنے لگے پھر جانور | پھر بھی نہ صیاد ہوا کچھ خبر
بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک | باز کا پر بھی نگیا دام تک
چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی | یونہین درختون پہ نظر جا پڑی
ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا | باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
باز بھی اتنے مین گرا لوٹ کر | پھر نہ وہ پھندے سے پھرا چھوٹ کر
اُڑنے کو چاہا جو وہان باز نے | کھینچ لیا دام مین جانباز نے
دونون اُٹھے دشت سے اور گھر گئے | باز لیے شہر کے اندر گئے
پانسو اُس باز کی قیمت ملی ٭ | اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

صبح کو پھر جانب صحرا گیا
پھانس لیا باز کو اور آ گیا

خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات
حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات

آئیو جب پھانس کے باز آئیو
باز نہ آئے تو نہ باز آئیو

پھر اُسے حضرت نے سنایا حرف
روز جو کچھ آئے وہ ہو جائے صرف

تھوڑے سے عرصے مین بڑھا اقتدار
بننے لگے سونے کے دیوار و در

کیسۂ زر دام کا حلقہ ہوا
باز اُسے سونے کی چڑیا ہوا

فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا
دیکھکے درویش بھی شادان ہوا

پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے
تمسے یہی حاجت درویش ہے

آدمی اک راہ بتانے کو دو
ایک سے بہتر مین مری جان دو

ہے یہ غرض آپکی ہمشیر سے
کھو دیئے ادبار کو تدبیر سے

اُسنے وہین ساتھ کیا آدمی
لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہچانا

جام جو ایک آدہ بچا ہو ملے
حضرت ساقی کا بھلا ہو ملے

کچھ تو فقیرون کو بھی امداد ہو
جیین کرو خوش رہو آباد ہو

دیر سے سب رند دعا دیتے ہین
دیکھیے سرکار انہین کیا دیتے ہین

آپ ہی کا نام سنا اور آئے
دیر ہے کیا کوئی ادہر دور آئے

ٹوٹتا ہے جسم ادہر آئے قدح
پڑہ لین جما ہی مین دعا قدح

چلتے ہین ہم دورنہ ابتک چلا
سچ ہے مثل سوم سخی سے بھلا

جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب — اور نہ دینا ہو تو دیجے جواب

آپ کی خدمت سے کرین درگزر — دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در

پاؤن فقیر کا نہ کچھ لنگ ہے — اور نہ کچھ ملک خدا تنگ ہے

شرم تمھین چاہیے ای مہربان — دیکھیے فیاضی پیر مغان

کیون نہ بھلا خلق مین ہو جائے نام — بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام

بزم سے ہے خانۂ دختر غرض — پہونچے فقیر اور وہ رہبر غرض

آپ کھڑے رہ گئے بیرون در — گھر مین گیا پہلے وہی راہبر

بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے — ساری حقیقت وہ بتا دی اُسے

ذکر کیا آمد درویش کا — حال کہا مقصد درویش کا

منتظر حال جو پایا اُسے — بھائیون کا حال سنایا اُسے

گھوڑون کے بکنے سے وہ پانا روپے — باز کا پھنسنا وہ اُڑانا روپے

کوشش درویش جتایا کیا — ساری حقیقت وہ بتایا کیا

گھر مین سُنا جب نکل آئی وہین — شوق مین گھر سے نکل آئی وہین

ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر — پاون پہ پھر آکے گری دوڑ کر

آپ نے قدمون سے اُٹھایا اُسے — اور دیا خوب دلاسا اُسے

جان گئی اپنا سہارا اُنہین — جھوپڑی مین اپنے اُتارا اُنہین

رو کے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال — ہے مری تقدیر مین در در سوال

کشتی درویش مین ہے آبرو — پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کو بکو

کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار — چاک کی صورت نہین دم بھر قرار

اُسنے یہ سب حال جو بتلا دیا — آپ نے سن سُنکے دلاسا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکھ — بات جو کہدون مین اُسے یاد رکھ
جا کے سوال اب جو کہین کیجیو — دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو
ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے — دیکے دعا پھیر ہی دینا روپے
اُسنے کہا ایسا تو دیکھا نہین — گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہین
شاہ جی کہنے لگے جاؤ شتاب — اسمین نہین جا ہے سوال و جواب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو — مانگنے پر آ گئے جو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ ہے کیا — ناچنے جب نکلے تو گھونگھٹ ہی کیا
یہ جو سُنا مانگنے گھر سے چلی — بھیک ملی لاکھ پر اُسنے نہ لی
پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال — ایک ہزار سے کا ہی اپنا سوال
وہ کوئی اللہ کا پیارا سے ملے — جس سے جو حصہ ہو ہمارا سے ملے
سُنکے یہ لاکھون کے وہان دل پسے — لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہے اسے
لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش — بھیڑ سے حیران تھی وہ سینہ ریش
کہتے ہین استنے مین ہوا کروفر — ایک سواری نکل آئی اُدھر
سے یعنے اُدھر ایک امیر آگیا — بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا
پوچھا وہان اُسکا سبب ماجرا — لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
آ کے جو تفتیش کیا اُس سے حال — کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال
کیا ہی خدا ترس تھا وہ رحم دل — حال سُنا اور ہوا منفعل
تیسری کرمی وہین توڑا دیا — دیکے محافظ اُسے بھجوا دیا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی | سامنے درویش کے لیکر گئی
لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا اُنہین | اور وہ سب حال سنایا اُنہین
سنکے کہا آج ہی ہو جاے خرچ | خرچ ہے روز جو کچھ آئے خرچ
اُسنے سُنا کان سے جسدم یہ حرف | کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف
تھی جو مقدر مین کمائی وہی | صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی
زر جو ملا غنچۂ دل کھل گیا | تھوڑے سے عرصے مین بہت ملگیا
پیر نے یہ بات بتائی اُسے | ساری کرامات بتائی اُسے
ہے یہ گدائی تری تقدیر مین | ہار ہے ہمت کو نہ تدبیر مین
ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل | آج دیا جسنے وہی دیگا کل
کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی | اُسکو فقیری سے امارت ہوئی
دیکھکے خوش ہوگیا کیا وہ فقیر | شکر کے سجدے کو جھکا وہ فقیر
عرصے تلک پھر وہ اُسی جا رہا | تذکرۃً ایک دن اُس سے کہا
کام جو تھا شکر خدا ہوگیا | بار سے مین سبکے ادا ہوگیا
رشتۂ الفت کو کرو انقطاع | آج خوشی سے مجھے کر دو وداع
کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین | شیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین
دیکھکے یہ آپ کا جوش و خروش | اُڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
رو کے کہا خیر چلے جائیے | صبر کیا خیر چلے جائیے
حکم جو پایا وہ روانہ ہوے | جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرا نشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین اے ساقی مخمور آ — جوش مین اے غیرت فغفور آ

جام وہ دے دے جسے لاگ ہو — جام وہ دے عقل مری آگ ہو

آتش دل تیز ہو وہ جام دے — جو اثر نے خیز ہو وہ جام دے

جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو — جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو

رونق میخانہ ہو وہ جام دے — آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے

جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب — جام وہ دے ہو دل زاہد کباب

بے پیے سرشار ہون وہ جام دے — نشاے مین ہشیار ہون وہ جام دے

جام وہ دے فکر و تردد ہو گم — جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم

ناخن تدبیر ہو وہ جام دے — پنجۂ تقدیر ہو وہ جام دے

جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو — جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو

تحت ثری گرد ہو وہ جام دے — گاوزمین زرد ہو وہ جام دے

جام وہ دے عرش تلک سیر ہو — مے نہین حاضر تو فلک سیر ہو

ہو نہ فلک سیر تو دے جام بنگ — جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ

پیکے قدح تیرے قدم چوم کر — نشاے مین صحرا کو چلین جھوم کر

دشت مین اک باد بہاری گئی — حضرت مرشد کی سواری گئی

شہر مین ٹھہرے گا بھلا وہ فقیر — کہتے ہین بستی سے چلا وہ فقیر

راہرو راہ الٰہی ہوا — دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے — اور ہرن شیر فگن ہو گئے

سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق — جب سے پڑا گردن قمری مین طوق

کوک اُٹھا تھا کہین طاوس باغ — چرب زبانی سے لگا اُسکو داغ

قہقہون سے کبک پر آیا غضب — آگ جبھی کھاتا ہے یہ بے ادب

دہوم ہوئی عشق خداداد کی — آب گئی تیشۂ فرہاد کی

دیکھکے وامق پس ہامون چھپا — دامن کہسار مین مجنون چھپا

دشت مین جب آپکا جلوا ہوا — گلشن فردوس وہ صحرا ہوا

رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا — پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہو گیا

نقش قدم سے گل خودرو اُگے — بات مین ایک ایک کے دو دو اُگے

آئے جو صحرا مین یہ رشک ملک — راہ مین سبزے نے بچھا دی پلک

اور پئے تسلیم ادب بار بار — جھکتے تھے کیا کیا شجر بار دار

لو تو کبھی اُسطرف آتی نہ تھی — باد صبا خاک اُڑاتی نہ تھی

جھیلین بھرین چشمے بھرے جابجا — اور پرندونکے پرے جابجا

سرد زمین اور وہ ٹھنڈی کچھار — بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار

غار کہین اور کہین تھے پہاڑ — لاکھون کھجورین کہین لاکھون ہی تاڑ

شیر کہین اور کہین کرگدن — تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن

ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا — جھاڑیون سے جھاڑ کے گنجان تھا

صورت انسان نظر آتی نہ تھی — دہوپ وہان خوف سے جاتی نہ تھی

کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو — خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو

سیدہے سے وہان آپ چلے جاتے تھے — سیر کنان آپ چلے جاتے تھے

حمد خداوند مین تھے تر زبان	دل مین خدا اور یہ غزل برزبان

غزل

عارض پُر نور جو دکھلا دیا	کعبۂ و آتشکدہ چمکا دیا
برق تجلی نظر آتی نہ تھی	آنکھ جو دی طور کا سرما دیا
چرخ پہ تارے ہین زمین پر بشر	جسکو مناسب تھا جو دینا دیا
عشق دیا اور دل و چشم بھی	حسن دیا ناز و کرشما دیا
آنکھ کو بیماری ناد یدہ دی	ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا
ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی	بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا
دی جو ہر اک رند کو تر دامنی	حضرت زاہد کو مصلا دیا
بار ہو مجھکو ترے دربار مین	ایسی کوئی راہ بتا ہا دیا ؎

لیجئے چشم و جگر و دل ابھی ؎
پاس جو تھا قدر نے وہ لادیا

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہوے	آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوے
جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے	نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے
مُنہ سے کبھی آپکے جاری تھا کف	جذب مین کہتے تھے کبھی لاتخف
لب کبھی آہون سے لبالب کیا	اور کبھی نالۂ یارب کیا
نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت	گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت
کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند	کوسون اُڑے جاتے تھے وحشی چرند

بس یہ خدا نے خبر راز دی	پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز پہ چلے واہ جی	ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سنکے صدا آپ ذرا تھم گئے	دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے اُدہر غور سے دیکھا اُسے	آپ نے اس طور سے دیکھا اُسے
آتا ہے وہ گھوڑا اُٹھائے ہوئے	باز لیے توڑا اُٹھائے ہوئے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا	آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ غیر آپ مجھے جانیے	دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا	کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین	آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہین
سنکے ہنسا اور کہا واہ جی	آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس سے ہے جو کچھ یہی پہچان ہے	کاتب تقدیر ہون کچھ دھیان ہے
کیا کہون رہتا ہون عجب جال مین	تمنے پھنسایا مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی	یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے	میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے	ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہو گیا	دامن صحرا مین نہان ہو گیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے	دشت مین اک جا متوکل ہوئے
آئے نہ اُٹھ کر کبھی دنیا مین آپ	خضر صفت رہ گئے صحرا مین آپ
دیکھ لی گردش خط تقدیر کی	خوب ہی درویش نے تدبیر کی

ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے | خوب بڑھ پایا اُنہین تدبیر سے
تین طرح تینون کا حصا ملا | جو جو مقدر مین لکھا تھا ملا
ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار | ایک گدائی سے ہوئی مالدار
اب تو ذرا **قدر** تمھین ہوش ہو | جو جو سنا ہے وہ دُرِ گوش ہو
چاہیئے تقدیر کے قائل رہو | پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو
چاہیے تدبیر یہ دستور ہے | ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے
ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہے | چشمۂ قسمت مین جو ہے پانی ہے
ہو جو غرض فکر کیا چاہیے | درد جو ہو اُسکی دوا چاہیے
پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش | فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش
ہاتھ نہ پھیلے یہی چپ چاپ ہے | پاون کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے
خواب توسط سے کرے ساز باز | پاؤن نہ کمّل سے کبھی ہون دراز
طول ہے بیفائدہ المختصر | ہے یہی مضمون **قضا و قدر**
دل مین جو شیطان کبھی وسواس لائے | کیجیے تدبیر خدا راس لائے
بات رہے **قدر** رہی بات کر | حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دھوم ہو اے ساقی جام الست | مین بھی رہون بادۂ عرفان سے مست
دل مین جو ہو کیون نہ بکون برملا | خوب چڑھا نشاۂ قالوا بلےٰ
ایک پیالہ جو پیا چپ ہوا | ہوش اُڑے بزم مین ساکت ہوا

جامۂ ہستی کی نہین کچھ خبر | عمر تو غفلت مین ہوئی ہے بسر
خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین | مین ترے دوزخ کے بھی قابل نہین
مین نہ کسی کام کے لائق ہوا | خلق ہوا ننگ خلائق ہوا
خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ | دامن آدم مین لگا مجھسے داغ
آہ گنہ کرنیکو بیباک ہون | جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون
مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ | صورت ہمزاد ہے میرا گناہ
قہر سے اب کانپتا ہون بید وار | ہان تری رحمت کا ہون امیدوار
رات کو چاہے تو ابھی روز ہو | ساز کرے دم مین اگر سوز ہو
تیرا ذرا رحم ہے عصیان کی آڑ | اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ
رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ | آہ ترے قہر سے تیری پناہ
بخشنے مین دیر جو کرتا ہے تو | پڑہتا ہون مین آیۂ لاتقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دہوم ہے ای روح قدس دہوم ہے | دہوم ہے کیون کچھ تجھے معلوم ہے
کچھ تجھے معلوم ہے کیا شور ہے | شور ہے یا طبع مین یہ زور ہے
طبع مین یہ زور ہے احسنت ہے | سچ تو یہ ہے فکر ہی ساونت ہے
توڑتے ہین عرش کے تارے تو کیا | قدر جو ہمت بھی نہ ہارے تو کیا
زندہ نہین آہ جناب حسن | شاعرونکے شاہ جناب حسن
سرد ہے بازار کہ سودا نہین | درد نہین جرات و انشا نہین

میر کو پہلے ہی اجل کھا گئی حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی
آنکھون مین اندہیر ہے سب خشک و تر آہ نہین برق و جناب سحر
اُنکو دکھاتے یہ تاسف رہا یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا
تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم قدر بہلا روینگے کس کسکو ہم
وہ تو گئے سحر ہین ناسخ کی روح حضرت باری انہین دے عمر نوح
کشتی نوح سخن اُنکی ہے ذات اُنسے ملا جو کوئی پائے نجات
ہم بھی ہین ناجی کہ ہوے مشورے حضرت امداد علی سحر سے
نام وہ ہے جس سے ہے ناسخ کا نام خاص ہین جاری ہے مگر فیض عام
اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی لیگئے ہم لکھکے جو یہ مثنوی
جو جو بتانا تھا بتایا تمام جو جو بنانا تھا بنایا تمام
قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر بحر کو اک کوزے مین لاتے ہین سحر
بات مگر دہیان مین آئی ہے کیون نہو ناسخ کی کمائی ہے یہ
غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان نام جناب اسد اللہ خان
قدر سے شاعر کے یہ اُستاد ہین زور کمالات خداداد ہین
دانے کو چاہین تو بنا دین ثمر قطرے کو چاہین تو بنا دین گہر
ڈہالتے ہین شعر نئے رنگ کے رنگ اُڑا دیتے ہین ارژنگ کے
شعر بلیغ آپکی بندش فصیح قاعدے جانچے ہوے لفظین صحیح
کون بہلا جوہر ذاتی نہین عقل وہ ہے عقل مین آتی نہین
پونہچی یہان جب یہ کتاب شگرف ہاتف غیبی نے سنا حرف حرف

۱۵

کہنے لگا سنکے ہماری کتاب
کان ملاحت ہے یہ ساری کتاب
۱۲۷۴ھ

اب یہ مناجات کیا چاہیے
حضرت عزت مین دعا چاہیے

دست دعا ہو کہ جدہر رو رہے
عید ہو اپنی جو اُدہر تو رہے

غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو
خیر ہے خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکھنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صل علی خوب کہی مثنوی
دنگ ہوئے مولوی معنوی

ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد
گرمی بازار ہوئی اُسکی سرد

چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کی جام
آب خجالت ہوا حسن کلام

آگئی انصاف پہ عقل سلیم
سلمک اللہ پکارا سلیم

گلشن نو رستہ ہین ابیات کل
غنچہ ہر اک نقطہ ہی ہر حرف گل

شعر ہر اک گیسو جانانہ ہے
پنجہ مژگان پری شانہ ہے

سالک گہر جملہ مصاریع ہین
نامہ محبوب کی توقیع ہین ؎

نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین
بیت ہر اک زلف دوتای حسین

کیا ہی ضیا بار ہے یہ مثنوی
خلد کا گلزار ہے یہ مثنوی

قدر نے کی مثنوی اپنی تمام
بحر لکھو تم بھی سن اختتام

یہ سنہ مثنوی قدر ہے
مثنوی قدر مہ قدر ہے
سنہ ۱۲۷۴ ہجری

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

کیون نہ بھلا ناز کرے بلگرام	جس مین رہین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے	واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر	نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصۂ تقدیر کو	فضل خدا سے ہے عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو	لکھا گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

ولہ

صل علے مثنوی میر قدر	ہے کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابھی اور کہو سال نظم	باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر	یا کوئی دُر دانۂ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو	چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

قطعۂ تاریخ تالیف از بابو ہزاری لال جوان بنارسی

وصف ہو کیا مثنوی قدر کا	بس مرے استاد ہین وہ والسلام
نور کی تاریخ لکھو اے جوان	خلق مین آئینہ ہے سارا کلام

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

ولہ

اسمین جو کچھ چاہیے موجود ہے	ساری خدائی کا ہے یہ انتخاب
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان	قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب
	سنہ ۱۲۷۴ ہجری

غلام محمد خان واصل بلگرامی

قدر شناس شعر امیر قدر	شاعرا سے سرا سپنج
نظم نمود ست قضا و قدر	پس درو تاریخ تو واصل بسنج
معنوی و صوری و فصلی نویس	سال ہزار و دو صد و شصت و پنج
	سنہ ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام	بنام و نشان قضا و قدر
ظہیر از پے سال تاریخ او	نوشتہ بیان قضا و قدر
	سنہ ۱۲۷۴ ہجری

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہے یہ	زمانے بین نہین ہے جسکا ہمسر
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر	ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر
	سنہ ۱۲۷۴ ہجری

سید ابن علی بلگرامی

قَدْ اَتیٰ بمزدوج	مرحبا بدا اللہ القدر
قُلْتُ عامَ مُختَمِہٖ	اَلْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ
	سنہ ۱۲۷۴ھ

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر قضاوقدر

میرے تو اُستاد ہین مین کیا کہون
خوب لکھی خوب لکھی مثنوی
دہوم ہے انسان وملائک مین دہوم
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

قصۂ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جسنے سنا اُسنے کہا واہ واہ
صل علی صل علا واہ واہ
ارض سے ہے تابہ سما واہ واہ
۹۱
نظم یہ ہے صل علی واہ واہ
۱۲۷۴ھ

تمت

واسوخت قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہو
گھر کسی بندۂ وارفتہ کا ویرانہ نہو
کوئی دل آئینۂ چہرۂ جانانہ نہو
طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہو
داغ سینے کے نہ دہکین کہین اخگر کیطرح
عاشقی آگ مین جہونکے نہ سمندر کیطرح

۲

یا خدا دل سے تپ عشق بتان دور رہے
گل سے خار اور گلستان سے خزان دور رہے
خرمن عیش سے یہ برق تپان دور رہے
نشتر عشق سے ہر اک رگ جان دور رہے
خاک اُڑتی ہے جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اُجڑ جاتے ہین بستی پہ بلا آتی ہے

۳

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
کوئی سینے پر اثر تک بھی نہین پاتا ہے
دل سمہالو تو کلیجا وہین چھن جاتا ہے
جب جگر تھامتے ہین دل پہ غضب ڈہاتا ہے
جگر و دل پہ یہان ہاتھ دہرے پھرتے ہین
زندہ دل اِسکے وہی ہین جو مرے پھرتے ہین

ع۴

اک ہمین ہین کہ قیامت کی کڑی سہتے ہین
تیر کھائے ہوئے بیہوش پڑے رہتے ہین
نہ تو سنتے ہین کسیکی نہ تو کچھ کہتے ہین
آنکھ جب کھولتے ہین لخت جگر بہتے ہین
دیکھ لو آنکھ لڑائی یہ بُری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین چھُری ہوتی ہے

ع۵

کیا کہین کیسی مصیبت مین پھنسی جان حزین
دل کا کچھ ہوش نہین جسم کا کچھ ہوش نہین
ہونٹھ ہین خشک تو پُر آب ہے چشم غمگین
دل کہین آنکھ کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین
پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا شے ہے
ٹکٹکی باندھکے کہدیتے ہین مُنھ سے ہے ہے

ع۶

کچھ نفرمائیے قصے کہانی اپنی
شکل تو دیکھیے ای ظلم کے بانی اپنی
ہم سے مطلب ہے خبر لیجیے جانی اپنی
مفت مین مٹ گئی ہم ہارے جوانی اپنی
شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو سہی

ع۷

کیا تڑپتا ہے دل زار تمھین ہوش نہین
تم پہ ہم مرتے ہین ای یار تمھین ہوش نہین
ہے ہمین موت کا آزار تمھین ہوش نہین
دونون آنکھون کے ہین بیمار تمھین ہوش نہین
جگر و دل کبھی اے جان سمائے نہ گئے
کانٹے پلکون نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

ع۸

کوئی ہمسا بھی ستانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی تربت مین سلانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی یون داغ دکھانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی مٹی مین ملانیکو نہ پایا ہوگا
دم بھر کے جائینگے ایجان جو دم مین دم ہے
خوش رہین چین کرین آپ یہان کیا غم ہے

پیاری شکل ایسی ای رشک قمر کسکی ہے یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسکی ہے	۹	ایسی تقریر بہلا شہد و شکر کسکی ہے یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور کمر کسکی ہے

سحر کی شکل ہے اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے

نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی نہ یہ پنجہ کہین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی	۱۰	نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی نہ یہ تلوا کہین دیکھا نہ یہ مہندی دیکھی

چلتے ہو پنجون کے بل خوب تنے پھرتے ہو
اپنے جوبن مین چھلاوا سے بنے پھرتے ہو

بس نہ اتراؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین گلے ملجاؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین	۱۱	تم نہ شرماؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین مرتے ہین آؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

حسرتین دل مین ہین ایجان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالین آؤ

وہی طشت اور وہی خنجر وہی دل ہے وہی آنکھ وہی شیشہ وہی پتھر وہی دل ہے وہی آنکھ	۱۲	وہی موم اور وہی اخگر وہی دل ہے وہی آنکھ وہی پھوڑا وہی نشتر وہی دل ہے وہی آنکھ

ڈہونڈہتی ہین تمھین اے یار ہماری آنکھین
دل تو پہرتا نہین پھر جائین ہماری آنکھین

سینہ ہی بازو تنہ بھی ہمسے ہے کبھی تمپہ نثار ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تمپہ نثار	۱۳	جگر و چشم و دل و سر ہے ابھی تمپہ نثار لاکھ جائین ہون تو کرتے ہین ابھی تمپہ نثار

یہی حسرت ہے کہ مرکر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپ کے شیدا ہوتے

۱۴

ہاتھ پھیلاتے ہین آتے نہین تم کیا کہنا
پیاری صورت بھی دکھاتے نہین تم کیا کہنا

اپنی باتین بھی سناتے نہین تم کیا کہنا
تنگ کیا منھ بھی لگاتے نہین تم کیا کہنا

یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دیکھو
گرمیان کرکے جلایا نئی گرمی دیکھو

۱۵

بات کرنا تمھین باتو نمین بتایا ہے ہمنے
چال مین حشر کا انداز سکھایا ہے ہمنے

منہدی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہے ہمنے
آپ مگر تمھین معشوق بنایا ہے ہمنے

جب سے دل لینے کا اے یار تمھین فوق ہوا
اسی دن سے تمھین آئینے کا بھی شوق ہوا

۱۶

اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے
نہ بکیتی نہ کمر مین یہ لچک تھی آگے

منھ تو پھیرو وہی چہرے مین چمک تھی آگے
اپنے سایے سے بھی ہمکو تو جھجک تھی آگے

سب سے کہتے تھے یہ سج دھج کجاوٹ کب تھی
آنکھ اوپر نہین اٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

۱۷

ابتو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بد دور
ماتھے پر روز چنی جاتی ہے افشان بھی ضرور

جمگیا رنگ ہزارون مین ہوے تم مشہور
زلف سے آئنہ ہے کنگھی سے ہے یا دست حضور

بجز آئینہ ہمین چہرہ دکھاتے نہین آپ
پان مسی کے سوا منھ بھی لگاتے نہین آپ

۱۸

سبز رنگت یہ عجب نور ہے اللہ اللہ
خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ

چہرہ بھی شمع سر طور ہے اللہ اللہ
کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین سب سے پہلے یوسف ثانی ہو تم

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہے چوک کی سیر کو گھر سے یہ پلنگ آپکا ہے	۱۹	فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپکا ہے اپنی مژگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے
تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چھانو صاحب		
چال وہ کبک دری پاؤن پڑے آ آکر سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شیرین پر	۲۰	جی اُٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر زہر کھاتے ہین انہین باتون پہ سب جادوگر
مردہ آواز سُنے آپ کی زندا ہو جاے سیکھے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاے		
سمجھے ہم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے اے صنم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے	۲۱	ہے ستم حسن پہ انروزون غرور آپکو ہے دمبدم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
قہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین زہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین		
ہمسا عاشق نملے گا پیارے اگلی باتون پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے	۲۲	خوب انروزون بری سوجھی ہے اچھا پیارے کہتے تجھے دل بھی نہین آپ سے پیارا پیارے
اچھی باتو نہین کسے لوگ بُرا کہتے ہین بُری چالون سے بھلا کسکو بھلا کہتے ہین		
اندنون کیسا مزاج اے مریجان آپکا ہے یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے	۲۳	یہ تو فرمایئے کس سمت کو دھیان آپکا ہے دل مین جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے
ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین طور کچھ آپ کے بے طور ہوے جاتے ہین		

۲۴ ع

بات کہنے مین زبان اپنی دبا لیتے ہو
کبھی کہتے نہین ہونٹھونکا مزا لیتے ہو
آنکھین ملتی نہین پر آنکھین دکھا لیتے ہو
گالیان مفت مین دو چار سُنا لیتے ہو

آنکھ پڑتی ہے تو تیوری وہین چڑھ جاتی ہے
بات تھوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑھ جاتی ہے

۲۵ ع

کسطرف دہیان ہے باتین نہ بناؤ صاحب
کھو کے سیکھا ہون مجھے تم نسکھاؤ صاحب
جھوٹی قسمین نہ مرے سامنے کھاؤ صاحب
مجھسے اُڑتے ہو ذرہ ہوش مین آؤ صاحب

بت بنا دون تمہین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

۲۶ ع

مین وہی شاعر بیمثل ہون پہچانتے ہو
آستین اُلٹے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو
باتین چھریان ہین مری لوہا مرا مانتے ہو
قدر ہون قدر ہون قدر ہون تم جانتے ہو

ہوش جب آپکو آئے تو ادہر آئیے گا
اب زیادہ جو بگڑ جائیے گا تو بن جائیے گا

۲۷ ع

ہم وہ شاعر ہین کہ پریونمین ہوا باندہتے ہین
بیٹھے بیٹھے جو کہین دہیان ذرا باندہتے ہین
باتون باتون ہی مین مضمون نیا باندہتے ہین
سحر کرتے ہین پر مرغ قضا باندہتے ہین

طائر مرگ کو چٹکی پہ اُڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

۲۸ ع

ہم وہ ہین جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہین
ہم وہ ہین باتون مین سو سو تتّے بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین بات مین سب رنگ اُڑا دیتے ہین
ہم وہ ہین ہمسے بگڑیے تو بنا دیتے ہین

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

اسی صورت پہ تمہین ناز تھا لاحول و لا ہفت اقلیم مین اب آپکا ہوگا چرچا	۲۹	سچ ہے ہمنے تو کوئی کا ہیکو ایسا دیکھا بدر شرمائیگا کل رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پریان تمکو
دیکھیے لے نہ اُڑین مثل سلیمان تمکو

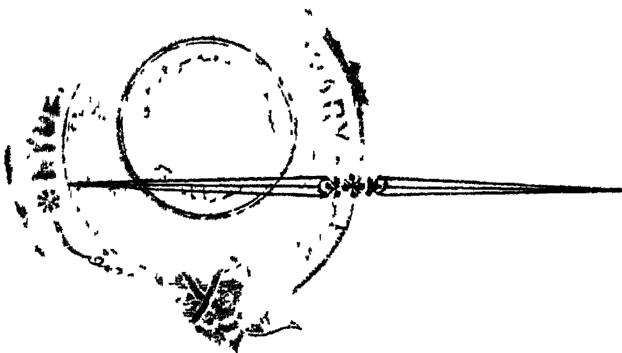
قدر بس اب بناؤ اُنہین انسان ہو اُسطرف دہیان کرو اپنی طرف دہیان کرو	۳۰	اتنا پریون کو جلاتے نہین دیوانے ہو بات رہجائیگی للہ مری مانو تو

دیکھو وہ روتے ہین آنکھین نہ نکالو ای قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگالو ای قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یارب بختون کو میری خامی مقبول کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے	یعنے واسوخت ہو تمامی مقبول واسوخت قدر بلگرامی مقبول ۱۸۵۸ء

تاریخ سر مہ ہر



صحت نامہ کلیات قدر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
لوح		قَدَساً	قَدْراً	۱۵	۱	پٹالن	بٹالن
۲	۲	خَلَف	خَلْف	۱۷	۱۹	جھل	چہل
۳	۱۴	اکسترا	اکسٹرا	۲۰	۴	جوڑ	جور
۴	۸	کلجاک	کلجگ	۲۱	۸	گئی	کئی
۵	۲	تربنی	تربینی	۲۲	۱۱	کپھل	پگھل
۶	۲	کینتک	کینٹک	″	۱۴	جڑاؤ	چڑھاؤ
۳	۲	جبرئیل	جبریل	۲۳	۸	سبوو	سبوی و
″	″	جابر	جابِر	″	۱۶	کمک	گمک
۳	۱۲	والجنہ	والجنۃ	۲۴	۱۹	تبتنی	ستبنی
۴	۱۵	ہرایک	ہرک	۲۵	۱	بجھادون	بجھادون
۵	۱۶	اِلاعلے	الاعلے	″	۱۶	لکھ	گکھ
۸	۱۶	توتے	تونے	۲۶	۱۷	آئینہ	آئنہ
″	۱۹	ڈوڑے للہ	دوڑیے للہ	″	۱۹	″	″
۱۲	۱۲	آئینہ	آئنہ	۲۷	۹	خوؤ	خود
″	۱۶	لکوئین	لکوئین	″	۱۰	بچھورلکا	بچھوڑونگا
۷	۱۷	چلتی	جلتی	۲۸	۷	تنہے	تھے
۱۳	۱۸	لگائین	لگائے	″	۱۳	نشار	نشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۴	نشہ	نشاہ
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا
۳۰	۷	بڑبڑارا ہے	بڑبڑا رہا ہی
۳۲	۳	گمک	گُمگ
۳۲	۹	بچتا	بجتا
〃	۱۲	کلنک	کلنگ
〃	۱۷	سیہ	سِنہ
۳۳	۱۷	بینائی	بنیائی
〃	۱۹	لکّھا	لکھا
۳۵	۱۵	کنیا	کمپا
〃	۱۹	زنبلیل	زنجبیل
۳۶	۹	سہرے	بھیرے
۳۷	۲	آیئنہ	آئنہ
۴۱	۳	〃	〃
۴۳	۹	درودشت	زردشت
۴۴	۲	کُملاے	کھلاے
〃	۳	جبہا	چبہا
〃	۱۷	پھلا	پھسلا
۴۵	۲	حبّذا	حبّذا
۴۷	۹	پیپہے	پپیہے
۵۱	۵	کلنک	کلنگ
۵۲	۱۷	ٹیٹیان	ٹٹیان
۵۳	۳	ہمارا نکے	ہماری کے
〃	۱۶	پیٹ پر	پر پیٹ
۵۴	۶	بناتی	نباتی
۵۵	۱۲	جبرئیل	جبریل
〃	۱۸	ہوگئے	ہوہو گئے
۵۷	۶	دریائی	دریا ہے
〃	۱۲	بیٹھیہ	بپیٹ
〃	۱۶	جیم	جییم
〃	۱۷	سواردن	سوارادن
۶۰	۳	گل ہووے	گل سے ہو
۶۲	۱	مٹھی	مُٹھی
۶۵	۴	اوسپہ	اوسپیہ
۶۸	۱	بپیش	بیش
〃	۱۲	ساقئی	ساقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۴	کہین	کہلین	۹۵	۲	ٹھگ جابجا	ٹھگ ہین جابجا
۶۹	۴	ہواسے	ہوائی	۹۶	۱۶	سنیے	نسیبے
۷۰	۱۵	داوا	دہاوا	۱۰۰	〃	جبرئل	جبرئیل
〃	۱۸	وگزر	وہ گزر	〃	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	وپہنکی	وہ پہنکی	۱۰۱	۸	جلِ جلالہ	جلّ جلالہ
〃	۱۶	گہن گئے	گہن گہن گئے	〃	۱۱	جبرئیل	جبریل
۷۲	۱۶	ہواکیار	ہوااکبار	۱۰۲	۴	کٹے کا	کٹے گا
〃	〃	سیٹوابو	سیٹوائیو	〃	۱۹	کہیا	کہُیا
۷۳	۴	بڑہی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تذرو
〃	۵	جڑی اودہے	جڑی ہی	۱۰۴	۶	گرمئ	گرمیِ
۷۴	۴	جوہودہ ہو	ہوناہوجوہو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۶	۲	خدابنی	خدابینی	〃	۱۳	جویہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	یہ اپنی	پراپنی	〃	۱۹	مزہ	مژہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰۶	۱	بینترے	بیترے
۸۴	۲	تن	بن	〃	۱۴	جگنی	جگُنی
۸۵	۱۶	خرا	جزا	〃	۱۵	اوڑتا	اوڑاتا
۹۳	۱۹	وکاٹ	وہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	ابروموے	ابرووموے
۹۴	۲	راضاسے	رضاسے	۱۰۸	۷	بنونکا	بنونگا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑایا	۱۳۴	۲	سنبہلا	سنبہالا
۱۰۹	۱۶	گذزک	گزک	〃	۱۰	مین سوتے	مین توسوتے
۱۱۲	۲	گہیون	کہیون	۱۳۶	۸	پوسنچے	پونہچے
۱۱۳	۱	نکلتے	تکلتے	۱۴۱	۱۵	جہان کا	جہائین
۱۱۸	۷	الآمان	الامان	〃	۱۸	دامن	دامن
۱۲۰	۳	اونیچے	اونچي	۱۴۲	۲	انگہہ	آنکھ
۱۲۳	۱۰	جوڑاکا	جوڑکا	〃	۱۸	ومین	وہین
۱۲۵	۲	آب	آپ	۱۴۶	۷	پونہچی	پونہچتی
〃	۹	جریدےمین	جریدتین	۱۴۷	۸	رہی نہ	رہی یا نہ
۱۲۶	۹	کہیا	کہبا	〃	۸	رہانرہا	رہایانرہا
۱۲۷	۳	بکڑکر	بگڑکر	۱۴۸	۱۷	اون سے	مین اون سے
〃	۱۰	ڈوپٹا	دوپٹا	۱۴۹	۶	آگے	آکے
۱۲۹	۳	ہونا ہوتا	ہوتا ہوتا	〃	۱۱	آئینہ	آئنہ
۱۳۰	۲	ایدہر	ادہر	۱۵۰	۱	مین	ہین
〃	۳	ہوامین	ہوائین	۱۵۴	۷	ڈرپڑے	دڑپڑے
〃	۴	اوڑتا	اوڑاتا	〃	〃	رکتی ہی	رکتے ہین
〃	۱۶	نرہا	بڑہا	〃	۸	ٹہیرے کی	ٹھہرگئی
۱۳۴	۲	ڈوپٹا	دوپٹا	〃	۱۳	انٹھلاکے	اٹھلاکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگھتے
۱۵۶	۱۱	کل	گل
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئنہ
۱۶۴	۳	سے آیا	لے آ
〃	۱۲	بہر	پھیر
۱۶۵	۴	کندہکر	گندہکر
۱۶۷	۱۰	منھ کاجل	منھ پہ کاجل
۱۷۱	۴	تنگے	تنکے
۱۷۲	[illegible]	بدور	بدوور
[illegible]	۱۱	کھرطک	گھرک
〃	۱۵	لکھے ہٹائین	لکھے کومٹائین
۱۸۰	۱۹	وماتھے	چوماتھے
۱۸۲	۳	توطے	توتے
۱۸۵	۵	نکلینگی	نکلیگی
〃	۱۸	ڈگین	ڈگین
۱۸۸	۶	بھڑکے نہ	بھڑکے کہ نہ
۱۹۱	۳	ذفن	ذقن
۱۹۱	۱۳	گرمئی	گرمی
〃	۱۶	مین	ہین
۱۹۵	۶	تیرکے	پیرکے
〃	۱۲	کہاسے گا	کہائیے گا
〃	۱۴	تیرا	ترا
〃	۱۹	نگہت	نکہت
۱۹۶	۱۶	ابرُو	ابرو
۱۹۷	۵	ہنسئے	ہنسیے
۱۹۸	۲	کا تبین	کا تبین
۱۹۹	۱	تاریکئ	تاریکی
۲۰۰	۱۷	چہپائے	چہپائیے
۲۰۱	۳	خداخداخداکر	خداخداخداکر
۲۰۳	۳	چندرور	چندروز
〃	۷	کعبہ و	کعبہ وُ
۲۰۵	۸	انکڑنا	اکڑنا
〃	۱۰	زلف بہ	زلف پر
۲۰۶	۶	مرنے بہی	مرنے پہ بھی
۲۰۷	۸	آئینہ	آئنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیاکر	کیمیاگر	۱۲۲	۱	کرتا کیا	کرتا ہو کیا
۲۰۸	۱۲	چُھرّیوں	چُھریوں	۲۲۴	۷	اوڑتا	اوڑاتا
۲۱۱	۹	آنگبین	انگبین	۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۱۲	۱	ہر ایک	ہر اک	۲۳۰	۴	ردکاوٹ	رکاوٹ
؍؍	۱۴	ہوں اگر	ہوں نہ اگر	۲۳۲	۵	آئنے	آئینے
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۳۷	۵	اسٹن	ایسٹین
؍؍	۶	اوتارا	اوتار	۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپایئے
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئنہ	۲۴۲	۱۲	تشنہ	تشنہ
۲۱۶	۱	بکئے	بکیے	۲۴۳	۱۲	گُلے	گلے
؍؍	۱۷	گلکیر	گلگیر	۲۴۷	۱۳	آئنہ	آئینہ
؍؍	۱۹	تاریکیئی	تاریکی	۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہای	۲۵۰	۱	جاسے	جائے
؍؍	۸	آئے	آئی	۲۵۳	۱۶	روی	روئی
؍؍	۱۳	بنا ہوں	بنا ہوں	۲۵۵	۱۲	گھل	گھُل
۲۱۹	۱۶	آمن	آہن	۱۵۶	۵	آئنہ	آئینہ
۲۲۰	۲	واقعیٔ	واقعی	؍؍	۱۷	یہ	یہ
؍؍	۸	الغیاث الغیاث الفراق	الغیاث الغیاث و	۲۵۸	۵	کردن	گردن
		الفراق	الفراق و الفراق	۲۶۲	۱۴	ابھی	بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۳	۱۳	مزہ	مژہ
۲۶۴	۱	سلائیے	سہلائیے
۲۶۸	۱۴	گھتی	گتھی
۲۶۹	۱۰	یہ	بہ
۲۷۴	۱۱	تباہ	نباہ
۲۷۵	۴	طروے	طرے
〃	۱۹	کم	گم
۲۷۹	۴	ہین	بین
〃	۱۶	روزن	روزون
۲۸۰	۶	ہوساتی	ہواساتی
〃	۱۸	ہوبین	ہون بین
۲۸۲	۱۴	جدید	حدید
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگی
۳۰۵	۲	جھل	جھیل
〃	۳	گیا	کیا
۳۰۶	۱۲	روئی	ردی
۳۲۲	۴	دیئے	دینے
۳۲۶	۱۸	جکبر	چکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۷	۱۹	سخن گوئی	سُخنگوئی
۳۲۹	۱۲	گردراہ	گرددرراہ
۳۳۹	۷	دل کوہ پرجانگاہ	دل پرکوہ جانکاہ
۳۴۰	۱۰	کیمیاکر	کیمیاگر
۳۵۹	۳	ہے ہوبہو	ہوبہو ہے
۳۶۳	۱۵	اٹھائینگے	اٹھائیگی
۳۶۶	۶	ببین	بین
〃	۱۰	زبرببین	زبروبین
۳۷۱	۱۱	اوجلا	اوجالا
۳۷۸	۹	کرد	گرد
〃	۱۵	مژہُ	مژدہ
۳۸۰	۱۳	واہ تاثیر	واہ ری تاثیر
۳۸۶	۳	بیٹی	بیٹھی
۳۹۴	۲	صد	صدا
۳۹۶	۷	فصل	فضل
۴۰۶	۱۲	ہی	ہی یہ
۴۱۴	۱۱	کجاوٹ	یہ کجاوٹ

تمت